بھاگتے ہو۔اے شام کے بہادر سپاہیو! تمہارے کارناموں کا آج یہی ایک دن ہے۔سعید کی فوجیں آگے بڑھیں اور خوارج کو پیس ڈالا۔حتیٰ کہ شوذب بھی مارا گیا۔

محمد بن مروان کی وفات

محمد بن مروان جو عبدالملک کا بھائی تھا اس نے اس سال وفات پائی۔عبدالملک نے اُس کو جزیرہ آرمینیہ، آذربائیجان کا عامل بنایا تھا۔اس نے رومیوں سے لڑائیاں کیں۔آرمینیوں سے مقابلہ کیا اور بہت سے مقامات فتح کیے۔خود بھی بہت زبردست طاقت کا آدمی تھا۔عبدالملک اسی وجہ سے اس سے حسد کرتا تھا۔جب عبدالملک کے لیے امر خلافت طے پا گیا تو اس نے اپنی عدوات کا اظہار اس طریقہ پر کیا کہ اُس کو آرمینیا میں جنگ کرنے کا حکم دیا۔جب محمد، عبدالملک سے رخصت ہونے لگا تو اس نے پوچھا کہ آخر آپ مجھ کو کیوں بھیج رہے ہیں اس کے بعد اس نے یہ دو شعر پڑھے:

وانك لا تـرى طـر دالـحـر　　كـالـصـاق بـه بـعض الهوان

فـلـو كـنـا بـمـنـزلةِ جـمـعياً　　جـريت وانت مضطرب العنان

[بے شک تو ایک آزاد شخص کو دور کرنے کو، اُس کے ساتھ رابطہ واتحاد قائم کرنے کی بہ نسبت ذلیل کام نہیں سمجھتا۔اگر ہم سب کے سب متحد ہو جاتے تو میں تجھ پر غالب آجاتا اور تو پریشان حال ہو جاتا۔]

عبدالملک نے کہا کہ واللہ میں تجھ کو یہیں رکھوں گا اور آئندہ سے تم کوئی ایسی بات نہ دیکھو گے جو تمھاری طبیعت کے خلاف ہوگی۔اس طرح دونوں بھائیوں میں مصالحت ہوگئی۔جب ولید نے محمد بن مروان کو اپنی حکومت میں معزول کرنا چاہا تو وہ اس کی جگہ کسی شخص کو تلاش کرنے لگا لیکن کسی شخص نے اس کی جرأت نہیں کی کہ اپنا نام پیش کرے صرف مسلمہ بن عبدالملک نے قدم بڑھایا۔

یزید بن مہلب کا بصرہ میں داخلہ اور یزید بن عبدالملک کی معزولی

اسی سال یزید بن مہلب، عمر بن عبدالعزیز کے قید خانہ سے فرار ہو گیا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔جب عمر بن عبدالعزیز کا انتقال ہو گیا اور اُن کی جگہ پر یزید بن عبدالملک تخت نشین ہوا تو اُس

Marfat.com

نے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن (حاکمِ کوفہ) اورعدی بن ارطاۃ (حاکمِ بصرہ) کولکھا کہ تم دونوں یزید بن مہلب کی چالوں سے بچتے رہو کیونکہ وہ قیدخانہ سے بھاگ گیا ہے۔عدی کو یہ بھی لکھا کہ بصرہ میں جوآل مہلب ہوں اُن کوگرفتار کرلو چنانچہ عدی نے خاندانِ مہلب کوگرفتارکر کے قید کردیا۔ان میں مفضل بن مہلب، حبیب بن مہلب، مروان بن مہلب بھی تھے۔ یزید گشت لگاتا ہوا قطقطانہ پہنچا۔عبدالحمید والی کوفہ نے بھی اس طرف ایک فوج ہشام بن مساحق العامری کی سرگردگی میں روانہ کی۔جومقام عذیب میں جاکرٹھہری۔ یزید اُن کے قریب سے گزرگیااوربصرہ کی طرف چلا گیا لیکن وہ اس پرحملہ آور نہ ہوسکے۔عدی کو جب یہ پتہ چلا تو تمام لوگوں کواُس نے جمع کر کے خندق کھودلی اوربصرہ کی فوج پرمغیرہ بن عبداللہ بن ابی عقیل ثقفی کوسردار بنایا۔ یزید اپنے ساتھیوں کے ساتھ بصرہ کے قریب پہنچااوروہاں محمد بن مہلب اپنے تمام خاندان کے لوگوں کے ساتھ جاملا۔عدی نے بصرہ کے پانچ بڑے قبائلی گروپوں کے پاس اپنے قاصد بھیجے چنانچہ بنوازد کے پاس مغیرہ بن عمروالعتکی کو، بنوتمیم کے پاس محرز بن حمران سعدی کواور بنوبکر کے پاس مفرّج بن شیبان بن مالک بن مسمع کواور بنوعبدالقیس کے پاس مالک بن منذر بن جارود کواوراہل عالیہ کے پاس عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر کوبھیجا اوراہل عالیہ میں قریش کنانہ، بجیلہ، ازد، خثعم، قیس عیلان یہ سب داخل ہیں (بنومزینہ اوراہل عالیہ وکوفہ تقریباً چوتھائی شہر میں آباد تھے)۔

اب جس طرف سے یزید داخل ہوناچاہتا کوئی نہ کوئی قبیلہ اُس کی مزاحمت کرتا اورراستہ بندکردیتا۔مجبورہوکر وہ اپنے مکان میں اترا۔لوگوں نے وہاں بھی مشکل پیدا کی۔یزید نے عدی کو کہلا بھیجا کہ تم میرے بھائیوں کواوردوسرے اقربا کورہا کردو میں بصرہ تمھارے لیے خالی کردیتا ہوں اوراس وقت تک صلح رہے گی جب تک یزید سے اس چیز کی اجازت لے لوں گا جس کو میں چاہتا ہوں۔عدی نے اس کوقبول کرنے سے انکارکیا۔حمید بن عبدالملک بن مہلب یہ سن کرفوراً یزید بن عبدالملک کے پاس چلا گیا اوراس سے یزید کے لیے امان طلب کی۔یزید نے خالدالقسری اورعمرو بن یزیدحکمی کوحمید کے ساتھ کیا اوراُن کو یزید بن مہلب اوراس کے خاندان کے لیے امن دے کرروانہ کیا۔

ادھر یزید بن مہلب نے بصرہ کے باشندوں کوروپیہ پیسہ سے رام کرنا شروع کیا۔جواس کے پاس آتا تھا وہ مالامال ہوکر جاتا تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ باشندگان بصرہ اس کی طرف مائل ہوگئے

Marfat.com

کیونکہ عدی کسی کو دودرہم سے زیادہ نہیں دیتا تھا اور یہ عذر پیش کرتا تھا کہ مجھ کو یہ حق نہیں ہے کہ خلیفہ کی اجازت کے بغیر میں ایک حبہ بھی صرف کروں۔ لوگ اسی پر قناعت کرتے تھے۔ اسی مضمون کے متعلق فرزدق نے دو شعر کہے ہیں:

اظن رجال الدرھمین تقودھم　　الی الموت آجال لھم ومصارع

واکیسھم من قرفی قعریتہٗ　　ایقن ان الموت لابدواقع

[میں خیال کرتا ہوں کہ دودرہم والے آدمیوں کو ان کا پیمانۂ حیات اور موت کا مقام موت کی طرف کھینچ رہا ہے۔ اور سب سے عقلمند شخص وہ ہے جو اپنے گھر کے گڑھے میں بیٹھے اور اس کا یقین رکھے کہ موت ضرور آنے والی ہے۔]

بنوعمرو بن تمیم جو عدی کی فوج میں تھے مربد۵ میں آکر مقیم ہوئے۔ یزید بن مہلب نے اپنے مولی ارس کو مقابلہ میں بھیجا۔ اُس نے حملہ کیا اور شکست دی۔ جب یزید نے لوگوں کا اجتماع عظیم دیکھا تو وہ باہر بنی یشکر کے محلّے میں ٹھہرا جو قصر کے ٹھیک وسط میں پڑتا تھا۔ بنوقیس، بنوتمیم اور اہل شام اس سے معرکہ آرا ہوئے اور تھوڑی دیر لڑتے رہے۔ یزید کی فوج نے جذبۂ انتقام کے ساتھ اُن پر شدت سے حملہ کیا اور پیچھے ہٹا دیا۔ جب وہ بھاگنے لگے تو یزید نے ان کا تعاقب کیا اور قصر تک ان کا پیچھا کیا۔ عدی یہ تماشہ دیکھ رہا تھا وہ بھی قصر سے باہر نکل کر جنگ میں شریک ہوگیا۔ عدی کی فوج میں سے موسیٰ بن وجیہ حمیری اور حارث بن مصرف الاودی جو حجاج کے بہترین سپہ سالاروں میں تھے اور معززین شام میں تھے، اس جنگ میں مارے گئے۔ آخرکار عدی کی فوج نے شکست کھائی۔ یزید بن مہلب کے وہ بھائی جو عدی کی قید میں تھے اور قصر میں بند تھے انھوں نے لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ شور وشغب بہت قریب ہوتا جارہا ہے اور قصر پر تیر بھی آآکر گر رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یزید کی فوج بالکل قریب آگئی ہے۔ عبدالملک بن مہلب نے اپنے دوسرے بھائیوں سے کہا یزید نے تو غلبہ حاصل کرلیا ہے لیکن اب ہم کو دوسرا خطرہ یہ ہے کہ عدی کی فوج میں سے جو شخص پلٹے گا وہ ہم کو یزید کے داخلہ سے قبل قتل کرڈالے گا۔ اس لیے دروازہ بند کردو اور کسی شخص کو اس پر نگہبان بنادو۔ چنانچہ سب کے مشورہ سے دروازہ بند کردیا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد عبداللہ بن دینار مولیٰ بنی عامر جو عدی کا پہرے دار تھا دوڑا ہوا آیا۔ اُس نے بہت سختی کے ساتھ دروازہ کھولنا چاہا لیکن نہ کھل سکا۔ یزید کی فوج اتنی دیر میں آگئی۔ جو لوگ دروازہ کھولنے کی کوشش کررہے تھے وہ

Marfat.com

بھاگے۔ یزید، سلمان بن زیاد کے گھر میں اترا جو قصر کے قریب واقع تھا اور اس کے بعد قصر میں زینے لگا کہ اندر داخل ہوئے اور دروازہ کھولا گیا۔ عدی بن ارطاۃ والی بصرہ گرفتار ہوکر یزید بن مہلب کے پاس لایا گیا۔ یزید نے اُس کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تم نے میرے بھائیوں کو گرفتار نہ کیا ہوتا تو میں تم کو چھوڑ دیتا۔ یزید کا بصرہ میں جب اچھی طرح غلبہ ہوگیا تو اہل بصرہ کے وہ سرداران قبائل جو بنو تمیم، بنو قیس، بنو مالک بن منذر سے تھے ادھر اُدھر یزید کے خوف سے بھاگ گئے۔ بعض کوفہ گئے اور بعض شام پہنچے چنانچہ مغیرہ بن زیاد بن عمرو عتکی نے شام کی راہ لی۔ راستے میں خالد قسری اور عمرو بن یزید حکمی ملے۔ ان دونوں کے ساتھ حمید بن عبدالملک بن مہلب بھی تھا۔ یہ لوگ یزید بن مہلب اور اس کے خاندان کے لیے خلیفہ کی طرف سے آمان کا پیغام لے کے آرہے تھے۔

خالد قسری نے مغیرہ سے بصرہ کی حالت دریافت کی تو اس نے حمید سے پوشیدہ ہوکر پہلے یہ پوچھا کہ تم دونوں کہاں جارہے ہو انھوں نے بتایا کہ ہم یزید بن مہلب کو خلیفہ کی جانب سے امن کا پیغام سنانے جارہے ہیں۔ مغیرہ نے کہا کہ یزید تو اس وقت بصرہ پر قابض ہوگیا ہے۔ سینکڑوں آدمیوں کو اس نے قتل کر ڈالا۔ عدی کو قید خانہ میں ڈال دیا ہے ایسے آدمی کو امن دینے سے کیا فائدہ؟ لہٰذا میری رائے ہے کہ تم دونوں واپس جاؤ چنانچہ یہ دونوں پلٹ جانے کے لیے مستعد ہوئے اور حمید کو بھی ساتھ واپس لے چلنے کی نیت کی۔ حمید نے کہا کہ میں قسم دلاتا ہوں کہ جس کام کے لیے بھیجے گئے ہو اس کے خلاف نہ کرو کیونکہ ابن مہلب تم سے امن قبول کرے گا۔ مغیرہ اور اس کے خاندان والے تو ہمارے پرانے دشمن ہیں تم اُس کی باتوں پر کیوں اعتماد کرتے ہو ان دونوں کو اس کے کہنے کا کچھ اثر نہ ہوا اور اُس کو ساتھ لے کر واپس گئے۔

کوفہ میں آل مہلب میں سے جو باقی تھے اُن کو عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نے قید کرلیا۔ جن میں خالد بن یزید بن مہلب اور جمال بن زحر بھی تھے حالانکہ دونوں ان قصوں میں شریک نہ تھے۔ عبدالحمید نے ان دونوں کو قید کر کے شام بھیج دیا۔ یزید بن عبدالملک نے اُن کو قید خانہ میں ڈال دیا اور وہ وہیں ہلاک ہوگئے۔ یزید بن عبدالملک نے کوفہ کے لوگوں کے پاس کچھ مال بھیجا اور آئندہ اور زیادہ بھیجنے کا وعدہ کیا۔ اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک اور اپنے بھتیجے عباس بن ولید بن عبدالملک کو (۷۰) ستر ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا جن میں شامی اور جزیرہ کے باشندے تھے۔ یہ سب کے سب یزید بن مہلب کے مقابلے کے لیے چلے اور بعض روایت میں ہے کہ (۸۰) اسی ہزار فوج تھی جو عراق کو

Marfat.com

روانہ ہوئی۔ مسلمہ اور عباس میں تھوڑی سی چشمک تھی۔ مسلمہ اکثر اس کی برائی اور مذمت کرتا تھا جس کی وجہ سے دونوں میں ناچاقی ہوگئی۔ عباس نے یہ اشعار لکھے اور مسلمہ کے پاس بھیج دیے۔ (صرف پہلا اور آخری شعر نقل کیا جارہا ہے):

الا نفسی فداك ابا سعید وتقصر عن ملاحاتی وعذلی

کقول المرء عمروفی القوافی ارید حیاته ویرید قتلی

[اے ابوسعید تو اپنی گالی کو محفوظ نہیں رکھتا اور مجھے دشنام دینے اور نصیحت کرنے میں کمی نہیں کرتا۔ جیسا کہ عمرو نامی ایک شخص نے کہا ہے کہ میں اُس کی زندگی چاہتا ہوں اور وہ میری موت کا طالب ہے۔]

بعض روایت میں ہے کہ یہ اشعار کسی اور کے تھے عباس نے اس کو مثالاً استعمال کیا ہے۔

یزید بن عبدالملک کو جب خبر ملی کہ چچا، بھتیجے میں شکر رنجی ہوگئی ہے تو اس نے ایک خط کے ذریعہ سے دونوں میں مصالحت کرادی۔ مسلمہ اور عباس کوفہ میں آکر نخیلہ میں مقیم ہوئے۔ یزید بن مہلب کی فوج کو جب مسلمہ کے آنے کی خبر ملی تو وہ گھبرا گئی۔ یزید نے فوراً اُن کو سنبھالا اور اُس نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے لوگ اس فوج کی کثرت سے سے بے طرح خوف زدہ ہوگئے ہیں اور کہتے ہیں کہ اہل شام اور مسلمہ آگیا۔ اہل شام کی طاقت اور قوت کیا ہے وہ تو صرف نوتلواروں کے ہیں سات تو صرف میری ہوں گی اور دوسرے اوپر پڑیں گی۔ مسلمہ کی حیثیت تو ایک زردنڈی کی سی ہے جو بربری، جرجمی، نبطی اور مخلوط النسل اوباشوں کے ساتھ مقابلے کے لیے آگیا ہے۔ کیا وہ لوگ آدمی نہیں ہیں جس طرح تم تکلیف اور مصیبت اٹھاتے ہو اس طرح وہ بھی برداشت کرتے ہیں۔ تم جو اللہ سے امید رکھتے ہو وہ نہیں رکھتے۔ تم اپنے دست بازو کو مجھے عاریتہً دے دو جن سے تم اُن کو پلٹا سکتے ہو اور اُن کو بھگا سکتے ہو۔

اہل بصرہ استحکام کے ساتھ یزید بن مہلب کی فوج میں شریک ہوگئے۔ یزید نے اپنے عمال، اہواز، فارس، کرمان وغیرہ روانہ کردیے اور مدرک بن مہلب کو خراسان کی طرف بھیجا جہاں عبدالرحمٰن بن نعیم برسر حکومت تھا۔ عبدالرحمٰن کو جب مدرک کے آنے کی خبر ملی تو اُس نے خراسان کے باشندوں سے کہا کہ دیکھو مدرک صرف اس لیے آرہا ہے کہ تم کو خواہ مخواہ جنگ میں شریک کرے حالانکہ تم امن وعافیت کے ساتھ زندگی بسر کررہے ہو۔ بنوتمیم اُس کو روکنے کے لیے آگے بڑھے لیکن جب

Marfat.com

بنواز دکو مدرک کے آنے کی اطلاع ملی تو دو ہزار کی تعداد میں مدرک سے ایک میدان میں آ ملے اور اس سے کہا کہ تم ہمارے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو اس وقت تمھارے بھائی نے بغاوت کی ہے اگر وہ غالب آ گیا تو درحقیقت ہمارا غلبہ ہے اور ہم سب سے پہلے تم سے آملیں گے کیونکہ وہ اس کا مستحق ہے لیکن اگر شکست کھا گیا تو تم ہی بتاؤ کہ تمھارا اس میں کیا نفع ہے کہ ہم مصیبت اور آفت میں پھنس جائیں۔ مدرک بن مہلب اُن کو جواب نہ دے سکا اور واپس آ گیا۔

جب اہل بصرہ یزید کے پاس جمع ہوئے تو اُس نے اُن کو مخاطب کر کے کہا کہ ہم تم کو کتاب اللہ اور رسول اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ شامیوں سے جہاد کرنا ترکوں اور دیلموں سے زیادہ باعثِ ثواب و برکت ہے۔ (حضرت) حسن بصری یہ الفاظ سُن رہے تھے ان سے ضبط نہ ہو سکا اور چلا کر کہا کہ ہم نے تم کو حاکمانہ حیثیت سے بھی دیکھا اور محکومانہ حالت میں بھی دیکھا اس قسم کے الفاظ جو سراسر بے بنیاد ہوں نہ کہنا چاہیے۔ یزید کے اصحاب میں سے کوئی لپک کر آیا اور اس نے ان کا منہ بند کر کے بٹھا دیا۔ جب لوگ مسجد سے باہر نکلے تو نضر بن انس بن مالک مسجد کے دروازے پر کھڑے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ”اے اللہ کے بندو! تم سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ تم نے کتاب اللہ اور سنت نبوی کی دعوت پر لبیک کہا تھا لیکن اس پر عمل کتنا کیا۔ خدا کی قسم یہ بنوامیہ جب سے حاکم ہوئے ہیں اُنھوں نے ان دونوں چیزوں کو بالائے طاق رکھ دیا ہے صرف عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں اس کی دعوت دی گئی تھی۔“ حسن بصری نے فرمایا کہ دیکھو نضر بن انس نے بھی گواہی دے دی۔

اس کے بعد سب لوگ مسجد سے باہر نکل کر میدان میں آئے اور جھنڈے نصب کرنے لگے۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو یزید کے انتظار میں کھڑے رہے۔ آپس میں یہ کہنے لگے کہ دیکھو یزید سنت عمرین کی دعوت دیتا ہے۔ تو حضرت حسن پھر بولے کہ کل یہی یزید ہماری گردنیں کاٹ کر بنی مروان کی خوشنودی کے لیے ہمارا سر بھیجتا تھا، جب وہ ناراض ہو گئے تو میدان میں لکڑیاں گاڑ کر اور اُس پر چادر ڈال کر یہ کہتا ہے کہ ہم اُن کے مخالف ہیں تم بھی اُن کی مخالفت کرو اور اُس پر طرہ کہ اعلان یہ کرتا ہے کہ سنت عمرین کی طرف میں دعوت دیتا ہوں حالانکہ سنت عمریں تو یہ تھی کہ خاموشی سے بیڑی پہن کر جیل خانے میں چلا جاتا۔

حسن کے جو مخاطبین تھے اُنھوں نے کہا کہ شاید آپ اہل شام سے بہت زیادہ خوش ہیں۔

Marfat.com

حسن نے فرمایا 'توبہ میں اور اہل شام سے خوش ہوں گا۔ اللہ ان بدمعاشوں کو ہلاک کرے، یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے حرم رسول میں قتل خون کیا، ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ بیت الحرام کو حلال کیا۔ نبطیوں اور قبطیوں نے شریف زادیوں پر حملے کیے۔ حتیٰ کہ اُن کی عصمت دری سے بھی باز نہ آئے۔ بیت اللہ کے اموال کو نکال لیا۔ خانہ کعبہ کو منہدم کیا، اس کے پتھروں کے درمیان آگ سلگائی، پردوں کو جلایا۔ غرض کہ انھوں نے سب وحشیانہ حرکات کیں اللہ اُن پر اپنا غضب نازل فرمائے۔

یزید اُس کے بعد اپنی تمام فوج کے ساتھ بصرہ سے روانہ ہوگیا اور بصرہ میں مروان بن مہلب کو اپنا جانشین بنایا اور خود واسط پہنچا۔ وہاں سے روانگی کے وقت لوگوں سے مشورہ طلب کیا۔ اُس کے بھائی خبیب بن مہلب وغیرہ نے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ ہم سب لوگ فارس کی طرف نکل چلیں اور وہاں کی گھاٹیوں پر قابض ہوجائیں اور اس طرح خراسان کے بھی قریب ہوجائیں گے تاکہ شامی فوجیں سفر کے گوناگوں مصائب میں پھنس جائیں۔ اُس وقت پہاڑی قبائل ہمارے ساتھ ہوں گے قلعے ہمارے قبضے میں ہوں گے اور جب موقع ملے گا اچھی طرح لڑسکیں گے۔ یزید نے کہا کہ تمھاری یہ رائے ہم کو پسند نہیں آئی تم ہم کو پہاڑ کی چوٹی کی چڑیا بنادو گے۔ خبیب نے کہا کہ جو رائے ہم نے اس سے قبل دی تھی اس کا وقت تو آپ نے گنوادیا، جس وقت آپ نے بصرہ فتح کیا تھا میں نے کہہ دیا تھا کہ فوج میں سے کچھ لوگوں کو کوفہ بھیج دیجیے وہاں کا حاکم عبدالحمید ہے جو آپ سے شکست کھا چکا ہے آپ کی فوج کے پہنچتے ہی وہ گھبرا کر بھاگ جاتا لیکن اب تو شامیوں نے اور دوسرے لوگوں نے سبقت کرلی۔ کوفہ کے لوگ بھی آپ کی تاک میں بیٹھے ہیں۔

اُن کے نزدیک تمھارا حاکم ہونا بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ کوئی شامی امیر ان پر حاکم ہو مگر آپ نے اس وقت بھی ہماری رائے پر عمل نہیں کیا۔ اب میں ایک دوسری تدبیر بتاتا ہوں ایک جماعت کو جس میں ہمارے خاندان کے لوگ بھی ہوں جزیرہ کی طرف بھیج دیجیے۔ شامی فوجیں بھی اس طرف آئیں گی اور کسی قلعہ میں اتریں گی۔ آپ بھی ایک فوج کے ساتھ اُن کے تعاقب میں رہیے۔ جب وہ آپ کی طرف بڑھیں گی تو جزیرہ کی فوج اُن کو محاصرہ میں لے لے گی اور آپ اُن کی زد سے محفوظ ہوجائیں گے۔ اس درمیان میں موصل سے امدادی فوجیں بھی آجائیں گی اور اہل عراق بھی کچھ آجائیں گے، اس وقت ایک ایسی زمین پر جنگ کرو جہاں غلے سستے ہوں اور پورا عراق تمھارے پیچھے

Marfat.com

مدد پر ہوگا اگر ہاتھ سے گیا بھی تو افسوس نہ ہوگا۔ یزید نے کہا کہ میں اپنی فوج کو منتشر نہیں کرنا چاہتا۔ جب واسط میں اترا تو چند دن مقیم رہا اور یہ سوال وہیں ختم ہوگیا۔

متفرق واقعات

اس سال عبدالرحمٰن بن ضحاک بن قیس، حاکم مدینہ نے لوگوں کے ساتھ فریضہ حج ادا کیا۔ مکہ کا حاکم عبدالعزیز بن خالد بن اسید تھا۔ کوفہ میں عبدالحمید عامل تھا۔ امام شعبی وہاں کے قاضی تھے۔ بصرہ کو یزید بن مہلب نے اپنے قبضے میں کرلیا۔ عبدالرحمٰن بن نعیم خراسان کا حاکم تھا۔ اسی سال اسمٰعیل بن عبیداللہ کو افریقہ کی حکومت سے معزول کردیا گیا اور اُس کی جگہ پر یزید بن ابی مسلم کاتب حجاج کا تقرر کیا گیا یہ شخص اس وقت تک وہاں کا حاکم رہا جب تک زندہ رہا لیکن تھوڑے ہی زمانے کے بعد مارا گیا۔ اس کے قتل کا واقعہ پھر کسی موقع پر ہم بیان کریں گے۔

وفیات

اس سال مجاہد بن جبر نے وفات پائی بعض روایت میں ہے کہ ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ یا ۱۰۵ھ میں انتقال کیا۔ ان کی عمر ۸۳ برس تھی۔ عمار بن جبر کا بھی اسی سال انتقال ہوا بعض روایت میں ہے کہ ابوصالح ذکوان نے اسی سال قضا کی۔ عامر بن اُکیمۃ لیثی اور ابوصالح السّمانّ دونوں نے اسی سال وفات پائی۔ بعض ابوصالح کوزیات بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ روغن زیتون اور گھی دونوں کی تجارت کیا کرتے تھے۔ ابوعمرو سعید بن ایاس شیبانی نے جن کی ۱۲۷ برس کی عمر تھی اسی سال انتقال کیا لیکن صحابی نہ تھے۔ عمر بن عبدالعزیز کی حیات ہی میں عبیدہ بن ابی لبابہ ابوالقاسم العامری نے انتقال کیا۔

۞ ۞ ۞

حواشی وحوالہ جات:

۱ یہ دونوں فارسیوں کے عید کے دن ہیں۔

۲ فاطمہ بنت عبدالملک بنوامیہ کی ایسی شاندار خاتون تھیں کہ چھے خلفائے بنوامیہ سے ان کا نسبتی تعلق

Marfat.com

تھا یعنی عبدالملک بن مروان ان کے والد، عمر بن عبدالعزیز ان کے شوہر، ولید بن عبدالملک، سلیمان بن عبدالملک، یزید بن عبدالملک اور ہشام بن عبدالملک ان کے بھائی تھے۔

۳ القصص:۸۳

۴ المائدہ:۵۱

۵ سُوقِ مربد بصرہ کا ایک مستقل بازار تھا۔ بعض تذکرہ نگاروں کے بیان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی میلہ تھا جو مخصوص دنوں میں لگا کرتا تھا۔ یہ تاثر درست نہیں ہے، یہ مستقل منڈی تھی جو بصرہ کے مغربی حصے میں مرکزی شاہراہ پر واقع تھی۔ یہاں ایک وسیع و عریض میدان قافلوں کے ٹھہرنے کی جگہ تھی۔ مربد کا یہ بازار جو سال کے بارہ مہینے خرید و فروخت کے اعتبار سے بیرونی تاجروں اور گاہکوں کی آمد و رفت کے اعتبار سے ایک بہت پر رونق جگہ تھی، اموی دور میں اپنے عروج کو پہنچ چکا تھا۔

اموی دور میں یہ ایک ایسا مقام بن چکا تھا جہاں خرید و فروخت کے ساتھ ساتھ محفلیں بھی منعقد ہوتی تھیں، شعراء اور رجز گو اپنے اپنے حامیوں کے ساتھ ان محفلوں میں شریک ہوتے تھے۔ اس بازار نے محافل شعر، مجالس مفاخرہ اور مجامع ہجو گوئی کے ذریعہ آپس کی دشمنیوں اور کینہ پروری کو دوبارہ سے زندہ کیا جسے اسلام نے ختم کر دیا تھا۔ یہ بازار لوگوں کی زندگیوں میں اس طرح داخل ہو گیا تھا کہ عوام تو عوام، امراء اور اشرافِ قبیلہ بھی جوق در جوق یہاں آتے تھے۔ ان کا ارادہ خرید و فروخت سے زیادہ مختلف حلقوں میں شرکت اور مختلف علمی و ادبی شخصیات سے ملاقات ہوتی تھی، جو روزآنہ کی بنیاد پر یہاں آتے اور اپنی مجلسیں لگاتے تھے۔

Marfat.com

باب۔۲۹

۱۰۲ھ کے واقعات

یزید بن مہلب کا قتل

یزید واسط میں کچھ دن ٹھہرنے کے بعد وہاں سے واپس ہوا اور اپنے بیٹے معاویہ بن یزید کو اپنا جانشین بنایا۔ بیت المال اور تمام دوسرے خزانے اس کے سپرد کر دیے۔ قیدیوں کو اُس کی نگرانی میں رہنے دیا اور خود دریائے نیل کی طرف سے ہوتا ہوا ایک کنارہ پر جا کر ٹھہرا اور عبدالملک بن مہلب کو کوفہ کی طرف بھیج دیا۔ عباس بن ولید سورا میں آ کر اس سے ملا۔ عبدالملک نے یہ دیکھ کر اپنے اصحاب کو حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔ چنانچہ اُنھوں نے بہت زور و شور سے حملہ کیا۔ جس پر عباس کی فوج میں جو بنی تمیم اور بنی قیس تھے، اُنھوں نے شامیوں کو مدد کے لیے پکارا۔ اے شامیو! خدارا ہم کو نجات دلاؤ۔ عبدالملک کی فوج نے شامیوں کو نہر تک پیچھے ہٹا دیا تھا۔ شامیوں نے جواب دیا کہ کوئی مضائقہ نہیں ہے پہلے حملے میں ہمیشہ سرعت اور تیزی ہوتی ہے اور سبھوں نے مل کر دوبارہ حملہ کیا۔ اس مرتبہ عبدالملک کے ساتھیوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور شکست کھا کر یزید بن مہلب کی طرف بھاگے۔

مسلمہ اپنی فوج کے ساتھ دریائے فرات کے کنارے کنارے انبار تک پہنچا اور وہاں سے پل عبور کر کے یزید بن مہلب کی طرف آ پہنچا۔ ابن مہلب کے پاس کوفہ اور گردونواح کے لوگ آئے تو اس نے عبداللہ بن سفیان بن یزید مغفل اَزدی کو کوفہ کے قبائل کا سردار بنایا اور مذحج اور اسد کے قبیلوں کے لیے نعمان بن ابراہیم بن الاشتر کو اور بنو کندہ اور بنو ربیعہ کے لیے محمد بن اسحٰق بن اشعث کو اور بنو تمیم اور ہمدان کے لیے حنظلہ بن عتاب بن ورقاء تمیمی کو اور ان سب پر مفضل بن مہلب کو امیر العسکر بنایا۔ ابن مہلب کی تما

Marfat.com

فوج کا جب اندازہ لگایا تو ایک لاکھ بیس ہزار ہوئی اس پر یزید بن مہلب نے کہا کاش ان کے عوض میری قوم کے وہ لوگ ہوتے جو خراسان میں ہیں اس کے بعد اس نے سب لوگوں کو جنگ کے لیے مستعد کیا۔

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نخیلہ میں فوج لیے ہوئے پڑا تھا کہ کوفہ والے ابن مہلب کے پاس نہ جاسکیں اور اس پر اُس نے یہ کام کیا کہ سبرہ بن عبدالرحمٰن کو ایک فوج کے ساتھ مسلمہ کی مدد کے لیے روانہ کر دیا۔ مسلمہ عبدالحمید کی اس ناعاقبت اندیشانہ حرکت سے بہت ناراض ہوا اور فُورا اُس کو معزول کر کے محمد بن عمرو بن سعد بن عقبہ کو کوفہ کا حاکم بنایا جو ''ذوالشامہ'' کے لقب سے معروف مشہور تھا۔

یزید نے اپنے تمام سرداران قبائل کو جمع کیا اور کہا کہ میرا خیال ہے کہ میں بارہ ہزار فوج محمد بن مہلب کی سرداری میں مسلمہ کے مقابلہ کے لیے بھیج دوں تا کہ وہ رات کو موقع پا کر اس پر حملہ کر دے۔ یہاں سے پھٹے پرانے کپڑے، گھوڑوں کی لید، ہڈیاں اور اسی قسم کا کوڑا کرکٹ ساتھ کر دیے جائیں تا کہ وہ صندوق کو اس سے بھر دیں اور پھر اطمینان سے رات پھر لڑتے رہیں جب صبح ہوگی تو میں بھی اپنی فوج کے ساتھ مقابلہ کے لیے آجاؤں گا اور پھر پورا مقابلہ ہوگا۔ اس وقت خدا سے امید ہے کہ ہم کو کامیابی ہوگی سمیدع نے کہا کہ ہم نے تمام لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت نبوی کی طرف بلایا ہے اور اسی کی دعوت کی وجہ سے انھوں نے اس کو قبول کیا ہے پس یہ ہمارے شایان شان نہیں کہ ہم لوگوں کو دھوکہ دیں جب تک اُن کی طرف سے حملہ نہ ہو ہم کو ہرگز پیش قدمی نہ کرنی چاہیے۔ ابوردبہ جو گروہ مرجیہ کا سردار تھا اس نے بھی اس کی تائید کی۔

یزید نے جواب میں کہا ''تم پر افسوس ہے کیا بنوامیہ کتاب اللہ اور سنت پر عامل ہیں؟ واللہ انھوں نے جب سے حکومت کی ان دونوں چیزوں سے بے توجہی برتی اگر اس وقت کچھ نہیں کیا تو وہ سبقت لے جائیں گے۔ میں بنومردان کے تمام لوگوں سے خوب واقف ہوں لیکن یہ مسلمہ ان میں سب سے زیادہ مکار اور دغاباز ہے۔ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا ہے۔'' یزید کی اس طویل بات کا جواب سب نے وہی دیا کہ جب تک وہ لوگ حملہ نہ کریں گے ہم کچھ نہ کریں گے تا کہ اُن کو یہ خیال بھی نہ ہو کہ انھوں نے ہم سے مقابلہ کیا۔

مروان بن مہلب جس کو یزید نے بصرہ میں چھوڑ دیا تھا، بصریوں کو شامیوں سے لڑنے کے لیے ترغیب دے رہا تھا لیکن (حضرت) حسن بصری لوگوں کو سمجھا رہے تھے۔ اس کی خبر مروان کو ملی تو اس

Marfat.com

نے لوگوں کو جمع کر کے جہاد کے لیے تیار کیا اور اسی اثنا کلام میں اس نے کہا کہ مجھ کو یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ مکار بڈھا لوگوں کو اس سے روکتا ہے۔ خدا کی قسم یہ ایسا بخیل ہے کہ اگر کوئی پڑوسی اس کے گھر سے ایک لکڑی کسی کام کے لیے لے تو اس کی ناک سے خون تک بہنے لگے گا، اس کو چاہیے کہ ہمارے معاملات سے علیحدہ ہو جائے اور لوگوں کو اپنی طرف ملانے اور مائل کرنے سے ڈرے کہ کہیں مارا جائے۔

اس تقریر کی اطلاع حسن بصری کو ملی وہ سُن کر کہنے لگے کہ اس کی توہین سے اللہ نے مجھ کو اور عزت دے دی۔ کسی نے کہا اگر آپ فرمائیں تو اس کو اس قسم کی باتوں سے روک دیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ہم نے تم لوگوں کو روکا کب۔ ہم تو صرف تمھارے خیال کی مخالفت کرتے ہیں اور اب بھی یہی کہتے ہیں کہ ایک دوسرے کو غیر کے ساتھ ہو کر مت قتل کیا کرو جب میں یہ کہتا ہوں تو یہ کیوں جائز رکھوں گا کہ میرے لیے تم آپس میں لڑو۔

مروان بن مہلب کو اس گفتگو کی خبر پہنچی تو اُس نے ان تمام لوگوں کو بلا بھیجا جو وہاں پر موجود تھے لیکن اس وقت تک لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے۔ مروان نے پھر (حضرت) حسن سے کوئی تعارض نہیں کیا۔

یزید بن مہلب اور مسلمہ بن عبدالملک دونوں آٹھ دن تک اپنی فوجیں جمع کرتے رہے، جب جمعہ کا دن آیا اور صفر کی ۱۴/ تاریخ ہوئی تو حملے کی تیاریاں شروع ہوئیں۔ مسلمہ نے دضاح کو کہلا بھیجا کہ کشتیاں ہٹا کر پل میں آگ لگا دو۔ چنانچہ اس نے موقع سے پل میں آگ لگا دی اس کے بعد مسلمہ نے اپنی فوج کو مرتب کیا اور ابن مہلب کے مقابل میں صف آراء ہوا۔ میمنہ پر جبلہ بن مخرکندی کو مقرر کیا اور میسرہ پر ہذیل بن زفر بن حارث کلابی کو متعین کیا۔ عباس بن ولید نے اپنے میمنہ پر سیف بن ہانی الھمدانی کو میسرہ پر سوید بن قعقاع تمیمی کو کھڑا کیا۔ اور مسلمہ نے ان سب کی کمان اپنے ہاتھ میں لی۔

یزید بن مہلب نے بھی فوجوں کو مرتب کر لیا میمنہ پر حبیب بن مہلب کو اور میسرہ پر مفضّل بن مہلب کو متعین کیا۔ اتنے میں شامیوں میں سے کسی نے میدان میں آ کر للکارا اور مقابلے کے لیے بلایا۔ محمد بن مہلب اس کے مقابلے میں گیا محمد نے پہلا وار کیا تو اُس نے اپنے ہاتھ پر روک لیا۔ کیونکہ اس کے ہاتھ پر ایک لوہے کا دستانہ بھی تھا۔ دوسرے وار میں وہ لوہا کٹ گیا اور تلوار اس کے ہاتھ پر پڑ گئی آخر میں شکست کھا کر بھاگا۔

Marfat.com

وضاح جب پل کے قریب پہنچا تو اس نے آگ لگادی دھواں اس قدر اٹھا کہ آسمان پر چھا گیا ابھی جنگ کی بالکل ابتدا تھی کہ یکا یک لوگوں کی نظر دھوئیں پر پڑی اور یہ معلوم ہوا کہ پل جلا دیا گیا یہ سنتے ہی لوگوں کے ہوش وحواس جاتے رہے اور شکست کھا کر بھاگے۔ یزید سے کسی نے آکر کہا کہ فوج نے شکست کھائی۔ اُس نے کہا کہ ابھی کون اتنی بڑی زوردار جنگ ہوئی کہ لوگ شکست کھا کر بھاگے؟ تب اُس کو بتایا گیا کہ پل جلا دیا گیا اور اس خبر کے سنتے ہی کوئی میدان میں نہ ٹھہر سکا۔ یزید نے کہا اللہ ان کا بُرا کرے کیا وہ مچھر تھے کہ دھواں دیکھ کر اڑ گئے۔ اس کے بعد یزید اپنے باقی اصحاب کو لے کر آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ ذرا ان شکست خوردہ لوگوں کو دیکھیں کس حال میں ہیں اور اُن کو سزا دیں مگر اُن کی جماعت اس قدر بکثرت تھی کہ یزید اُن سے پریشان ہو گیا اور آخر میں اُس نے یہ کہا کہ اُن کو اپنی حالت پر چھوڑ دو۔ اب یہ توقع نہیں ہے کہ یہ مجھ سے ملیں اور میرے ساتھ رہیں، چند بکریاں ہیں جن کے گرداگرد بھیڑیے ہیں اور اللہ اُن پہ رحم کرے، یزید کے دل میں اب تک بھاگنے کا خیال نہیں پیدا ہوا تھا۔ اسی اثناء میں یزید بن حکم بن ابی العاص ثقفی جو عثمان بن ابی العاص کے بھتیجے تھے۔ یزید بن مہلب کے پاس آئے (عثمان بن ابی العاص اور حکم بن ابی العاص مروان کے والد کے درمیان کوئی قرابت نہیں تھی) اور اس سے یہ کہنے لگے کہ بنو مروان کی حکومت تو اب برباد ہو جائے گی۔ اگر تم کو نہیں معلوم ہے تو اب جان جاؤ۔ یزید نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ ابن الحکم نے یہ شعر پڑھا:

فعش ملکاً اومت کریماً فان تمت　　وسیفک مشهورٍ بکفّک تعذِر

[اگر زندہ رہنا چاہتا ہے تو بادشاہ بن کر رہ، ورنہ شرافت کی موت مرجا اگر تو ایسی حالت میں جبکہ تیری تلوار میرے ہاتھ میں کھنچی ہوئی ہو تو مرجائے تو معذور سمجھا جائے گا۔]

یزید نے اُس کے جواب میں کہا کہ یہی تو ہونے والا ہے۔ اس کے بعد اس نے سمیدع کو بلایا اور کہا اب بتاؤ کہ میری رائے ٹھیک تھی یا تمھاری رائے ٹھیک تھی۔ میں نے تم کو اُن کے مکر وفریب سے آگاہ نہیں کیا تھا۔ کیا سمیدع نے اقرار کیا۔ سمیدع اور یزید باقی لوگوں کے ساتھ میدان میں اتر آئے اسی اثناء میں کسی نے حبیب کے قتل کی خبر دی اس کے سنتے ہی یزید پر ایک مجنونانہ کیفیت طاری ہوئی اور کہنے لگا کہ اس کے مرنے کے بعد میری زندگی میں کیا لطف ہے۔ شکست کے بعد کی زندگی تو یوں بھی ذلیل وخوار ہو جاتی ہے۔ جب اُس کے ساتھیوں کو یہ یقین ہو گیا کہ یہ واقعی لڑنا چاہتا ہے تو جو

Marfat.com

لوگ لڑنے سے جی چراتے تھے وہ علیحدہ ہوگئے باقی جو مستقل طور پر ساتھ تھے وہ جمے رہے۔ یزید جس جماعت کا رخ کرتا اُس کو پیچھے ہٹا دیتا، شامی صورت دیکھ کر منہ موڑ لیتے تھے، یزید سب کو چھوڑ کر خاص مسلمہ کی طرف بڑھا اور اس کے قریب ہوگیا۔ مسلمہ نے جب یہ دیکھا تو اُس نے سواری منگائی۔ شامیوں نے فوراً دوڑ کر یزید کا محاصرہ کرلیا اور سمید ع، یزید اور محمد بن مہلب کو قتل کر ڈالا۔

بنوکلب کا ایک شخص قحل بن عیاش نامی تھا جس نے یزید کو دیکھتے ہی یہ کہا کہ واللہ یا تو میں اُس کو قتل کروں گا یا یہ مجھ کو قتل کرے گا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ حملہ کیا تو کچھ دیر خوب لڑائی ہوئی اور دونوں فوجیں اس وقت جدا ہوئیں جب کہ یزید مقتول پڑا تھا اور قحل بن عیاش دم توڑ رہا تھا۔ اس نے اشارہ سے بتایا کہ یزید نے مجھ کو قتل کیا ہے اور میں نے اس کو قتل کیا ہے۔

بنومرہ کے ایک غلام نے یزید کا سر کاٹ لیا۔ لوگوں نے پوچھا کیا تم نے یزید کو قتل کیا اس نے کہا نہیں، جب یہ سر مسلمہ کے پاس لایا گیا تو اس نے یزید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا اور خالد بن ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بھی ساتھ روانہ کر دیا۔ بعض روایت میں ہے کہ یزید کا قاتل ہذیل بن زفر بن حارث کلابی تھا لیکن اُس نے تکبراً اُس کا سر نہیں اٹھایا۔

جس وقت یزید قتل کیا گیا اس وقت میسرہ پر مفضل بن مہلب شامیوں سے خوب لڑ رہا تھا لیکن اس کو نہ شکست کی خبر تھی اور نہ یزید کے قتل کی۔ چنانچہ وہ حملہ کرتا تو شامی پیچھے بھاگتے تھے جب وہ یک جا ہو جاتے تو پھر حملہ کرتا۔ مفضل کے ساتھ عامر بن عمیثل ازدی بھی لڑ رہا تھا، تلوار چلا رہا تھا اور یہ شعر پڑھ رہا تھا:

قدعلمت ام الصبی المولود　　انی بنصل السیف غیر رعدید

[شیر خوار بچہ کی ماں بھی اس سے واقف ہے کہ میرا ہاتھ تلوار کی دھار سے لرزاں نہیں ہوتا۔]

لڑائی خوب ہوتی رہی بنوربیعہ نے اتفاقاً ایک مرتبہ شکست کھائی اور بھاگے۔ مفضل پیچھے پیچھے للکارتا جا رہا تھا "اے بنوربیعہ حملہ کرو حملہ کرو۔ تم تو شکست کھانے والوں میں نہیں تھے اور نہ تمھاری اس قسم کی عادت تھی۔ اہل عراق تمھارا مقابلہ نہیں کر سکتے میں تم پر فدا ہو جاؤں۔ ذرا واپس تو آؤ" بنوربیعہ واپس ہوئے۔ اسی اثناء میں خبر ملی کہ یزید، حبیب، محمد تینوں مقتول ہوگئے اور باقی لوگ اِدھر اُدھر بھاگ گئے۔ اس خبر کے سنتے ہی مفضل کی فوج میں بھی انتشار ہوگیا اور وہ خود واسطہ چلا آیا۔ عربوں میں مفضل کے ایسے بہادر اور جنگجو بہت کم تھے اس میں خاص بات یہ تھی کہ وہ فوجوں کا انتظام اچھی طرح

Marfat.com

کرتا تھا اور لڑتا بھی خوب تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ اس کا بھائی عبدالملک بن مہلب اس کے پاس آیا اور اُس نے مصلحتاً یزید کے قتل ہونے کی خبر مفضل کو نہیں دی تا کہ اُس کی جنگ میں کوئی رخنہ نہ پڑے لیکن پھر کسی موقع سے اُس نے یہ کہہ دیا کہ یزید واسط چلا گیا ہے۔ مفضل یہ سنتے ہی اپنے تمام اصحاب کے ساتھ واسط چلا آیا۔ وہاں اس کو معلوم ہوا کہ یزید قتل کیا گیا اور اس کے تمام لوگ شکست کھا کر بھاگے۔ مفضل نے عبدالملک بن مہلب کی اس حرکت پر قسم کھائی کہ اب میں تاحیات اس سے نہ بولوں گا چنانچہ عمر بھر دونوں بھائیوں میں بات چیت نہ ہوئی یہاں تک کہ وہ قندابیل میں مارا گیا۔ مفضل کی آنکھ زخمی ہوگئی تھی اسی وجہ سے وہ کہتا تھا کہ عبدالملک نے ہم کو ذلیل کیا۔ لوگ مجھ کو دیکھ کر انگلیاں اٹھاتے ہیں کہ دیکھو اسی کانے بڈھے نے شکست کھائی اگر عبدالملک مجھ کو صحیح واقعہ بتا دیتا تو میں لڑ کر شہید ہو جاتا اور تمام بدنامی کا دھبہ میرے دامن سے صاف ہو جاتا اور یہ شعر پڑھنے لگا:

ولاخیر فی طعن الضادید بالقنا ولا فی لقاء الحرب بعد یزید

[یزید کے بعد نہ تو بہادروں سے نیزہ بازی کرنے میں کوئی مزہ ہے اور نہ جنگوں کی شرکت میں کوئی لطف ہے۔]

جب مفضل جنگ ختم کر کے روانہ ہوا تو شامی فوجیں یزید کے لشکر گاہ کی طرف بڑھیں۔ ابو رؤبہ جو طائفہ مرجیہ کا سردار تھا اس نے کچھ دیر ان کا مقابلہ کیا لیکن پھر شکست کھا گیا۔ مسلمہ نے تین سو آدمیوں کو قید کر کے کوفہ بھیج دیا۔ قیدی جب کوفہ پہنچے تو یزید بن عبدالملک نے محمد بن عمرو بن ولید کو حکم دیا کہ تمام قیدیوں کو قتل کرا دو۔ اس نے پولس افسر عُریان بن ہیثم کو حکم دیا کہ بیس بیس اور تیس تیس قیدیوں کو نکالو اور باری باری قتل کر دو۔ بیس آدمی کھڑے ہوئے اور یہ کہنے لگے کہ ہم نے شکست کھائی ہے۔ ہم کو سب سے پہلے قتل کرو۔ عُریان نے ان کو باہر کیا اور یکے بعد دیگرے قتل کرنے لگا اور اُن میں کا ہر شخص یہی کہتا کہ ہماری شکست کھانے کا یہ بدلہ ہے۔ عُریاں ان لوگوں کے قتل کے بعد دوسروں کو قید خانہ سے نکالنے کو جا رہا تھا کہ مسلمہ کا قاصد آ گیا اور اُس نے قیدیوں کو قتل کرنے سے روک دیا۔ مسلمہ اس جنگ سے فارغ ہو کر حیرہ چلا آیا۔

یزید کے قتل کی خبر جب واسط پہنچی تو اُس کے بیٹے معاویہ نے ان تمام قیدیوں کو جو اُس کی حفاظت میں تھے، قتل کر ڈالا۔ ان میں عدی بن ارطاۃ، محمد بن عدی بن ارطاۃ، مالک بن مسمع، عبدالملک

Marfat.com

بن مسمع وغیرہ تھے۔ پھر معاویہ اپنے تمام خزانہ کے ساتھ بصرہ چلا آیا اور مفضل بن مہلب بھی بصرہ پہنچا اور خاندانِ مہلب میں سے کچھ اور لوگ جو باقی تھے، وہیں جمع ہوئے۔ سب نے کشتیاں تیار کیں اور سفر کا ارادہ کیا۔ یزید بن مہلب نے وداع بن حمید ازدی کو قندابیل کا حاکم بنایا تھا۔ اس کو یہ سمجھا دیا تھا کہ دیکھو ہم دشمن کے مقابلہ میں جا رہے ہیں اُن سے جنگ کرنے میں اگر میں کامیاب ہو گیا تو تم کو کوئی بڑا مرتبہ دوں گا اور اگر خدانخواستہ شکست کھا گیا تو تم قندابیل ہی میں رہو تاوقتیکہ ہمارے خاندان کے لوگ تمھارے پاس نہ آ جائیں اور اُن کو امن وعافیت سے مقیم نہ کر دو۔ میں نے صرف تم کو اپنی قوم اور اپنے خاندان کی حفاظت کے لیے مقرر کیا ہے۔ اس لیے تم میرے حسن ظن کے مطابق میرے بعد بھی یہ خدمت انجام دو۔ چلتے وقت اس سے عہد و پیمان لے لیا کہ اگر خاندانِ مہلّب واپس اس کے پاس آیا تو اُن کو آرام سے رکھے گا چنانچہ بنو مہلب نے اس خیال سے کشتیاں مقرر کیں اور گھر کے تمام لوگوں کو اور مال واسباب کو لاد کر روانہ ہو گئے۔ دریا عبور کر کے کرمان کی طرف چلے اور اسی وادی کرمان کے ساحل پر اترے اور تمام اہل وعیال اور ساز وسامان کو سواریوں پر رکھا اور پھر پورا قافلہ روانہ ہوا۔ مفضل بن مہلب آگے آگے تھا راستے میں بہت سی ٹولیاں ملیں جو مفضل کے ساتھ ہو گئیں۔ مسلمہ بن عبدالملک کو جب اُن کی روانگی کی اطلاع ملی تو اس نے مدرک بن ضبّ الکلبی کو تعاقب میں روانہ کیا۔ مدرک نے ایک گھاٹی میں ان لوگوں کو پکڑا۔ مفضل کے ساتھیوں نے اس پر حملہ کیا مدرک نے بھی جواب دیا لیکن مفضل کے اصحاب میں سے بہت بڑے بڑے لوگ مارے گئے مثلاً نعمان بن ابراہیم بن اشتر نخعی، محمد بن اسحٰق بن محمد بن اشعث وغیرہ اور ابن صول، قُہستان کا بادشاہ بھی گرفتار ہو گیا۔ عثمان بن اسحٰق بن محمد بن اشعث مجروح ہو کر بھاگ گیا اور حلوان پہنچا۔ وہاں کسی کو خبر لگ گئی تو اُس نے موقع پا کر قتل کر ڈالا اور مسلمہ جو صبرہ میں مقیم تھا اُس کے پاس اُس کا سر بھیج دیا۔ ابن مہلب کے ساتھیوں میں سے بہت سے لوگوں نے مدرک سے امان حاصل کر لی اور اس کی طرف ہو گئے۔ ان میں سے مالک بن ابراہیم بن اشتر، ورد بن عبداللہ بن حبیب السعدی تمیمی وغیرہ تھے۔

باقی جو لوگ رہ گئے۔ وہ مفضل کے ساتھ قندابیل چلے گئے۔ مسلمہ نے مدرک کے پاس ایک فوج بھیجی تو مدرک نے بے ضرورت سمجھ کر اُس کو واپس کر دیا اور صرف ہلال بن احوز تمیمی کو مفضل کے تعاقب میں لگا دیا وہ اُن کے ساتھ قندابیل تک چلا آیا۔ جب مفضل قندابیل میں داخل ہونے لگا تو وَدّاع بن حُمید

Marfat.com

نے اندر آنے سے روکا۔ ان لوگوں نے نہ مانا تو فوجوں کے وہ دستے مقابلے میں آ گئے۔ میمنہ پر خود وداع تھا اور میسرہ پر عبداللہ بن ہلال تھا۔ یہ دونوں بنوازد کے خاندان سے تھے۔ ہلال بن ماحوز نے ان کو اپنے امن کی علامت دکھلائی۔ تو اُنھوں نے اُس کو علیحدہ کرلیا اب ابن مہلب کے ساتھیوں میں ایک انتشار شروع ہوا۔ مروان بن مہلّب نے جب یہ صورت دیکھی تو اُس نے یہ ارادہ کیا کہ پلٹ کر اپنی تمام عورتوں کو قتل کر ڈالیں تا کہ وہ کسی کی لونڈی نہ بن سکیں لیکن مفضل نے روکا اور کہنے لگا کہ ان لوگوں سے اس قدر خطرہ نہیں ہے کہ عورتوں کے ساتھ بھی برا سلوک کریں گے اس لیے ان کو اپنی حالت پر چھوڑ دینا چاہیے۔ اس کے بعد سب نے تلواریں کھینچ لیں اور میدان میں کود پڑے۔ یکے بعد دیگرے سب کے سب مقتول ہوئے۔ مہلّب کے بیٹوں میں سے مفضل، عبدالملک، زیاد، اور مروان اور معاویہ بن یزید بن مہلب اور منہال بن ابی عُیینہ بن مہلب، عمرو اور مغیرہ بن قبیصہ بن مہلب سب کے سب قتل ہو گئے۔ مقتولین کے سر کاٹ لیے گئے اور ہر ایک کے کان میں اس کے نام کا کاغذ لکھ کر لگا دیا گیا۔ ابی عُیینہ بن مہلب اور عمر بن یزید بن مہلب اور عثمان بن مفضل بن مہلب یہ لوگ رُتبیل کے پاس چلے گئے۔

اس کے بعد ہلال بن احوز نے ان تمام عورتوں اور بچوں کو قید کر کے مقتولین کے سروں کے ساتھ مسلمہ بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا اور مسلمہ نے یزید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا اور اس نے پھر عباس بن ولید جو حلب میں تھا اُس کے پاس روانہ کر دیا۔ عباس نے ان سروں کو عبرت کے لیے مختلف مقامات پر لٹکا دیا۔ مسلمہ نے یزید کی ذریات کو بیچنا چاہا۔ جراح بن عبداللہ حکمی نے اِن سب کو ایک لاکھ درہم میں خریدا اور بعد میں رہا کر دیا۔ مسلمہ نے جراح سے اُس کی قیمت بھی وصول نہ کی۔

یزید بن عبدالملک کو یزید بن مہلب کے قتل کی جب خبر ملی تو وہ بہت مسرور ہوا اور اب اس کی وہ دلی آرزو جو خلافت کے قبل تھی پوری ہو گئی۔ ان دونوں میں عداوت پیدا ہونے کی وجہ بعض یہ بتاتے ہیں کہ ایک دن سلیمان کے زمانے میں یزید بن مہلب حمام سے نکلا اور اُس کا جسم عطر سے بسا تھا۔ یزید بن عبدالملک بھی بیٹھا تھا اور عمر بن عبدالعزیز بھی تھے۔ یزید ابن مہلب کو اس شان سے آتے دیکھ کر یہ بولا کہ اللہ دنیا کا برا کرے۔ میری یہ تمنا ہے کہ ایک مثقال غالیہ (خوشبو) زیادہ سے زیادہ ایک ہزار دینار کا ہوگا بجز شریف شخص کے اس کو کوئی استعمال نہیں کر سکے۔ ابن مہلب نے کہا کہ میری یہ تمنا ہے اگر غالیہ شیر کی پیشانی میں بھی ہو تو میرے ایسے جری اور بہادر شخص کے سوا کوئی اسے حاصل نہ کر

Marfat.com

سکے۔ یزید بن عبدالملک کواس جملے سے اور غصہ آیا اور اس نے کہا کہ اگر ایک دن کے لیے بھی میں خلیفہ ہوا تو میں تجھ کو قتل کر ڈالوں گا۔ اس پر ابن مہلب نے کہا کہ اگر تم خلیفہ ہوئے اور میں زندہ رہا تو میں بھی پچاس ہزار تلواروں سے تیرے ٹکڑے کر ڈالوں گا۔ یہی ابتداء، عداوت اور بغض کی تھی، بعض نے کچھ اور بیان کیا ہے۔ بقیہ قیدی کل تیرہ تھے جو یزید بن عبدالملک کے سامنے لائے گئے۔ اس وقت دربار میں کثیر عزّہ بھی موجود تھا اس نے امیر کو مخاطب کر کے یہ شعر کہا:

حلیم'' اذا مانال عاقب مجملاً　　اشد العقاب او عفالم یثرب

فعفوا امیرالمومنین حسبة　　فماتا ته من صالح للك یکتب

اساؤو افان تصفح فانك قادرٌ'　　وافضل حلم حسبة حلم مغضب

[وہ بُردبار شخص جو کسی تکلیف رسانی کے بعد سخت سزا کے بدلے معمولی سزا دے یا معاف کردے قابل ملامت نہیں ہوتا۔ اے امیرالمومنین آپ معاف کردیں اور اجر حاصل کریں اور جو کوئی نیک کام آپ کریں گے آپ کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔ انھوں نے برا کیا پس اگر آپ معاف کردیں جیسا کہ خدا نے آپ کو اُس کی قدرت دی ہے تو اجر کے لحاظ سے انسان کے لیے سب سے بڑی بردباری یہ ہے کہ غصّہ کو پی جائے۔]

یزید بن عبدالملک نے اس کے جواب میں کہا کہ: اے ابوصخر رحم کو تم اپنے پاس رکھ چھوڑو افسوس کہ یہاں رحم کا موقع نہیں ہے۔ خدا نے اُن کے بدترین اعمال کی وجہ سے انہیں ہمارے قبضہ میں دیا۔ بہرحال پھر اس نے قتل کا حکم دے دیا اور سب مارے گئے صرف ایک لڑکا رہ گیا تھا جس نے خود کہا کہ مجھ کو بھی قتل کردو میں چھوٹا نہیں ہو۔ یزید نے کہا دیکھو اس کے ناف کے بال نکل آئے ہیں یا نہیں۔ لڑکے نے کہا کہ میں اپنی حالت سے زیادہ واقف ہوں، میں بالغ ہو چکا ہوں اور اکثر عورتوں سے ہم صحبت بھی ہوا ہوں۔ آخرکار یزید نے اُس کو بھی قتل کرنے کا حکم دیا۔ مقتولین کے نام یہ ہیں: معارک، عبداللہ، مغیرہ، مفضل منجاب، یزید بن مہلب کی اولاد میں سے اور درید، حجاج، غسان، شبیب اور فضل یہ سب مفضل کی اولاد میں سے قتل کیے گئے۔ ثابت قطنہ نے یزید بن مہلب کا مرثیہ کہا ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے:

[اے اس رات کی درازی تجھ کو چاہیے کہ ختم ہو جائے۔ غم نے تیرے بیتاب دل کو مضطر اور پریشان کردیا۔ میں بیدار رہا لیکن میرے ساتھ ام خالد بیدار نہ رہی اور میری آنکھیں

Marfat.com

تو سال بھر سے عالم بیداری میں ہیں۔قبیلے کے سردار کی ہلاکت اوراس کی گم شدگی پر۔ موت نے اس کودعوت دی اور اس نے لبیک کہہ کراپنے کواس کے سپرد کردیا۔بہت سی زمینوں کے بادشاہ پرافسوس کہ اس کی فوجیں بزدل اور پست ہوگئیں اورموت کا معین وقت آ گیا۔وہ اس وقت مارا گیاجب میں نہ تھا اگر میں موجود ہوتا تو زندوں کواُس پر ماتم کرنے سے روک دیتا۔ایام جنگ کے علاوہ اے ہندہ تو باخبر رہ کہ انتقام لینے والے کے لیے مہلت ہے اگراس نے انتظار کیا۔پس اگر زمانے کی آب وہوا میرے موافق ہوئی تو ابن ابی ذبان کوشرمندہ ہوناپڑے گا۔کیا تواس وقت بچ سکتا ہے جب ہمارے نیزے تجھ پر پڑرہے ہوں۔ہم تجھ کواُن کے ذریعے سے کالے سانپوں کے زہر اگلنے کا مزہ چکھائیں گے۔اگرعباس پرزمانے میں کوئی مصیبت آئے تو ہم اس گذشتہ دن کے بدلے کے لیے یہ کافی سمجھیں گے۔ازروئے قصاص کے اورہم اس چیز کوجو ہم پرگذر گئی ہے باربار نہیں دہراتے،اگرچہ ابن مروان جوروستم کرے۔عنقریب تجھ کواس وقت اطلاع ہوجائے گی جب تیرا قدم پھسلے گا اور بہت سی قومیں اپنی پوشیدہ عداوتوں کوظاہر کریں گی۔اس ظالم انسان سے جس نے اپنے گھر والوں کوستایا ہو جب کہ واقعات سخت اورپیچیدہ حالات کانقشہ پیش کریں گے۔ہم حلم وبُردباری کا اس وقت برتاؤ کرتے ہیں جب جہل کوکمینے کی زیادتی سے معزز پاتے ہیں۔اوراس فوجی چھاؤنی پرحملہ آور ہوتے ہیں جہاں دیکھتے ہیں کہ عظیم الشان لشکروں کے سواکوئی دوسرا باشندہ نہیں ہے۔ہم پڑوسیوں کے حقوق اوراُن کی ذمہ داریوں کی اس وقت حفاظت کرتے ہیں جب دیکھتے ہیں کہ لوگوں نے اپنے محترم پڑوسیوں کی حفاظت سے غفلت برتی۔ہم مہمانوں کی تازہ کھجوروں سے ضیافت کرتے ہیں جب مہمانوں کی کثرت ہوجاتی ہے۔]

اس نے یزید کی موت پرمختلف طریقہ پرمرثیہ لکھا ہے۔ابوعیینہ بن مہلب کے لیے ہند بنت مہلب [1] نے یزید بن عبدالملک سے امان لے لی۔یزید نے اُس کوقبول کرلیا۔عمرو اورعثمان باقی رہے۔جب اسعد بن عبداللہ قسری خراسان کا حاکم ہواتو اُس نے یزید سے ان کے لیے امان حاصل کر لی۔(قُطنہ کا اصلی نام ثابت بن کعب بن جابرالعتکی الازدی ہے چونکہ خراسان کی ایک لڑائی میں اس کی

Marfat.com

آنکھ پر ضرب آ گئی تھی۔اس نے روئی کا پھاہا رکھا تھا اور اسی وجہ سے قطنہ کے لقب سے ملقب ہو گیا۔ ثابت بن قطبہ اور قُطنہ میں اکثر تشابہ ہو جاتا ہے لیکن وہ خزاعی اور یہ عتکی ہے۔)

مسلمہ عراق اور خراسان کا حاکم

جب مسلمہ بن عبدالملک یزید بن مہلب کی جنگ سے فراغت پا چکا تو یزید بن عبدالملک نے بصرہ ،کوفہ،خراسان کی حکومت اُس کے سپرد کر دی۔چنانچہ مسلمہ نے محمد بن عمرو ابن ولید کو کوفہ کا عامل بنایا اور بصرہ میں یزید بن مہلب کے بعد شبیب بن حارث حاکم تھا،مسلمہ نے اُس کو معزول کر کے عبدالرحمٰن بن سلیمان کلبی کو مقرر کیا اور اس کے اندرونی انتظامات کے لیے عمرو بن یزید تمیمی کو مقرر کیا۔جب عبدالرحمٰن بصرہ پہنچا تو اس نے یہ چاہا کہ جو لوگ یزید کے ساتھ تھے اُن کو چھیڑ کر مار ڈالا جائے۔عمرو بن یزید نے اس سے روکا اور کچھ دن کے لیے مہلت طلب کی۔عمرو نے مسلمہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔مسلمہ نے فوراً عبدالرحمٰن کو معزول کر دیا اور اُس کی جگہ عبدالملک بن بشر بن مروان کو منتخب کر کے روانہ کیا اور عمرو بن یزید کو اپنی جگہ پر باقی رکھا۔

مسلمہ کا سعید خُذینہ کو خراسان میں عامل بنانا

مسلمہ نے اس سال سعید بن عزیز بن حارث بن حکم بن ابی العاص بن امیّہ کو خراسان میں عامل بنا کر بھیجا۔یہ ''سعید خُذَینة'' کے لقب سے زیادہ مشہور تھا۔خُذَینة لقب ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ نرم اور عیش پسند آدمی تھا۔ایک مرتبہ ملک اَبْغر کا بادشاہ آیا تو اُس نے سعید کو رنگین لباس میں دیکھا اور اس کے مصاحبین بھی اسی قسم کا لباس پہنے ہوئے تھے۔جب وہ واپس آیا تو اس کی قوم کے لوگوں نے پوچھا کہ امیر کو کس قسم کا پایا اس نے جواب دیا کہ خُذینہ ہے۔اس کے بعد سے اس لقب سے مشہور ہو گیا۔خُذینہ گھر کی اس عورت کو کہتے ہیں جو مالکہ ہو،سعید نے چونکہ مسلمہ کی بیٹی سے شادی کر لی تھی اس لیے اُس نے اُس کو خراسان کی حکومت دے دی۔

سعید جب خراسان پہنچا تو اُس نے شُعبہ بن ظہیر نہشلی کو سمرقند کا حاکم بنا دیا۔شُعبہ جب سمرقند کی طرف گیا تو اُس کو یہ پتہ چلا کہ اہل صغد عبدالرحمٰن بن نعیم کے زمانہ میں باغی ہو گئے تھے مگر بعد

Marfat.com

میں انھوں نے صلح کرلی۔ شعبہ جب پہنچا تو اُس نے لوگوں کو جمع کیا اوران کے سامنے تقریر کی۔ عربوں پر بہت سخت حملے کیے اُن میں سے بعض باتیں یہ تھیں کہ تم لوگ بالکل نامرد ہوگئے ہو آج میں تم میں سے کسی کو بھی زخمی یا مجروح نہیں پاتا۔ تمام عربوں نے معذرت چاہی اور یہ کہا کہ ہمارے سردار علباء بن حبیب عبدی نے ہم کو بزدل بنادیا ہے۔

سعید خُذینہ نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ، سابق حاکم خراسان کے ان عمال کو جو عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں مقرر ہوئے تھے گرفتار کرلیا اور بعد میں اُن کو رہا کردیا پھر کسی نے سعید سے جا کر کہا کہ جہم بن زحر جعفی، عبدالعزیز بن عمرو بن الحجاج الزّبیدی اور منتجع بن عبدالرحمٰن الازدی یہ تینوں یزید بن مہلب کے عامل ہیں۔ اُن کے پاس خزانہ ہے جس کو چھپا رکھا ہے۔ چنانچہ سعید نے ان سب کو پھر گرفتار کرلیا جن کی کل تعداد آٹھ تھی اور قُھُندز میں مقید رکھا اور پھر جہم بن زحر کو گدھے پر سوار کر کے ان سب کی تشہیر کرائی گئی۔ دو دو سو درّے مارے گئے باقی تمام لوگوں کے ساتھ یہی برتاؤ کیا گیا۔ سعید خُذینہ نے اُن کو ورقاء بن نصر باہلی کو دیا کہ وہ ان کو قتل کرڈالے اُس نے انکار کیا اور معافی چاہی پھر ان سب کو عبدالحمید بن دثار اور عبدالملک بن دثار کے سپرد کیا گیا اور زبیر بن نشیط مولیٰ باہلہ بھی مسلط کیا گیا۔ ان لوگوں نے جہم بن زحر، عبدالعزیز اور منتجع کو قتل کرڈالا۔ قعقاع اور دوسرے لوگوں کو طرح طرح ستایا مختلف قسم کے عذاب میں مبتلا کیا اور قید خانہ میں بند رکھا۔ جب ترکوں کی لڑائی کا زمانہ آیا تو سعید نے رہا کردینے کا حکم دیا اور یہ کہا کہ اللہ زبیر کا برا کرے کہ اس نے جہم کو قتل کرڈالا۔

ہشام اور ولید کی ولی عہدی کی بیعت

جس زمانے میں یزید بن عبدالملک، یزید بن مہلب کے مقابلے میں فوجیں روانہ کررہا تھا اور اپنے بھائی مسلمہ اور عباس بن ولید کو بھی سردار بنا کر بھیج رہا تھا، اس وقت مصاحبین نے اس سے آکر یہ کہا کہ اہل عراق مکار اور دغاباز ہیں ممکن ہے کہ ہم لڑائی میں مصروف رہیں اور دھوکا دے کر یہ نہ کہہ دیں کہ امیرالمومنین کا انتقال ہوگیا۔ تو اُس وقت ہماری ہمت پست ہوجائے گی اس لیے اگر عبدالعزیز بن ولید کو اپنا ولی عہد بنادیجیے تو ٹھیک ہوگا۔ مسلمہ کو جب اُس کی خبر ملی تو وہ یزید کے پاس آیا اور اُس سے پوچھا کہ اے امیرالمومنین بھائی اور بھتیجے میں آپ کیا فرق کرتے ہیں اور ان میں سے کون

Marfat.com

زیادہ محبوب ہے۔ یزید نے جواب دیا کہ بھائی زیادہ محبوب ہے۔اس پر مسلمہ نے کہا کہ تو بھائی ہی ولی عہد ہونے کا زیادہ مستحق ہے۔ یزید نے کہا کہ اگر میری اولاد نہ ہوتو البتہ بھائی بھتیجے سے افضل ہے۔ مسلمہ نے کہا آپ کا بیٹا تو ابھی نابالغ ہے اس لیے پہلے ہشام بن عبدالملک کے لیے بیعت لیجیے اور اس کے بعد اپنے بیٹے ولید بن یزید کے لیے لیجیے۔ ولید کی عمر اس وقت کل گیارہ برس تھی۔ بہرحال یزید نے ان دونوں کی بیعت لینے کا تمام عمال کو حکم دے دیا۔ ولید کے جوان ہونے تک یزید زندہ رہا اس وجہ سے جب وہ اُس کو دیکھتا تھا تو یہ کہہ بیٹھتا تھا کہ اللہ میرے اور اس شخص کے درمیان میں حکم ہے جس نے ہشام کو اے ولید میرے اور تیرے درمیان میں ڈال دیا۔

غزوۂ ترک

سعید خُذینہ خراسان کا جب حاکم ہوا تو چونکہ قدرتاً وہ نیک مزاج اور نرم دل تھا اس وجہ سے لوگ اُس کے مخالف ہو گئے۔ اس سے قبل سعید کی جانب سے شُعبہ سمرقند کا حاکم تھا لیکن وہ معزول کر دیا گیا اس کے بعد ترکوں میں پھر جنگ آزمائی کا جذبہ پیدا ہوا اور خاقان نے اُن کو جمع کر کے اہل صغد پر حملہ کیا۔ ترکوں کی فوج کا موجودہ سردار کورصول تھا۔ جب یہ فوجیں قصر باہلی کے قریب پہنچیں تو وہیں مقیم ہوئیں۔ دہقانیوں کے ایک سردار نے یہ ارادہ کیا تھا کہ باہلہ کی ایک حسین عورت سے شادی کر لے جو قصر میں مقیم ہے لیکن اس نے خودداری کے ساتھ انکار کر دیا جس کی وجہ سے اُن میں غصّہ زیادہ بڑھ گیا اور عداوت کی آگ بھڑک اُٹھی۔ سب نے یہ طے کیا کہ قصر کے تمام آدمیوں کو قتل کر ڈالیں اسی خیال سے کورصول نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ قصر میں تقریباً سو خاندان آباد تھے جو مع اہل عیال وہاں رہتے تھے۔ سمرقند میں سعید خُذینہ کی طرف سے عثمان بن عبداللہ بن مطرف بن شخیر حاکم تھا۔ صغد کے باشندوں نے مدد طلب کی اور چونکہ امداد پہنچنے میں تاخیر تھی اس وجہ سے اُنھوں نے ترکوں سے چالیس ہزار درہم پر صلح کر لی اور اپنے سترہ آدمیوں کو ضمانت کے طور پر اُن کے سپرد کیا۔ عثمان کو جب یہ خبر لگی کہ ترکوں نے صغد کا محاصرہ کر لیا ہے تو اُس نے لوگوں کو جمع کیا۔ مسیّب بن بشر ریاحی چار ہزار آدمیوں کے ساتھ آیا اور بھی مختلف قبائل کے لوگ اس میں موجود تھے۔ شُعبہ بن ظہیر اور ثابت قطنہ بھی تھے۔ مسیّب نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ تم لوگ ترکوں سے مقابلے کے لیے جا رہے ہو جن کا سردار

Marfat.com

خاقان ہے، اگرتم نے اُن کے مقابلے میں تکالیف اور مصائب کو برداشت کیا تو تمھارے لیے جنت رکھی ہے اور اگر میدان جنگ سے بھاگے تو بڑا سخت عذاب ہوگا۔ اس لیے جو شخص لڑنا چاہتا ہے اور تکلیف کو برداشت کرنے پر قادر ہے وہ چلے ورنہ ساتھ نہ رہے۔ مسیّب کے ایسا کہنے سے ایک ہزار آدمی واپس ہوگئے۔ ایک فرسخ آگے بڑھنے کے بعد مسیّب نے اپنا جملہ پھر دہرایا اور ایک ہزار دوسرے آدمی لوٹ گئے۔ دوسرے فرسخ پر پہنچنے کے بعد اُس نے پھر یہ کہا کہ جو چلنا چاہتا ہو وہ چلے ورنہ واپس ہوجائے۔ چنانچہ اس مرتبہ بھی ایک ہزار آدمی واپس چلے گئے۔ اب جو لوگ باقی رہ گئے تھے۔ وہ ساتھ رہے اور ترکوں سے دو فرسخ کے فاصلہ پر مقیم ہوئے۔ ترک خاقان مسیّب کے پاس آیا اور اُس نے کہا دہقانی رئیسوں نے ترکوں سے صلح کرلی ہے میرے ساتھ تین سو ۳۰۰ آدمی ہیں جو آپ کے ساتھ ہیں مجھ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل صغد نے سترہ آدمیوں کو بطور ضمانت کے ان کے سپرد کیا ہے۔ جب تک صلح رہے گی وہ اُنھیں کے پاس رہیں گے لیکن ترکوں کو جب تمھارے آنے کی خبر معلوم ہوگی تو وہ اُن کو قتل کر ڈالیں گے۔ صلح کی میعاد کل ہی تک ہے وہ کل لڑکر قصر فتح کریں گے۔

مسیّب نے رات ہی کو ایک عربی اور ایک عجمی آدمی کو تحقیقات حال کے لیے بھیجا۔ ترکوں نے قصر کے چاروں طرف پانی جمع کردیا تھا تاکہ کوئی اُن کے قریب تک نہ آسکے۔ یہ دونوں آدمی جب نزدیک ہوئے تو محافظوں کی جماعت نے شور مچایا۔ اُن دونوں نے آہستہ سے بلا کر کہا کہ عبدالملک بن دِثار کو بھیج دو چنانچہ انھوں نے عبدالملک ابن دِثار کو بھیج دیا۔ جب عبدالملک اُن کے پاس آیا تو انھوں نے اُس کو یہ خبر دی کہ مسیّب اپنی فوج کے ساتھ تمھاری مدد کے لیے آگیا ہے اور پوچھا کل کے دن تمھاری حفاظت کس صورت میں ہوگی؟ اس نے کہا کہ ہم نے یہ طے کیا کہ کل اپنی تمام عورتوں کو آگے بڑھادیں گے اور اس کے بعد خود بھی ہلاک ہوجائیں گے۔ یہ دونوں مسیّب کے پاس سے واپس گئے اور اس کو ان حالات سے باخبر کیا۔ مسیّب نے سنتے ہی کوچ کرنے کا حکم دے دیا اور سب سے موت پر بیعت لے لی۔ صبح تک تیاری کرتے رہے، اس کے بعد روانہ ہوگئے۔ جب ترکوں کی فوجیں صرف نصف فرسخ کے فاصلہ پر تھیں تو مسیّب نے وہیں ٹھہرنے کا حکم دیا، دن بھر وہیں مقیم رہے اور مسیّب نے اُن کو رات کے وقت حملہ آور ہونے کے لیے مستعد کیا۔ چنانچہ شام ہوتے ہی تیاری کا حکم ہوا اور یہ منادی کرادی گئی کہ اپنا شعار ''یا محمد'' رکھو اور یہ کہ ترک اگر شکست کھاجائیں تو کوئی ان کا تعاقب نہ کرے اور صبر و

Marfat.com

استقلال کے ساتھ جنگ کرو۔سب سے پہلے تم کوسواریوں کے دست وپا کاٹ کر بیکار کردینا چاہیے کیونکہ یہ اُن کے لیے بہت زیادہ نقصان دہ ہوگا اور تمھارے پاس کچھ کمی نہیں ہے۔تمھاری تعداد سات سو۷۰۰ ہے اگر بڑی سے بڑی فوج تمھارے مقابل میں ہوگی تو وہ پسپا ہوجائے گی۔اس کے بعد مسیّب نے فوج کی ترتیب اس طریقے پر کی کہ میمنہ پر کثیر دبوسی اور میسرہ پر ثابت قطنہ کو متعین کیا۔جس کا تعلق بنوازد سے تھا۔جب یہ لوگ تکبیریں کہتے ہوئے قصر کے قریب پہنچے تو ترک گھبرا گئے اور جلدی سے مستعد ہوگئے مسلمانوں نے سب سے پہلے اُن کی سواریوں کو بیکار کردیا اور پھر حملہ آور ہوئے۔ مسیّب چند آدمیوں کو لے کر دوسری طرف بڑھ گیا۔اس کے بعد دونوں طرف سے مقابلہ ہوا۔بختری مرائی کا اس جنگ میں داہنا ہاتھ کٹ گیا تو اُس نے بائیں ہاتھ سے مقابلہ کرنا شروع کیا، وہ بھی کٹ گیا تو دونوں کٹے ہوئے ہاتھوں سے مدافعت کررہا تھا۔آخرکار مارا گیا۔ثابت قطنہ نے ترکوں کے ایک بڑے سردار کو قتل کرڈالا جس کی وجہ سے ترکوں کی ہمت پست ہوگئی اور وہ بھاگے مسیّب نے پھر اعلان کیا دیکھو شکست خوردہ آدمیوں کا تعاقب مت کرو۔قصر کا رخ کرو، پانی کے سوا کوئی چیز ساتھ نہ لے جاؤ، جو شخص صحیح وتندرست نہ ہو اور چلنے پر قادر نہ ہو اُس کو ساتھ نہ لے چلو۔جو کوئی کسی عورت یا بچہ یا بڈھے کو خالصتہً للہ لے جائے گا اُس کا اجر خدا اُس کو دے گا اور اگر کوئی شخص ایسا نہ کرے گا اُس کے لیے میری طرف سے چالیس درہم انعام ہے۔قصر میں اگر کوئی تمھارا معاہدہ ہو تو ساتھ لے لو چنانچہ قصر کے تمام آدمیوں کو ساتھ لے لیا اس کے بعد ترک خاقان کے پاس آئے اور اس نے اُن کو اپنے قصر میں ٹھہرایا اور ان کے خورد ونوش کا انتظام کیا اس نے فراغت پاکر تمام لوگ سمرقند روانہ ہوگئے دوسرے دن ترک جب واپس آئے تو انھوں نے قصر کو بالکل خالی پایا۔صرف اپنے مقتولین کو ادھر اُدھر پڑا دیکھا تو وہ بولے کہ یہ لوگ انسانوں میں سے تو نہیں معلوم ہوتے ہیں بلکہ جن ہیں۔ثابت قطنہ نے اس معرکہ میں چند اشعار کہے ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے:

[میرا دل بنو تمیم کے شہسواروں پر فدا ہوگیا۔صبح کی سخت اور گھمسان کی لڑائی کے وقت۔
میرا دل ان شہسواروں پر بھی فدا ہوگیا جنھوں نے دشمنوں کے مقابلہ میں اس وقت میری مدد کی جب جنگ کا گرد وغبار چھایا ہوا تھا۔وہ جگہ قصر باہلی کی ہے اُنھوں نے مجھ کو اس وقت مدافعت کرتے ہوئے دیکھا جب کہ مدافعین زور شور سے لڑ رہے تھے۔میں نیزے کے

Marfat.com

ٹوٹنے کے بعد اپنی تلوار سے کام لے رہا ہوں اور دشمنوں کو تیز دھار کی بڑی تلواروں سے میدان سے ہٹا رہا ہوں۔ تحموم نے اُن پر حملے کیے جیسے شراب کے پیالے سے بار بار سیراب ہوا جاتا ہے۔ میں اس پر مصائب کے وقت سوار ہو کر حملہ کرتا ہوں یہاں تک کہ وہ سب کے سب ٹل جاتے ہیں اور میرا میدان صاف ہو جاتا ہے۔ اگر اللہ جس کا کوئی شریک نہیں ہے، مدد نہ کرتا اور میرا وار سردار بزرگ کے خود پر نہ پڑا ہوتا۔ تب بنو دِثار کی عورتیں ترکوں کے سامنے اس طرح بھاگتیں کہ اُن کی پازیب دکھائی دیتی۔ بنو تمیم میں مسیّب کی طرح کون ایسا شخص ہے جو موت کی طرف پیش قدمی کرنے والا ہو۔]

اس جنگ میں معاویہ بن حجاج طائی کی آنکھیں ضائع ہو گئی تھیں اور ہاتھ شل ہو گئے تھے۔ سعید خُذینہ کی طرف سے وہ کسی جگہ کا والی تھا لیکن حسابات کی غلطی کی بنا پر اس نے شداد بن خلید باہلی کے سپرد کر دیا تا کہ وہ اس سے بقیہ روپیوں کو وصول کر لے۔ شداد نے اس پر سختی شروع کی تو معاویہ نے بنو قیس کو مخاطب کر کے کہا کہ میں قصر باہلی کی جنگ میں شریک تھا۔ میرے ہاتھ پیر مضبوط تھے آنکھیں تیز تھیں لیکن اس جنگ میں ضائع ہو گئیں، ہاتھ بیکار ہوئے مگر باوجود اس کے اتنے زور شور سے میں نے مدافعت کی کہ اُن کو قتل و غارت سے قید بند سے بچا دیا۔ اس پر یہ شداد میرے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے۔ لوگوں نے شداد سے کہا کہ اس کو چھوڑ دو چنانچہ وہ آزاد کر دیا گیا بعض کا بیان ہے جو جنگ میں شریک تھے کہ یہ جنگ ہماری نظر میں تو قیامت معلوم ہوتی تھی کیونکہ انسانوں کی چیخ و پکار گھوڑوں کا شور و شغب تلواروں کی جھنکار نے ایک ہنگامہ برپا کر دیا تھا۔

غزوۂ صُغد

اس سال سعید خُذینہ نے نہر بلخ کو عبور کیا اور اہل صغد پر حملہ آور ہوا کیونکہ اہل صغد نے اپنا معاہدۂ صلح پھر توڑ دیا تھا بلکہ مسلمانوں کے خلاف ترکوں کو مدد دی تھی۔ صائب الرائے لوگوں نے سعید سے آ کر کہا کہ جب سے تم نے جنگوں کا سلسلہ بند کر دیا ہے اس وقت سے ترکوں کی ہمت بڑھ گئی ہے اور اہل صُغد بھی اُن کی ہاں میں ہاں ملانے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ لوگوں کے مشورہ سے اس نے فوجیں تیار کیں اور پھر صُغد کی طرف روانہ ہو گیا۔ نہر عبور کر کے آگے بڑھا تھا کہ راستے میں اہلِ صُغد اور

Marfat.com

ترکوں کی فوجیں بھڑ گئیں ۔دونوں طرف سے خوب معرکہ آرائی ہوئی لیکن آخر میں مسلمانوں نے اُن کو شکست فاش دی۔ جب وہ بھاگنے لگے تو سعید نے اپنی فوج کو تعاقب سے روکا اور کہا کہ صُغد امیر المومنین کا ایک باغ ہے اُن کے لیے یہ کافی ہے کہ اُن کو شکست دے کر تم نے بھگا دیا۔ کیا اب تمھارا یہ ارادہ ہے کہ اُن کو بالکل ہلاک کردو۔ اے اہلِ عراق تم نے بھی خلفاء کے مقابلہ میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا تھا لیکن انھوں نے تم کو نیست ونابود نہیں کیا۔ حیان نبطی تعاقب میں تھا، سورۃ بن حر نے پکارا کہ اے حیان تم واپس آجاؤ حیان نے کہا کہ اللہ کا شکار ہے۔ اُس کو میں ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔ سورۃ ابن حر نے پھر کہا کہ اے نبطی واپس آجا حیان نے کہا کہ اللہ تجھ کو نبطی بنالے۔

اس کے بعد مسلمانوں کی فوج ایک ایسے مقام سے گذری جس کے درمیان ایک وادی حائل تھی وادی کے اس طرف چراگاہ واقع تھی مسلمانوں کی فوج میں سے کچھ لوگ عبور کر چکے تھے کہ ترک ایک کمیں گاہ سے برآمد ہوئے اور اُنھوں نے مسلمانوں پر حملہ کردیا۔ مسلمانوں نے ان کا پورا مقابلہ کیا اور لڑتے ہوئے ہی وادی کو طے کیا آخرکار مسلمانوں نے شکست کھائی اور بھاگے۔ بعض روایت میں ہے کہ شکست کھانے والی جماعت وہ تھی جو مسلمانوں کے آگے آگے تھی اُن کو اس کی مطلق خبر نہ تھی کہ ترک جو جھاڑی میں چھپے ہیں حملہ کریں گے۔ اس دستے کا سردار شُعبہ بن ظہیر تھا۔ ترکوں نے گھوڑے پر بھی سوار ہونے کا موقع نہیں دیا کہ حملہ کردیا۔ شُعبہ نے ان کا مقابلہ کیا لیکن وہ اور اُس کے ساتھ کے پچاس آدمی مارے گئے اور باقی تمام لوگوں نے شکست کھائی۔ مسلمانوں کی شکست کی خبر جب مسلمانوں کی دوسری فوجوں کو ملی تو خلیل بن اوس عبشمی نے لوگوں کو للکارا اے بنوتمیم میں خلیل ہوں دیکھو مسلمانوں نے شکست کھائی، اب لڑائی کے لیے مستعد ہوجاؤ چنانچہ ایک دستہ اس کے ساتھ ہوگیا اور وہ اُن کو لے کر دشمنوں پر حملہ آور ہوا۔ ترکوں سے جنگ ہو ہی رہی تھی کہ مسلمانوں کی دوسری فوجیں بھی آگئیں پھر کیا تھا دشمنوں نے شکست کھائی۔ خلیل بن اوس بنوتمیم کا اس وقت تک سردار رہا جب تک سعید خذینہ خراسان کا حاکم رہا۔ اس کے بعد نصر بن سیار کے زمانہ میں حکم بن اوس بنوتمیم کا سردار ہوا۔

جب دوسرا سال آیا تو بنوتمیم وزغیش کی طرف روانہ کیے گئے۔ انھوں نے کہا کاش دشمنوں کا مقابلہ ہوتا تو ہم اُن کو بتاتے۔ سعید خُذینہ جب کسی مقام پر سریہ بھیجتا تھا اور وہ غنیمت لے کر واپس آتا تھا اور اُن کے پاس قیدی ہوتے تو سعید قیدیوں کو واپس کردیتا اور سریہ کے آدمیوں پر بہت بگڑتا۔

Marfat.com

ہجری نے اسی مضمون کوادا کیا:

سریت الی الاعداء تلهو بلعبةٍ　　وایرك مسلولُ، وسیفك مغمد

وانت لمن عادیت عرس خفیةً　　وانت علینا کالحسام المهنَّد

[دشمنوں کے مقابلہ میں تو تو سر بہ بھیجتا ہے اور خود کھیلتا رہتا ہے تیرا عضو تناسل بڑھ گیا ہے اور تلوار میان میں پڑی رہتی ہے۔تو اس شخص کی مدد کرتا ہے جو رات کو اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستر ہوتا ہے اور ہم جو رات دن لڑتے ہیں ان پر تو تیز تلوار کی طرح گرتا ہے۔]

سعید، لوگوں کی نظر سے بالکل گر گیا اور لوگ اُس کو بہت ہی کمزور اور ضعیف سمجھنے لگے۔ بنو اسد کے قبیلے کا ایک شخص اسمٰعیل نامی تھا جو مروان بن محمد کے خاندان سے محبت رکھتا تھا۔ اسمٰعیل نے خذینہ کے سامنے بنو مروان سے اپنی محبت کا اظہار کیا۔ خُذینہ نے کہا کہ اے زبان دراز تو کیا کہتا ہے۔ اسمٰعیل نے جو اشعار پڑھے ان کا ترجمہ یہ ہے:

[خُذینہ نے مجھ کو ایک مداح سمجھ رکھا ہے خذینہ کے آئینہ اور اُس کی کنگھی کے لیے۔ انگیٹھی اور سرمہ دانی کے لیے سارنگی اور اس کے سامنے کے نشانوں کے لیے۔ یا تو یہ ہے یا چوڑی زرہوں کی تعریف کے لیے اور ایسی تلوار کے لیے جو تیزی سے کاٹنے والی ہے۔ جس کا لوہا پرانا ہے اور جس کی دھار پر اعتماد کلی ہے اور جس کو نرمی اور آواز نے مس تک نہیں کیا ہے۔]

اس کے علاوہ اور بھی اشعار تھے۔

حیان نبطی کی وفات

حیان نبطی کے مختلف حالات کا تذکرہ قتیبہ کی حکومت کے زمانہ میں اچھی طرح کیا جا چکا ہے۔ قتیبہ کے قتل کے بعد اُس کو سرداری ملی اور وہ خراسان واپس آ گیا۔ جب سورہ نے حیان کو اے نبطی کہہ کر پکارا جس کا اُس نے یہ جواب دیا کہ اللہ تجھ کو نبطی بنائے۔ تو سورہ کے دل میں حیان کی طرف سے عداوت کی چنگاری سلگ گئی۔ چنانچہ سورہ نے سعید خُذینہ کے کان میں یہ پھونک دیا کہ حیان حاکم اور عربوں کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اس نے قتیبہ کے وقت خراسان کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ اور اب وہ تجھ پر حملہ آور ہوگا تا کہ اہل خراسان کو تم سے برگشتہ کر دے اور پھر قلعہ میں چھپ جائے۔ سعید خُذینہ نے سورہ سے

Marfat.com

کہا کہ اس بات کو مشتہر نہ کرو۔ چنانچہ سعید نے ایک مجلس میں دودھ مانگا اور پہلے ہی سے یہ کہہ دیا تھا کہ حیان کے دودھ میں سونے کا برادہ ملادو۔ حیان کو اس کی خبر تک نہ تھی جب دودھ کا پیالہ سامنے آیا تو وہ فوراً پی گیا۔ سعید اور دوسرے لوگ اس کی حالت کو متغیر دیکھ کر چار میل تک گھوڑے پر سوار ہو کر باہر چلے گئے حیان چار دن تک زندہ رہا اور پھر مر گیا بعض کہتے ہیں کہ آئندہ سال میں اس کا انتقال ہوا۔

مسلمہ کی معزولی

خراسان اور عراق سے مسلمہ کے معزول ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ جب سے وہ عراق کا حاکم ہوا اس نے دارالخلافت میں خراج بھیجنا بالکل بند کر دیا تھا۔ اسی وجہ سے یزید بن عبدالملک اس سے ناراض تھا اور اُس کو علیحدہ کرنا چاہتا تھا لیکن چونکہ وہ بھائی تھا اس وجہ سے ایسا کرتے ہوئے بھی شرماتا تھا۔ اس خیال سے اس نے مسلمہ کو لکھ بھیجا کہ تم اپنی جگہ پر کسی کو قائم مقام بنا کر میرے پاس چلے آؤ۔ مسلمہ، عبدالعزیز بن حاتم بن نعمان کے پاس گیا اور اس مسئلہ میں اس سے مشورہ طلب کیا کہ آیا وہ یزید کے پاس جائے یا نہ جائے۔ عبدالعزیز نے کہا کہ کیا تم اپنی خواہش سے جا رہے ہو یا اس کی خواہش سے، مسلمہ نے طلبی کا تذکرہ کیا تو وہ بولا کہ تمھاری حکومت کا زمانہ قریب الختم ہے۔ مسلمہ نے کہا ہاں ایسا ہی ہونے والا ہے۔ عبدالعزیز نے کہا تو پھر جب تک کوئی دوسرا حاکم نہ آئے تم مت جاؤ۔ اس کے بعد مسلمہ رخصت ہوا، راستے میں ابن ہبیرہ فزاری ملا جو عراق سے ایک سرکاری ہرکارے کے ساتھ آ رہا تھا۔ مسلمہ نے ابن ہبیرہ سے پوچھا کہ کیسے آئے؟ اس نے کہا کہ امیرالمومنین نے آل مہلب کے تمام اموال کو جمع کرنے کا حکم دیا ہے۔ مسلمہ یہ سنتے ہی عبدالعزیز کے پاس گیا اور اس کو ابن ہبیرہ کے آنے کی خبر سنائی۔ عبدالعزیز نے کہا میں تو تم سے پہلے ہی کہہ چکا تھا۔ مسلمہ نے کہا لیکن ابن ہبیرہ تو صرف یہ کہہ رہا تھا کہ آل مہلب کے مال جمع کرنے کے لیے آیا ہوں۔ عبدالعزیز نے کہا کیا یہ حیرت کی بات نہیں کہ ابن ہبیرہ کو جزیرہ کی امارت سے معزول کر کے صرف آل مہلب کے خزانے جمع کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ اس کے متعلق کوئی فرمان بھی تو تمھارے پاس نہیں آیا ہے۔ مسلمہ نے کہا کہ نہیں۔ چند ہی دنوں کے بعد اُس کو یہ خبر ملی کہ ابن ہبیرہ نے مسلمہ کے عمال کو معزول کر دیا اور اُن پر سختی شروع کر دی ہے فرزوق نے یہ اشعار کہے ہیں:

Marfat.com

رَاحت بمسلمة البغال عَشيّةً　　فارعی فزارة لاهنالك المرتعُ

عزل ابن بشر وابن عمرو قلبه　　واخوهراة لمثلها يتوقعُ

[شام کو مسلمہ کے خچر چر رہے تھے لیکن اس کے بعد فزارہ نے اپنے جانور چرائے (اور کہا دوسرں سے) کہ یہ چراگاہ نہیں ہے۔اور اس نے ابن بشر اور ابن عمرو کو پہلے ہی سے معزول کر دیا اور عامل ہرات بھی اسی توقع میں ہے۔]

ابن بشر سے مراد عبدالملک بن بشر بن مروان جو بصرہ کا حاکم تھا اور ابن عمرو سے مراد ذوالشامہ جو کوفہ کا عامل تھا۔صاحب ہرات سے سعید خُذینہ مراد ہیں۔

ابن ہبیرہ کی ابتدائی زندگی ان واقعات سے شروع ہوتی ہے اوّل اوّل وہ بددیانہ زندگی سے باہر آیا اور سپہ سالاروں کے ساتھ رہنے لگا۔اسی زمانہ میں تعلّی کے طریقہ پر کہتا تھا کہ میں آئندہ چل کر عراق کا بادشاہ بنوں گا۔ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ابن ہبیرہ ،عمرو بن معاویہ عقیلی کے ساتھ روم کی جنگ پر گیا۔وہاں غنیمت میں ایک بہت ہی خوبصورت اور قیمتی گھوڑا ہاتھ آیا۔وہ عمرو کے سامنے لایا گیا لیکن وہ اس قدر شریر تھا کہ اپنی پیٹھ پر کسی کو ہاتھ رکھنے نہیں دیتا تھا۔عمرو نے کہا کہ جو اس گھوڑے پر سوار ہو جائے وہ اس کا مالک ہو جائے گا۔عمرو بن ہبیرہ یہ سُن رہا تھا کہ یکا یک کچھ دور جا کر وہاں سے جھپٹا جیسے نیزہ باز دور ہی سے جھپٹے ہیں اور دم کے دم میں گھوڑے کی پیٹھ پر پہنچ گیا اور بیٹھتے ہی گھوڑے کو اپنے قابو میں کر لیا۔

حجاج نے جب مطرف بن مغیرہ بن شُعبہ کو معزول کر دیا تو عمرو بن ہبیرہ اس فوج میں شریک تھا۔جو ری سے مطرف سے لڑنے کے لیے بھیجی گئی تھی۔جب دونوں فوجیں باہم معرکہ آرا ہوئیں تو اس وقت ابن ہبیرہ، مطرف کی طرف ہو گیا صرف یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ میں مطرف کے ساتھیوں میں ہوں لیکن جب فوج میں انتشار پیدا ہو گیا تو وہ مطرف کے قاتلین میں تھا اور اسی نے اس کا سر کاٹا۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ قاتل دوسرا تھا صرف اس نے سر تن سے جدا کیا اور اس کو لے کر عدی کے پاس آیا۔ عدی نے انعام میں بہت کچھ دیا اور سر سمیت حجاج کے پاس بھیج دیا۔حجاج نے اُس کو سر کے ساتھ عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔عبدالملک نے دمشق کے ایک گاؤں کو جس کا نام برزہ تھا،اس کے نام لکھ دیا۔اس کے بعد وہ حجاج کے پاس واپس آیا۔حجاج نے اس کو کردم بن مرثد فزاری کے مال لوٹ لینے کے لیے مستعد کیا۔چنانچہ اُس نے اِس کا تمام مال چھین لیا اور پھر عبدالملک کے پاس بھاگ گیا۔

Marfat.com

عبدالملک سے آکر اس نے کہا کہ میں اللہ اور اس کے بعد امیرالمونین سے حجاج کے ظلم سے پناہ مانگتا ہوں کیونکہ اس کے اشارہ سے میں نے اس کے چچازاد بھائی مطرف بن مغیرہ کو قتل کیا اور اس کا سر لے کر امیرالمومنین کے پاس حاضر ہوا۔ جب میں یہاں سے واپس گیا تو حجاج نے میرے قتل کا مصمم ارادہ کرلیا اور اب مجھ کو خطرہ ہے کہ وہ کوئی ایسی بات میری طرف منسوب نہ کرے جس میں میری ہلاکت ہو۔ عبدالملک نے کہا کہ اچھا تم میری امان میں رہو، چنانچہ ابن ہبیرہ وہیں رہا۔ چند دنوں کے بعد حجاج نے عبدالملک کو لکھا کہ ابن ہبیرہ نے دوسرے لوگوں کا مال غصب کرلیا ہے اور بھاگ گیا ہے اُس کو بھیج دیجیے۔ عبدالملک نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو اور اپنے ہاتھ کو روکو۔

عبدالملک کے لڑکوں میں سے کسی نے حجاج کی بیٹی سے شادی کرلی۔ ابن ہبیرہ نے اس کے پاس مختلف اوقات میں ہدیہ اور تحفہ بھیجنا شروع کیا۔ اس کے ضروریات میں آسانی پیدا کرنے لگا تاکہ وہ اس کا طرف دار ہوجائے۔ اسی بنا پر اس نے حجاج کو ابن ہبیرہ کی بڑی تعریف لکھ بھیجی۔ حجاج نے ابن ہبیرہ کو لکھا کہ وہ اپنی ضرورتوں کو اِس کے سامنے پیش کرے اور اس طرح اُس کی عزت شام میں بڑھتی گئی۔ جب (حضرت) عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو انھوں نے اُس کو جزیرہ کا حاکم بنا دیا۔ ان کے بعد یزید بن عبدالملک تخت نشین ہوا تو اُس نے دیکھا کہ اُس کی بیوی حبابہ، یزید پر پوری طرح حکومت کرتی ہے۔ چنانچہ ابن ہبیرہ نے حبابہ اور یزید کے پاس متواتر تحفہ وتحائف بھیجے، اس لیے یزید نے اُس کو عراق کا حاکم بنا دیا۔

ابن ہبیرہ اور قعقاع بن خلید عبسی میں چشمک تھی تو قعقاع نے کہا کہ ابن ہبیرہ کا کون مقابلہ کرسکتا ہے رات کو حبابہ اور دن کو ہدایہ۔ جب حبابہ مرگئی تو قعقاع نے یہ شعر کہا:

هَلم فقد ماتت حبابة سامنى بنفسك يقد ملك الذرى والكواهل

اغَرّك ان كانت حبابة مرّةً تميحلك فانظر كيف ماانت فاعل

[اے ابن ہبیرہ یہاں آؤ حبابہ تو مرگئی اس لیے اب مجھ سے اور اپنے نفس سے تبادلہ کرلو تاکہ تم بلند رتبہ ہوجاؤ۔ اگر حبابہ تجھ پر کبھی بخشش کرتی تو یہ بات تجھ کو معزز بنا دیتی لیکن اب دیکھ کہ تو اب کیا کرسکتا ہے۔]

ایسے اشعار اور بھی ہیں۔ ایک مرتبہ ابن ہبیرہ اور قعقاع میں نوک جھوک ہوگئی۔ قعقاع نے

Marfat.com

کہا کہ اے ابن لخناء (لونڈی بچہ) تجھ کو کس نے آگے بڑھایا اور کیونکر اس مرتبے پر پہنچا۔ ابن ہبیرہ نے اس کے جواب میں کہا تجھ کو اور تیرے خاندان والوں کو خوبصورت عورتوں نے بڑھایا اور مجھ کو نیزوں نے ترقی دی۔ قعقاع عبسی اس دوٹوک بات پر چپکا ہو رہا۔ ابن ہبیرہ کی اس بات کا مطلب یہ تھا کہ جب عبدالملک بن مروان نے قعقاع کے خاندانِ عبسی میں شادی کی تب قعقاع کی عزت و وقعت بھی بڑھی۔ یاد رہے ولید اور سلیمان کی ماں کا تعلق قبیلۂ عبس سے تھا۔

دولت عباسیہ کے دُعاۃ

اس سال میسرہ نے اپنے دُعاۃ کو خراسان بھیجا۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے اور اپنے مقاصد کی اشاعت کرنے لگے تو ان کا راز کھل گیا اور عمرو بن بجیر بن ورقاء سعدی نے سعید خذینہ سے آکر کہا کہ خراسان میں ایک ایسی جماعت آئی ہوئی ہے جو لوگوں کے عقائد خراب کر رہی ہے۔ آپ اُن کے صحیح حالات کا جلد پتہ لگائیے۔ سعید نے اُن لوگوں کو بلا بھیجا؟ اور اُن سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو انھوں نے کہا کہ ہم تاجر پیشہ لوگ ہیں پھر اُن سے سوال کیا کہ یہ تمھارے متعلق کیا روایتیں اڑ رہی ہیں۔

اُنھوں نے کہا کہ ہم کو مطلق خبر تک نہیں۔ سعید نے پوچھا کہ تم کسی کی طرف سے داعی بن کر آئے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہم اپنے جھگڑوں اور تجارتی قصّوں سے کہاں فرصت پاتے ہیں کہ اس قسم کا کام اپنے سر لیں۔ سعید نے دوسرے لوگوں سے دریافت کیا کہ ان لوگوں کے چال وچلن سے کون واقف ہے تو خراسان کے چند معزز باشندوں نے جو اکثر بنو ربیعہ اور اہل یمن سے تھے۔ اُن کی تصدیق کی اور ضمانت دی کہ اگر کوئی غیر مناسب بات ان سے سرزد ہوگی تو ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ اسی شرط پر سعید نے ان کو رہا کر دیا۔

یزید بن ابی مسلم کا قتل

۱۰۱ھ میں یزید بن عبدالملک نے یزید بن ابی مسلم کو افریقہ کا حاکم بنایا۔ بعض روایت میں ہے کہ یہ تقرر اسی سال ہوا۔ اس کے قتل کا واقعہ اس طریقہ پر ہوا کہ اس نے حجاج کی طرح ان مسلمانوں پر ستم ڈھانے کا ارادہ کر لیا جو اس وقت شہروں میں آباد تھے۔ جن کے آبا و اجداد اہل ذمہ میں سے تھے

Marfat.com

لیکن بعد میں مسلمان ہوگئے تھے۔ یزید نے ان کو دیہاتوں میں سکونت اختیار کرنے کا حکم دیا اور اُن پر جزیہ دوبارا عائد کردیا۔ اس قسم کی خبر جب رعایا میں پھیلی تو تمام لوگ مجتمع ہوئے اور اُنھوں نے یہ طے کیا کہ یزید کو قتل کردیا جائے۔ چنانچہ اُنھوں نے موقع پا کر قتل کرڈالا اور اُس کی جگہ پر محمد بن یزید سابق حاکم افریقہ کو اپنا حاکم بنالیا اور اس کی اطلاع اُنھوں نے یزید بن عبدالملک کو دی اور لکھا کہ ہم نے خلیفہ کی اطاعت سے روگردانی یا دست کشی نہیں کی ہے لیکن یزید بن ابی مسلم نے ہم پر اس قدر سختیاں شروع کردی تھیں کہ جس سے خدا اور مسلمان ہرگز خوش نہیں ہوسکتے تھے۔ اس وجہ سے ہم نے اس کو قتل کردیا اور محمد بن یزید کو حاکم تسلیم کرلیا ہے۔ یزید بن عبدالملک نے اس کے جواب میں لکھا کہ میں یزید بن ابی مسلم کے ان افعال سے خوش نہیں ہوں اور اب میں نے محمد بن یزید کو تمھارا مستقل حاکم بنادیا۔

متفرق واقعات

اس سال ابن ہبیرہ آرمینیا کی جانب سے رومیوں پر حملہ آور ہوا لیکن وہ اس وقت تک جزیرہ کا حاکم تھا عراق کی حکومت اس کے سپرد نہیں ہوئی تھی۔ اس جنگ میں وہ کامیاب ہوا اس نے بہت سے آدمیوں کو قید کیا اور بہت سے قیدیوں کو قتل کیا جن کی تعداد سات سو تھی۔ عباس بن ولید نے بھی روم میں لڑائی کی اور وہ مقام دلسہ پر قابض ہوگیا۔ عبدالرحمٰن بن ضحاک عامل مدینہ نے لوگوں کے ساتھ حج ادا کیا۔ اس وقت مکہ کا حاکم عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد تھا اور کوفہ میں محمد بن عمر وذوالشامہ تھا اور وہاں کے عہدۂ قضا پر قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود مامور تھے اور بصرہ کا حاکم عبداللہ بن بشر بن مروان تھا۔ جس کو ابن ہبیرہ نے بعد معزول کردیا۔ خراسان میں سعید خُذینہ تھا اور مصر میں اسامہ بن زید تھے۔

۞ ۞ ۞

حواشی وحوالہ جات:

۱ یزید بن مہلب کی بہن ہند بنت مہلب، یزید بن عبدالملک کی بیوی تھی۔

۞ ۞ ۞

Marfat.com

باب-۳۰

۱۰۳ھ کے واقعات

سعید حرشی حاکمِ خراسان

اس سال ابن ہبیرہ نے سعید خُذینہ کوخراسان کی حکومت سے معزول کردیا۔اس کی وجہ یہ ہوئی کہ مُجشّر بن مزاحم السّلمی اورعبداللہ بن عمیر اللّیثی ابن ہبیرہ کے پاس آئے اوراُنھوں نے سعید خُذینہ کی شکایت کی چنانچہ ابن ہبیرہ نے سعید خُذینہ کومعزول کرکے سعید بن عمرو بن حرشی کوخراسان کا حاکم بنادیا۔وہ بنی حریش بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ سے تھا۔سعید خُذینہ کوسمرقند میں اپنی معزولی کی خبرملی تواُس نے ایک ہزارآدمیوں کووہیں چھوڑدیااورخود چلاآیا۔

بعض روایت میں ہے کہ عمر بن ہبیرہ نے یزید بن عبدالملک کے پاس ان لوگوں کے نام لکھ کربھیجے جنھوں نے عقر کی لڑائی میں جویزید بن مہلب سے ہوئی تھی بہادری اورجوانمردی سے کام لیا تھالیکن کسی وجہ سے اُس نے سعید حرشی کانام نہیں لکھا تھا۔یزید نے ابن ہبیرہ سے دریافت کیا کہ اس کانام تم نے کیوں نہیں لکھا۔بہرحال اس کوخراسان کا حاکم بنادیا۔جب سعید حرشی خراسان پہنچا تومجشر بن مزاحم السّلمی اس کے پاس آیااورنہار بن توسعہ نے اس کی تہنیت میں دوشعر پڑھے:

فهل من مبلغ فتيان قومى　　بان النبل ريشت كل ريش

وان الله ابدل من سعيد　　سعيدً الاالمخنث من قريش

[میری قوم کے نوجوانوں کویہ خبرکون سناتا ہے کہ تیروں کے نئے پرلگ گئے اوردرست ہوگئے۔اور یہ کہ اللہ نے سعید کا سعید سے مبادلہ کردیالیکن وہ قریش کا مخنث نہیں ہے(یعنی

Marfat.com

بزدل نہیں ہے)۔]

سعید حرشی جب خراسان پہنچا تو اس نے خذینہ کے عمال سے کسی قسم کا تعارض نہیں کیا۔ مجلس میں ایک شخص نے جب سعید حرشی کا فرمان پڑھنا شروع کیا تو اس میں سے کچھ غلطیاں ہوگئیں۔ سعید کے تیور بدل گئے اور اس نے ڈانٹ کر کہا کہ خاموش ہو جا اس کے بعد سامعین سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ تم نے جو کچھ سنا اس میں کاتب کی غلطی ہے۔ امیر اس سے بالکل بری الذمہ ہے۔

سعید نے جس وقت خراسان میں قدم رکھا۔ اس وقت اسلامی فوجیں ترکوں سے جنگ میں مصروف تھیں۔ امارت کی تبدیلی کی وجہ سے وہ کچھ سست پڑ گئی تھی مگر سعید نے آنے کے بعد ہی ان کو للکارا اور جنگ کے لیے آمادہ کر دیا اس وقت سعید کے الفاظ یہ تھے: اے مسلمانوں تم کثرت تعداد کی وجہ سے نہیں لڑتے اور نہ اس کے ذریعہ سے فتح یاب ہوتے ہو، بلکہ صرف اللہ کی مدد شامل حال ہے اور اسلام کی عزت اور ناموس کو بچانے کے لیے لڑتے ہو اور کہو لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اس کے بعد وجد میں آ کر یہ رجزیہ اشعار پڑھے:

فلست لعامرٍ ان لم ترونی　　امام الخیل أطعُن بالعوالی

واضرب هامة الجبّار منهم　　بعضب الحدحودث بالصقال

فماانافی الحروب بمستكين　　ولا اخشیٰ معاولة الرجال

اَبیٰ لی والدی من کل ذمٍّ　　وخالی فی الحوادث خیر خال

[میں بنی عامر کے قبیلہ سے نہ ہوں گا اگر تم نے فوج کے سامنے ہم کو نیزہ بازی کرتے ہوئے نہ دیکھا۔ اور ظالم اور جابر انسانوں کی کھوپڑیوں کو اپنی اس تیز تلوار سے کچلتے ہوئے نہ دیکھا جو بار بار صیقل کی گئی ہے۔ میں نہ تو لڑائیوں میں آرام پسند ہوں اور نہ بہادروں کے حملے سے خائف ہوتا ہوں۔ میرے والد نے میرے تمام عیوب سے انکار کر دیا اور میرے ماموں مصائب کے برداشت کرنے میں پورے اترے ہیں۔]

باشندگانِ صغد کو جب سعید حرشی کے آنے کی خبر ملی تو وہ بہت خائف ہوئے کیونکہ اُنھوں نے سعید خُذینہ کے زمانے میں ترکوں کی مسلمانوں کے خلاف مدد کی تھی۔ اسی مسئلہ کے طے کرنے کے لیے تمام سرداران ملک جمع ہوئے، وہ بھاگنے پر آمادہ تھے۔ اُن کے بادشاہ نے کہا کہ ایسا مت کرو تم

Marfat.com

ٹھہرو اور گذشتہ خراج جو تم پر باقی ہے اس کو ادا کردو اور آئندہ کے لیے زمین کی آبادی کا قسط بہ قسط خراج ادا کرنے کا پورا وعدہ کرلو اور امیر سے اپنی خطاؤں کی معافی چاہو بلکہ بطور ضمانت کچھ دے دو۔ لوگوں نے کہا کہ وہ ہرگز اس پر راضی نہ ہوگا اس لیے ہم کو خجندہ کی طرف بھاگ جانا چاہیے اور وہاں کے بادشاہ سے امان لے کر وہیں رہنا چاہیے۔ پھر ہم وہاں سے امیر خراسان کے پاس قاصد روانہ کریں گے اور ان سے درخواست کریں گے کہ ہماری خطاؤں کو معاف کردیں اور ہم آئندہ کے لیے وعدہ کرتے ہیں کہ پھر بغاوت اور سرکشی نہ کریں گے۔ بادشاہ نے کہا کہ میں بھی تو تم ہی میں سے ہوں جو کچھ کہتا ہوں وہ تمھاری بھلائی کے لیے کہہ رہا ہوں اس سے اچھا مشورہ میں نہیں دے سکتا۔ مگر ان لوگوں نے کچھ نہیں سنا اور خجندہ چلے ہی گئے۔

ملک فرغانہ سے درخواست کی کہ وہ اپنے شہر میں ٹھہرنے کی اجازت دے اور ہماری حفاظت کرے وہ ایسا کرنا چاہتا تھا کہ اس کی ماں جوان تمام معاملات سے خوب واقف تھی اس نے آکر کہا کہ بیٹا یہ لوگ شیاطین ہیں ان کو شہر میں گھسنے مت دو بلکہ کوئی گاؤں خالی کرادو جس میں وہ رہیں، اُن کو کہلا بھیجو کہ تم لوگ کسی جگہ پر ٹھہرو جب تک ہم کوئی جگہ تمھارے ٹھہرنے کے لیے خالی کروا دیتے ہیں کم سے کم انتظام کے لیے چالیس دن کی مدت دو۔ بعض روایت میں ہے کہ بیس دن کی مہلت کی۔ ان لوگوں نے درۃ عصام بن عبداللہ باہلی میں قیام کیا جس میں قتیبہ نے ان کو محصور کردیا تھا۔ ملک فرغانہ نے یہ بھی کہلا بھیجا کہ اس وقت میری کوئی ذمہ داری نہیں ہے جب تک تم کو میں اس درّہ میں رہنے کی اجازت نہ دے دوں اور اگر اس میں داخل ہونے سے قبل دشمنوں نے محاصرہ کرلیا تو اس وقت بھی میں تمھارا محافظ نہیں ہوں گا۔ اہلِ صغد ان شرائط پر راضی ہوگئے اور اُس نے یہ درّہ خالی کردیا۔

متفرق واقعات

اس سال ترکوں نے ان پر غارت گری کی۔ عباس بن ولید نے رومیوں سے جنگ کر کے دلسہ فتح کرلیا۔ اس سال مکّہ اور مدینہ دونوں کی حکومت عبدالرحمٰن بن ضحاک کے سپرد کردی گئی۔ عبدالواحد بن عبداللہ نضری طایف کا حاکم بنایا گیا اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد طایف اور مکّہ کی حکومت سے معزول کردیا گیا۔

Marfat.com

عبدالرحمٰن بن ضحاک مکہ اور مدینہ کا عامل تھا اور اسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

عراق میں عمر بن ہبیرہ اور خراسان میں سعید حرشی تھا۔ کوفہ کے قاضی قاسم بن عبدالرحمٰن تھے اور بصرہ کے عبدالملک بن یعلیٰ تھے۔

وفیات

امام شعبی نے اسی سال انتقال کیا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ وہ ۱۰۴ھ یا ۱۰۵ھ یا ۱۰۷ھ میں فوت ہوئے۔ اُن کی عمر ۷۷ برس کی تھی۔

یزید بن اصم نے جو حضرت ام المومنین میمونہؓ کے بھانجے تھے۔ اسی سال وفات پائی بعض نے ۱۰۴ھ میں روایت کی ہے۔ اُن کی عمر ۷۳ برس کی تھی۔

ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔ اور یزید بن حصین بن نمیر سکونی، عطاء بن یسار جو سلیمان کے بھائی تھے اُنھوں نے بھی اسی سال وفات پائی۔

عمرہ بنت عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ انصاریہ نے بھی اسی سال وفات پائی، اُن کی عمر بھی ۷۷ سال کی تھی۔

مصعب بن سعد بن ابی وقاص، یحییٰ بن وثّاب الاسدی المنقری اور عبدالعزیز بن حاتم بن نعمان باھلی نے اسی سال وفات پائی۔ عبدالعزیز، عمر بن عبدالعزیز کی جانب سے جزیرہ کا حاکم تھا۔

Marfat.com

باب-۳۱

۱۰۴ھ کے واقعات

سعید حرشی اور اہلِ صغد کی جنگ

بعض کہتے ہیں کہ اس سال سعید حرشی صغدیوں سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ نہر بلخ عبور کر کے قصر ریح میں ٹھہرا جو دبوسیہ سے دو فرسخ کے فاصلہ پر واقع ہے لیکن قبل اس کے کہ اس کی تمام فوجیں جمع ہو جائیں اس نے کوچ کرنے کا حکم دیا، ہلال بن علیم حنظلی نے کہا کہ اے امیر تیری وزارت تیری امارت سے زیادہ بہتر ہے ابھی تمام فوجیں پہنچی بھی نہیں ہیں اور آپ نے روانگی کا حکم دے دیا۔ سعید اپنی اس عجلت پر نادم ہوا اور لوگوں کو روک لیا۔ ابھی وہ قصر ہی میں تھا کہ ملک فرغانہ کا چچازاد بھائی آیا اور اِس نے آ کر خبر دی کہ اہل صغد خجندہ میں مقیم ہیں، ان کی حالت اس وقت بدتر ہو گئی ہے اس لیے درّہ عصام میں داخل ہونے سے قبل تم کو پہنچ جانا چاہیے اور ہم پر اس وقت تک کوئی ذمّہ داری نہیں ہے جب تک وہ درہ سے باہر ہیں۔ سعید نے موقع کو غنیمت سمجھا اور عبدالرحمٰن قشیری اور زیاد بن عبدالرحمٰن کو ایک دستے کے ساتھ اسی طرف روانہ کر دیا۔ جب یہ لوگ جا چکے تو وہ بہت نادم ہوا کہ ایک کافر کی خبر پر ہم نے مسلمانوں کو دھوکے میں ڈال دیا واللہ اعلم اس نے سچ کہا یا غلط بیان کیا۔ اسی خیال میں وہ خود بھی روانہ ہو گیا اور اشروسنہ میں ٹھہرا۔ وہاں کے باشندوں سے فوراً صلح کر لی۔ رات کے وقت جب وہ کھانا کھا رہا تھا تو کسی کے منہ سے یہ نکلا کہ عطاء دبوسی آ گیا ہے جو عبدالرحمٰن قشیری کے ساتھ گیا تھا۔ سعید حرشی کے ہاتھ سے لقمہ گر گیا اور اُس نے فوراً عطاء کو بلایا اور پوچھا کہ کیا کوئی جنگ چھڑی، اس نے کہا کہ نہیں۔ سعید نے کہا ''اللہ کا شکر ہے'' اور اطمینان کے ساتھ کھانے میں مشغول ہو گیا۔ عطاء نے آہستہ آہستہ تمام

Marfat.com

خبروں کی اطلاع دی اس کے بعد سعید نے اپنی فوج کو روانہ ہونے کا حکم دیا اور جلدی سے قشیری سے جا ملا۔ جب خجندہ پہنچا تو لوگوں سے مشورہ لیا کہ اب کیا کرنا چاہیے کسی نے تو کہا کہ جلد حملہ کر دینا چاہیے۔ اس نے کہا کہ نہیں اگر کوئی مجروح ہو گیا تو کہاں رکھا جائے گا، مقتول ہوا تو کس کے پاس لے جایا جائے گا۔ اس لیے اطمینان سے کہیں مقیم ہو جانا چاہیے اور پھر جنگ کی تیاری کرنی چاہیے۔ چنانچہ وہ مقیم ہو گیا اور سامان جنگ مرتب کرنے لگا لیکن دشمن کا کوئی شخص باہر نہیں نکلا۔ اس پر سعید کو لوگوں نے بزدل بتایا آپس میں لوگ کہنے لگے کہ اس سے قبل تو وہ دیانت اور شجاعت میں مشہور تھا اور عراق سے آنے کے بعد بالکل احمق ہو گیا۔ مسلمانوں سے ضبط نہ ہو سکا آخر کار ایک شخص نے خجندہ کے دروازے کو گرزوں سے مار کر توڑ ڈالا۔ اہل صغد نے فصیل کے اندر بیرونی دروازے کے پیچھے ایک بڑی خندق کھودی تھی اور اُس کو لکڑیوں سے بھر کر اوپر سے مٹی ڈال دی تھی تا کہ جب جنگ ہو تو وہ اپنے متعینہ راستے سے بھاگ جائیں اور مسلمان حیران اور پریشان ہو کر خندق میں گر پڑیں لیکن تقدیر نے تدبیر کا ساتھ نہ دیا۔ جب بھاگنے لگے تو اپنا راستہ بھول گئے اور خود دھپا دھپ خندق میں گر پڑے، چاہ کندہ را چاہ در پیش، مسلمانوں نے اُن میں سے چالیس آدمیوں کو نکالا اور باقی کا محاصرہ کر لیا۔ ہر طرف منجنیقیں لگا دیں۔ اہل صغد نے جب یہ بدترین نقشہ دیکھا تو ملک فرغانہ سے کہلا بھیجا کہ ہم نے بڑا دھوکہ دیا۔ اب تو خدا کے لیے ہماری مدد کرو۔ اس نے جواب دیا کہ تمھارے دشمن اس مدت سے قبل ہی پہنچ گئے جو ہمارے تمھارے درمیان میں طے ہوئی تھی اس لیے اب ہم تمھاری حفاظت کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ جب اہل صغد بالکل لاچار ہو گئے تو اُنھوں نے سعید حرشی سے صلح کر لی اور امان حاصل کر لی۔ اس کے ساتھ یہ وعدہ کیا کہ اب ہم فوراً صغد واپس چلے جائیں گے اور عرب کے جتنے قیدی ہمارے پاس ہیں ہم اُن کو تمھارے سپرد کر دیں گے۔ اور گذشتہ زمانہ سے جتنا خراج باقی ہے سب کو ادا کر دیں گے اور سب سے بڑی بات یہ کہ ہم دغابازی نہیں کریں گے اگر پھر اس قسم کی بدعنوانی ہوئی تو ہمارا خون مسلمانوں کے لیے حلال ہوگا۔

اس مصالحت کے بعد صُغد کے رؤسا اور تجار وہاں سے نکل آئے اور اہل خجندہ کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا۔ رؤسا صغد میں سے بعض اسلامی فوجیوں کے پاس آ کر مقیم ہوئے جن سے پہلے سے کچھ تعارف تھا۔ چنانچہ کارزنج، ایوب بن ابی حسان کے پاس ٹھہرا اور دوسرے مختلف لوگوں کے پاس مہمان ہوئے۔ سعید کو یہ خبر ملی کہ ایک مسلمان عورت جو قید میں تھی ثابت نے اُس کو قتل کر کے دفن کر دیا۔ سعید

Marfat.com

نے ثابت سے دریافت کیا تو اس نے صاف انکار کر دیا لیکن واقعہ صحیح تھا اس لیے سعید نے ثابت کو بلا کر قتل کر ڈالا۔ جب کارزنج کو اُس کی اطلاع ملی تو وہ ڈرا کہ کہیں میں بھی نہ قتل کیا جاؤں۔ اسی خیال سے اُس نے اپنے بھتیجے سے پائجامہ مانگ بھیجا اور اُس کو پہلے ہی سے کہہ دیا تھا کہ جب میں اپنا پائجامہ طلب کروں تو تم سمجھ لینا کہ میں قتل کر ڈالا جاؤں گا۔ اس کے بھتیجے نے ادھر پاجامہ روانہ کیا اور دوسری طرف مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے میدان میں نکل آیا اور اسلامی فوج پر حملہ آور ہوا لوگ چونکہ بے خبر تھے اس وجہ سے بہت سے مارے گئے لیکن تمام اسلامی لشکر میں ایک کھلبلی مچ گئی اور جنگ کے لیے مستعد ہو گئے۔ یہ شخص جب ثابت بن عثمان بن مسعود کی طرف بڑھا تو اُس نے موقع پا کر رئیس صُغد کے بھتیجے کو قتل کر ڈالا۔ اہلِ صُغد نے مسلمانوں کے ۱۵۰ قیدیوں کو قتل کر ڈالا۔ سعید حرشی کو جب اُس کی خبر ملی تو اُس نے پہلے اچھی طرح دریافت کر لیا پھر قتل عام کا حکم دے دیا صرف تجار اس حکم سے مستثنیٰ کر دیے گئے۔ اہل صغد کے پاس ہتھیار نہ رہے تو اُنھوں نے لکڑیوں سے لڑنا شروع کیا۔ آخر کار سب کے سب مارے گئے۔ مقتولین کی تعداد تین ہزار تھی اور بعض کے نزدیک ۷ ہزار تھی۔ سعید نے اُن کی اولاد کو قید کر لیا اور تمام مال چھین لیا اور اس کی اولاد اور مال میں سے جو پسند آیا اس کو اپنے پاس رکھ لیا۔ باقی کو تقسیم کر دیا۔ سعید نے مسلم بن بدیل عدوی کو مال غنیمت کی تقسیم کے لیے مقرر کیا اس نے جواب دے دیا کہ تمھارے عمال نے رات بھر جو چاہا وہ کیا اور جس طرح دل میں آیا تقسیم کیا۔ اس لیے اب کسی دوسرے کا انتخاب کیجیے۔ چنانچہ سعید نے دوسرے کے سپرد کیا اس کے بعد اس نے یزید بن عبدالملک کو ان تمام واقعات سے مطلع کیا لیکن ابن ہبیرہ کو اس کی مطلق خبر نہ دی۔ ابن ہبیرہ سے اسی وجہ سے کشیدگی ہو گئی۔ ثابت قطنہ نے اہلِ صُغد کے سرداروں کے مصائب کا ان شعروں میں ذکر کیا ہے:

اقرّالعین مصرع کار زنج　　وکشکیر ومالاقی یُبَادُ

ودیوشتی ومالاقی خلنج　　بِحصن خُجندٍ ازدمرّوافبادوا

[آنکھیں کارزنج کی قتل گاہ پر ٹھنڈی ہوئیں اور کشکیر پر اور اس کی تباہی و بربادی پر۔ دیوشتی اور خلنج کے مصائب اور آفات پر خجندہ کے قلعہ میں جبکہ یہ لوگ برباد ہو رہے تھے اور پھر ہلاک ہو گئے۔]

دیوشتی سمرقند کا ایک زمیندار (دھقان) تھا جس کا اصلی نام دیوانج تھا لوگوں نے اُس کو

Marfat.com

معرب کر کے دیوشتی کہنا شروع کیا۔

خجندہ کے مقبوضات پر بعض روایتوں کے لحاظ سے علیاء بن احمر یشکری مختار بنایا گیا تھا۔ ایک شخص نے ایک عطر دان دو درہم میں خریدا لیکن اس میں سونے کے پترے جڑے تھے۔اس لیے مشتری نے اس کو اس طرح واپس کر دیا کہ وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا گویا آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ اس نے عطر دان واپس کر کے دو درہم لے لیے اس کے بعد اس شخص کی تلاش کی گئی لیکن وہ نہ ملا۔

اس کے بعد سعید نے سلیمان بن ابی السری کو ایک ایسے قلعہ میں بھیجا جس کو صغد کی وادیاں تین طرف سے گھیرے ہوئے تھیں صرف ایک طرف سے اس کا راستہ تھا۔سعید نے سلیمان کے ساتھ خوارزم شاہ، صاحب آخردن اور شومان کو بھی ساتھ کر دیا۔سلیمان نے اپنے مقدمہ پر مسیّب بن بشر ریاحی کو روانہ کر دیا ابھی وہ ایک فرسخ بھی نہ گئے ہوں گے کہ اہل صُغد ٹوٹ پڑے۔مسیّب نے اُن کو شکست دے کر پیچھے ہٹانا شروع کیا اور آخر کار قلعہ کے اندر پہنچا دیا اور پھر چاروں طرف سے محصور کر لیا۔دیوشتی نے کہلا بھیجا کہ ہم حرشی کے حکم سے قلعہ دے دیں گے۔چنانچہ وہ حرشی کے پاس گیا اُس نے اس کی تعظیم وتکریم کی اور اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ قلعہ والوں کی عورتوں اور اولادوں کو محفوظ رکھے گا۔ چنانچہ دیوشتی نے قلعہ سپرد کر دیا۔حرشی سے سلیمان نے امینوں کو طلب کیا تا کہ وہ غنیمت کے اموال کو اپنے قبضے میں کر لیں۔ چنانچہ سعید نے ایسے آدمیوں کو منتخب کر کے بھیج دیا۔انھوں نے اموال کو فروخت کر کے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔

اس کے بعد حرشی کش کی طرف گیا۔ان سے دس ہزار جانوروں پر اور بعض کے نزدیک چھے ہزار پر صلح کر لی،اس کے بعد وہ زرنج میں پہنچا وہیں اس کو ابن ہبیرہ کا خط ملا جس میں یہ حکم تھا کہ دیونج کو رہا کر دو۔سعید نے اس کے برخلاف اس کو قتل کر ڈالا اور سولی پر لٹکا دیا۔سعید نے نصر بن سیار کو کش میں چھوڑ دیا تا کہ وہ تمام اموال غنیمت پر اور دوسری صلح کی چیزوں پر قبضہ کر لے اور سلیمان بن ابی السری کو کش کے داخلی اور خارجی انتظامات سپرد کر کے چل دیا۔مجشر نے سعید حرشی سے کہا کہ میں ایک ایسے شخص کا تم کو نام بتاتا ہوں جو بغیر کسی جنگ وجدال کے تمام محفوظ خزانوں کو تمھارے حوالے کروا دے۔ سعید نے کہا ضرور بتاؤ اس نے مسربل بن خرّیت بن راشد ناجی کا نام لیا۔سعید نے اُس کو بلا بھیجا اور اس مقام کے بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔جس کا نام سُبُقری تھا۔مسربل سے اور اس سے قبل کی دوستی تھی

Marfat.com

اس نے سُبُقری کو خجندہ کے تمام واقعات سے آگاہ کیا اور اس نے کہا کہ بڑا خطرہ یہ ہے کہ سعید کہیں تم پر نہ حملہ کردے۔ سُبُقری نے پوچھا کہ پھر اس کی ترکیب کیا ہے۔ اس نے کہا کہ تم اس سے امان لے لو سُبُقری نے کہا تو پھر ان لوگوں کا کیا کروں جو ہماری زندگی سے وابستہ ہیں۔ مسربل نے کہا کہ ان کے لیے بھی امان حاصل کرلو۔ چنانچہ اس نے سعید سے مصالحت کرلی اور سعید نے اس کے تمام خاندان والوں کو امن دے دیا۔ سُبُقری بھی حرشی کے ساتھ ہوگیا ایک مقام پر اس نے سُبُقری کو دھوکہ سے مار ڈالا اور اس کی تمام چیزوں پر قبضہ کرلیا۔

خزریوں کی مسلمانوں پر فتح

اس سال مسلمانوں کی فوج بلادخز میں ارمینہ کی طرف سے داخل ہوئی۔ ان کی فوج کا سردار ثبیت نہرانی تھا۔ خزریوں نے مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے بہت بڑی تیاری کی تھی۔ قفجاق اور دوسرے ترکی رئیسوں نے بھی اُن کی امداد کی تھی۔ یہ عظیم الشان فوج مرج الحجارۃ میں مسلمانوں سے آکر بھڑی۔ دونوں فوجوں نے اپنے حریف کو زیر کرنا چاہا لیکن مسلمان اپنے بہت سے مقتولین کو میدان جنگ میں چھوڑ کر فرار ہوگئے۔ شکست خوردہ لوگ شام پہنچے۔ یزید بن عبدالملک نے بہت ناراضگی کا اظہار کیا اور ثبیت پر بہت بگڑا۔ ثبیت نے کہا اے امیرالمومنین ہم نے کسی قسم کی بزدلی نہیں کی دشمنوں سے ہرگز نہیں گھبرائے بلکہ خوب جم کر لڑے گھوڑوں کو اُن کے گھوڑوں سے ٹکرایا۔ آدمی آدمی سے بھڑائے اس قدر نیزہ بازی کی گئی کہ سب کے سب ٹوٹ ٹوٹ گئے اس قدر تلواریں چلیں کہ سب کند ہوکر رہ گئیں۔ پھر کیا کرسکتے تھے اصل بات یہ ہے کہ خدا جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔

جراح کا آرمینیا میں حاکم ہونا اور قلعہ بلنجر مفتوح ہونا

جب مسلمانوں نے خزریوں کے مقابلہ میں سخت ہزیمت اٹھائی تو خزریوں کے حوصلے بلند ہوگئے اور اُنھوں نے دوسرے اسلامی شہروں پر قبضہ کرنے کے لیے دوبارہ فوجیں مرتب کیں۔ یزید بن عبدالملک اس شکست سے نادم ہوا اور اس نے جراح بن عبداللہ حکمی کو ارمینہ کا عامل بنایا اور ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ اُس کو روانہ کیا تو خزریوں کو کانوں کان خبر لگ گئی کہ جراح ہم میں سے لڑنے کے

Marfat.com

لیے آرہا ہے چنانچہ اُنھوں نے پہلے ہی سے باب ابواب میں آکر اقامت کرلی اور مورچہ بندی شروع کردی۔ جراح جلدی جلدی برذعہ پہنچا اور وہیں دم لینے کے لیے ذرا ٹھہر گیا پھر روانہ ہوا اور نہر کو عبور کر کے آگے بڑھا کہ اُس کو یہ پتہ چل گیا کہ ہماری فوج میں کوئی ایسا جاسوس بھی ہے جو خزریوں کے بادشاہ سے خط وکتابت کرتا ہے اور اُس کو یہاں کی تمام خبروں سے آگاہ کرتا ہے۔ اسی خیال سے جراح نے یہ منادی کرائی کہ امیر ابھی کچھ دن اسی مقام پر ٹھیریں گے لہٰذا کھانے کی چیزیں جمع کرلو اس جاسوس نے ملک خزر کو یہ اطلاع دے دی کہ جراح ابھی مقیم رہے گا اس لیے بہتر ہے کہ تم بھی خاموش رہو ورنہ مسلمانوں میں ایک جوش پیدا ہو جائے گا۔ جب رات ہوئی تو جراح نے روانگی کا حکم دیا اور اپنی فوج کو لے کر بہت ہی سرعت کے ساتھ باب ابواب تک پہنچ گیا وہاں کے باشندوں کو پتہ بھی نہ چلا اور یہ شہر میں داخل ہو گئے۔ وہاں پہنچنے کے بعد جراح نے فوج کے چھوٹے چھوٹے دستوں کو اردگرد کے دیہات اور قصبات میں لوٹ وغارت گری کرنے کے لیے روانہ کیا وہ صبح تک بہت سا مال غنیمت لے کر واپس ہوئے۔ دوسرے دن خزریوں کی فوج میدان میں آئی اس وقت ان کا سردار فوج ان کا شاہزادہ تھا۔ نہر ران کے قریب دونوں فوجیں صف آرا ہوئیں اور جنگ شروع ہوئی۔ دونوں طرف سے پوری کوشش کی جارہی تھی مگر جراح نے اپنی فوج کی اسپرٹ کو چند جملوں سے اور بڑھا دیا جس سے وہ اور زور شور سے لڑنے لگے، خزریوں نے ان کے اس جوش وخروش کا مقابلہ نہ کیا اور شکست کھا کر بھاگے۔ مسلمانوں نے اُن کا تعاقب جاری رکھا راستہ میں جو ملا اُس کو مار ڈالا۔ اس طرح خزریوں کی بڑی جماعت ہلاک ہوگئی۔ مسلمانوں کو بہت زیادہ مال غنیمت ہاتھ آیا اس کے بعد جراح اپنی فوج کے ساتھ قلعہ حصین کی طرف بڑھا وہاں کے لوگوں نے خراج دینے کا وعدہ کیا اور امن کے طلب گار ہوئے۔ جراح نے امن دے دیا اور اُن کو وہاں سے منتقل ہونے کا حکم دے دیا۔

اس کے بعد شہر یرغوا میں پہنچا وہاں چھے دن تک مقیم رہا۔ جراح ان سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو گیا تھا لیکن اُنھوں نے خود ہی امن کے لیے دست سوال بڑھایا اور قلعہ حوالہ کر دیا۔ جراح نے اُن کو بھی وہاں سے علیحدہ ہو جانے کا حکم دیا۔

پھر اُس نے بلنجر کی راہ لی یہاں پر خزریوں کا بہت ہی مضبوط اور مستحکم قلعہ تھا جراح جب بلنجر پہنچ گیا تو اس نے اپنی فوج کو قیام کرنے کے لیے کہا قلعہ والوں نے اپنی حفاظت کا پیشتر ہی سے

Marfat.com

سامان کر رکھا تھا اُنھوں نے سو۱۰۰ چرخیاں جمع کی تھیں جن کو ایک دوسرے سے باندھ کر قلعہ کے چاروں طرف نصب کر دیا تھا تا کہ مسلمان یہاں تک نہ پہنچ سکیں گویا ایک حد مقرر کر لی تھی جس سے آگے نہیں بڑھ سکتے تھے۔ درحقیقت یہی چرخیاں مسلمانوں کو آگے بڑھنے سے مانع آئیں بلکہ اُن کو اس کی وجہ سے سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ مسلمانوں نے اپنے نقصان عظیم کو دیکھ کر یہ طے کیا کہ کسی طرح وہاں تک پہنچ جانا چاہیے۔ چنانچہ تیس ۳۰ آدمیوں کی ایک جماعت اس کے لیے تیار ہوئی اور اس نے معاہدہ کر لیا کہ خواہ زخمی ہوں یا مارے جائیں مگر بغیر منزل مقصود تک پہنچے ہوئے واپس نہ آئیں گے۔ تلواریں میانوں سے نکال کر شیروں کی طرح آگے بڑھے سب نے ایک ساتھ ہو کر ایک سخت یورش کی اور اسی ہلّہ میں چرخیوں تک پہنچ گئے۔ کافروں نے بھی پورا مقابلہ کیا اور اس قدر تیروں کی بوچھاڑ کی کہ اگر وہ تیر سورج کو لگتے تو وہ بھی چھلنی ہو جاتا لیکن ان چند نفوس کے پائے استقلال میں کوئی فرق نہ آیا بلکہ بہت لاپروائی کے ساتھ اپنے کام میں مشغول رہے۔ سب نے مل کر اِن رسیوں کو جن سے چرخیاں بندھی تھیں کاٹ ڈالا اور اس کے بعد زور لگا کر کھینچا تو سب کی سب مسلمانوں ہی کی طرف گریں۔ اب جنگ کے لیے میدان بالکل صاف تھا دونوں طرف سے سخت معرکہ آرائی ہوئی۔ جانبین سے لوگ اس قدر مارے گئے اور اس قدر زخمی ہوئے کہ اس کو بیان کرتے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ایک ہنگامہ برپا تھا آخر کار خزریوں نے شکست کھائی اور مسلمانوں نے قلعہ پر قبضہ کر لیا تمام ساز و سامان غنیمت میں سے لیا۔ یہ ربیع الاول کا مہینہ تھا ہر شہسوار کو تین سو۳۰۰ دینار غنیمت میں ملے اور کل تیس ہزار سے زیادہ تھے۔

جراح نے بلنجر کے فرماں روا کی اولاد کو گرفتار کر لیا لیکن بعد کو جب اس سے مصالحت ہو گئی تو اُس نے اس کی تمام چیزوں کو واپس کر دیا حتیٰ کہ قلعہ بھی اس کے سپرد کر دیا اور اس کو مسلمانوں کا جاسوس بنایا تا کہ کفار کے حالات سے وہ اُن کو آگاہ کرتا رہے۔

اس کے بعد وہ روانہ ہوا اور قلعہ الوبندر کی طرف گیا جہاں ترکوں کے چالیس ہزار مکانات تھے۔ پہلے تو اُنھوں نے جراح سے کچھ مال پر مصالحت کر لی لیکن بعد میں راستوں پر قابض ہو گئے اور مسلمانوں کو جانے سے روک دیا۔ صاحب بلنجر نے فوراً اس کی اطلاع جراح کو دی جراح یہ سنتے ہی ایک گاؤں میں پہنچا جس کا نام رملیٰ تھا وہاں پہنچنے کے بعد ہی موسم سرما شروع ہو گیا اس لیے مسلمان وہیں مقیم ہو گئے۔ جراح نے یزید بن عبدالملک کو خط لکھا کہ ہم نے خدا کے فضل سے عظیم الشان فتوحات

Marfat.com

حاصل کی ہیں لیکن اس وقت ترکوں نے راستے پر قبضہ کر رکھا اور ہم کو محصور کر لیا ہے لہٰذا جلد سے جلد امدادی فوجیں روانہ فرمایے۔ یزید نے کمک بھیجنے کا وعدہ کیا لیکن اس سے قبل کہ وہ اس وعدہ کو پورا کرے موت کا لقمہ بن گیا۔ پھر ہشام بن عبدالملک نے جراح کو اپنے کام کو جاری رکھنے کا حکم دیا اور مدد پہنچانے کا وعدہ کیا۔

عبدالرحمٰن بن ضحاک کی مدینہ اور مکّہ کی امارت سے معزولی

اس سال یزید بن عبدالملک نے عبدالرحمٰن بن ضحاک کو مدینہ اور مکّہ کی حکومت سے معزول کر دیا۔ عبدالرحمٰن تقریباً تین سال تک وہاں کا حاکم رہا۔ یزید نے اُس کی جگہ پر عبدالواحد نضری کو مقرر کیا۔ اس کے معزول کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ عبدالرحمٰن نے فاطمہ بنت حسین بن علی سے نکاح کرنے کی خواہش کی لیکن انھوں نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ میں ان بچوں کی تربیت کے لیے تاحیات بیٹھ گئی ہوں۔ مگر عبدالرحمٰن نے جبر کرنا چاہا اور کہلا بھیجا کہ اگر تم ایسا نہ کرو گی تو میں تمھارے بڑے بیٹے عبداللہ بن حسن بن حسین بن علی کو شراب پینے کا جرم لگا کر کوڑے لگواؤں گا۔ مدینہ کی کچہری میں ابن ہرمز شامی ایک شخص کام کرتا تھا جب وہ یزید بن عبدالملک سے ملنے کو جا رہا تھا تو (حضرت) فاطمہ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ میں خلیفہ کے پاس جاتا ہوں۔ اُنھوں نے کہا کہ میری طرف سے امیرالمومنین کو ابن ضحاک کی حرکتوں سے باخبر کر دو میں انھیں باتوں کی اطلاع کے لیے ان کے پاس ایک قاصد بھیج چکی ہوں۔ ابن ہرمز جب دربار میں پہنچا تو یزید بن عبدالملک نے پوچھا کہ مدینہ کی کوئی نئی خبر بتاؤ۔ ابن ہرمز، (حضرت) فاطمہ کا پیام کہنا بھول گیا اسی اثناء میں دربان نے آ کر کہا کہ فاطمہ بنت حسین کا قاصد آیا ہے اس وقت ہرمز نے کہا ہاں اُنھوں نے مجھ سے کچھ کہنے کو کہا تھا اور تمام قصہ اس نے یزید کو سنا دیا۔ یزید سنتے ہی بستر سے اتر گیا اور غصہ میں کہنے لگا کہ اے ہرمز تیری ماں ہلاک ہو تو اس واقعہ کو جانتا تھا اور پھر تو نے خبر نہ دی۔ اس نے بہت ہی عاجزی کے ساتھ معذرت چاہی۔ اس کے بعد قاصد حاضر ہوا اور اُس نے (حضرت) فاطمہ کا خط پیش کیا۔ امیرالمومنین نے خط پڑھا، اس وقت اُن کے ہاتھ میں بید کی ایک چھڑی تھی اُس کو غصے سے فرش پر مارتے اور کہتے کہ ابن ضحاک کی یہ جرأت ہوگئی وہ کون شخص ہے جو اس کو پوری سزا دے اور اس کی کراہتی ہوئی آواز میرے کانوں تک پہنچائے۔ لوگوں نے

Marfat.com

عبدالواحد نضری کا نام بتایا چنانچہ فوراً اپنے ہاتھ سے اُس کے نام فرمان لکھا کہ میں نے تم کو مدینہ کا حاکم بنایا تم وہاں جاؤ اور ابن ضحاک کو معزول کر دو اور اس سے تم فوراً ۴۰ ہزار دینار وصول کرو اور اس کو پوری سزا دو، میرے کانوں تک اس کے کراہنے کی آواز پہنچے۔ قاصد یہ فرمان لے کر مدینہ گیا۔ قاصد مدینہ پہنچ کر ابن ضحاک کے پاس تو نہیں گیا لیکن اُس کو خبر لگ گئی۔ چنانچہ وہ دوڑا ہوا قاصد کے پاس آیا اور ایک ہزار دینار دے کر اُس سے خبر معلوم کر لی اور پھر وہاں سے بھاگ کر مسلمہ بن عبدالملک کے پاس پہنچا۔ مسلمہ نے اُس کو پناہ دی اس کے بعد مسلمہ یزید کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ اس وقت ایک سخت ضرورت درپیش ہے۔ آپ اس کو پوری کر دیجیے۔ یزید نے کہا کہ تمھاری سب ضرورتیں پوری ہو سکتی ہیں لیکن ابن ضحاک نہیں چھوڑا جا سکتا۔ مسلمہ نے کہا میں اسی کے متعلق تو عرض کر رہا تھا۔ یزید نے کہا خدا کی قسم میں اس کو ہرگز معاف نہ کروں گا۔ اس نے اس کو عبدالواحد کے پاس مدینہ بھیج دیا۔ عبدالواحد نے اسے سزا دی ابن ضحاک کی حالت اس کے بعد ناگفتہ بہ ہوگئی۔ صوف کا جبّہ پہن کر بھیک مانگا کرتا تھا۔ عبدالواحد نضری ۱۰۴ھ کے ماہ شوال میں مدینہ پہنچا ابن ضحاک نے انصار کو بہت ستایا تھا اسی وجہ سے شعراء برابر اس کی ہجو کرتے تھے۔ بزرگ اس کے شاکی تھے نضری چونکہ طبیعت اور مزاج کا اچھا آدمی تھا اس وجہ سے لوگ اس سے خوش ہو گئے۔ ہر کام میں معززین شہر سے مشورہ لیتا تھا اور جو کرنا چاہتا تھا اس میں قاسم بن محمد [1] اور سالم بن عبداللہ بن عمر [2] سے مشورہ لیتا تھا۔

ابوالعباس سفاح کی ولادت

بعض کہتے ہیں اس سال ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی بن محمد بن علی ربیع الآخر کے مہینہ میں پیدا ہوئے، وہی سفاح تھا۔ اس کے والد محمد بن علی کے پاس ابومحمد صادق خراسان سے چند آدمیوں کے ساتھ ملنے آئے انھوں نے ابوالعباس کو دیکھنا چاہا تو ایک کپڑے میں لپیٹ کر وہ باہر لائے اس وقت وہ ۱۵ دن کا تھا جب لوگ دیکھ چکے تو محمد بن علی نے کہا یہ وہ شخص ہے جس کے ہاتھوں تمھارا کام انجام تک پہنچے گا۔ لوگوں نے اس کے ہاتھ اور پیر تعظیماً چومے اُس کے بعد محمد بن علی نے کہا اللہ اس کام کو ضرور اختتام تک پہنچائے گا اور تم اپنے دشمنوں سے پورا بدلہ لو گے۔

Marfat.com

سعید حرشی کی خراسان سے معزولی

اس سال عمر بن ہبیرہ نے سعید حرشی کو خراسان کی حکومت سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ پر مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ کلابی کو وہاں کا حاکم بنایا۔ اس کے معزول کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ ابن ہبیرہ نے سعید کو لکھا تھا کہ تم دیوشتی کو رہا کر دو لیکن اس نے اس حکم کے باوجود اس کو قتل کر ڈالا۔ علاوہ اس کے یہ بھی تھا کہ سعید، ابن ہبیرہ کو ذلیل سمجھتا تھا اور اُس کو ابوثنیٰ کی کنیت سے یاد کرتا تھا۔ تذکرہ میں ہمیشہ یہ کہتا تھا کہ یہ کام ابوثنیٰ نے کیا، یہ بات ابوثنیٰ نے کہی، ابن ہبیرہ کو اس کی بدکلامی کی خبر لگ گئی۔ چنانچہ اس نے جمیل بن عمران کو حرشی کے حالات دریافت کرنے کے لیے خراسان بھیجا اور ظاہر یہ کیا کہ وہ دفاتر کے معائنہ کے لیے جا رہا ہے۔ جب جمیل، حرشی کے پاس پہنچا تو اُس نے اس سے پہلی بات پوچھی کہ ابوثنیٰ کیسا ہے۔ اس کے بعد لوگوں نے حرشی سے کہا کہ جمیل صرف تمھاری حالت کو دیکھنے آیا ہے۔ حرشی کو جب یہ پتہ چلا تو اس نے ایک خربوزہ میں کچھ زہر ملا کر جمیل کے پاس بھیج دیا۔ جمیل اُس کو کھا گیا لیکن کھاتے ہی وہ سخت بیمار ہو گیا۔ اس کے سر کے بال ایک ایک کر کے جھڑ گئے جمیل اسی حال میں ابن ہبیرہ کے پاس واپس گیا۔ ابن ہبیرہ نے جمیل کا علاج کرنا شروع کیا جب وہ شفایاب ہو گیا تو اُس نے تمام واقعہ سے اطلاع دی اور یہ کہا بڑی بات یہ ہے کہ حرشی تم ہی کو اپنا محکوم سمجھتا ہے۔ ابن ہبیرہ کو سخت غصّہ آیا اور اس نے فوراً حرشی کی معزولی کا حکم لکھا اور اُس کو گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈال دیا۔ اس وقت تک سخت سزائیں دیتا رہا جب تک اُس نے مال نہ ادا کر دیا۔

ایک شب کو ابن ہبیرہ نے اپنے ہم نشینوں سے پوچھا کہ بنوقیس کا سردار کون ہے؟ سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ آپ ہیں۔ ابن ہبیرہ نے کہا اس کو چھوڑو قیس کا سردار تو کوثر ابن زفر ہے۔ اگر وہ کسی رات کو مدد کے لیے پکارے تو بیس ہزار آدمی اس کے اردگرد ہو جائیں گے اور یہ نہ دریافت کریں گے کہ کیوں بلایا۔ ان کا سردار یہ گدھا ہے جو قید خانہ میں پڑا ہے جس کے قتل کا میں حکم دے چکا ہوں لیکن بنوقیس کے ساتھ بھلائی کرنے والا شاید میں ہوں۔ بنوفزارہ کے ایک بدوی نے کہا کہ اگر تم سردار ہوتے تو کبھی قیس کے اس سردار کے قتل کا حکم نہ دیتے۔ ابن ہبیرہ یہ سن کر نادم ہوا۔ اُس نے فوراً معقل بن عروہ کے پاس کہلا بھیجا کہ حرشی کو مت قتل کرو۔ ابن ہبیرہ نے مسلم بن سعید کو خراسان کا حاکم بنایا تو اُس کو یہ حکم

Marfat.com

دیا کہ حرشی کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو۔ جب وہ وہاں پہنچا تو اُس نے دارالامارہ کے دروازہ کو بند پایا۔ حرشی کو خبر دی گئی کہ مسلم آیا ہے اس نے پوچھا کہ امیر بن کر آئے ہو یا صرف ملاقات کی غرض سے آئے ہو۔ مسلم نے جواب دیا کہ میرا ایسا شخص نہ ملنے کے لیے آسکتا ہے اور نہ کسی کا وزیر بن کر آسکتا ہے۔ مجبوراً حرشی نے دروازہ کھلوادیا، جب حرشی مسلم کے پاس آیا تو مسلم اس پر بہت بگڑا اور اُس کو قید خانہ میں ڈال دیا اور داروغہ جیل کو حکم دیا کہ اس کے پیر میں بیڑیاں بھی ڈال دو۔ جب حرشی کو اس حکم کی خبر ملی تو اس نے اپنے کاتب کو کہا کہ یہ لکھو آپ کے داروغہ جیل نے یہ حکم سنایا ہے کہ میرے پیر میں بیڑیاں بھی لی جائیں اگر کسی افسر بالادست کا حکم ہے تو میں اس کی اطاعت کے لیے تیار ہوں اگر صرف آپ کی رائے ہے تو آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کی روش گھوڑے کی چوکڑی کی طرح خطرہ سے خالی نہیں۔ خط میں یہ دو شعر بھی لکھوائے:

فاما تشقفونی فاقتلونی ومن یشقف فلیس له خلود

هم الاعداءُ ان شهد واوغابوا اولوالا حقادوالاکبادُ سود

[اگر تم مجھ سے دشمنی کرتے ہو تو اس سے بہتر ہے کہ قتل کر ڈالو کیونکہ جس سے دشمنی کی جاتی ہے اس کو دوام نہیں ہے۔ وہی کینہ پرور دشمن ہیں خواہ حاضر ہوں یا غائب ہوں اُن کے دل سیاہ فام ہو گئے ہیں۔]

جب ابن ہبیرہ عراق سے بھاگا تو خالد قسری نے اُس کی تلاش میں حرشی کو روانہ کیا۔ فرات کے قریب حرشی سے اور اس سے ملاقات ہوئی۔ ابن ہبیرہ نے حرشی سے پوچھا کہ تمھارا میرے متعلق کیا خیال ہے۔ اس نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ تم اپنے قبیلے کے آدمی کو قیس کے قبیلے کے کسی شخص کے پاس نہ چھوڑو گے۔ خالد نے کہ ہاں ایسا ہی ہوگا۔

متفرق واقعات

عبدالواحد نضری، حاکم مدینہ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ عراق اور مشرقی ممالک پر عمر بن ہبیرہ حاکم تھا۔ کوفہ کے قاضی حسین بن حسن کندی تھے اور بصرہ کے عبدالملک بن یعلیٰ تھے۔

Marfat.com

وفیات

ابوقلابہ جرمی نے اسی سال وفات پائی بعض کہتے ہیں کہ ۱۰۷ھ میں اُنھوں نے وفات پائی۔

عبدالرحمٰن بن حسان بن ثابت انصاری نے بھی اسی سال انتقال کیا۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب بن ابی بلتعہ نے بھی اسی سال قضا کیا۔

عامر بن سعد بن اُبی وقاص کی وفات اسی سال ہوئی۔

موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ، عمیر مولیٰ ابن عباس، جن کی کنیت ابوعبداللہ تھی، خالد بن معدان بن ابی کرب الکلاعی ان سب نے اسی سال انتقال کیا۔ موخر الذکر شام کے باشندے تھے۔

۞ ۞ ۞

حواشی وحوالہ جات:

۱ قاسم بن محمد بن ابی بکر، حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پوتے تھے، مدینہ کے جیّد علماء میں شمار کیئے جاتے تھے۔

۲ سالم، حضرت عمرؓ کے پوتے تھے اور مدینہ کے چیدہ اہل علم میں ان کا شمار تھا۔

۞ ۞ ۞

Marfat.com

باب۔۳۲

۱۰۵ھ کے واقعات

عقفان کی بغاوت

یزید بن عبدالملک کے زمانہ میں ایک حروری (یعنی خارجی) نے علم بغاوت بلند کیا جس کا نام عُقفان تھا۔اس کے ساتھ کل (۸۰) آدمی تھے۔یزید نے اس کے مقابلہ کے لیے فوج تیار کی لیکن لوگوں نے کہا کہ اگر ان سے جنگ کی گئی تو خوارج اُس مقام کو دار ہجرت بنالیں گے اس لیے بہتر یہ ہے کہ ہر شخص کے پاس اُس کے قبیلے کا ایک شخص بھیجا جائے تا کہ وہ ان کو منا کر اس خیال سے روک دے۔یزید نے کہا کہ اچھا جا کر راضی کرلو ورنہ ایسا نہ ہو کہ میں تم ہی سے مواخذہ کروں۔لوگ اپنے اپنے قبیلے کے آدمی کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ ہمیں خطرہ ہے کہ ہم سے نہ مواخذہ کیا جائے۔لوگوں نے امن قبول کرلیا صرف عُقفان رہ گیا۔یزید نے اُس کے پاس اپنے بھائی کو بھیجا اُس نے عُقفان کو بھی راضی کرلیا۔جب ہشام بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو اُس نے عُقفان کو باغیوں کی درستگی کے لیے مقرر کیا۔ایک مرتبہ عُقفان کا بیٹا خراسان سے اسی بغاوت کا خیال لے کر آیا۔عُقفان نے اُس کو باندھ کر ہشام کے پاس بھیج دیا ہشام نے عُقفان کی طرف سے رہا کر دیا اور کہنے لگا کہ اگر عُقفان خائن ہوتا تو وہ اپنے بیٹے کے معاملہ کو ضرور چھپاتا اس کے بعد ہشام نے اس کو صدقہ کے وصول کرنے کے لیے مقرر کیا ہشام کی زندگی تک وہ یہ کام کرتا رہا۔

مسعود عبدی کی بغاوت

(ایک اور خارجی) مسعود بن ابی زینب عبدی نے اشعث بن عبداللہ بن جارود پر بغاوت کی

Marfat.com

لیکن اشعث بحرین سے باہر چلا گیا اور مسعود یمامہ کی طرف آیا۔ وہاں کا حاکم سفیان بن عمرو عُقیلی تھا جس کو ابن ہبیرہ نے مقرر کیا تھا۔ سفیان مقابلے کے لیے نکلا خضرمہ میں دونوں سے لڑائی شروع ہوئی مسعود تو تھوڑے ہی دیر کے بعد قتل ہو گیا اس کے بعد خوارج کا سردار بلال بن مدلج بنا۔ دن بھر دونوں فوجیں لڑتی رہیں خارجیوں کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ مسعود کی بہن زینب بھی ماری گئی جب شام ہوئی تو ہلال کے ساتھی کچھ منتشر ہو گئے اور کچھ ہمراہ رہے۔ ہلال نے جب حالت نازک دیکھی تو ایک قصر میں جا کر پناہ لی لیکن ادھر کی فوج نے تعاقب کیا قصر میں زینے لگا کر داخل ہو گئے اور ہلال کو قتل کر ڈالا باقی لوگوں نے امان کی درخواست کی تو وہ مامون کر دیے گئے۔ فرزدق نے اس لڑائی کے متعلق چند اشعار کہے تھے جن کا ذکر دلچسپی سے خالی نہیں:

لعمری لقد سلّت حنیفة سلّة　　سیوفاً ابت یوم الوغیٰ ان تغیّرا

ترکن لمسعود وزینب اخته　　رداءً وسربالاً من الموت احمرا

ارین الحروریّیں یوم لقائهم　　ببرقان یوماً یجعل الموت اشقرا

[قسم ہے اپنی جان کی کہ بنو حنیفہ نے ایسی تلواریں کھینچیں جو لڑائی کے دن برابر یکساں کام دیتی رہیں ان میں کوئی تغیر واقع نہ ہوا۔ ان تلواروں نے مسعود اور اس کی بہن زینب کے لیے صرف موت کی سرخ قمیص اور چادر چھوڑ دی۔ حروریوں کو اُن کی لڑائی کے دن مقامِ برقان میں جس دن موت بہت شدید ہو گئی تھی۔]

بعض روایت میں ہے کہ مسعود نے بحرین اور یمامہ پر ۱۱۹ھ میں قبضہ کر لیا تھا یہاں تک کہ سفیان بن عمرو عقیلی نے اس کو قتل کر ڈالا۔

مصعب بن محمد الوالبی

مصعب خوارج کا سردار تھا۔ عمر بن ہبیرہ نے اس کو اور مالک بن صعب اور جابر بن سعد کو جنگ کی دعوت دی تھی چنانچہ یہ سب مل کر خورنق میں جمع ہوئے اور اپنا سردار مصعب کو بنایا۔ مصعب کے ساتھ اُس کی بہن آمنہ بھی تھی۔ یہ سب خورنق سے باہر چلے۔ جب ہشام بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو اس نے خالد قسری کو عراق کا حاکم بنایا۔ خالد نے اُن کے مقابلے کے لیے ایک فوج بھیجی یہ لوگ

Marfat.com

اس وقت مقام حرہ میں تھے جو موصل کے متعلقات میں واقع تھا۔ یہ فوج جب وہاں پہنچی تو دونوں میں جنگ چھڑ گئی۔ خوارج نے شکست کھائی اور بہت سے لوگ مارے گئے۔ بعض روایت میں ہے کہ وہ یزید ہی کے زمانے میں مارے گئے خوارج کے بعض شعرا نے موجودہ حالت پر یہ کچھ کہا ہے:

فتية تعرف التخشع فيهم　　كلهم احكم القرآن اماما

قد برى لحمه التهجد حتى　　عاد جلدًا مصفرا وعظاما

غادروهم بقاع حزة صرعى　　فسقى الغيث ارضهم يااماما

[بہت سے نوجوان جن کے چہرہ سے تقویٰ اور ایمان کا نور ٹپکتا ہے اور جنھوں نے قرآن کو مستحکم طریقہ پر اپنا امام بنایا ہے۔ تہجد نے ان کے جسم کو گھلا ڈالا ہے حتیٰ کہ زرد کھال اور ہڈی رہ گئی ہے۔ لوگوں نے ان کو حزہ کے چٹیل میدان میں پچھڑا ہوا چھوڑ دیا اب بارش نے ان کی زمین کو سیراب کیا ہے۔]

یزید بن عبدالملک کی وفات

یزید بن عبدالملک کا اسی سال ۲۵ شعبان میں انتقال ہوا۔ اس کی عمر ۴۰ برس تھی۔ بعض روایت میں ہے کہ وہ ۳۵ سال کا تھا بعض اور کچھ کہتے ہیں اس کی حکومت کا زمانہ چار برس ایک مہینہ چند دن رہا۔ اس کی کنیت ابوخالد تھی۔ مرض سل میں مبتلا ہو کر مرا۔ بعض نے بیان کیا ہے کہ اس کے مرنے کی وجہ دوسری تھی وہ یہ کہ جب اُس کی بیوی حبابہ مر گئی تو اس سے اس کے دل پر گہرا اثر ہوا اور اسی صدمے میں جان دی۔ اس کا مفصل تذکرہ ہم آگے بیان کریں گے۔ حبابہ کا جب جنازہ نکلا تو وہ بھی آہستہ آہستہ پیچھے آ رہا تھا۔ اس کا بھائی مسلمہ ساتھ تھا جو اس کو تسلی دے رہا تھا اور صبر و سکون کی تلقین کر رہا تھا لیکن یزید بالکل بت کی طرح تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ یزید اس صدمہ کی وجہ سے اس قدر لاغر، نحیف اور کمزور ہو گیا تھا کہ جنازہ کے ساتھ نہ جا سکا اس لیے اس نے مسلمہ کو نماز پڑھانے کا حکم دے دیا۔ بعض کا بیان ہے کہ مسلمہ نے خود ہی اُس کو جنازے کے ساتھ جانے سے روک دیا تا کہ لوگ اس کی بُری حالت سے برا اثر نہ لیں۔ حبابہ کے مدفون ہونے کے بعد یزید کل پندرہ دن تک زندہ رہا اس کے بعد وہ بھی مر گیا اور اس کے پہلو میں دفن کیا گیا بعض روایت میں ہے کہ چالیس دن زندہ رہا لیکن اس

Marfat.com

عرصہ میں کوئی اس کی عیادت کے لیے نہ آسکا۔صرف ایک مرتبہ لوگوں کو اس کا موقع ملا۔ جب انتقال ہوگیا تو اُس کے بھائی مسلمہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے بیٹے ولید نے نماز پڑھائی۔ ہشام بن عبدالملک اس وقت حمص میں تھا۔

یزید بن عبدالملک کی زندگی کے حالات

یزید بنوامیّہ کے نوجوانوں میں تھا۔ایک دن جب اس کے پاس حبابہ اور سلامتہ القس بیٹھی تو وہ جوش میں آکر غنغنا رہا تھا اور بیٹھے بیٹھے یہ کہنے لگا تم لوگ مجھ کو چھوڑ دو میں مرجاتا ہوں۔ حبابہ نے کہا کہ امیرالمومنین قوم وملک کو کس کے سپرد کر کے جاتے ہیں؟ یزید نے کہا کہ تیرے سپرد کرتا ہوں۔ ایک دن حبابہ وجد میں آکر یہ شعر گا کر پڑھ رہی تھی:

وبین التّرافی واللهاة حرارة ما تطمئن و ماتسوغ فتبردا

[حلق اور سینے کے درمیان ایک ایسی سوزش ہے جو گھونٹ گھونٹ پانی پینے سے بھی فرو نہیں ہوتی۔]

یزید پھر مست ہوگیا اور کہنے لگا کہ میں اُڑ جاؤں گا۔حبابہ نے کہا کہ ایک ضرورت ہماری باقی ہے اس کو پوری کردو۔اس کے جواب میں بھی اُس نے کہا کہ نہیں میں ضرور اڑوں گا۔حبابہ نے کہا کہ آخر ملک اور قوم کو کس کے سر چھوڑو گے۔ یزید نے کہا کہ تجھ پر اور پھر حبابہ کا ہاتھ اٹھا کر چومنے لگا۔ کچھ حذّام اس کی طرف سے گذرے تو اس وقت یزید یہ کہہ رہا تھا ''تیری آنکھیں دھنس گئی ہیں آخر تو اس قدر لاغر کیوں ہوگئی ہے۔''

اس کے بعد اُس کو لے کر ہزاردن کے کنارے ٹہلنے لگا۔ وہاں انگور کی بیلیں لگی تھیں یزید نے ایک انگور کا دانہ حبابہ پر کھیل سے پھینکا۔اتفاق سے وہ حبابہ کے حلق میں چلا گیا اور اُس کی خراش کی وجہ سے حلق میں زخم ہوگیا۔اسی عارضہ میں وہ مرگئی۔تین دن تک یزید نے اُس کے جنازے کو دفن نہیں ہونے دیا، جب کہ اُس کو چومتا، اُس کے بدن کو سونگھتا اور اس کی صورت دیکھ دیکھ کر خوب دل بھر کے روتا۔جب حبابہ کا جسم سڑنے لگا تو مجبوراً اُس نے دفن کی اجازت دی۔ مدفن سے بہت ہی کبیدہ خاطر، پریشان حال، افسردہ دل ہوکر واپس ہوا۔اس کی لونڈی کو جب حالت معلوم ہوئی تو اُس نے یہ شعر پڑھا:

Marfat.com

كفى حزناً بالهائم الصّبّ ان يرىٰ　　منـــازل من يهوى معطلة قفرا

[ایک سرگردان عاشق کے لیے اتنا غم کافی ہے کہ وہ معشوق کے ان مقاموں کو ڈھونڈوا کر ویران کردے۔]

یہ شعر سن کر بہت رویا۔ حبابہ کی موت کے بعد سات دن تک وہ مکان سے باہر نہیں نکلا۔ مسلمہ نے اُس کو مشورہ دیا تھا کہ اگر آپ اس طرح کریں گے تو لوگ بے وقوف سمجھیں گے۔

یزید اپنے بھائی سلیمان کے زمانے میں حج کرنے گیا تو اُس نے حبابہ کو چار ہزار دینار میں خریدا۔ اس کا نام اس وقت عالیہ تھا۔ سلیمان نے کہا کہ میرا ارادہ تھا کہ یزید کے مصارف پر نگرانی کروں۔ اس لیے یزید نے اس کو واپس کر دیا اور ایک مصری شخص نے اس کو خرید لیا۔ جب سلیمان کے بعد یزید خلیفہ ہوا تو اُس کی بیوی سُعدہ نے کہا کہ دنیا میں کوئی ایسی چیز رہ گئی ہے جس کی تمنا تمھارے دل میں باقی ہے۔ یزید نے کہ ہاں حبابہ کو دیکھنے کی تمنا ہے۔ سُعدہ نے حبابہ کو خرید لیا اور اُس کو زیورات سے سجا کر پردہ میں رکھا اور یزید سے پوچھا کہ اے امیر المومنین آپ کے دل میں کوئی تمنا باقی رہ گئی ہے۔ اس نے کہا کہ میں تو کہہ چکا ہوں کہ حبابہ کی تمنا ہے۔ سُعدہ نے فوراً پردہ اٹھا کر کہا کہ لو یہ حبابہ کھڑی ہے اور خود بھاگ گئی۔ یزید کے دل میں سُعدہ کی اس دور اندیشی سے منزلت بڑھ گئی۔ سُعدہ عبداللہ بن عمر بن عثمان کی بیٹی تھی۔ جب یزید مر گیا تو اس کے مرنے کی خبر سے کوئی واقف نہ تھا۔ جب سلامتہ القس نے ماتم کرنا شروع کیا تو محل میں شور مچا کہ امیر المومنین کا انتقال ہو گیا ہے۔ سلامہ ان اشعار کو پڑھتی جاتی تھی اور روتی جاتی تھی:

لا تلمنا ان خشعنا　　اوهممنا بخشوع

قد لعمری بت لیلی　　کا خی الداء الوجیع

ثم بات الهم منی　　درن من لی بضجیع

للذی حل بنا الیوم　　من الا مر الفظیع

کلما ابصرت ربعاً　　خالیاً فاضت دموعی

قد خلا من سید کان　　لنا غیر مضیع

[تم ہم پر ملامت نہ کرو اگر ہم آہ رازی کریں یا گریہ وزاری کا ارادہ کریں۔ اپنی زندگی کی

Marfat.com

قسم کھاتی ہوں کہ میں نے رات اس طرح گذاری جیسے سخت دردوالا انسان تلملاتا ہے۔ پھر غم والم نے میرے ساتھ رات بسر کی اس شخص کے قائم مقام ہوکر میرے پہلو میں سوتا تھا۔ جس شخص کی وجہ سے آج کا دن ہمارے لیے مصیبت انگیز اور خوفناک ہے۔ جب میں اُس کی قیام گاہ کو خالی دیکھتی ہوں تو آنکھوں سے آنسو کے دریا بہتے ہیں۔ جو ایک سردار کے نہ ہونے کی وجہ سے خالی پڑی ہے جو ہم کو ضائع کرنے والا نہ تھا۔]

اس کے بعد اس نے چلا کر کہا ہائے ہمارے امیر المومنین۔ اس دردناک آواز نے لوگوں کو یہ سنا دیا کہ یزید کا انتقال ہوگیا ہے یہ اشعار کسی انصاری کے ہیں۔

یزید سلامہ اور حبابہ کے واقعات بہت زیادہ ہیں جن کے تذکرہ کا موقع نہیں ہے صرف سلامہ کے حالات کچھ لکھ دیے جاتے ہیں۔ لوگ سلامہ کو سلامتہ القس کے نام سے یاد کرتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی عمار جو بنو جُشم بن معاویہ بن بُکیر کے قبیلہ سے تھے، ایک بڑے فقیہ ،زاہد اور عابد آدمی تھے۔ اُن کو کثرت عبادت کی وجہ سے لوگ ''القسّ'' کہا کرتے تھے۔ ایک دن وہ سلامہ کے مولیٰ (مالک) کے مکان سے گذرے، اتفاق سے اس وقت سلامہ گا رہی تھی آواز چونکہ بہت اچھی تھی اس لیے وہ گانا سننے کے لیے ٹھہر گئے۔ اس کے مولیٰ نے دیکھا تو کہا کہ تم سلامہ کو دیکھنا چاہتے ہو اور گانا سننا چاہتے ہو؟ اُنھوں نے انکار کردیا اس کے مالک نے کہا کہ میں اس کو ایسی جگہ بٹھاؤں گا جہاں سے وہ دکھائی نہ دے گی اور تم اُس کا گانا بھی سن لوگے۔ اُس کے مولیٰ نے اُن کو مکان کے اندر بلالیا اور ایک پوشیدہ مقام پر بٹھایا۔ سلامہ نے گانا شروع کیا اور یہ سنتے رہے آواز سے بالکل مبہوت ہوگئے تھے۔ سلامہ کے مولیٰ نے گانا ختم کرنے کے بعد اس کو سامنے بلایا جب وہ سامنے آئی تو دونوں کی نظریں چار ہوتے ہی محبت کی لہر دوڑ گئی چونکہ یہ بزرگ بھی خوبصورت اور شکیل تھے اس لیے سلامہ کے بھی محبوب نظر ہوگئے۔ اکثر ملاقاتیں ہوجاتی تھیں۔ ایک دن دونوں کو تنہائی مل گئی تو سلامہ نے کہا کہ میں تم کو بہت چاہتی ہوں۔ اُنھوں نے بھی کہا کہ خدا کی قسم میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ سلامہ نے کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کو پیار کروں اُنھوں نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ سلامہ نے کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں اپنا پیٹ آپ کے پیٹ پر رکھ دوں اور لپٹ کر سوجاؤں اُنھوں نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں پھر اُس نے پوچھا کہ آخر اب کونسی چیز تم کو روک رہی ہے آپ نے فرمایا کہ خدا کا قول ہے: اَ

Marfat.com

لَاخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ " اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ۔(الزخرف:٦٧)[اس دن دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے لیکن صرف وہ لوگ جو متقی اور پرہیز گار ہیں۔] اس لیے میں نہیں چاہتا کہ ہماری تمھاری محبت قیامت کے دن عداوت پیدا کردے۔اس کے بعد وہ دامن جھاڑ کر کھڑے ہوگئے اور فوراً خدا کی عبادت میں مشغول ہوگئے۔اس کے عشق میں چند اشعار بھی انھوں نے کہے تھے۔

ہشام بن عبدالملک کی خلافت

اسی سال ہشام بن عبدالملک شعبان کی آخری تاریخوں میں مسند خلافت پر متمکن ہوا۔اس وقت اس کی عمر ۲۴ سال کی تھی اور کچھ مہینے زیادہ تھے۔ہشام ،مصعب بن زبیر کی شہادت کے سال ۷۲ھ میں پیدا ہوئے۔عبدالملک نے اس کا نام منصور رکھا تھا لیکن اس کی ماں نے اپنے باپ کے نام پر ہشام رکھا۔اُس کا باپ ہشام بن اسمٰعیل بن ہشام بن الولید بن مغیرہ مخزومی تھا۔عبدالملک نے اس نام سے کوئی نفرت نہیں ظاہر کی۔ہشام کی ماں عائشہ بنت ہشام تھی چونکہ وہ ذرا احمق تھی اس لیے عبدالملک نے بعد میں طلاق دے دی تھی ہشام کی کنیت ابوالولید تھی۔ہشام جب رصافہ میں تھا تو قاصد مہر اور تلوار لے کر پہنچے اور اس کے سپرد کردیا وہاں سے ہشام دمشق آیا۔

حاکمِ عراق خالد قسری

ہشام بن عبدالملک نے عمر بن ہبیرہ کو عراق کی حکومت سے معزول کر کے خالد بن عبداللہ القسری کو وہاں کا حاکم بنایا۔یہ شوال کا مہینہ تھا۔

عمر بن یزید بن عمیر الاسیّدی کا بیان ہے کہ میں ہشام سے ملنے گیا اس وقت وہاں خالد قسری بیٹھا ہوا تھا جو اہل یمن کی اطاعت اور فرماں برداری کا نغمہ گا رہا تھا۔میں نے یہ سن کر کہا کہ خدا کی قسم ایسی غلط اور بیہودہ بات میں نے نہیں دیکھی اور واقعہ بھی اس کے خلاف ہے اسلام میں کوئی ایسا فتنہ نہ اٹھا جو اہل یمن کے ذریعہ کامیاب نہ ہوا ہو۔مثلاً (حضرت) عثمانؓ کے قتل کے واقعہ میں یہی شریک تھے۔عبدالملک سے انھوں نے بغاوت کی اور زندہ مثال یہ ہے کہ ہماری تلواریں اب تک آل مہلب کے خون سے رنگین ہیں۔یہ باتیں کہہ کر جب میں وہاں سے رخصت ہوا تو ایک بنومروان کا آدمی

Marfat.com

میرے پیچھے پیچھے آیا اور کہنے لگا اے بنو تمیم تم نے میری موقع پر مدد کی میں نے تمھاری گفتگو کو اچھی طرح سُنا۔ امیر المومنین نے خالد قسری کو عراق کا حاکم بنا دیا ہے اور اے بنو تمیم عراق اب تمھارا گھر نہ رہا اور خالد اسی روز روانہ ہو گیا یاد رکھو کہ وہاں اب تمھاری گذر نہیں ہو سکتی ہے۔

بنی عباس کے دعاۃ

اس سال بکُیر بن ماہان سندھ سے واپس آیا۔ وہ جنید بن عبدالرحمٰن کے ساتھ وہاں گیا تھا جب جنید معزول کر دیا گیا تو بکُیر بھی واپس چلا آیا۔ وہ کوفہ پہنچا اس کے ساتھ چار اینٹیں چاندی کی اور ایک اینٹ سونے کی تھی۔ بکُیر نے ابوعکرمہ صادق میسرہ، محمد بن خنیس، سالم اعین ابو یحییٰ مولیٰ بنی سلمہ وغیرہ سے ملاقات کی۔ انھوں نے بنو ہاشم کی دعوت کا اس سے تذکرہ کیا۔ بکُیر یہ سن کر خود بھی اس فرقہ میں شریک ہو گیا اور جو کچھ مال تھا اُس کو ان لوگوں پر صرف کر دیا۔ کوفہ سے وہ محمد بن علی کے پاس ملنے گیا۔ اتفاقاً اسی زمانہ میں میسرہ کا جو داعیوں کا افسر تھا، انتقال ہو گیا۔ محمد بن علی نے بکُیر کو اس کی جگہ پر مقرر کر دیا۔

متفرق واقعات

جراح نے اس سال لان میں جنگ کی اور وہاں سے بلنجر کے ان قلعوں اور شہروں کی طرف پہنچا جن میں سے بعض کو فتح کیا اور بعض کو چھوڑ دیا۔ بے شمار اموال غنیمت حاصل ہوئے۔ سعید بن عبدالملک نے روم میں جنگ کی کسی مقام پر اُس نے ایک سریہ جو ایک ہزار آدمیوں کا تھا، روانہ کیا لیکن سب کے سب کام آ گئے۔ مسلم بن سعید کلابی امیر خراسان اور ماوراالنہر کے قریب ترکوں سے جنگ آزما ہوا لیکن بغیر کسی کامیابی کے لوٹ گیا۔ ترکوں نے ان کا تعاقب کیا اور جب مسلمان نہر جیحوں کو عبور کر رہے تھے تو یہ پیچھے سے آ کر حملہ آور ہوئے۔ فوج کے آخری دستے پر عبیداللہ بن زہیر بن حیان تھا جو بنو تمیم کے سواروں کے دستہ پر تھا اُس نے ترکوں کی پوری مدافعت کی تو تمام لوگ آسانی سے نہر عبور کر گئے۔

مسلم بن سعید جب آگے بڑھا تو اُس نے افشین میں جنگ کی۔ وہاں کے باشندوں نے چھے ہزار جانوروں پر صلح کر لی اور قلعہ اس کے سپرد کر دیا۔ یہ واقعات ۱۰۵ھ کے آخر میں ہوئے جب یزید کا انتقال ہو چکا تھا۔ مروان بن محمد نے غزوہ صائفہ میں شرکت کی۔ قونیہ اور کمخ جو ارض روم میں واقع

Marfat.com

ہے اُن کو زیر نگیں کیا۔اس سال ابراہیم بن ہشام نے لوگوں کے ساتھ حج کیا، جو ہشام بن عبدالملک کا ماموں تھا۔ابرہیم نے عطاء سے پوچھوایا کہ میں کس وقت خطبہ دوں اُنھوں نے کہا کہ یوم الترویہ سے ایک دن قبل اور ظہر کے بعد خطبہ دو لیکن ابراہیم نے ظہر سے قبل ہی خطبہ دے دیا اور ظاہر کیا کہ عطاء نے کہلا بھیجا تھا لیکن عطاء نے برسر مجلس یہ کہہ دیا کہ میں نے تو ظہر کے بعد کہا تھا۔ابراہیم نے ندامت سے سر جھکا لیا۔مدینہ، مکہ اور طائف کا حاکم عبدالواحد نضری تھا۔عراق اور خراسان پر عمر بن ہبیرہ تھا۔کوفہ کے قاضی حسین بن حسن کندی تھے اور بصرہ کے قاضی موسیٰ بن انس تھے۔

وفیات

کثیر عزہ نے جو ایک مشہور شاعر تھا اسی سال وفات پائی۔عکرمہ مولیٰ ابن عباس نے بھی اس سال انتقال کیا۔عکرمہ نے ام سعید بنت جبیر سے شادی کر لی تھی۔حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے اسی سال انتقال کیا۔بعض کا بیان ہے کہ ۹۵ھ میں ہوا۔اُن کی عمر ۷۳ سال کی تھی۔ضحاک بن مزاحم، عبید بن حُنین نے اسی سال انتقال کیا۔عبید کی عمر ۷۵ سال کی تھی۔ابورجاء عطاردی اور ابوعبدالرحمٰن السّلمی نے بھی وفات پائی ان کی عمر ۹۰ برس کی تھی اور ابوعبدالرحمٰن کا نام عبداللہ بن حبیب بن ربیعہ تھا۔عبداللہ بن عبداللہ بن عمر نے بھی اسی سال قضا کی اُن کی ماں کا نام صفیہ تھا جو مختار کی بہن تھیں، عبداللہ بن عمر نے انھیں سے اپنے لڑکوں کے متعلق وصیت کی تھی۔اور ان کے بھائی عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر الخطاب نے اسی سال وفات پائی۔یہ سالم بن عبداللہ کے علاتی بھائی تھے ان دونوں کی ماں ام ولد تھیں۔یزید بن عبدالملک کی زندگی ہی میں ابان بن عثمان بن عفان کا انتقال ہوا جنھوں نے مفلوج ہونے کے بعد وفات پائی۔عمارہ بن خُزیمہ بن ثابت انصاری جن کی عمر ۷۵ سال کی تھی اُنھوں نے بھی وفات پائی۔یزید بن عبدالملک کے زمانہ میں مغیرہ بن عبدالرحمٰن ابن حارث بن ہشام مخزومی نے قضا کی۔

عطاء بن یزید جندعی لیثی نے بھی اسی سال انتقال کیا۔ان کی پیدائش ۲۵ھ میں ہوئی تھی اور شام کے باشندے تھے۔عراک بن مالک غفاری کا جو خثیم بن عراک اور مورق عجلی کے والد تھے، انتقال اسی سال ہوا۔

Marfat.com

باب۔۳۳

۱۰۶ھ کے واقعات

مضری اور یمنی قبائل کے درمیان خراسان میں جنگ

بعض کہتے ہیں کہ اس سال مضری اور یمنی قبائل کے درمیان بروقان میں جنگ ہوئی تھی بروقان بلخ کی سرزمین میں واقع ہے مسلم بن سعید بن اسلم حاکم خراسان نے ترکوں کے ساتھ جنگ کرنے کی غرض سے تیاری شروع کی۔لوگوں نے جنگ کی شرکت میں پس وپیش کیا اور بختری بن درہم اس میں پیش پیش تھا۔مسلم نے نصر بن سیار، بلغاء بن مجاہد وغیرہ کو بلخ روانہ کیا اور اُن کو حکم دیا کہ لوگوں کو میدان جنگ میں لے آؤ۔نصر بن سیار نے پہنچ کر بختری اور زیاد بن طریف باہلی کے دروازوں میں آگ لگادی۔ جب یہ لوگ بلخ پہنچے تو عمرو بن مسلم نے جو وہاں کا حاکم اور قتیبہ کا بھائی تھا شہر میں داخل ہونے سے روکا۔مسلم بن سعید نہر عبور کر کے آگے بڑھا اور نصر بن سیار کو جب داخلے کی اجازت نہ ملی تو بروقان میں آ کر ٹھہرا۔اہل صغانیان، مسلمہ تمیمی، حسان بن خالد اسدی وغیرہ نصر کے پاس آئے اور بنور بیعہ اور بنواز دنصر سے نصف فرسخ کے فاصلے پر جمع ہوئے۔بنو مضر نصر کی طرف ہو گئے اور باقی عمرو بن مسلم کے ساتھ رہے۔بنو تغلب نے عمرو بن مسلم کو کہلا بھیجا کہ ہم اور تم ایک ہی سلسلہ میں ہیں اس لیے ساتھ ہو جانا چاہیے اُنھوں نے ایک شعر بھی لکھ بھیجا جس کو کسی باہلی نے بنو تغلب کے بارے میں کہا تھا کیونکہ قتیبہ اصل میں باہلی تھا لیکن عمرو بن مسلم نے اس کو تسلیم نہیں کیا۔

ضحاک بن مزاحم اور یزید مفضل حدانی نے دونوں میں مصالحت کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئے۔اس کے بعد عمرو بن مسلم اور بختری کے ساتھیوں نے نصر پر حملہ کیا۔نصر نے بھی جواب دیا اس

Marfat.com

میں جوسب سے پہلے شخص مقتول ہوا وہ قبیلہ باہلہ کا آدمی تھا اور عمرو کے ساتھیوں میں تھا اور اس کے ساتھ اٹھارہ آدمی تھے۔آخر میں عمرو بن مسلم نے شکست کھائی اور نصر بن سیار سے امن کا طالب ہوا۔نصر نے اُس کو مامون کر دیا۔بعض کا بیان ہے کہ عمرو بن مسلم نے جب شکست کھائی تو ایک چکی میں اس نے اپنے آپ کو باندھ دیا لوگوں نے وہیں سے پکڑ کر نصر کے سامنے حاضر کر دیا۔عمرو کی گردن میں رسی پڑی تھی۔نصر نے اس کو رہا کر دیا صرف بختری اور زیاد بن طریف کو سو سو کوڑے لگوائے اُن کے سر اور ڈاڑھی کے بال منڈوا کر اُن کی تشہیر کرائی۔

بعض روایت میں ہے کہ اول اول نصر ہی نے شکست کھائی لیکن اثنائے جنگ میں عمرو بن مسلم نے بنوتمیم کے ایک آدمی کو جو اُس کے ساتھ تھا کہا کہ اے شخص تیری قوم کی.....کیسی ہے۔یہ محض عار دلانے کے لیے اس نے کہا تھا اس کے بعد بنوتمیم نے زور شور سے یورش کی جس میں عمرو بن مسلم نے شکست کھائی۔اس کے بعد اس نے عمرو کو مخاطب کر کے کہا کہ دیکھو میری قوم کی.....ایسی ہے۔بعض عمرو بن مسلم کے شکست کھانے کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ بنو ربیعہ جو عمرو کے ساتھ تھے پہلے بہت کچھ مارے گئے جب اُنھوں نے ایسی صورت دیکھی تو بولے ہم اپنے ہی بھائیوں سے اور امیر سے کیوں لڑیں۔ہم نے عمرو سے اپنے کو نسب کیا تو اُس نے انکار کر دیا پھر ہم کیوں ساتھ دیں اس کے بعد وہ علیحدہ علیحدہ ہو گئے اور باقی لوگوں نے شکست کھائی۔نصر نے تمام گرفتار شدہ لوگوں کو رہا کر دیا اور اُن کو مسلم بن سعید کے ساتھ ملنے کا حکم دیا۔

مسلم بن سعید اور ترکوں کی جنگ

مسلم نے جب نہر بلخ عبور کیا اور جو لوگ اس کے ساتھ ہونے کو باقی رہ گئے تھے وہ مل گئے تو وہ اُن کے ساتھ بخارا کی طرف گیا۔وہاں پہنچ کر خالد قسری کا خط ملا جس میں اس کے عراق میں حاکم ہونے کی خبر درج تھی اور اُس کو اس کی ہدایت تھی کہ لڑائیوں کا سلسلہ جلد ختم کرو۔مسلم اسی طرف سے فرغانہ چلا گیا وہاں پہنچ کر اس کو یہ معلوم ہوا کہ خاقان اپنی فوجوں کے ساتھ مقابلے کے لیے آرہا ہے اس لیے مسلم نے اپنی فوج کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور ایک دن میں تین تین منزلیں طے کرتا ہوا پہنچ گیا۔خاقان بھی بڑھتا آرہا تھا کہ یکا یک مسلمانوں کی بے خبری کی حالت میں ان کے ایک دستے پر آپہنچا

Marfat.com

اور مسلم کے سواری کے جانوروں کو لے لیا اور ایک جماعت کو قتل کر ڈالا۔ مسیّب بن بشر الریاحی اور براء جو مہلب کے مشہور سپہ سالاروں میں تھے، مقتول ہوئے۔ غوزک کا بھائی بھی قتل کیا گیا اس کے بعد مسلمانوں نے ان پر حملہ کر کے اپنے کو لشکر کے درمیان سے نکال لیا اور مسلم اپنے ساتھیوں کے ساتھ کوچ کر گیا اور آٹھ دن تک چلتا رہا۔ دشمن اُن کے آس پاس گھوم رہے تھے آخر کار نویں دن سب تھک گئے اور یہ مشورہ کیا کہ اب مقیم ہونا چاہیے اور یہ صورت طے پائی کہ کل صبح ہم لوگ اس نہر سے پانی لینے جائیں گے جو ہم سے کوئی زیادہ دور نہیں ہے۔ اُنھوں نے لشکر میں کوئی خیمہ وغیرہ نصب نہیں کیا بلکہ آسانی کے خیال سے جتنا ساز وسامان تھا ان سب کو جلا دیا تا کہ عبور کرنے میں سہولت ہو۔ ان سب نے ایک لاکھ کی مالیت پر پانی پھیر دیا جب صبح ہوئی تو نہر کی طرف چلے اہل فرغانہ اور شاش سامنے کھڑے تھے۔ مسلم نے کہا کہ ہر شخص تلواریں میان سے نکال لے۔ چنانچہ سب نے ایسا ہی کیا اور سارا میدان تلواروں سے بھر گیا انہوں نے پانی چھوڑ کر نہر عبور کیا۔

ایک دن ٹھہرے دوسرے دن خاقان کے ایک بیٹے نے تعاقب کیا۔ حمید بن عبداللہ جو آخری دستے کا افسر تھا اُس نے مسلم کو کہلا بھیجا کہ ترکوں کی فوج قریب پہنچ گئی ہے مقابلہ کیے بغیر چارا نہیں ہے تم ذرا ٹھہر جاؤ اس سے فراغت ہو جائے تو پھر چلنا چاہیے۔ مسلم ٹھہر گیا، حمید پہلے ہی زخمی بھی تھا لیکن ترکوں کے مقابلہ کے لیے تیار ہو گیا۔ چنانچہ اس مقابلے میں ترکوں نے شکست کھائی۔ اہل صغد اور ترکوں کے ساتھ بڑے بڑے افسر گرفتار ہو گئے باقی بھاگ گئے۔ اس کے بعد حمید تھوڑی ہی دور گیا ہوگا کہ کسی نے تیر مارا اسی صدمہ سے وہ مر گیا۔

آگے چل کر مسلمانوں کو بڑی سخت پیاس لگی عبدالرحمٰن عامری نے بیس مشکیزے پانی بھر کر اپنے اونٹ پر لاد لئے تھے اسی نے ایک ایک گھونٹ پانی لوگوں میں تقسیم کیا۔ مسلم بن سعید کو بھی پیاس لگی اور اس نے پانی مانگا کسی نے ایک برتن میں تھوڑا سا پانی دیا۔ اس کو بھی جابر یا حارثہ بن کثیر یعنی سلیمان بن کثیر کے بھائی نے مسلم کے منہ سے چھین لیا۔ مسلم نے کہا کہ چھوڑ دو اگر میرے پانی کے لیے کسی نے جھگڑا کیا تو وہ پیاسا تھا۔ اس کے بعد مسلمانوں کی فوج خجندہ پہنچی وہاں سب کو بھوک لگی مگر کھانے کو کچھ بھی نہ تھا اس وجہ سے لوگ غذا کی تلاش میں ادھر اُدھر نکل گئے۔ اس اثنا میں دو سوار عبدالرحمٰن بن نعیم کو تلاش کرتے ہوئے پہنچے جب وہ ملا تو اُنھوں نے اسد بن عبداللہ، خالد قسری کے

Marfat.com

بھائی کے متعلق یہ خبر دی کہ وہ خراسان کا حاکم ہوگیا ہے اوراس نے تم کو یہ خط دیا ہے جس کا مضمون یہ تھا کہ تم فوج کے سردار بنائے گئے۔عبدالرحمٰن نے مسلم کو یہ فرمان دکھایا مسلم نے کہا کہ مجھ کو قبول ہے۔عبدالرحمٰن پہلا شخص تھا جس نے آمل کے میدانوں میں خیمے نصب کر لیے۔خزرج تغلبی نے جنگ کی حالت یوں بیان کی کہ ترکوں نے ہمیں اس طریقہ پر گھیر لیا تھا کہ ہم کو اپنی ہلاکت کا یقین ہوگیا تھا لیکن حوثرہ بن یزید بن حر بن خنیف نے چار ہزار آدمیوں کے ساتھ ترکوں پر حملہ کیا اور کچھ دیر لڑ کر پھر واپس آ گیا اور فوراً ہی نصر بن سیار نے بھی تیس سواروں کے ساتھ یورش کی۔ترکوں کے پیر ڈگمگانے لگے اس کے بعد مسلمانوں نے مل کر حملہ کیا تو وہ شکست کھا کر فرار ہو گئے۔حوثرہ، رقبہ بن حر کا بھتیجا تھا۔

بعض روایت میں ہے کہ عمر بن ہبیرہ نے مسلم بن سعید کو جب خراسان کا حاکم بنایا تو اُس کو نصیحت کی کہ اپنا حاجب موالی میں سے ایسے شخص کو بنانا جو سب سے بہتر ہو کیونکہ وہی تمھاری زبان کی قائم مقامی کرے گا اور تمارے خیالات کی نمائندگی کرنے والا ہوگا۔اپنے عمال حکومت کے انتخاب میں تم اپنے کو معذور ظاہر کرو۔اس نے پوچھا وہ کیسے؟ ابن ہبیرہ نے کہا کہ ہر شہر کے باشندوں کو خود مختار کرو اگر انھوں نے کچھ اچھا کیا تو وہ تمھارے لیے ہوگا اور اگر برا کیا تو اُن کے سر پڑے گی تم معذور سمجھے جاؤ گے۔مسلم بن سعید کی مہر داری کی خدمت پر توبہ بن ابن سعید مامور تھا۔اسد بن عبداللہ جب والی ہو کر آیا تو اُس نے بھی اُن کو اس عہدے پر بحال رکھا۔

ہشام بن عبدالملک کا حج

اس سال فریضہ حج کی ادائیگی میں خود ہشام بن عبدالملک شریک تھا۔ابوالزناد نے حج کی سنتوں (طریقہ) کو لکھ کر ہشام کے پاس بھیجا تھا۔ابوالزناد سے روایت ہے کہ راستے میں ہشام سے ملا جب کہ وہ جلوس میں تھا اسی وقت سعید بن عبداللہ بن ولید بن عثمان بن عفان نے ہشام سے آ کر ملاقات کی اور خفیہ طریقہ پر اس سے یہ کہنے لگا کہ اے امیرالمومنین خدا ہمیشہ آپ کے خاندان پر اپنی رحمت نازل کرتا رہے اور اپنے مظلوم خلیفہ کی اسی طریقہ پر مدد کرتا رہے۔ہشام کو یہ بات ناگوار ہوئی اُس نے جواب میں کہا کہ ہم کسی کو گالی دینے اور لعنت بھیجنے کے لیے نہیں آئے ہیں بلکہ ہم حج کے لیے آئے ہیں اس کے بعد ہشام نے منہ پھیر لیا اور مجھ سے مخاطب ہوا، حج کے متعلق چند باتیں دریافت

Marfat.com

کیں میں نے جولکھ کر بھیجا تھا وہی دہرا دیا۔ سعید کو یہ بات بہت شاق گذری کہ میں نے بھی ان دونوں کی گفتگو سن لی ہے اس وجہ سے جب وہ مجھ کو دیکھتا تھا تو نگاہیں نیچی کر لیتا تھا۔

حاکم خراسان اسد بن عبداللہ

بعض روایت میں ہے کہ اس سال خالد قسری نے اپنے بھائی اسد بن عبداللہ کو خراسان کا حاکم بنا دیا۔ جب وہ وہاں جا رہا تھا تو مسلم بن سعید فرغانہ میں تھا۔ اس کے نہر عبور کرتے وقت اشہب بن عبید تمیمی نے روکا۔ اشہب آمل میں کشتیوں کا محافظ تھا اس لیے اس نے روک دیا اور کہا کہ مجھ کو اس کی ممانعت کی گئی ہے۔ اسد نے اُس سے نرمی سے گفتگو کی اور کچھ دیا لیکن وہ راضی نہ ہوا۔ جب اسد نے کہا کہ میں امیر ہوں تو اُس نے اجازت دے دی۔ اسد نے اپنے اصحاب سے کہا کہ اس شخص کو پہچان لو تا کہ موقع بموقع ہم اس کی امانت کی تعریف کریں اور اس کو انعام دیں۔

اسد صغد پہنچا اور پھر مرج میں آ کر مقیم ہوا۔ سمرقند میں ھانی بن ھانی عامل تھا وہ سمرقند کے معززین کو ساتھ لے کر اسد سے ملنے گیا۔ اسد اس وقت پتھر پر بیٹھا تھا۔ لوگوں نے یہ دیکھ کر بدفال لی اور بولے اسد اور پتھر پر ہو۔ اسد مرج سے سمرقند گیا اور وہاں سے دو آدمیوں کو عبدالرحمٰن بن نعیم کے نام اپنا فرمان دے کر بھیجا اس میں یہ تھا کہ اب فوج کے سردار تم بنائے گئے ہو۔ یہ دونوں عبدالرحمٰن کو تلاش کرتے ہوئے فرغانہ تک پہنچے جب وہ ملا تو یہ فرمان اس کے حوالے کر دیا۔ عبدالرحمٰن نے یہ حکم نامہ مسلم بن سعید کو دکھایا مسلم نے کہا کہ میں خوشی سے اس کو تسلیم کرتا ہوں چنانچہ عبدالرحمٰن تمام آدمیوں کو ساتھ لے کر مسلم کو بھی ہمراہ لے کر سمرقند پہنچا۔ وہاں اسد سے ملاقات کی اسد نے سمرقند سے ہانی بن ہانی کو معزول کر دیا اور حسن بن ابی العمرطۃ کندی کو وہاں کو عامل بنایا۔ حسن کے بارے میں کسی نے کہا کہ ترک سات ہزار فوج کے ساتھ تم پر حملہ آور ہوئے۔ تو اُس نے کہا کہ یہ غلط ہے ہم نے اُن پر حملہ کیا اور غلبہ حاصل کیا اور غلام بنا لیا اب بھی میں تم سے ان کا مقابلہ کراتا ہوں اور تمھارے سرداروں کو ان سے بھڑاتا ہوں۔ ان سب پر شتم کیا اور بددعائیں کیں پھر ترکوں کے مقابلہ کے لیے دیر سے نکلا حتی کہ ترک لوٹ مار کر کے صحیح وسالم واپس گئے اور سمرقند میں ثابت قطنہ کو اپنا جانشین بنایا۔ وہاں سے وہ غارت گری کر کے صحیح وسالم واپس آ گیا۔ ثابت قطنہ اپنی قائم مقامی کے زمانے میں ایک مرتبہ خطبہ

Marfat.com

دینے کھڑا ہوالیکن مرعوب ہوگیا اور صرف ''من یطع اللہ ورسولہٗ'' غلط پڑھا اور پھر خاموش ہوگیا اور کچھ نہ بول سکا جب منبر پر سے اترا تو یہ شعر پڑھنے لگا:

ان لم اکن فیکم خطیباً فاننی　　بسیفی اذاجدالوغی لخطیب

[اگر میں تم لوگوں کے درمیان بہت بڑا خطیب نہیں ہوں تو لڑائی کے وقت اپنی تلوار سے خطبہ دیتا ہوں۔]

لوگوں نے کہا کہ اگر اسی شعر کو تم نے منبر پر پڑھا ہوتا تو ہمارے نزدیک بڑے خطیبوں میں تمھارا شمار ہوتا۔ صاحب الفیل الیشکری نے طنزاً یہ اشعار سنائے۔ ترجمہ:

[اے ابوالعلاء تجھ کو تقریر کرنے کے دن درد گھٹنے کی وجہ سے سخت مشکل پیش آئی۔ جب تو بولنا چاہتا تھا تو زبان کو بہت حرکت دیتا تھا جیسے بلند پہاڑی سے کوئی چٹان پھسل کر گرتی ہے۔ جب لوگوں کی گھورتی ہوئی نظریں تجھ پر پڑیں اور جب تو منہ میں لعاب دہن لے کے کھڑا ہوا تو سہم گیا۔ تجھے قرآن کی کسی آیت سے فائدہ نہیں پہنچ سکتا نہ توفیق الٰہی تیرے شامل حال ہوتی ہے۔]

حر کا شہر موصل میں حاکم ہونا

اس سال ہشام نے حر بن یوسف بن یحییٰ بن حکم ابن ابی العاص بن اُمیہ کو موصل کا حاکم بنایا۔ حر نے اپنے بیٹے کے لیے ایک محل بنوایا جس کا نام دار منقوشہ ہوا۔ اس کو منقوشہ اس وجہ سے کہتے تھے کہ وہ، ساج، مرمر، سیرہ اور دوسرے منقوض پتھروں سے سجایا گیا تھا۔ یہ محل قناتیں، شعاریں اور اربعاء کے بازاروں کے قریب واقع تھا لیکن آج کل اس کی حالت بہت ابتر ہوگئی ہے اور سوق اربعاء اس کے متصل ہیں۔ حر نے سب سے بڑا کام یہ انجام دیا کہ موصل میں اس نے ایک نہر بنوادی۔ ایک مرتبہ اس نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ پانی کا گھڑا لئے جارہی ہے لیکن تھوڑی دیر جا کر اُس کو اتار کر رکھ دیتی ہے اور پھر دم لے کر اس کو اٹھاتی ہے۔ چونکہ پانی بہت ہی دور تھا اس وجہ سے وہ لاتے لاتے تھک گئی تھی۔ وہ یہ حالت دیکھ کر بہت متاثر ہوا اور ہشام کو یہاں نہر بنوانے کا مشورہ دیا۔ ہشام نے اس کی اجازت دے دی چنانچہ اس کے انتظام پر یہ نہر بنی جس سے شہر کے لوگ برابر فائدہ

Marfat.com

اٹھاتے رہے اور یہیں پر وہ مشہور راستہ ہے جو شارع النہر کے نام سے معروف ہے۔ خُرو ہاں چند سال تک حاکم رہا اور ۱۱۳ھ میں انتقال کر گیا۔

متفرق واقعات

اس سال ہشام جب مقام حجر میں تھا تو ابراہیم بن طلحہ نے اس سے مناظرہ کیا۔ ابراہیم کا پہلا سوال یہ تھا کہ اے ہشام میں تجھ کو خدا کی قسم دے کر اور اس بیت الحرام کی عظمت کو یاد دلا کر جس کا تو طواف کر رہا ہے، پوچھتا ہوں کہ جو چیز ظلم سے لے گئی وہ واپس کر دے۔ ہشام نے پوچھا کہ کونسی چیز؟ اس نے کہا کہ میرا مکان۔ ہشام نے کہا کہ تو عبدالملک کے زمانہ میں کہاں تھا۔ ابراہیم نے کہا اس نے بھی مجھ پر ظلم کیا۔ پھر پوچھا کہ ولید اور سلیمان کے زمانہ میں کہاں تھا۔ ابراہیم نے کہا کہ ان دونوں نے بھی مجھ پر ظلم کیا۔ ہشام نے پوچھا کہ عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں کہاں تھا۔ ابراہیم نے کہا کہ اللہ ان پر اپنا رحم کرے اُنھوں نے میرا گھر واپس کر دیا تھا۔ ہشام نے پوچھا کہ یزید بن عبدالملک کے زمانہ میں کہاں تھا۔ اس نے کہا کہ اس نے تو میرا گھر چھین لیا حالانکہ میں اس پر قابض تھا اب وہ مکان تمھارے قبضہ میں ہے۔ ہشام نے کہا اگر تو اس سے قبل سزایاب ہوتا تو میں ضرور مارتا۔ ابراہیم نے کہا واللہ مجھ میں کوڑے اور تلوار دونوں کی مار کی نشانی ہے۔ ہشام چلا گیا اس نے کسی سے پوچھا کہ اس شخص کے متعلق تمھارا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا بہت عمدہ۔ ہشام نے کہا کہ وہ بہترین گفتگو کرتا ہے خود قریشی ہے اور اس کی زبان بھی قریشی ہے لوگوں میں باقیات الصالحات رہتے ہیں لیکن اس کے مثل میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

ہشام نے اس سال عبدالواحد النضری کو مکہ، مدینہ، طائف کی حکومت سے معزول کر کے اپنے ماموں ابراہیم بن ہشام مخزومی کو حاکم بنایا چنانچہ وہ جمادی الآخر کے آخری ایام میں مدینہ پہنچا۔ النضری کی حکومت ایک سال آٹھ مہینہ رہی۔

سعید بن عبدالملک نے غزوہ صائفہ میں شرکت کی اور جراح بن عبداللہ نے ان پر حملہ کیا لیکن وہاں کے لوگوں نے صلح کر لی اور جزیہ ادا کر دیا۔

عبدالصمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ماہ رجب میں پیدا ہوئے۔

Marfat.com

ابراہیم بن ہشام نے مدینہ کا قاضی محمد بن صفوان نجُمحی کو بنایا اور پھر اس کو معزول کر کے الصّلت کندی کو بنایا۔

مکہ، مدینہ اور طائف کے عامل ابراہیم بن ہشام المخزومی تھے، عراق اور خراسان کا حاکم خالد بن عبداللہ قسری تھا۔ بصرہ میں خالد کی جانب سے امور مذہبی کے لیے عقبہ بن عبدالاعلی تھا اور پولیس افسر مالک بن منذر بن جارود تھا اور وہاں کی قضا ثمامہ بن عبداللہ بن انس کے سپرد تھی۔ حج میں خود ہشام بن عبدالملک شریک تھا۔

وفیات

اس سال حضرمیین کے مولیٰ یوسف بن مالک نے انتقال کیا۔ بکر بن عبداللہ المزنی نے بھی اسی سال وفات پائی۔

Marfat.com

باب۔۳۴

۱۰۷ھ کے واقعات

جنید کا سندھ کے بعض شہروں پر قبضہ

خالد نے جنید بن عبدالرحمٰن کو سندھ کا حاکم بنایا۔ جب جنید دریائے مہران کے کنارے پر پہنچا تو جیشبہ بن داہر نے نہر عبور کرنے سے ممانعت کی اور کہلا بھیجا کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں اور ایک بہترین شخص عمر بن عبدالعزیز نے ہم کو ان تمام ممالک کا حاکم بنا دیا ہے۔ تم سے خطرہ ہے کہ کہیں لڑائی نہ کرو۔ جنید نے اُس کی تسلی کے لیے بعض چیزیں رہن کے لیے بھجوا دیں اور جیشبہ سے بھی اس بات کی ضمانت لی کہ وہ اپنے تمام مقبوضات کا خراج ادا کرے لیکن پھر دونوں نے اپنی اپنی ضمانتیں واپس لے لیں اور جیشبہ نے اپنے مرتد ہونے کا اعلان کر دیا اور جنید سے جنگ کے لیے تیار ہو گیا۔

بعض کہتے ہیں کہ جنید نے خود پیش قدمی کی بہرحال جیشبہ نے ہند سے بہت سی کشتیاں منگائیں اور جنید سے مقابلے کے لیے پہنچا۔ جنید بھی کشتیوں پر سوار ہو کر اُس کے مقابلے میں آیا اتفاق سے دونوں کی کشتیاں ٹکرا گئیں اور جنید نے جیشبہ کو گرفتار کر لیا اور پھر قتل کر ڈالا۔ اس کا بھائی صصہ عراق کی طرف بھاگا تاکہ جنید کے مظالم کی شکایت کرے لیکن جنید نے دم دلاسا دے کر بلایا اور موقع سے مروا ڈالا۔ پھر جنید نے کرج پر حملہ کیا وہاں کے باشندوں نے معاہدہ توڑ دیا تھا اس لیے ان سے لڑائی کی گئی۔ جنید نے اسی سال ازیں اور مالیہ کو فتح کر لیا چند دوسرے مقامات بھی قبضہ میں آئے۔

عنبسہ حاکم اندلس کی فرانس پر چڑھائی

اس سال عنبسہ بن شحیم کلبی حاکم اندلس نے فرانسیسی مقامات پر ایک زبردست جنگ کی

Marfat.com

اورقرقسونہ کا محاصرہ کرلیا۔ ان لوگوں نے جو وہاں آباد تھے ان شرائط پر تنگ آکر صلح کرلی۔(۱)نصف مواضعات تمھارے قبضہ میں رہیں گے۔(۲)مسلمانوں کے تمام قیدی ہم واپس کردیں گے۔(۳)جزیہ پورا ادا کریں گے۔(۴)ذمیوں کے اصول کی پابندی کریں گے۔(۵)مسلمانوں پر جب کوئی قوم حملہ آور ہوگی تو ہم مسلمانوں کی مدد کریں گے اور جس سے وہ صلح کریں گے ہم بھی صلح رکھیں گے۔ اس کے بعد عنبسہ وہاں سے لوٹ آیا اور شعبان ۱۰۷ھ میں انتقال کرگیا۔اس کی حکومت چار سال چار مہینہ رہی اس کے مرنے کے بعد بشر بن صفوان نے یحییٰ بن سلمہ کلبی کو ذی قعدہ میں اندلس کا حاکم بنا کر بھیجا۔

دولت عباسیہ کے داعیوں کا تذکرہ

اس سال بکُیر بن ماہان نے ابوعکرمہ ابومحمد صادق، محمد بن خنیس، عمار عبادی اور زیاد جو ولید ازرق کا ماموں تھا، ان سب کو مختلف جماعتوں میں خراسان کی طرف بھیجا۔ بنو کندہ کے کسی آدمی نے اسد بن عبداللہ کو اُن کے آنے کی خبر دے دی۔ اسد نے ان سب کو بلا بھیجا اور ان کے ہاتھ کٹوا دیے بعد میں پھانسی پر لٹکا دیا صرف عمار عبادی بچ گیا۔اس نے بکُیر کو اس واقعہ کی خبر دی بکُیر نے محمد بن علی کو لکھا انھوں نے اس کے جواب میں لکھا کہ اس خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے تمھاری دعوت کی تصدیق کی اور تمھارے قول کی تائید کی۔ میرا قتل باقی ہے میں بھی قتل کیا جاؤں گا۔

اس سال مسلم بن سعید، خالد قسری سے ملنے آیا چونکہ اسد، مسلم کی عزت کرتا تھا اس لیے خالد نے بھی خاطر داری کی۔اس وقت ابن ہبیرہ بھاگنا چاہتا تھا مسلم نے اُس کو روکا اور کہا کہ ہم میں ایک ایسی جماعت ہے جو ہماری قوم کی دوسری جماعتوں سے بہترین رائے رکھتی ہے۔اسد نے جبال نمرون پر حملہ کیا جو جبال طالقان کے متصل واقع ہے۔نمرون نے جو غرشستان کا بادشاہ تھا، صلح کرلی اور مسلمان ہوگیا اور وہ اپنے کو موالی نمر خیال کرتے ہیں۔

غزوۂ غُور

اسد نے غُوریوں پر چڑھائی کی۔شہر غُور جبال ہرات کے درمیان میں واقع ہے اور وہاں کے باشندوں نے اُس کے پوشیدہ خزانوں کے محفوظ رکھنے کے لیے اس کو غاروں میں آباد کیا ہے تاکہ

Marfat.com

وہاں تک کوئی نہ پہنچ سکے۔ اسد نے لوگوں کو تابوت بنوانے کا حکم دیا اور اس میں آدمیوں کو بٹھا کر زنجیروں کے ذریعہ سے ان کو لٹکایا۔ ان کو جتنا مال مل سکا وہ لے لیا۔

متفرق واقعات

اس سال ہشام نے جراع بن عبداللہ حکمی کو آرمینیہ سے معزول کر دیا اور اُس کی جگہ پر مسلمہ بن عبدالملک کو حاکم بنایا۔ مسلمہ نے اپنی طرف سے وہاں حرث بن عمرو الطائی کو عامل بنا کر بھیجا اس نے بلاد ترک کی منڈی قبضہ میں کر لی اور وہاں بہت اچھا اثر قائم کیا۔

اسد نے اس سال لوگوں کو بروقان سے بلخ میں آباد ہونے کا حکم دیا جس شخص کے پاس جتنی زمین اور جتنے مکان تھے اسی حساب سے دیا اور جس کے پاس کچھ نہ تھا اُس کو رہنے کے لیے صرف مکان دیا۔ اُس نے یہ ارادہ کیا تھا کہ پانچ پانچ آدمیوں کو ساتھ آباد کرے لیکن کسی نے کہا کہ اگر وہ تعصب کریں گے تو آپس میں متحد ہو جائیں گے۔ برمک ابوخالد بن برمک کو شہر بلخ کی تعمیر کے لیے متعین کیا۔ بروقان اور بلخ کے درمیان دو فرسخ کا فاصلہ تھا۔

ابراہیم بن ہشام نے لوگوں کے ساتھ حج ادا کیا۔ عمال شہر وہی تھے جن کا ذکر آچکا ہے۔

وفیات

سلیمان بن یسار نے جن کی عمر ۷۳ سال کی تھی اسی سال وفات پائی اور عطاء بن یزید لیثی نے جن کی عمر ۹۸ برس کی تھی اسی سال انتقال کیا۔ اُن کی وفات کا تذکرہ ۱۰۵ھ میں آچکا ہے۔

Marfat.com

باب۔۳۵

۱۰۸ھ کے واقعات

غزوہ ختل اور غور

اس سال اسد نے جنگ کی غرض سے نہر بلخ کو عبور کیا۔ خاقان اس سے ملنے کی غرض سے آیا اور اس وقت ان دونوں میں جنگ نہ تھی بلکہ مصالحت تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ ختل سے شکست کھا کر بھاگا تھا۔ اسد سے جب ملاقات ہوئی تو اسد نے کہا کہ ہم سرخ درہ میں موسم سرما بسر کریں گے اسی غرض سے فوجیں جا رہی ہیں۔ اس کے بعد اُس نے فوجوں کو روانہ ہونے کا حکم دیا۔ جب رات کی تاریکی زیادہ ہوئی تو وہ سرخ درہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں مسلمانوں نے تکبیر کہنی شروع کی۔ خاقان نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ جب ہم لوگ واپس ہوتے ہیں تو یہ ہماری علامت ہوتی ہے۔ اس وقت اسد نے اعلان کروایا کہ امیر غُور کی طرف جانا چاہتا ہے چنانچہ سب فوجیں اسی سمت روانہ ہوگئیں۔ غُور پہنچ کر ایک دن خوب لڑیں اور پھر دم لینے کے لیے مقیم ہوگئیں۔ دوسرے دن مشرکین کی جماعت سے نکل کر ایک شخص میدان میں آیا۔ سالم بن احوز نے نصر بن سیار سے کہا کہ میں اس کافر پر حملہ کرتا ہوں کاش یہ میرے ہاتھ سے قتل ہو جائے تو اسد راضی ہو جائے گا۔ سالم نے جھپٹ کر اُس کو قتل کر ڈالا اور فوراً ہی واپس آیا تھوڑی دیر کے بعد اس نے دوبارہ حملہ کیا اور ایک دوسرے آدمی کو قتل کر ڈالا لیکن اس مرتبہ مجروح ہوگیا۔ نصر نے کہا کہ اب میں حملہ کرتا ہوں چنانچہ اس نے اس قدر زور شور سے حملہ کیا کہ دشمنوں کو چیرتا ہوا نکل گیا۔ کئی آدمیوں کو تہ تیغ کیا مگر خود بھی مجروح ہو کر واپس آیا۔ نصر نے سالم سے کہا کہ ہم نے صرف اللہ کو خوش کرنے کے لیے کیا ہے۔ اسد کی

Marfat.com

رضامندی نہ بھی ہوتو ہمیں پروانہیں ہے۔ اتنے میں اسد کا قاصد ان کے پاس پہنچا اور یہ خبر دی کہ امیر فرماتے ہیں کہ ہم نے تمھاری سستی خوب دیکھی مسلمانوں سے بے توجہی کو بھی دیکھا خدا تم دونوں پر لعنت بھیجے۔ اس نے زور سے آمین کہا اور کہا اگر ہم ایسا ہی کریں (یعنی اگر ہم سست اور مسلمانوں کے احوال سے بے خبر ہیں تو خدا کی ہم پر لعنت)۔

دوسرے دن کی لڑائی میں مشرکین نے شکست کھائی مسلمانوں نے اُن کی فوج کو محصور کرلیا اور شہر پر قبضہ کرلیا بہت سی غنیمتیں حاصل ہوئیں، قیدی ہاتھ آئے۔ مقام ختل میں مسلمانوں کو بہت فاقے کرنے پڑے۔ اسد نے اپنے غلام کی معرفت دو مینڈھے بیچنے کے لیے بھیجے اور کہا کہ پانچ سو درہم میں فروخت کرنا اور اس سے یہ کہہ دیا کہ ابن شَخِّیر کے سوا دوسرا نہیں خریدے گا یہ غلام اُن کو لے کر بازار میں آیا۔ ابن شَخِّیر نے ان دونوں کو فروخت ہوتے دیکھا تو پانچ سو درہم میں خرید لیا۔ ایک کو اپنے لیے ذبح کیا اور ایک اپنے بھائیوں کے حوالے کر دیا۔ اسد کے غلام نے اس کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو اسد نے ایک ہزار درہم ابن شَخِّیر کے پاس بھیج دیے۔ یہ عثمان بن عبداللہ بن شخیر ہیں جن کی کنیت ابومطرف ہے۔

متفرق واقعات

اس سال مسلمہ بن عبدالملک نے روم کے ان مقامات پر جنگ کی جو جزیرہ کے متصل واقع ہے۔ اسی جنگ میں قیساریہ جو روم کا مشہور شہر تھا، فتح ہوا۔ ابراہیم بن ہشام نے بھی روم میں جنگ کی اور ایک قلعہ فتح کیا۔

بکُیر بن ہامان نے عباسی داعیوں کی ایک جماعت کو خراسان روانہ کیا جس میں عمار عبادی بھی تھا۔ اسد بن عبداللہ، حاکم خراسان کو ان لوگوں کے آنے کی کسی نے خبر پہنچا دی۔ اسد نے عمار اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ، پیر کٹوا دیے جو لوگ بچ گئے وہ بکُیر کے پاس پہنچے۔ بکُیر نے محمد بن علی کو لکھا اُس نے جواب دیا کہ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے تمھارے گروہ کو نجات دلائی اس واقعہ کا ذکر ۱۰۷ھ میں کیا جا چکا ہے لیکن اس میں یہ روایت تھی کہ عمار صحیح وسالم بچ گیا اور اس میں ہے کہ عمار کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے گئے۔ اختلاف روایت کی وجہ سے ہم نے دوبارہ نقل کر دیا۔ واللہ اعلم۔

اسی سال وابق میں آگ لگ گئی تھی جس سے چراگاہ، جانور اور آدمی جل گئے تھے۔

Marfat.com

ابن خاقان نے آذربائیجان کے چند شہروں کا محاصرہ کرلیا۔حارث بن عمرو طائی اس کے مقابلے میں گیا اوراُس نے اس کوشکست دے دی اورترک بھاگ گئے۔ حارث نے تعاقب جاری رکھا۔راستے میں نہرارس حائل ہوئی اُس کوعبور کرنے لگا خاقان نے جب مسلمانوں کونہرعبور کرتے دیکھا توپلٹ پڑااور پھر جنگ کے لیے مستعد ہوگیا لیکن مسلمانوں نے دوبارہ شکست دے دی اوران کے بہت سے آدمیوں کوقتل کرڈالا۔

عبادالرُّعیینی نے یمن میں تین سوآدمیوں کے ساتھ بغاوت کی تھی لیکن یوسف بن عمر نے ان کوقتل کرڈالا۔

معاویہ بن ہشام بن عبدالملک اورمیمون بن مہران نے مل کرشام میں جنگ کی۔بحرشام کوقبرص کی طرف سے عبورکیا۔مسلمہ بن عبدالملک بن مروان نے بڑی جنگ لڑی۔اس سال سخت طاعون پھوٹا۔

اس سال حج ابراہیم بن ہشام نے کرایا جومدینہ، مکہ اورطائف پرعامل تھا۔عمال حکومت وہی تھے جن کا ذکر ہوچکا ہے۔

وفیات

محمد بن کعب قرضی نے اسی سال وفات پائی بعض روایت میں ہے کہ ۱۱۷ھ میں انتقال ہوا اوریہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی زندگی ہی میں پیدا ہوچکے تھے۔

موسی بن محمد بن علی بن عبداللہ جوعیسٰی کے والد تھے، روم میں وفات پائی۔ ان کی عمر ۷۷سال کی تھی۔

قاسم بن محمد بن ابی بکرالصدیق نے اسی سال قضا کی ان کی عمر ۷۰سال کی تھی اوربعض ۷۲ سال بتاتے ہیں آخرعمر میں آنکھوں کی بینائی جاتی رہی بعض روایت میں ہے کہ ۱۰۱ھ میں وفات پائی۔

ابومتوکل علی بن داؤد الناجی، ابوصدیق ناجی،جن کا نام بکر بن قیس تھا اورابونضرہ المنذر بن مالک بن قُطعہ النضری،محارب بن دِثارالکوفی، قاضی کوفہ۔ان تمام بزرگان قوم نے اس سال وفات پائی۔

Marfat.com

باب۔۳۶

۱۰۹ھ کے واقعات

خالد اور اُس کے بھائی اسد بن عبداللہ کا خراسان سے معزول ہونا

اس سال ہشام بن عبدالملک نے خالد اور اسد کو خراسان کی حکومت سے معزول کر دیا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اسد نے رعایا پر سخت مظالم کرنا شروع کر دیا تھا۔ جس سے عام مسلمانوں کی حالت خراب ہوگئی۔ نصر بن سیار اور اس کے ساتھ معززین کی ایک جماعت کو کوڑوں سے پٹوایا۔ عبدالرحمٰن بن نعیم، سورہ بن حُر، بختری بن ابی درہم، عامر بن مالک حمانی کو بھی درے لگوائے۔ ان کے سر کے بال منڈوا کر اپنے بھائی خالد کے پاس بھیج دیا کہ یہ لوگ مجھ پر حملہ کرنا چاہتے تھے اس وجہ سے ہم نے یہ سزا دی۔ خالد کے پاس جب یہ لوگ پہنچے تو اُس نے اسد کو بہت برا بھلا کہا اور بولا کہ ان کے سر کاٹ کر میرے پاس کیوں نہیں بھیج دیے۔ نصر بن سیار نے اس کے سامنے یہ اشعار پڑھے:

[اگرچہ ہم ان کے سامنے زنجیروں سے جکڑے ہوئے ہیں اس حالت میں کہ غم والم رنج ومحن اور لاغری میں گھرے ہوئے ہیں۔ ہلاکت کے پنجہ میں گرفتار ہیں لیکن اس سے زیادہ مصیبت کوئی نہیں ہے کہ شرفاء قوم رذیلوں کے سامنے قید ہو کر آئے ہیں۔ بنو قسر کے ان مدعیین کو پہنچا دو جو قسر قسر رٹا کرتے ہیں کہ کیا نیزے کی لکڑیاں بھی عیب دار ہوتی ہیں۔ کیا بے ایمانی اور دغابازی تمھاری گھٹی میں پلا دی گئی ہے یا اس تاجر کی طرح ہو جو ہمیشہ غلہ کو گرانی کے وقت بیچتا ہے۔]

فرزدق اس بارے میں کہتا ہے: (ترجمہ)

Marfat.com

[اے خالد خدا کی مشیت نہ ہوتی تو تیری اطاعت کوئی نہ کرتا اگر بنی مروان کی مرضی نہ ہوتی تو لوگ نصر کو ہرگز نہیں گرفتار کرتے۔ ورنہ تم جب اس کی مشکیں کستے اے بنی عرب تو تم دیکھتے کہ جنگ سے چھٹکارہ نہیں، کسی طرح ٹلتی نہیں ہے۔]

اسد نے پھر ایک دن لوگوں کو جمع کر کے تقریر کی جس میں کہا کہ اللہ ان بدمعاشوں کو ہلاک کرے جو منافق، باغی اور سرکش ہیں۔ اے اللہ تو مجھ کو ان سے جدا کر دے اور اپنے گھر پہنچا دے ان تمام واقعات کی خبر جب ہشام بن عبدالملک کو ملی تو اس نے خالد کو لکھا کہ اپنے بھائی کو معزول کر دو۔ خالد نے اسد کو معزول ہونے کی خبر بھیج دی اسد وہاں سے عراق چلا آیا یہ رمضان ۱۰۹ھ کا واقعہ ہے۔ اسد نے خراسان میں اپنا جانشین حکم بن عوانہ کلبی کو بنایا۔ حکم موسم گرما میں وہیں رہا لیکن کسی قسم کی جنگ نہ کی اس کے بعد ہشام نے اشرس بن عبداللہ سلمی کو خراسان کا حاکم بنایا اور اس کو حکم دیا کہ وہ خالد قسری سے اپنے معاملات میں مشورہ لیتا رہے۔ اشرس ایک لائق وفائق آدمی تھا۔ لوگ اُس کو ''کامل'' کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ جب وہ خراسان پہنچا تو وہاں کے لوگوں نے بڑی خوشیاں منائیں اس نے ابومنازل کندی کو وہاں کا قاضی بنایا لیکن پھر اس کو معزول کر کے محمد بن زید کو قاضی بنایا۔

دولت عباسیہ کے داعیوں کا تذکرہ

بعض روایت میں ہے کہ خراسان میں جو سب سے پہلے داعی اسد کے زمانہ میں آیا وہ زیاد ابومحمد مولی ہمدان تھا۔ محمد بن علی نے اس کو خراسان بھیجا تھا اور یمن میں قیام کرنے کا مشورہ دیا تھا اور بنومضر سے اخلاق کے ساتھ پیش آنے کی ہدایت کی تھی۔ نیشاپور کے ایک شخص سے جس کا نام غالب تھا ملنے کی ممانعت کی تھی کیونکہ وہ (بنی فاطمہ) اہل بیت سے محبت کرتا تھا۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ خراسان میں اول داعی۔ حرب بن عثمان مولی بنی قیس بنی ثعلبہ بلخی تھا لیکن زیاد ہی نے لوگوں کو بنوعباس کی دعوت دی۔ بنوامیہ کے مظالم اور ان کی سفاکیوں کا ذکر کیا۔ ایک دن اُس نے اپنے مدعوین کو دسترخوان پر بلایا اتفاق سے غالب نیشاپوری بھی دعوت میں شریک ہوگیا۔ اُس نے زیاد سے آل علی اور آل عباس کی فضیلت پر بحث کرنا شروع کی اس کے بعد دونوں جدا ہوگئے۔ زیاد نے موسم سرما مرو میں گذارا۔ زیاد کے خاندان کے کچھ لوگ اس کے مخالف بن گئے اور یحییٰ بن عقیل خزاعی نے اسد کو اس کی خبر کر دی۔

Marfat.com

اسد نے اُس کو بلا بھیجا اور پوچھا تمھارے متعلق یہ کیا خبریں اڑ رہی ہیں۔ زیاد نے کہا کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ یہاں صرف تجارت کے لیے آیا ہوں اپنا مال لوگوں میں تقسیم کر چکا ہوں جب اُن کی قیمت وصول ہو جائے گی تو چلا جاؤں گا۔ اسد نے کہا کہ تم میرے شہر سے جلد نکل جاؤ۔ زیاد واپس آیا اور اُس نے اپنا دعوتی کام پھر شروع کر دیا اسد کے پاس پھر کسی نے خبر رسانی کی اور اس کو بہت ڈرایا اسد نے اُس کو بلا کر قتل کر ڈالا اور اس کے ساتھ کوفہ کے دس آدمیوں کو مار ڈالا صرف دو لڑکے بچ گئے جن کو اسد نے چھوٹا سمجھ کر چھوڑ دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب زیاد پر تلوار لگائی گئی تو تلوار اُچٹ کر رہ گئی، لوگوں نے جب یہ عجیب واقعہ دیکھا تو تکبیریں کہنے لگے اسد نے پوچھا کہ کیا ہوا لوگوں نے کہا کہ تلوار کا پہلا وار خالی گیا۔ دوسرا بھی خالی گیا، تیسرے نے سر تن سے جدا کر دیا۔ اسد نے بقیہ لوگوں سے کہا کہ وہ اپنے کام سے بری ہونے کا وعدہ کریں لیکن آٹھ آدمیوں نے برأت قبول نہیں کی صرف دو نے اس کو قبول کیا اس کے بعد وہ آٹھ بھی قتل کیے گئے۔ دوسرے دن ان دونوں میں سے ایک نے آ کر کہا کہ مجھ کو بھی میرے اصحاب کے پاس پہنچا دو، وہ بھی قتل کیا گیا۔ یہ عید اضحیٰ سے چار دن قبل کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد اہل کوفہ میں سے ایک شخص کثیر نامی ابوالنجم کے پاس ٹھہرا۔ وہاں زیاد کے معتقدین آتے جاتے تھے۔ کثیر دو سال تک وہاں مقیم رہا لیکن جاہل محض ہونے کی وجہ سے کچھ نہ کر سکا۔ اس کے بعد خداش آیا اس کا نام عمارہ تھا، وہ ان تمام سے کام کے لحاظ سے فوقیت لے گیا۔

متفرق واقعات

اس سال عبداللہ بن عقبہ الفہری نے سمندری جنگ کی اور معاویہ بن ہشام نے روم میں لڑائی کی اور قلعہ طیبہ کو فتح کیا۔ اس جنگ میں انطاکیہ کے مسلمانوں کی ایک معتد بہ جماعت کام آئی۔

عمر بن یزید اسیدی کو مالک بن منذر بن جارود نے قتل کر ڈالا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ عمر بن یزید نے یزید بن مہلب کے مقابلے میں بہت شجاعت اور بہادری سے جنگ کی تھی۔ یزید بن عبدالملک نے اس کی تعریف میں کہا کہ اصل میں یہ عراق کا بہادر ہے۔ خالد قسری کو یہ بات ناگوار ہوئی۔ مالک بن منذر کو جو بصرہ کا پولس افسر تھا خالد نے کہا کہ عمر بن یزید کی تعظیم کرو اور اس کی اطاعت کرو اور پوشیدہ پوشیدہ اس کے قتل کا موقع تلاش کرو۔ ایک دن مالک بن منذر نے عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر

Marfat.com

کا تذکرہ کیا اور اس کو بُرا بھلا کہا۔ عمر بن یزید نے کہا کہ عبدالاعلیٰ پر بہتان نہ لگاؤ۔ مالک کو بہت غصہ آیا اُس نے عمر بن یزید کو گالیاں دیں اور کوڑوں سے اس قدر مارا کہ اُس کی جان نکل گئی۔

مسلمہ بن عبدالملک نے ترکوں سے آذربائیجان کے قریب جنگ کی اور فتح یاب ہو کر واپس آیا۔

اس سال حج کی ادائیگی ابراہیم بن ہشام کی نگرانی میں ہوئی۔ اس نے خطبہ دیتے وقت کہا کہ ہم سے تم لوگ فقہی مسئلہ پوچھو کیونکہ مجھ سے بڑھ کر کوئی شخص تم کو نہیں ملے گا۔ کسی عراقی نے کھڑے ہو کر پوچھا کہ قربانی واجب ہے یا سنت ہے۔ اس سوال کے بعد وہ ہکا بکا رہ گیا اور خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔

بصرہ اور کوفہ میں خالد قسری عامل تھا۔ خالد نے بصرہ کے مذہبی امور کے لیے اَبان بن ضبارہ الیزبی کو مقرر کیا اور پولیس کے لیے بلال بن ابی بردہ کو متعین کیا۔ وہاں کا قاضی ثمامہ بن عبداللہ بن انس کو بنایا۔ خراسان کا حاکم اُشرس تھا۔

وفیات

ابومجلز لاحق بن حُمید بصری نے اسی سال انتقال کیا۔

بشر بن صفوان عامل افریقہ نے جزیرہ صقلیہ میں جنگ کی اور وہاں بہت سی غنیمتیں حاصل ہوئیں۔ بشر وہاں سے قیروان آیا اور اسی سال وہیں انتقال کر گیا۔ ہشام نے اُس کے بعد عبیدہ بن عبدالرحمٰن بن ابی الاغر سلمی کو وہاں کا حاکم بنایا۔ عبیدہ یحییٰ بن سلمہ کلبی کو اندلس کی حکومت سے معزول کر کے حذیفہ بن احوص اشجعی کو مقرر کیا چنانچہ وہ ربیع الاول ۱۱۰ھ میں اندلس پہنچا۔ چھے مہینہ تک وہاں حاکم رہا۔ عبیدہ نے اُس کو معزول کر دیا اور عثمان بن ابی نسعۃ خثعمی کو متعین کیا۔

Marfat.com

باب۔۳۷

سنہ ۱۱۰ھ کے واقعات

اشرس (حاکم خراسان) اور اہل سمرقند کے مختلف واقعات

اس سال اشرس نے سمرقند اور ماوراء النہر کے باشندوں کے پاس چند منتخب حضرات کو اشاعت اسلام کے لیے بھیجا اور ان سے یہ وعدہ لیا کہ جو مسلمان ہوگا اس کا جزیہ معاف کر دیا جائے گا چنانچہ اس اہم کام کے لیے ابوالصید اء صالح بن طریف مولیٰ بنی ضبہ، ربیع بن عمران تمیمی وغیرہ کا انتخاب ہوا۔ ابوالصید اء نے اشرس سے یہ شرط منظور کرالی تھی کہ جو دائرہ اسلام میں داخل ہوگا اس کا جزیہ معاف کر دیا جائے گا اشرس نے اس شرط کو تسلیم کرلیا۔ ابوالصید اء نے اپنے ساتھیوں کو بلا کر کہا کہ اب ہم تو روانہ ہوتے ہیں اگر عمال حکومت نے اپنے اس وعدہ کو پورا نہیں کیا تو تم کو ایسے وقت پر ہماری مدد کرنی چاہیے۔ لوگوں نے موقع پر مدد کرنے کا حتمی وعدہ کرلیا۔ اس کے بعد ابوالصید اء سمرقند پہنچا جہاں حسن بن اُبی عمرطۃ الکندی حاکم تھا وہاں اس نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور کہا کہ جو شخص مسلمان ہو جائے گا اس کا جزیہ معاف کر دیا جائے گا۔ لوگ یہ مژدہ سن کر جوق در جوق مسلمان ہونے لگے۔ غوزک نے اشرس کو لکھا کیا خراج (یعنی جزیہ) اب وصول نہ کیا جائے گا؟ اشرس نے حسن بن عمرطۃ کو لکھا خراج (جزیہ) سے مسلمانوں کی قوت ہے اس کو مت بند کرو مجھ کو یہ معلوم ہوا ہے کہ باشندگان صُغد خوشی سے اسلام نہیں لا رہے ہیں بلکہ جزیہ کی معافی کے لالچ میں ایسا کر بیٹھے ہیں اس لیے تم دیکھو کہ لوگوں نے ختنہ کرایا یا نہیں، فرائض کی پابندی کرتے ہیں یا نہیں، قرآن کی تلاوت کرتے ہیں یا نہیں اگر وہ ان تمام باتوں پر عمل پیرا ہوں تو جزیہ معاف کر دو۔

Marfat.com

اس کے بعد اشرس نے حسن سے خراج کی تحصیل کا کام واپس لے لیا اور ہانی بن ہانی کو مقرر کیا۔ ابوالصید اء نے ان لوگوں کو جزیہ ادا کرنے سے روک دیا جو مسلمانوں ہوگئے تھے۔ ہانی نے اشرس کو لکھ بھیجا کہ لوگ مسلمان ہوگئے ہیں انھوں نے مسجدیں بنوالیں ہیں اس میں پنج وقتہ نماز ادا کرتے ہیں۔ اشرس نے اس کے جواب میں اس کو اور تمام دیگر عمال کو لکھ بھیجا کہ جن لوگوں سے تم خراج (یعنی جزیہ) وصول کرتے تھے ان سے وصول کرو چنانچہ نومسلموں پر پھر جزیہ کی ادائیگی واجب کردی گئی۔ ان لوگوں نے جزیہ دینے سے صاف انکار کردیا اور لڑنے کے لیے مستعد ہوگئے۔ سات ہزار کی ایک جماعت سمرقند سے چند فرسخ کے فاصلے پر جمع ہوئی۔ ابوالصید اء، ربیع بن عمران تمیمی، ہیثم شیبانی، ابوفاطمہ ازدی، عامر بن قشیراء، بحیر الخجندی، عنبری کے دونوں بیٹے ۲، اسمعیل بن عقبہ یہ تمام لوگ نومسلموں کی جماعت سے مل گئے اور اُن کی مدد اور حمایت کے لیے تیار ہوگئے۔ اشرس کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے حسن بن اُبی عمرطۃ الکندی کو سمرقند سے بالکل معزول کردیا اور اُس کی جگہ پر مجشّر بن مزاحم سلمی کو متعین کیا اور عمیرہ بن سعد شیبانی کو بھی اس کے ساتھ کردیا۔

جب مجشّر سمرقند پہنچا تو اُس نے ابوالصید اء کو ملاقات کے لیے بلوایا چنانچہ ثابت قطنہ اور ابوالصید اء ملنے آئے۔ مجشر نے ان کو گرفتار کرلیا۔ ابوالصید اء نے کہا کہ تم نے دھوکا دیا جس چیز کا وعدہ کیا اس سے پھر گئے۔ ہانی نے جواب میں کہا کہ جس بات میں بیکار خون ریزی ہو اور فساد برپا ہو اس کو روکنا دھوکا اور دغابازی سے موسوم نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے بعد ابوالصید اء اشرس کے پاس بھیج دیا گیا۔ اس کے جانے کے بعد تمام مسلمانوں نے مجتمع ہوکر ابوفاطمہ کو اپنا سردار بنایا اور جنگ کے لیے مستعد ہوگئے۔ ہانی نے کہا کہ ذرا تم لوگ ٹھہرو تاکہ اس معاملے میں اشرس سے خط وکتابت کرلوں۔ اس نے اشرس کو لکھا، اشرس نے لکھا کہ اُس پر خراج قائم کردو۔ ابوالصید اء کے اصحاب اس کے بعد لوٹ آئے اور ان کا معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ سردارنِ قوم میں جو لوگ تھے وہ گرفتار کرکے مرو بھیج دیے گئے، صرف ثابت قطنہ گرفتار ہوا۔ ہانی نے جب میدان صاف دیکھا تو پھر خراج وصول کرنا شروع کیا۔ رؤسائے عجم اور امرا کی بے عزتی کرنے لگا، ان کو کھڑا کرکے ان کے کپڑوں کی دھجیاں اڑادی گئیں ان کے ٹیکے ان کے گلے میں ڈالے گئے اور جبراً ان سے جزیہ وصول کیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بخارا اور صُغد کے نومسلم مرتد ہوگئے اور اُنھوں نے ترکوں کو مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے ابھارا۔ ثابت قطنہ مجشر ہی کے

Marfat.com

پاس گرفتار رہا۔اسی اثناء میں نصر بن سیار سمرقند کا حاکم ہوکر آیا۔اس نے ثابت قطنہ کو اشرس کے پاس بھیج دیا۔اشرس نے اُن کو پھر گرفتار کرلیا۔نصر نے ثابت کے ساتھ قید خانہ میں بہت اچھا سلوک کیا اسی وجہ سے اُس نے نصر کی مدح میں یہ اشعار کہے تھے:(ترجمہ)

[تیری محبت کھجوروں کی گٹھلی اور پتھر کی چٹانوں سے نہیں بڑھی اور نہ ان قدیم کھنڈروں سے جن کو بارش نے مٹادیا ہے۔میرا یہ گمان نصر کے متعلق ہمیشہ سچا رہا اس نے میرے مشکل اور سخت وقت پر تدبیر سے کام لیا۔وہ لشکر کو کبھی محروم واپس نہیں کرتا تاوقتیکہ اس کے ذریعہ سے بہت بڑی غارت گری اور ظالم بادشاہ کے ملک پر قبضہ نہ کرلیتا۔میں اگرچہ اس اصل سے ہوں جس کی شاخیں تروتازہ ہیں ساتھ ہی میں خود بھی ایک کامیاب زندگی رکھنے والا انسان ہوں۔تاہم تیرے اس احسان کو برابر یاد کرتا رہوں گا جس کی وجہ سے تو اگلوں سے بازی لے گیا۔تو نے شرفا کی طرح ہمارے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ کیا جس کے کرنے سے میرے ہم قوم اصحاب اور احباب قاصر رہے۔اور ہر وہ دوست جس سے میں بھلائی کی توقع رکھتا تھا میرا جانی دشمن ہوگیا اور میری ہمسائیگی کا رشتہ ٹوٹ گیا۔جو کچھ انھوں نے میرے ساتھ کیا اس کا میں مرتکب نہ ہوا اور نہ میں نے اپنے دامن پر داغ آنے دیا۔اور نہ میں نے کسی سردار کی نافرمانی کی جس کی اطاعت مجھ پر واجب تھی اور نہ میں نے ننگ وعار کو گوارا کیا۔]

اس سال اشرس جنگ کی نیت سے نکلا اور آمل میں آکر مقیم ہوا۔وہاں مسلسل تین مہینے تک ٹھہرا۔اس کے بعد قطن بن قتیبہ بن مسلم نے دس ہزار آدمیوں کے ساتھ نہر عبور کی۔اہلِ صُغد اور بخارا حملے کی نیت سے آگے بڑھے اُن کے ساتھ ترک خاقان بھی تھے۔اُنھوں نے آگے بڑھ کر قطن کا جو خندق میں تھا، محاصرہ کرلیا۔خاقان نے چند آدمیوں کو اردگرد میں لوٹ وغارت گری کرنے کے لیے بھیج دیا۔اشرس نے ثابت قطنہ کو عبداللہ بن بسطام بن مسعود بن عمرو کی ضمانت پر رہا کردیا اور اُس کو ایک فوج کے ساتھ ترکوں کے مقابلہ پر بھیج دیا۔اس نے ترکوں سے آمل میں جنگ شروع کی حتی کہ جو کچھ اُن کے پاس تھا اُس کو چھین لیا اور ترک بھاگ گئے۔

اشرس نہر عبور کرکے قطن کے پاس پہنچا اور وہاں سے مسعود نامی ایک شخص کو بنوحیان کے

Marfat.com

قبیلہ سے تھا ایک دوسری فوج کے ساتھ دشمنوں کے تعاقب میں روانہ کیا۔ترکوں نے ان سے مقابلہ کیا اور مسلمانوں کوشکست دی۔ مسعوداشرس کے پاس بھاگ کر چلا گیااوراس کے پیچھے پیچھے دشمن بھی سیلاب کی طرح بڑھتے چلے آرہے تھے آخرکاراشرس کی فوجوں سے مقابلہ ہوامسلمانوں نے بہت کوشش کی جس میں ان کے بہت سے آدمی ضائع ہوئے لیکن آخر میں بڑی سخت جانفشانی کے بعد دشمنوں کوشکست ہوئی۔اشرس وہاں سے ہٹ کر بیکند میں مقیم ہوا۔دشمنوں نے پانی پر چارطرف سے قبضہ کرلیا۔مسلمان ایک دن اورایک رات پیاسے رہے دوسرے دن شہر کے اس طرف گئے جہاں سے دشمنوں نے پانی کا راستہ بندکردیا تھا۔آگے آگے قطن بن قتیبہ کالشکر تھا دشمنوں نے فوراً حملہ کردیالیکن مسلمان شدت تشنگی سے بیتاب ہورہے تھے چنانچہ سات سوآدمیوں نے پانی کے نہ ملنے کی وجہ سے تڑپ تڑپ کرجان دے دی اورلڑائی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔حارث بن سُریج نے آگے بڑھ کرللکارا کہ اے مسلمانوں تلوار سے کٹ کرمرنا پیاسے مرنے سے دنیا میں زیادہ باعث عزت اورآخرت میں زیادہ باعث رحمت ہے۔حارث اورقطن چندآدمیوں کوساتھ لے کرآگے بڑھے اوراس قدرلڑے کہ ترکوں کو پانی کے اس مقام سے ہٹادیا جہاں وہ جمے ہوئے تھے۔پانی کاراستہ جب کھل گیا تولوگ دل کھول کرسیراب ہوئے۔

ثابت بن قطنہ نے عبدالملک بن دثار باہلی سے کہا کہ چلو جہادکریں۔عبدالملک نے کہا کہ ذراٹھہرو میں غسل کرلوں اورخوشبو وغیرہ لگالوں پھردونوں روانہ ہوئے۔ثابت نے اپنی فوج سے کہا کہ میں ان لوگوں کی جنگی قوت سے تم سے زیادہ باخبرہوں۔ وہاں پہنچ کر دشمنوں پرحملہ آور ہوئے۔ جب جنگ نے زورپکڑا تو ثابت قطنہ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھایا اورکہا''اے اللہ میں رات ابنِ بسطام کا مہمان تھا۔آج رات تو مجھ کواپنا مہمان بنالے، مجھ کو بنوامیہ زنجیروں میں جکڑا ہوانہ دیکھیں۔'' اُس کے بعداُس نے شدت کے ساتھ حملہ کیا اُس کے ساتھی تو واپس آگئے لیکن وہ تنہا دشمنوں کے نرغہ میں رہ گیا۔ کسی نے اُس کے گھوڑے کوتیر مارا جس سے وہ زخمی ہوگیا ثابت نے گھوڑا کوآگے بڑھانے کی ہزار کوشش کی لیکن وہ چل نہ سکا۔اسی اثنا میں ایک تیرثابت کوبھی لگا جس سے وہ بھی مجروح ہوکرگر پڑا۔ گرتے وقت یہ کہنے لگا''اے اللہ! آج صبح میں بسطام کا مہمان تھااوراب شام تیرامہمان ہوں اس لیے توجنت سے میری ضیافت کر۔''اس کے بعد دشمنوں نے قتل کرڈالا۔صخر بن مسلم بن نعمان عبدی، عبدالملک بن دثار باہلی وغیرہ بھی مقتول ہوئے۔مسلمانوں کی اس حالت کو جب قطن اوراسحٰق بن محمد بن

Marfat.com

حبّان نے دیکھا تو اُنھوں نے چند ایسے آدمیوں کو تیار کیا جن سے موت پر بیعت لے لی۔ اس کے بعد دشمنوں پر بجلی کی طرح گرے اور آن کی آن میں مطلع صاف کر دیا۔ رات آ گئی اور دشمن بھاگتے نظر آئے اس کے بعد اشرس نے بخارا پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔

کمرجہ کا واقعہ

خاقان نے کمرجہ کا محاصرہ کر لیا یہ خراسان کے بڑے شہروں میں تھا۔ یہاں مسلمان آ کر مجتمع ہو گئے تھے۔ خاقان کے ساتھ فرغانہ، افشینہ اور نسف کے باشندے اور بخارا کی مختلف جماعتیں بھی تھیں۔ مسلمانوں نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا اور خندق کے پل کو توڑ ڈالا۔ ابن خسرو بن یزدگرد مسلمانوں کے پاس آیا اور اُس نے کہا..... کہ اے اہل عرب تم کیوں اپنی جانوں کو ہلاک کرتے ہو۔ ہم لوگ جو خاقان کے ہمراہ آئے ہیں صرف اس غرض سے آئے ہیں کہ تم ہماری حکومت ہمارے ہاتھ میں دیدو اور یہ یقین رکھو کہ ہم تم کو امن دیدیں گے۔ مسلمانوں نے اس کو دور ہو کہہ کر نکال دیا۔ اس کے بعد بازغری دوسو آدمیوں کے ساتھ آیا وہ بہت ہی چالاک آدمی تھا، خاقان اس کی مخالفت نہیں کرتا تھا۔ وہ مسلمانوں سے امان لے کر اُن کے پاس آیا اور اُن سے کہا کہ کوئی ایسا شخص ہمارے پاس بھیجو جس سے مصالحت کی ہم گفتگو کر سکیں اور خاقان جس غرض سے آیا ہے وہ بتا دیں۔ مسلمانوں نے یزید بن سعید باہلی کو اس غرض سے بھیجا کیونکہ وہ تھوڑی بہت ترکی زبان سے واقف تھا۔ بازغری نے اس سے کہا کہ خاقان نے مجھے بھیجا ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ تمہارے جن فوجیوں کو بھاری وظیفہ ملتا ہے ان کا وظیفہ دو چند کر دیا جائے گا۔ شاید تمہیں یہ پیشکش پسند آئے۔ اس پر یزید نے جواب دیا عرب بھیڑیئے کے مانند ہیں اور ترک بکری کی طرح ہیں پھر دونوں میں مصالحت کیسے ہو سکتی، بازغری یہ سُن کر بہت بگڑا اس کے ساتھ دو ترکی تھے ان میں سے ایک نے کہا کہ حکم دیجیے کہ میں اس کی گردن اُڑا دوں۔ بازغری نے کہا کہ میں مار ڈالتا لیکن چونکہ امان دے کر بلایا ہے اس لیے ایسا نہیں کر سکتا۔ یزید اُن کی گفتگو کو سمجھ کر خوف زدہ ہو گیا۔ (اور اپنی جان بچانے کے لیے) کہنے لگا کہ ہاں یہ صورت ہو سکتی ہے کہ تم ہمارے تقسیم کردہ نصف آدمیوں کو اموال اور دوسری چیزوں کی حفاظت کے لیے رکھو اور نصف کو تم اپنے ساتھ لے لو۔ اگر تم نے کسی موقع پر فتح حاصل کی تو ہم بھی اس میں شریک رہیں گے اور اگر ناکامیاب ہوئے تو اسی طرح رہیں

Marfat.com

گے جس طرح اہل صغد ہیں۔ بازغری نے یہ صورت منظور کرلی۔ یزید نے کہا کہ میں جا کر تمام لوگوں کے سامنے یہ مسئلہ پیش کرتا ہوں اگر وہ منظور کریں گے تو میں خبر دیدوں گا۔

یزید جب فصیل کی دیوار پر پہنچا تو اس نے لوگوں کو پکار کر کہا اے اہل کمرجہ یہ ایک ایسی قوم آئی ہے جو تم کو ایمان کے بعد کفر کی طرف لے جانا چاہتی ہے بولو اب تمھاری کیا رائے ہے۔ لوگوں نے ایک آواز ہو کر کہا کہ ہم لوگ ہرگز راضی نہیں ہیں۔ اس نے کہا کہ تم کو مقابلے میں مسلمانوں کے ساتھ لڑنا پڑے گا۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم اس سے قبل ہی اپنی جانیں خدا کی راہ میں دے دیں گے۔ یزید نے بازغری کو بے نیلِ مرام وہاں سے واپس کر دیا۔ خاقان نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ خندق عبور کر جاؤ چنانچہ انھوں نے گیلی لکڑیوں سے خندق کو بھرنا شروع کیا۔ جب خندق بھر گئی تو مسلمانوں نے اس میں آگ لگا دی۔ اتفاقاً وقت ہوا کی رفتار تیز ہوگئی اس نے آگ بھڑکا دی اور دم کے دم میں سب کو خاک سیاہ کر دیا۔ لوگوں نے ایک ہفتہ میں اپنی محنت سے اس کو بھرا تھا اور ایک گھنٹے کے اندر سارا صاف ہو گیا۔ خاقان نے خندق کو بھرنے کی دوسری ترکیب لگائی وہ یہ کہ بکریاں بہت سی تقسیم کیں اور کہا کہ ان کا گوشت کھالو اور کھال میں مٹی بھر کر خندق میں رکھتے جاؤ۔ اُنھوں نے ایسا ہی کیا لیکن خدا کی قدرت کہ ایک دن بڑی سخت بارش ہوگئی سیلاب ان تمام کھالوں کو جس میں مٹی بھری گئی تھی بہا لے گیا اور اس نے بڑی نہر میں ان کو ڈال دیا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے قلعے پر سے تیراندازی کرنا شروع کی جس سے بہت آدمی زخمی ہوئے۔ ایک تیر بازغری کے پیٹ میں پیوست ہو گیا اور اسی صدمے سے وہ مر گیا۔ اس کے مرنے سے ترکوں میں سخت کمزوری آ گئی۔ صبح ہوتے ہی اُنھوں نے مسلمان قیدیوں کو جو اُن کے قبضے میں تھے قتل کر ڈالا اور ان کی تعداد ایک سو تھی۔ مقتولین میں ابوالعوء جاء عتکی، حجاج بن حمید نضری شامل تھے ترکوں نے حجاج کا سر کاٹ کر قلعہ کے اندر پھینک دیا۔ مسلمانوں کو اس سے بہت سخت غصہ آیا اور انھوں نے مشرکوں کے ان بچوں کو جن کی تعداد دو سو تھی اور جو بطور ضمانت اُن کے پاس رکھے گئے تھے سب کو قتل کر ڈالا اور پھر سخت لڑائی ہوگئی۔

اہل کمرجہ اس مصیبت میں اس وقت تک گرفتار رہے جب تک عربوں کی فوجیں فرغانہ پہنچ گئیں۔ خاقان کو جب اس کی خبر ملی تو اس نے اپنے آدمیوں کو سخت سست کہا اور کہا کہ کیا تم لوگوں کو یہ خیال تھا کہ قلعے میں صرف پچاس ہی گدھے ہیں اور ہم پانچ دن میں اس کو فتح کر لیں گے، حالانکہ پانچ

Marfat.com

دن سے دو مہینہ ہو گئے اب ہم کو یہاں سے روانہ ہو جانا چاہیے۔ اس کے اصحاب نے کہا کہ ہم اپنی کوشش کو نہ چھوڑیں گے کل آؤ تو پھر دیکھو کہ ہم کیا کرتے ہیں۔ دوسرے دن خاقان تو ٹھہرا رہا اور ملک الطار بند جنگ کے لیے آگے بڑھا، اس نے مسلمانوں پر حملہ کیا جس میں آٹھ آدمی مارے گئے، لڑتے لڑتے وہ ایک مقام پر پہنچا جہاں ایک مکان تھا اور اُس کی دیوار میں ایک سوراخ تھا اس مکان میں بنو تمیم کا ایک آدمی مریض تھا۔ تمیمی نے جب اس کو دیکھا تو ایک سنسی پھینک کر ماری جو ذرہ میں پھنس گئی، عورتوں اور بچوں نے اس کو گھسیٹ لیا۔ وہ منہ کے بل گرا۔ پہلے تو ایک شخص نے اس کے کان پر پتھر مارا جس سے اس کا کان زخمی ہو گیا اور پھر کسی نے قتل کر ڈالا۔ ترکوں کو اس کے قتل سے بھی بڑی شدید تکلیف پہنچی۔

خاقان نے مسلمانوں کو کہلا بھیجا کہ ہم اس شہر سے واپس جانا نہیں چاہتے جس کا ہم اتنے دن سے محاصرہ کیے بیٹھے ہیں اس لیے تم لوگ شہر کو خالی کر دو اور چلے جاؤ۔ مسلمانوں نے یہ جواب دیا کہ ہمارے مذہب میں یہ نہیں ہے کہ قتل ہونے سے پہلے اپنے آپ کو سپرد کر دیں۔ اس لیے تمھارے جو جی میں آئے کرو۔ اس کے بعد ترکوں نے اس شرط پر امان دینے کا وعدہ کیا کہ خاقان اپنے وطن واپس جائے گا اور تم لوگ سمرقند یا دبوسیہ چلے جاؤ۔ اہل کمرجہ جو اس محاصرے سے تنگ آ گئے تھے اس صورت پر راضی ہو گئے۔ ترکوں نے ضمانت کے طور پر کچھ مسلمان آدمیوں کو طلب کیا۔ مسلمانوں نے بھی ضمانت میں لوگوں کو مانگا اور کہا کہ کورصول ترکی اُن کے ساتھ رہے گا تا کہ دبوسیہ تک اُن کی حفاظت کرے۔ اس مصالحت کے بعد خاقان واپس چلا گیا اور مسلمان بھی وہاں سے روانہ ہو گئے۔ کورصول کے ساتھ جو ترکی تھے انھوں نے کہا کہ دبوسیہ میں مسلمانوں کی دس ہزار فوج ہے۔ خطرہ ہے کہ وہ ہم کو قتل نہ کر ڈالیں۔ مسلمانوں نے اطمینان دلایا کہ اگر وہ تم سے لڑیں گے تو ہم تمھارا ساتھ دیں گے جب دبوسیہ صرف ایک فرسخ باقی رہ گیا تھا تو وہاں کے باشندوں نے اس فوج کو دیکھ کر یہ خیال کیا کہ کمرجہ کو خاقان نے فتح کر لیا اور دبوسیہ کو فتح کرنا چاہتا ہے۔ لیکن کمرجہ کے مسلمانوں نے چند آدمیوں کو بھیج کر اطمینان دلایا چنانچہ وہاں کے لوگ اُن کے استقبال کے لیے نکلے اور جو چلنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اُن کو سواری پر لے گئے جب سب لوگ دبوسیہ پہنچ گئے تو مسلمانوں نے اس شخص کو حکم دیا جس کے پاس ترکوں کے آدمی ضمانتاً رکھے تھے کہ اُن کو آزاد کر دو۔ عرب ایک ترکی کو آزاد کرتے تھے اور ترک ایک مسلمان کو آزاد کرتے تھے۔ اس طریقہ پر سب رہائی پا گئے لیکن ایک ترک مسلمانوں کے پاس رہ گیا

Marfat.com

اور سباع بن نعمان ترکوں کے پاس باقی بچ گیا۔ ہر فریق دوسرے سے خطرہ میں تھا کہ کہیں آخری وقت میں دھوکہ نہ دے دے۔ سباع نے مسلمانوں سے کہا کہ ترکوں کی اس آخری اعانت کو بھی چھوڑ دو۔ مسلمانوں نے اس کے کہنے پر چھوڑ دیا۔ اب صرف سباع ترکوں کے پاس رہ گیا کورصول نے اس سے پوچھا کہ آخر تم نے ایسا کیوں کیا اس نے کہا کہ مجھ کو تم پر اعتماد تھا تمھاری شان سے یہ بعید تھا کہ تم مجھ کو دھوکہ دیتے۔ آخر میں کورصول نے اس کو بھی ایک گھوڑا اور اُس کے ہتھیار سے اُس کو آراستہ کر کے رہا کر دیا۔ کمرجہ کا محاصرہ (۵۸) دن باقی رہا ۳۵ دن تک اونٹوں نے پانی نہیں پیا تھا۔

اہل کُردر کا ارتداد

اس سال کُردر کے باشندے مرتد ہو گئے۔ اشرس نے اُن کی درستی کے لیے ایک فوج روانہ کی جو وہاں سے کامیاب واپس ہوئی عرفجہ نے فخریہ طور پر یہ شعر کہا:

ونحن کفینا اهل مروغیرهم ونحن نفینا الترك من اهل کُردر

فان جعلو اماقد غنمنا لغیرنا فقد یظلم المرء الکریم فیصبر

[ہم اہل مرو اور دوسرے لوگوں کے لیے کافی ہوئے ہم نے کُردر سے ترکوں کو ہمیشہ کے لیے مٹا دیا۔ اگر تم نے ان غنیمتوں کو جو ہم نے حاصل کی ہیں دوسروں کے لیے رکھا ہے تو شریف انسان پر جب ظلم کیا جاتا ہے تو وہ صبر ہی کرتا ہے۔]

متفرق واقعات

اس سال خالد قسری نے ہلال بن ابی بردہ کو بصرہ کا مستقل حاکم بنا دیا۔ حتیٰ کہ قضاء کوتوالی، شہر کا انتظام اور دوسرے امور عامہ بھی اسی کے سپرد کر دیے گئے۔ ثمامہ قضاء کے عہدے سے سبک دوش کر دیے گئے۔ بصرہ میں بلال بن ابی بُردہ متعین رہے۔

مسلمہ نے باب لان پر جنگ کی، خاقان اپنی جرار فوج لے کر مقابلے کے لیے آیا۔ ایک مہینہ تک دونوں فوجیں جنگ آزما رہیں۔ ایک دن موسلا دھار بارش ہو گئی۔ جس کی وجہ سے خاقان اپنی فوج لے کر بھاگ گیا۔ مسلمہ ذی القرنین کے راستہ سے ہو کر واپس چلا گیا۔

Marfat.com

معاویہ بن ہشام نے روم میں لڑائی کی اور شہر صملہ کو فتح کیا۔ عبداللہ بن عقبہ فہری غزوۂ الصائفہ میں شریک تھا۔ بحر شام کی طرف جو فوجیں تھیں ان کا امیر عبدالرحمٰن بن معاویہ بن حدیج تھا۔

ابراہیم بن اسمعیل نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ عمال حکومت وہی تھے جن کا تذکرہ گذشتہ سال کیا جا چکا۔

وفیات

حضرت حسن بصریؒ نے اسی سال وفات پائی ان کی عمر ۸۷ سال تھی۔

محمد بن سیرین جو بہت بڑے فقیہ اور محدث تھے اُن کا بھی اسی انتقال ہوا۔ اُن کی عمر ۸۱ برس کی تھی اور اسی سال عرب کا شاعر فرزوق انتقال کر گیا۔ اس کا سنہ ۹۱ سال کا تھا اور عرب کے دوسرے شاعر جریر خطفی نے بھی اسی سال وفات پائی۔

۞ ۞ ۞

حواشی وحوالہ جات:

۱ جزیہ اور خراج کے الفاظ ''جزیہ'' کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔ اس زمانے میں ''علی الارض'' اور ''علی الرؤاس'' کے لاحقوں سے جزیہ اور خراج میں فرق کیا جاتا تھا۔ یعنی ''جزیہ علی الارض'' کا مطلب ''خراج'' (Land Tax) ہے اور ''جزیہ علی الرؤاس'' کا مطلب ''جزیہ'' (Poll Tax) ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے قاسم بن سلاّم کی **کتاب الاموال**۔

۲ الکامل میں ''بنان العنبری'' لکھا ہے، جس کا ترجمہ ''عنبری کے دونوں بیٹے'' کر دیا گیا، لیکن طبری نے یہاں ''بیان العنبری'' لکھا ہے (جلد ۷، ص ۵۵)

۞ ۞ ۞

Marfat.com

باب۔۳۸

۱۱۱ھ کے واقعات

اشرس کی خراسان سے معزولی اور جنید کا حاکم ہونا

ہشام بن عبدالملک نے اشرس بن عبداللہ کو خراسان سے معزول کر دیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ شداد بن خلید باہلی نے ہشام کے پاس اس کی شکایت لکھی تھی۔ اسی پر وہ معزول کر دیا گیا۔ اور جنید بن عبدالرحمٰن کو خراسان کا حاکم بنا دیا۔ جنید کا نسب نامہ یہ ہے: جنید بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن حارث بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ المرّی۔ اس کے حاکم ہونے کی خاص وجہ یہ تھی کہ اُس نے ایک مرتبہ ہشام کی بیوی ام حکیم بنت یحییٰ بن الحکم کو جواہرات کا ایک خوبصورت ہار تحفتہً بھیجا تھا جو ہشام کو بہت پسند آیا۔ جنید نے اسی قسم کا دوسرا ہار صرف ہشام کے لیے بھیج دیا۔ ہشام بہت خوش ہوا اور اس صلے میں اس نے خراسان کی حکومت اس کے سپرد کر دی۔ جنید خراسان کی طرف روانہ ہوا اور اس کی سواری کے لیے ڈاک کے آٹھ جانور متعین ہوئے۔ جب ماوراء النہر کے قریب پہنچا تو اس کے ساتھ خطاب بن محرز سلمی بھی ہو گیا۔ اشرس کا وہاں قائم مقام تھا ان دونوں نے نہر کو ساتھ مل کر عبور کیا۔

جنید نے اشرس کو کہلا بھیجا کہ ایک دستہ میری مدد کے لیے بھیج دو۔ اشرس اس وقت بخارا اور اہل صُغد سے برسر پیکار تھا چونکہ جنید کو ترکوں کے حملے سے خطرہ تھا اس لیے اشرس نے عامر بن مالک بن حمانی کو ایک دستے کے ساتھ روانہ کر دیا۔ ابھی عامر راستہ میں ہی تھا کہ ترکوں نے آ کر گھیر لیا۔ عامر ایک محفوظ قلعے میں گھس گیا اور ایک بلند مقام پر اس نے ترکوں سے لڑنا شروع کیا۔ ورد بن زیاد بن ادہم بن کلثوم (یہ اُسود بن کلثوم کا بھتیجا تھا) اور واصل بن عمرو القیسی بھی عامر کے ہمراہ تھے یہ سب جمع ہو کر

Marfat.com

اس ندی کے کنارے پر پہنچے جوان کے پیچھے بہہ رہی تھی اور لکڑیوں اور تختوں پر بیٹھ کر عبور کر گئے۔ خاقان کو اس کی خبر اس وقت ہوئی جب یہ لوگ تکبریں کہتے ہوئے پیچھے سے حملہ آور ہوئے۔ مسلمانوں نے ترکوں کے ایک بہت بڑے سردار کو قتل کر ڈالا جس سے اُن کی ہمت پست ہوگئی اور بھاگ گئے۔ عامر وہاں سے نجات پا کر جنید سے آملا اور پھر سب ساتھ مل کر روانہ ہوئے۔ جنید کے مقدمہ پر عمارہ بن حریم تھا۔ جب بیکند پہنچنے میں صرف دو فرسخ کا فاصلہ رہ گیا تھا تو ترکوں نے بڑے زور شور سے حملہ کیا۔ جنید کی فوج قریب تھا کہ پسپا ہو جائے لیکن خدا نے غلبہ دے دیا پیچھے سے جنید بھی اپنی فوج لیے ہوئے پہنچ گیا اور میدان جیت لیا۔ اس کے بعد خاقان اپنی جماعت کو لیے ہوئے رزمان میں جو سمرقند کا ایک شہر تھا جنید سے آکر بھڑا۔ قطن بن قتیبہ، جنید کے آخری دستے پر تھا اس نے اس حملے میں خاقان کے بھتیجے کو گرفتار کر لیا اور اُس کو ہشام کے پاس بھیج دیا۔

جنید نے ان جنگوں کے لیے اور مرو کے لیے بشر بن مزاحم السلمی کو اپنا جانشین بنایا اور سورہ بن حر تمیمی کو بلخ کو حاکم بنایا اس کے بعد ہشام کے پاس ان تمام حالات کی خبر پہنچانے کے لیے ایک وفد روانہ کیا اور خود کامیابی کے ساتھ مرو واپس آ گیا۔ خاقان نے پے در پے شکست کھانے کے بعد کہا کہ ایک معذور آدمی نے مجھ کو اس سال شکست دی ہے آیندہ سال ہم اس کا پورا بدلہ لیں گے۔

اس کے بعد جنید نے مختلف شہروں میں اپنے عمال روانہ کیے اور اکثر بنو مضر میں سے ان کا انتخاب کیا چنانچہ قطن بن قتیبہ کو بخارا کا حاکم بنایا۔ ولید بن قعقاع عبسی کو ہرات کا حاکم بنایا اور حبیب بن مرہ العبسی کو کوتوال بنایا اور مسلم بن عبدالرحمٰن باہلی کو بلخ کی حکومت سپرد کی۔ وہاں اس وقت نصر بن سیار حاکم تھا۔ نصر سے اور بنو باہلہ سے جو بروقان میں جنگ ہوئی تھی اسی زمانہ سے مسلم سے ناچاقی تھی۔ جب مسلم حاکم بن کر آیا تو اُس نے چند آدمیوں کو نصر کی گرفتاری کے لیے بھیجا۔ یہ لوگ اُس وقت پہنچے جب وہ سو رہا تھا۔ اسی حالت میں اُس کو اٹھا لے آئے۔ جنید کو جب یہ معلوم ہوا تو اُس نے مسلم کو معزول کر دیا کیونکہ نصر صرف قمیض پہنے ہوئے تھا کوئی تہبند یا پائجامہ تک نہیں پہن سکا تھا۔ جنید نے کہا کہ بنو مضر کے ایک شیخ کو تم لوگوں نے ایسی حالت میں گرفتار کر لیا۔ جنید نے یحییٰ بن ضبعیہ کو سمرقند کا حاکم بنایا اور وہاں کے خراج کے لیے شداد بن خلید باہلی کو مقرر کیا۔

Marfat.com

متفرق واقعات

اس سال معاویہ بن ہشام نے صائفہ یسری میں جنگ کی اور سعید بن ہشام نے صائفہ یمنی میں شرکت کی اور وہ قیساریہ تک پہنچا۔ بحر شام کی لڑائیوں میں عبداللہ بن ابی مریم کو مقرر کیا۔

ہشام نے شام کے مختلف شہروں اور مصر پر حکم بن قیس بن مخرمہ بن عبدالمطلب بن عبدمناف کو حاکم مقرر کیا۔

ترکوں نے آذربائجان پر حملے کی تیاری کی۔ حارث بن عمروان کے مقابلہ کے لیے گیا اور اُن کو شکست دے کر بھگا دیا۔

ہشام نے اس سال پھر جراح بن عبداللہ حکمی کو آرمینیہ اور آذربائجان کا حاکم بنایا اور اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو معزول کر دیا۔ جّراح، تفلیس کی طرف سے بلاد خزر میں داخل ہوا اور اُس نے شہر بیضاء کو فتح کیا اور وہاں سے صحیح وسالم واپس آیا۔ خزریوں نے جب جراح کے آنے کی خبر سنی تو اُنھوں نے ایک بہت بڑی فوج تیار کی تا کہ اسلامی شہروں پر قبضہ کریں اور اس بڑی جنگ میں جّراح مارا گیا جس کا تذکرہ آیندہ ہوگا۔

عبیدہ بن عبدالرحمٰن عامل افریقہ نے عثمان بن نسعہ کو اندلس کی حکومت سے معزول کر دیا اور ھیثم بن عبید الکنانی کو وہاں کا حاکم مقرر کیا۔ وہ ۱۱۱ھ کے ماہ محرم میں اندلس پہنچا اور اسی سال ذوالحجہ میں مر گیا۔ کل دس مہینے اس نے اندلس پر حکومت کی۔

ابراہیم بن ہشام مخزومی نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

عمال حکومت وہی تھے صرف خراسان میں نئے سرے سے جنید کا تقرر ہوا تھا اور آرمینیہ میں جّراح بن عبداللہ حکمی کا تعین ہوا تھا۔

Marfat.com

باب-۳۹

۱۱۲ھ کے واقعات

جراح حکمی کا قتل

اس سال جّراح بن عبداللہ حکمی خزریوں کے ہاتھوں مارا گیا۔اس کا سبب یہ ہوا کہ جس وقت جراح بلاد خزر میں داخل ہوااور خزریوں کواس نے شکست فاش دی تو تمام خزریوں میں ایک آگ سی لگ گئی اور وہ جلدی جلدی لان کے قریب مجتمع ہونے لگے۔ چندہی دنوں میں ترکوں اورخزریوں کی ایک زبردست فوج تیار ہوگئی۔جراح،شامی فوجوں کے ساتھ میدان جنگ میں آیادونوں فوجیں مرتب ہوئیں اوردونوں جانب سے حملے شروع ہوئے۔ترکوں نے بہت ہی شاندار دھاوا کیا جس کے ذریعہ سے وہ مسلمانوں پرغالب آگئے۔اُنھوں نے مسلمانوں کو بے دریغ قتل کیا جراح بھی اپنے ساتھیوں سمیت اردبیل کے چٹیل میدانوں میں شہید ہوا۔اس نے آرمینیہ میں اپنا جانشین حجاج بن عبداللہ کو بنایا تھا۔

جب جّراح مقتول ہوگیا تو ترکوں کے حوصلے بڑھے اوراُنھوں نے ارادہ کیا کہ تمام اسلامی بلادکواپنے قبضے میں کرلیں چنانچہ اسی خیال میں وہ موصل تک پہنچ گئے۔وہاں کے مسلمانوں پر بہت سخت مظالم کیےاوراُن کوطرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں۔

جّراح عمر بن عبدالعزیز کے بہترین عمال حکومت میں تھااس کی شہادت پر بڑے بڑے شعرا نے مرثیے لکھے۔

بعض روایت میں ہے کہ اُس نے بلنجر میں شہادت پائی۔جب یہ خبر ہشام کوملی کہ جّراح مارا گیا ہےتواس نے سعید حرشی کو بلا بھیجااورکہا کہ میں نے یہ سنا ہے کہ جّراح نے دشمنوں کے مقابلے میں

Marfat.com

شکست کھائی۔سعید نے کہا کہ اے امیر المومنین ایسا نہیں ہوسکتا اللہ جانتا ہے کہ اس نے شکست نہیں کھائی بلکہ مارا گیا ہے۔ہشام نے کہا اچھا تو اب کیا رائے ہے۔سعید نے کہا کہ مجھ کو چالیس ڈاک کی سواریوں کے ساتھ روانہ کیجیے اور روزآنہ چالیس آدمیوں کی ایک جماعت میرے پاس بھیجا کیجیے۔ اسلامی فوج کے ان سرداروں کو حکم دیجیے جو ادھر اُدھر ہیں کہ وہ مجھ سے آکر ملیں اور اس کام میں میری مدد کریں۔ ہشام نے اس مشورہ کو پسند کیا اور سعید کو فوراً روانہ ہونے کا حکم دیا۔سعید روانہ ہوا راستے میں جس شہر سے اس کا گذر ہوتا وہاں کے مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کرتا اور ساتھ لے لیتا۔اسی طریقہ پر وہ ارزن پہنچا جہاں اُس کو جراح کی بقیہ فوج نہایت ابتر حالت میں ملی۔ انہوں نے بہت کچھ آہ واویلا مچایا۔سعید بھی اُن کے گوناگوں مصائب کو سن کر رو پڑا اور ان کو تسلی دی کھانے پینے کی چیزیں دیں اور پھر ان کو ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ جو شخص راستے میں ملتا اُس کو ساتھ لے لیتا اسی طرح شہر خلاط میں پہنچا، اُس کا محاصرہ کر کے اُس کو فتح کیا اور اموال غنیمت تقسیم کر کے دوسرے قلعوں اور مقامات کو فتح کرتا ہوا برذعہ میں جا کر مقیم ہوا۔ابن خاقان، آذربائجان کے گردونواح میں قتل وغارت جنگ وجدال کا بازار گرم کیے ہوئے تھے۔شہر ورثان کو محصور کر لیا تھا۔حرشی کو جب اس کی خبر ملی تو وہ ڈرا کہ کہیں خاقان اس پر اپنی فتح کا جھنڈا نصب نہ کر دے اس خیال سے اس نے چند آدمیوں کو پوشیدہ طور پر باشندگان ورثان کے پاس بھیجا تا کہ وہ اُن کو اطمینان دلا دیں اور تھوڑی دیر صبر سے کام لینے کو کہیں ہم جب تک مدد کے لیے پہنچتے ہیں۔قاصد کو خزریوں نے گرفتار کر لیا اور اس سے تمام باتیں معلوم کر لیں تو اُنھوں نے کہا کہ اگر تم نے ہمارے حکم کی تعمیل کی تو ہم تم کو رہا کر دیں گے ورنہ قتل کر ڈالیں گے۔قاصد نے پوچھا کہ آخر تم کیا چاہتے ہو اُنھوں نے کہا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم اہل ورثان سے کہہ دو کہ تمھاری کوئی مدد کرنے والا نہیں ہے اور نہ کوئی ایسا شخص ہے جو تم کو اس مصیبت سے نجات دلائے اس لیے شہر کو تم خاقان کے سپرد کر دو۔قاصد نے اُن کی یہ شرط منظور کر لی۔ جب وہ شہر کے قریب پہنچا تو جو لوگ سامنے تھے ان سے اس نے دریافت کیا کہ تم لوگ مجھ کو جانتے ہو۔لوگوں نے کہا ہاں تم فلاں بن فلاں ہو۔قاصد نے کہا کہ حرشی نے ہم کو بھیجا ہے اور کہا ہے کہ ہم فلاں جگہ پر پہنچ چکے ہیں اور عنقریب تمھاری مدد کے لیے پہنچ جائیں گے۔تم اپنے شہر کی حفاظت کرو اور صبر سے کام لو۔ورثان کے مسلمان اس خوش خبری کو سنتے ہی اچھل پڑے اور زور زور تکبریں کہنے لگے۔خزریوں کو پتہ چل گیا انھوں نے قاصد کو قتل کر ڈالا اور وثان

Marfat.com

محاصرہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ جب حرشی اپنی فوج کے ساتھ وہاں پہنچا تو کسی کا پتہ نہ پایا۔ اردبیل کی طرف بڑھا تو وہاں سے بھی خزری فرار ہو گئے حرشی تھک کر باجروان میں مقیم ہو گیا۔ وہاں ایک سوار سفید گھوڑے پر سوار آیا اور اُس نے سلام کر کے کہا کہ اے امیر کیا آپ جہاد کرنا اور غنیمت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ حرشی نے کہا کہ اس سے بڑھ کر کیا چیز ہوگی۔ اس نے کہا کہ خزریوں کی یہ دس ہزار فوج پڑی ہے جس میں پانچ ہزار مسلمان قیدی ہیں وہ یہاں سے صرف چار فرسخ کے فاصلہ پر ہیں۔ حرشی نے اپنی فوج کو فوراً تیار ہونے کا حکم دیا۔ اور رات ہی کو روانہ ہو گیا دشمن بے خبر سو رہے تھے کہ حرشی نے وہاں پہنچ کر اپنی فوج کو چار سمتوں میں منقسم کر دیا اور یکا یک صبح کے وقت حملہ آور ہوئے۔ یہ وہ وقت تھا جب کہ ترک میٹھی نیند لے رہے تھے۔ مسلمانوں نے تلواریں میان سے نکال لیں اور ایک طرف سے کاٹنا شروع کیا چنانچہ طلوع آفتاب تک ایک رومی کے سوا جو کسی طرح بچ گیا تھا سب کے سب مارے گئے۔ وہ مسلمان جو اُن کے پاس قید میں تھے ان سب کو آزاد کرا لیا اور باجروان میں آ کر مقیم ہوئے ابھی چین سے بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ وہی شخص پھر آیا اور کہنے لگا کہ یہاں سے قریب ہی خزریوں کی اور بھی فوج ہے جس کے پاس مسلمانوں کے اموال اور جراح کی اولاد اور اُس کے خاندان کے لوگ قید ہیں۔ حرشی پھر مستعد ہو کر روانہ ہوا اور اس مقام پر پہنچا جہاں پر خزری پڑاؤ ڈالے تھے۔ پہنچنے کے ساتھ ہی مسلمانوں نے ان پر یورش کی اور چن چن کر سب کو قتل کر ڈالا اور وہ مسلمان مرد اور عورتیں جو اُن کے قید میں پھنسی تھیں اُن کو رہا کر لیا اور بہت سے اموال غنیمت کو قبضہ میں کیا۔ سعید حرشی، جرّاح کی اولاد کے ساتھ بہت خوش خلقی کے ساتھ پیش آیا اور اُن تمام کو باجروان میں بھیج دیا۔

سعید حرشی کے مقابلے میں خزریوں کی پے در پے شکست کی خبر جب اُن کے بادشاہ کو ملی تو اس نے اپنی فوج کو دھمکایا اور ان کی مذمت اور برائی ان کے منہ پر کرنے لگا جس سے تمام خزریوں کے دل میں ایک جوش پیدا ہوا اور سب کے سب دوبارہ جنگ کے لیے مستعد ہو گئے۔ اس نے آذربائیجان کے گرد و نواح سے لوگوں کو جمع کیا اور ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ حرشی کے مقابلے میں آیا۔ حرشی نے بھی اپنی منتشر فوج کو یک جا کیا اور دونوں مقام برزند میں معرکہ آراء ہوئے دونوں نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے مسلمان آخر میں کچھ بھاگتے نظر آئے لیکن حرشی نے فوراً للکارا اور میدان میں جمے رہنے کی تاکید کی مسلمانوں نے پھر حملہ کیا۔ اسی اثناء میں وہ مسلمان جو ترکوں کے پاس قید تھے چلا اٹھے اور فریاد

Marfat.com

کرنے لگے تکبیر، تہلیل اور دعا کرنے لگے۔ کوئی شخص نہ تھا جو اُن کی مصیبت سن کر رونہ دیا ہو اس فریاد نے مسلمانوں کے جوش کو پھر تازہ کر دیا اور وہ اس شان سے جھپٹے کہ دشمنوں کو بھاگتے ہی بنی۔ مسلمانوں نے پھر ان کا تعاقب شروع کیا اور اسی طرح نہر ارس تک پہنچ گئے۔ اس کے بعد وہاں سے پھرے تو بہت سے قیدی اور اموال غنیمت ہاتھ آئے قیدیوں کو رہا کر دیا باقی تمام کو لے کر باجروان پہنچے۔

شاہِ خزر نے باقی ماندہ آدمیوں کو پھر جمع کیا اور حرشی سے مقابلے کے لیے نکلا۔ نہر بیلقان میں آکر ٹھہرا۔ حرشی کو جب اطلاع ملی تو وہ اپنی فوج کو لے کر اُسی طرف روانہ ہوا اور اس مقام پر پہنچا جہاں خزریوں کی فوجیں مجتمع تھیں۔ حرشی نے اپنی فوج کو جوش دلانے والے الفاظ سے غضب ناک کر دیا اور وہ اس طرح ٹوٹے کہ دم کے دم میں مخالفین کی صفوں کو نیست ونابود کر دیا اور مطلع صاف ہوگیا۔ دشمنوں کے بہت سے آدمی ڈوب کر مر گئے بلکہ زیادہ تعداد انھی کی تھی۔ حرشی نے مال غنیمت جمع کیا اور اُس کو تقسیم کر کے باجروان لوٹ آیا اور تمام کا خمس ہشام کے پاس بھیج دیا اور اُس کو مسلمانوں کی عظیم الشان فتوحات سے باخبر کیا جو اس وقت تک حاصل ہوئے تھے۔ ہشام نے اُس کو شکریہ کا خط لکھا۔ حرشی باجروان میں مقیم تھا کہ ہشام نے اُس کو اپنے پاس بلا لیا اس کے بعد مسلمہ بن عبدالملک کو آرمینیہ اور آذربائیجان کا حاکم بنایا۔ مسلمہ شدید موسم سرما میں ترکوں کا تعاقب کرتا ہوا مقام باب تک پہنچا۔

جنید کا طخارستان پر حملہ

اس سال جنید نے طخارستان پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا چنانچہ اس نے عمارہ بن حریم کو اٹھارہ ہزار فوج کے ساتھ طخارستان کی طرف روانہ کیا اور ابراہیم بن بسطام لیثی کو بھی دس ہزار فوج کے ساتھ دوسری طرف روانہ کیا جب یہ خبر ترکوں کو ملی تو وہ ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ سمرقند پہنچے جہاں اس وقت سورہ بن حر حاکم تھا۔ سورہ نے جنید کو لکھا کہ ترک جذبۂ انتقام میں بھرے ہوئے ہیں اور سمرقند پر حملہ کرنا چاہتے ہیں میں اُن کی مدافعت کے لیے نکلا ہوں لیکن اتنی طاقت نہیں کہ سمرقند کو محفوظ رکھ سکوں اس لیے مدد کی ضرورت ہے۔ جنید نے اپنی فوج کو نہر عبور کرنے کا حکم دیا مجشر بن مزاحم اور ابن بسطام وغیرہ نے کہا کہ ترک دوسری قوموں کی طرح نہیں ہیں کہ مختلف مقامات پر تم سے جنگ کریں وہ تو ایک ہی جگہ پر جم کر لڑتے ہیں لیکن تم نے اپنی فوجوں کو منتشر کر دیا عبدالرحمٰن کو بیروز بھیجا۔ بختری کو ہرات کی طرف روانہ کیا۔

Marfat.com

عمارہ بن حریم کو طخارستان بھیجا لیکن خود حاکم خراسان کو پچاس ہزار سے کم فوج کے ساتھ نہر ہرگز عبور نہیں کرنا چاہیے اس لیے بہتر ہے کہ اپنی روانگی سے قبل عمارہ کو لکھیے کہ وہ آپ کے پاس آجائے اور اتنی دیر انتظار کیجیے۔ جنید نے کہا کہ سورہ اور دوسرے مسلمانوں کا اتنی دیر میں کیا حال ہو جائے گا اگر میرے ہمراہ صرف بنومرہ یا شامی فوجیں ہوتیں تو بھی نہر عبور کرتا اس کے بعد اُس نے یہ شعر پڑھے:

الیس اُحق الناس ان یشهد الوغی　　وان یقتل الابطال ضخما علی ضخم

ماعلتی ماعلتی ماعلتی　　ان لم اقتلهم فجروا لمتی

[لوگو! کیا میں زیادہ مستحق نہیں ہوں کہ لڑائیوں میں شریک ہوں اور یکے دیگرے بڑے بڑے بہادروں کو قتل کروں۔ میری بیماری اس کے سوا کچھ نہیں کہ میں لڑوں اگر میں اُن سے نہ لڑوں تو تم میری زلف کے بال پکڑ کر گھسیٹنا۔]

اس کے بعد جنید نہر عبور کر کے کَشّ میں مقیم ہوا پھر وہاں سے آگے بڑھنے کے لیے تیاری شروع کی جب ترکوں کو اس کے آنے کی خبر ملی تو اُنھوں نے کَشّ کے راستہ کے کنوؤں کو بھر دیا۔ جنید نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ سمرقند کی طرف جانے کا سہل ترین راستہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ وہ راستہ جو متحرقہ کے نام سے موسوم ہے۔ مجشر نے کہا تلوار سے کٹ کر مرنا زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ ہم لوگ آگ میں جلیں۔ اس راستے میں بڑے بڑے درخت اور بڑی بڑی گھانسیں ہیں تمام خاردار جنگل ہے دوسال سے اس طرف زراعت بھی نہیں ہوئی اس وجہ سے بہت دشوار گزار ہے اگر خاقان نے ان درختوں میں آگ لگا دی تو ہم لوگ آگ میں جل کر خاک سیاہ ہو جائیں گے اس لیے بہتر یہ ہے کہ گھاٹیوں کا راستہ اختیار کیجیے کیونکہ اس میں جو دشواریاں ہیں وہ ہمارے لیے اور دشمنوں کے لیے برابر ہیں۔ جنید نے یہ رائے پسند کی اور اسی طرف پہاڑوں پر چڑھتے ہوئے روانہ ہوا۔ مجشر نے اپنے گھوڑے کی لگام پکڑی اور جنید کو مخاطب کر کے بولا کہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بنوقیس کے ایک متکبر شخص کے ساتھ خراسان کی فوج ہلاک ہو جائے گی مجھ کو ڈرنے کی کیا ضرورت ہے جب تم ایسے مدبر اور تجربہ کار شخص ہمارے ساتھ ہو تو ایسا واقعہ نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں نے اس کوہستانی علاقے میں کچھ رات بسر کی اور پھر روانہ ہوئے۔ جب سمرقند کو صرف چار فرسخ کا فاصلہ رہ گیا تو یہ لوگ ایک درہ میں جا گھسے صبح ہوتے ہی خاقان ایک جم غفیر لے کر اس درہ پر پہنچ گیا۔ اس کے ساتھ صغد، فرغانہ، شاش کے

Marfat.com

باشندے اور ترکوں کی مختلف جماعتیں تھیں۔خاقان نے مسلمانوں کے پہلے دستے پر جس کا سردار عثمان بن عبداللہ بن الشخیر تھا، حملہ کیا یہ دستہ شکست کھا کر اپنے لشکر گاہ کی طرف بھاگا۔ترکوں نے تعاقب کیا اور وہاں پہنچ کر ہر طرف سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔جنید نے بنوتمیم اور بنوازد کو میمنہ پر رکھا اور بنو ربیعہ کو جو پہاڑوں کے متصل کھڑے تھے میسرہ پر رکھا بنوتمیم کی ایک جماعت پر عبیداللہ بن زہیر بن حیان کو مقرر کیا اور اُن کے پیادوں پر عمرو بن جرقاش المنقری اور بنوتمیم کی ایک جماعت پر عامر بن مالک الحمّانی کو مقرر کیا اور بنوازد کی ایک جماعت پر عبداللہ بسطام بن مسعود بن عمرو کو اور دوسرے دستوں پر فضیل بن ہنادا اور عبداللہ بن حوذان کو متعین کیا۔

دشمنوں نے سب سے پہلا حملہ میمنہ پر کیا کیونکہ میسرہ تنگ مقام پر تھا۔حسان بن عبیداللہ بن زہیر پاپیادہ لڑنا چاہتا تھا اُن کے والد نے اُن کو روکا اور سوار ہونے کا حکم دیا۔دشمنوں نے میمنہ کو ہر طرف سے گھیر لیا۔جنید نے نصر بن سیار کو مدد کے لیے بھیجا اس نے بہت زور لگایا اور اس ہلہ میں بڑے بڑے آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔عبیداللہ بن زہیر، ابن جرقاش، فضیل بن ہنادیہ سب اسی میں مقتول ہوئے۔میمنہ پر ایک عجیب ہنگامہ تھا جنید قلب کی طرف پہنچا اور بنوازد کے جھنڈے کے نیچے آکر کھڑا ہوا۔اس نے بنوازد کو کچھ تکلیف دی تھی اس لیے صاحب اللواء نے اس سے مخاطب ہو کر کہا کہ ابھی ہم ہلاک نہیں ہوئے ہیں کہ تم ہماری مدح وستائش کرنے کے لیے آئے ہو چونکہ تم کو معلوم ہو گیا کہ دشمن تم تک نہیں پہنچ سکتے اس لیے ادھر چلے آئے۔ہماری ایک جماعت آگے بڑھ چکی ہے اگر ہم نے کامیابی حاصل کی تو وہ تمھارے لیے ہوگی اور اگر ہلاک ہوئے تو ہم پر تم ماتم کرنے والے اور مرثیہ پڑھنے والے بھی نہ ہوگے (یعنی تم بھی نہ بچو گے)۔اس کے بعد وہ آگے بڑھا اور شہید ہو گیا۔ابن مجاعہ نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا مگر تھوڑی دیر کے بعد وہ بھی شہید ہو گیا۔اس طرح اٹھارہ آدمیوں نے یکے بعد دیگرے علم اٹھائے اور مارے گئے صرف بنوازد کے ۸۰ آدمی مقتول ہوئے۔

لوگ لڑتے لڑتے تھک گئے حتی کہ تلواریں بالکل کند ہو گئیں۔غلاموں نے لکڑیاں کاٹ کر دیں تو ان سے لڑنے لگے یہاں تک دونوں فوجیں علیحدہ ہو کر پھر ٹکرا گئیں۔بنوازد میں سے عبداللہ بن بسطام، محمد بن عبداللہ بن حوذان، حسن بن شیخ، فضیل جو سواروں کے افسر تھے۔یزید بن فضل الحدانی یہ سب کے سب مارے گئے۔یزید بن فضیل نے اس سال حج میں ایک لاکھ اسی ہزار درہم خرچ کیے۔

Marfat.com

اپنی والدہ سے رخصت ہوتے وقت کہا کہ آپ دعا فرمائے کہ اللہ مجھ کوشہادت نصیب کرائے اُنھوں نے دعا کی اوراُن پرغشی طاری ہوگئی۔حج سے واپسی کے تیرہ دن کے بعد شہید ہوئے۔نصر بن راشد عبیدی بھی شہید ہوئے جب جنگ ہورہی تھی تو یہ اپنی بیوی کے پاس گئے اور پوچھا کہ اُس وقت تمھارے دل کی کیا حالت ہوگی جب مجھے تم خون میں ڈوبا ہوا زمین پر پڑا ہوا دیکھو گی۔اس نے اپنا گریبان چاک کیا اوراپنے لیے دعا کی۔نضر نے کہا کہ بس کرو اگر تمام عورتیں مجھ پرنوحہ کریں تب بھی میں اُن کی طرف التفات نہیں کروں گا اس کے بعد وہ پلٹ گئے اورشہید ہوگئے۔تمام لوگ اس پریشان کن حالت میں تھے کہ شہہ سواروں کی ایک جماعت نظرآئی۔جنید نے منادی کرادی کہ پیدل چلو چنانچہ سب پاپیادہ ہوگئے اوراس کے بعد حکم دیا کہ ہرسپہ سالار ایک خندق کھودوائے چنانچہ سب نے خندقیں کھود ڈالیں۔بنوازد میں سے اس دن ایک سونوے آدمی مارے گئے۔یہ لڑائی جمعہ کے دن ہوئی تھی۔ سنیچر کے دن خاقان نے پھر حملے کا ارادہ کیا لیکن بنوبکر بن وائل کے مقام سے زیادہ قریب کوئی مقام نظرنہ آیا اس نے اُسی طرف سے ابتدا کی بنوبکر نے جن کا سردار زیاد بن حارث تھا اُن کے حملے کا دنداں شکن جواب دیا اوراُن کو بہت دورتک پیچھے ہٹالے گئے۔جنید یہ دیکھ کر سجدہ میں گر پڑا اوراس نے خدا کا شکر ادا کیا اس کے بعد لڑائی نے زیادہ زور پکڑا۔

سورۃ بن حر کا قتل

جب جنگ خوفناک حد تک پھیل گئی اورجنید نے نازک حالت کا معائنہ کیا تو فوراً لوگوں کومشورے کے لیے بلایا۔عبیداللہ بن حبیب نے کہا کہ دو باتوں میں سے ایک بات کریں یا تو آپ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھیے اوریا پھر سورۃ کو ہلاکت میں ڈالیے۔جنید نے کہا کہ سورۃ کا ہلاک ہونا مجھ پرزیادہ آسان ہے۔عبیداللہ نے کہا کہ اچھا تو پھر اسی کو لکھیے کہ وہ سمرقندیوں کو ساتھ لے کر آپ کے پاس چلا آئے اس لیے کہ جب یہ ترکوں کے سامنے آجائے گا تو ترک اپنی فوج کا رخ ادھر کردیں گے اورہم چھوٹ جائیں گے۔جنید نے سورۃ بن حر کو طلبی کا خط لکھا۔جب یہ قاصد وہاں پہنچا تو سورۃ نے حلیس بن غالب شیبانی سے مشورہ لیا اُس نے کہا کہ ترک جنیداورتمھارے درمیان میں حائل ہیں اگرتم اس طرف گئے تو وہ اپنا زورتم پرلگادیں گے اورتم کو نوچ کر کھالیں گے اس لیے جانا غیرمناسب ہے آخرکار سورۃ نے

Marfat.com

جنید کو لکھا کہ میں آنے سے مجبور ہوں۔ یہ جواب سن کر جنید بہت خفا ہوا اور اس کو لکھ بھیجا اے بدمعاش تجھ کو آنا ہے تو جلد آ ورنہ تیرے جانی دشمن شداد بن خلید کو تیرے سر پر مسلط کر دوں گا خیریت اسی میں ہے کہ تم وہاں سے جلد روانہ ہو جاؤ اور نہر کا راستہ اختیار کرو۔ سورۃ نے چاروناچار جانے پر آمادگی ظاہر کی اور اس نے تمام لوگوں کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ میں نہر کی طرف سے جاؤں گا تو دو دن سے کم میں نہیں پہنچوں گا اور دوسرے راستہ سے صرف رات بھر کی مسافت ہے اگر یہ شخص (یعنی جنید) قید نہ لگاتا تو میں اسی دوسرے راستے سے جاتا۔

ترکوں کے جاسوس وہاں بھی گھسے تھے اُنھوں نے سورۃ کی گفتگو فوج میں پہنچا دی اس کے بعد سورۃ بارہ ہزار فوج کے ساتھ روانہ ہوا اور سمرقند میں موسیٰ بن اسود حنظلی کو اپنا قائم مقام بنایا۔ سورۃ جب صبح کے وقت پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا تو ترک اپنی فوج کے ساتھ آدھمکے اب جنید اور سورۃ کے درمیان صرف ایک فرسخ کا فاصلہ رہ گیا تھا ترکوں نے جنگ شروع کر دی۔ غوزک نے خاقان سے کہا کہ آج گرمی بہت ہے اس لیے تم اس وقت تک ٹھہرو جب تک یہ تمام اسلحے گرم ہو جائیں۔ اس نے یہ رائے پسند کی اس کے بعد ترکوں نے نہر کے درمیان کی گھانس وغیرہ کو آگ لگا دی اور سورۃ کے لشکر اور پانی کے درمیان حائل ہو گئے۔ سورۃ نے عبادہ سے کہا کہ اے ابوسلیم کیا رائے ہے اس نے کہا کہ میرا خیال تو یہ ہے کہ ترک غنیمت لوٹنا چاہتے ہیں اس لیے تم اپنی سواریوں کو بے کار کر دو اور اپنی تمام چیزوں کا آگ لگا دو۔ تلوار میان سے نکال کر آگے بڑھو اس وقت یہ راستہ دے دیں گے اور اگر اس پر بھی راستہ نہ دیں تو ہم کو اپنے بھالے کھینچے ہوئے آگے بڑھنا چاہیے۔ صرف ایک ہی فرسخ فوج تک پہنچنے کو رہ گیا ہے تا کہ اپنی فوج سے مل جائیں۔ سورۃ نے کہا کہ ہم اس قدر نقصان برداشت نہیں کر سکتے میں تو تمام فوجوں کو جمع کرتا ہوں اور اُن کو لڑائی کے لیے تیار کرتا ہوں خواہ وہ ہلاک ہو جائیں یا صحیح سالم رہیں۔ سورۃ نے فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ مسلمانوں نے ترکوں کو شکست دی۔ جنگ میں گرد و غبار اس قدر اٹھا کہ زمین و آسمان تمام پر چھا گیا لوگوں کو کچھ دکھائی تک نہیں دیتا تھا۔ مسلمان جو آگے بڑھے تو سب کے سب اور خود دشمن بھی اس دہکتی ہوئی آگ میں جو ترکوں کے پیچھے تھی گر پڑے۔ سورۃ بھی اسی میں گرا اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ مسلمانوں کی جماعت منتشر ہو گئی تو ترکوں نے پلٹ کر پھر حملہ کیا اور دو ہزار قتل کر ڈالے۔

بعض روایت میں ہے کہ ایک ہزار کو قتل کر ڈالا صرف عاصم بن عمیر سمرقندی بچ گیا۔ حلیس

Marfat.com

بن غالب شیبانی بھی شہید ہوا۔ مہلب بن زیاد عجلی سات سوآدمیوں کے ساتھ بھاگا اور ایک گاؤں جس کو فرعاب کہتے تھے وہاں کے ایک قصر میں جا چھپا۔ اسکندملک نسف اور غوزک اُن کے پاس آئے اور اُن کو امان دینے کا وعدہ کیا۔ قریش بن عبداللہ عبدی نے کہا کہ ان کافروں پر ہرگز بھروسہ نہ کرو، رات کے وقت ہم خود نکل کر بھاگ جائیں گے اور سمرقند چلے جائیں گے لیکن کسی نے اس کی رائے پر توجہ نہیں کی۔ غوزک ان سب کو خاقان کے پاس لے گیا۔ خاقان نے ان سے کہا کہ میں غوزک کے وعدہ کو اور اس کے امان کو قطعاً ناجائز قرار دیتا ہوں۔ اس کے اس جملے نے مسلمانوں کو برانگیختہ کر دیا اور سب کے سب لڑنے کے لیے مستعد ہو گئے۔ جنگ میں سب مارے گئے اور صرف سترہ آدمی بچے اور بعد میں ان میں سے بھی چودہ آدمی مار ڈالے گئے اور صرف تین آدمی بچ گئے۔

سورۃ اسی آگ میں گر کر مارا گیا جب جنید کو سورۃ کے قتل کی خبر ملی تو وہ درہ سے نکل کر سمرقند کی طرف جانے لگا۔ خالد بن عبیداللہ نے کہا کہ جلدی روانہ ہو جاؤ۔ مجشر نے سواری کی لگام پکڑ کر کہا اتر جاؤ سب لوگ اتر گئے ابھی اچھی طرح مطمئن نہیں ہوئے تھے کہ ترک پھر نمودار ہوئے۔ مجشر نے کہا کہ اگر ہم راستے میں ہوتے تو وہ ہم کو ہلاک و برباد کر دیتے۔ جب صبح ہوئی تو مسلمانوں نے حملے کا ارادہ کیا۔ جنید نے ان کو روکا کہ اس طرف آگ ہے مت جاؤ جنید نے اپنی فوج میں یہ اعلان کیا کہ جو غلام کوئی کارنامہ انجام دے وہ آزاد کر دیا جائے گا۔ غلاموں نے مل کر ایک بڑا سخت حملہ کیا جس نے دشمنوں کے چھکے چھڑا دیے اور وہ بھاگ گئے۔ موسیٰ بن تعراء نے کہا کہ آج غلاموں نے وہ کارنامہ کیا ہے جو اُروزبان میں لوگوں نے کیا تھا جس کی وجہ سے تم لوگ بے حد خوش ہو۔ دشمنوں کا بادل چھٹ گیا اور جنید نہایت اطمینان کے ساتھ سمرقند واپس آ گیا۔

سورۃ کے بال بچوں کو مرو بھجوا دیا اور اُس کے بعد خود صغد میں چار مہینے تک مقیم رہا۔ خراسان کے جنگی امور میں مجشر بن مزاحم سلمی، عبدالرحمٰن بن صبح خرقی، عبیداللہ بن حبیب ہجری یہ تینوں بڑے تجربہ کار اور مدبر تھے۔ مجشر بن مزاحم میں خاص کمال یہ تھا کہ فوج کو اُن کے جھنڈے کے نیچے اتارتا تھا اور فوج کے ہتھیار اچھی طرح رکھتا تھا۔ عبدالرحمٰن بن صبح میں یہ بات تھی کہ جب جنگ میں کوئی اہم یا ہولناک واقعہ ہو جاتا تو اس وقت کی مناسبت سے بہترین رائے دیتا۔ عبیداللہ فوج کی ترتیب اور جنگی انتظام میں خاص ملکہ رکھتا تھا۔ بعض موالی بھی ایسے تھے جو اُن کی طرح صائب الرائے اور مدبر تھے۔

Marfat.com

جنگ کی تمام اُونچ نیچ سے واقف تھے۔ ان میں فضل بن بسام، مولی لیث، عبداللہ بن ابی عبداللہ، مولیٰ سلیم بختری بن مجاہد مولی شیبان وغیرہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

جب ترکوں کی جنگ سے جنید کو فراغت ملی تو اُس نے نہار بن توسعہ جس کا تعلق بنی تیم اللّات سے تھا اور زبل بن سوید الحّری کو ہشام کے پاس بھیج دیا۔ ہشام کو لکھا کہ سورۃ نے میرے حکم کی نافرمانی کی اس وجہ سے مارا گیا۔ میں نے اُس کو کہا تھا کہ نہر کے راستے سے آؤ لیکن وہ نہ مانا اُس کی فوجیں متفرق ہوگئیں کچھ تو لوگ ہمارے پاس آئے اور باقی لوگ نسف اور سمرقند بھاگ گئے اور سورۃ کے ساتھ جو لوگ تھے وہ بھی مارے گئے۔ ہشام نے نہار بن توسعہ سے صحیح خبر دریافت کی تو اُس نے سچا سچا واقعہ بیان کر دیا۔ ہشام نے جنید کو لکھا کہ میں نے دس ہزار کوفہ سے اور دس ہزار بصرہ سے فوجیں روانہ کیں۔ تیس ہزار نیزے اور اس قدر ڈھال بھیجے گئے اُن میں سے زیادہ سے زیادہ پندرہ ہزار ضائع جاتے باقی پندرہ ہزار کہاں ہیں۔

ہشام کو جب سورۃ کے قتل کی خبر ملی تو اُس نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ سورۃ کا قتل خراسان میں اور جّراح کو قتل باب ابواب میں عجیب حیرت انگیز اور افسوسناک واقعات ہیں۔

اس جنگ میں نصر بن سیار نے بڑی جواں مردی اور بہادری سے دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ جنید جب درہ میں تھا تو اس نے ایک آدمی سے کہا کہ لوگوں کا حال دیکھو کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ وہ ادھر اُدھر گشت لگا کر واپس آیا اور اُس نے کہا کہ ہم نے لوگوں کو بہت ہی خوش وخرم پایا بعض تو بزم مشاعرہ منعقد کر رہے تھے بعض درود، وظائف اور تلاوت قرآن میں مشغول تھے۔

عبید بن حاتم بن نعمان نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ زمین وآسمان کے درمیان خیموں کے سوا کچھ نہیں ہے۔ قریب جا کر پوچھا کہ یہ کس کے خیمے ہیں؟ تو لوگوں نے جواب دیا کہ عبداللہ بن بسطام اور ان کے اصحاب کے خیمے، کل کے دن یہ سب شہید ہوگئے۔ ایک دوسرے شخص کا بیان ہے کہ میں بہت زمانہ کے بعد اس طرف سے گذرا تو مجھ کو مشک اور عنبر کی خوشبو ملی۔

جنید کچھ دن سمرقند میں ٹھہرا اور خاقان نے بخارا کی راہ لی جہاں قطن بن قتیبہ بن مسلم بطور حاکم کے تھا۔ جنید کو یہ خطرہ ہوا کہ خاقان قطن کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔ اس خیال سے اس نے لوگوں سے مشورہ لیا ایک جماعت نے کہا کہ ہم سمرقند ہی میں رہیں اور اُس کی حفاظت کریں۔ دوسری نے کہا

Marfat.com

کہ ہم جانے کے لیے تیار ہیں پہلے رَنجن کی طرف جائیں اور پھر کِشّ اور نُسف ہوتے ہوئے زم کے اطراف سے گذرتے ہوئے نہر عبور کریں اور آمل میں اتر جائیں اور خاقان کا راستہ روک لیں۔

جنید نے عبداللہ بنی ابی عبداللہ مولیٰ بن سُلیم سے اس کے متعلق مشورہ لیا اور ان لوگوں کے ان خیالات کو اس کے سامنے ظاہر کیا۔ عبداللہ نے کہا کہ میں جانے کے لیے تیار ہوں لیکن اس شرط پر کہ وہ ہمارے مشورے کی پوری طرح تعمیل کر کے جہاں میں ٹھہرنے کا حکم دوں وہاں وہ ٹھہرے، جہاں سے کوچ کرنے کا حکم دوں وہاں سے فوراً کوچ کر جائے، جہاں لڑنے کا اشارہ کروں وہاں جان توڑ کر لڑیں۔ جنید نے کہا کہ یہ سب منظور ہے۔ عبداللہ نے کہا کہ میں تم سے چند باتوں کا خواہشمند ہوں کہ جب کہیں ٹھہرو تو سب سے پہلا کام یہ کرو کہ خندق کھودلو اور پانی کے اہتمام سے غافل نہ ہو خواہ نہروں ہی کے کنارے پر کیوں نہ ہو۔ یہ بھی کہتا ہوں کہ تم قیام وسفر میں میری رائے پر چلا کرو۔ جنید نے اس کا بھی وعدہ کرلیا اُس کے بعد عبداللہ نے کہا کہ جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ تم سمرقند ہی میں رہو تا کہ مدد کا انتظار کرو اور مدد کے آنے میں تاخیر ہوگئی اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ کِشّ، نُسف کے راستہ سے جائیں گے تو اس کے متعلق میرا یہ خیال ہے کہ اگر تم دوسرے راستہ سے جاؤ گے تو تم کو اس قدر وقتیں برداشت کرنی پڑیں گی جس سے لوگوں کے اعضاء چور چور ہو جائیں گے اور وہ دشمنوں کے مقابلے سے عاجز ہو جائیں گے خاقان تم پر بہت جری ہو گیا ہے وہ بخارا کو فتح کرنا چاہتا ہے لیکن اہل بخارا موقع نہیں دیتے اور اگر کوئی اور راستہ اختیار کیا تو تمھارے حرکات وسکنات کی خبر اہل بخارا کو ہوتی رہے گی اور پھر وہ اپنے دشمن کے مطیع ہو جائیں گے اور اگر تم نے مشہور راستہ اختیار کیا تو دشمن تم سے خوف زدہ رہیں گے۔ میرا خیال ہے کہ تم ان لوگوں کے اہل وعیال کو جو سورۃ کے ساتھ مقتول ہوئے ہر قبیلہ میں تقسیم کر دو اور اپنے ساتھ لے لو ہم کو خدا سے امید رکھنی چاہیے کہ وہ ان مظلوموں کی وجہ سے ہم کو فتح دے گا اور ہر اس شخص کو جو سمرقند میں مقیم رہنا چاہے اُس کو ایک گھوڑا اور ایک ہزار درہم دے دو۔ جنید نے اس کی تمام باتوں پر عمل کیا۔ سمرقند میں عثمان بن عبداللہ بن شخیر کو چار سو شہسواروں کے ساتھ اور چار سو پیادہ فوج کے ساتھ چھوڑ دیا اور اُس کے بعد روانہ ہوا جو لوگ جنگ میں جانا نہیں چاہتے تھے انھوں نے عبداللہ کے اس مشورہ کو بڑی ناپسندیدگی سے دیکھا بلکہ آپس میں چہ می گوئیاں کرنے لگے کہ دیکھو اس نے ہلاکت و بربادی کا پورا سامان کرلیا۔ جنید نے اپنی روانگی سے قبل اشجب بن عبید حنظلی کو دس آدمیوں کے ساتھ روانہ

Marfat.com

کیااوراس سے کہا کہ ہرمنزل پرجب تم پہنچوتوایک شخص کومیرے پاس تمام حالات کی آگاہی کے لیے بھیج دو۔اس کے بعدجنید بڑی سرعت کے ساتھ روانہ ہوا۔عطاء دبوسی نے کہا کہ اے جنیدتم کوضعیف اور کمزورآدمیوں کا بھی خیال کرناچاہیے ایک سب سے زیادہ بڈھے کو اورہتھیاروں سے پورا مسلح کر دو تلوار،نیزہ ڈھال ،ترکش یہ سب چیزیں اُن کو دو اوراُن کی طاقت کے مطابق ہلکی رفتار رکھنی چاہیے کیونکہ ہم ایسے کمزورلوگ اس قدر تیزی کے ساتھ نہیں چل سکتے اورنہ اتنی عجلت کے ساتھ جنگ کرسکتے ہیں۔جنید نے اس کے مشورہ کو پسند کیااس کے بعدفوجیں نہایت اطمینان اورسکون کے ساتھ ان پرخطر مقامات سے گذرگئیں جہاں دشمنوں کے حملے کا ڈرتھااوراسی طرح طواویس تک پہنچ گئیں۔خاقان نے کرمینیہ سے اسی طرف رخ کیااورسامنے آپہنچا یہ رمضان المبارک کا پہلا دن تھا کہ دونوں فوجیں صف آراء ہوئیں اورباہم نبردآزمائی کرنے لگیں۔اسی اثناء میں عبداللہ بن ابی عبداللہ ہنستا ہوا جنید کے پاس آیا۔جنید نے کہا کہ یہ ہنسنے کا وقت نہیں ہے۔عبداللہ نے کہا کہ الحمداللہ یہ لوگ اس وقت تو پہنچے نہیں جب ہم لوگ پہاڑوں سے گذررہے تھے جہاں نہ کہیں پانی کا پتہ تھانہ کھانے کااورنہ کہیں سایہ تھا۔خدا کا شکر ہے کہ یہ اس وقت آئے جب کہ تم شام تک خندق کھودوالوگے اورتمھارے پاس رسد بھی کافی موجود ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خاقان تھوڑی سی جنگ کے بعدواپس گیا۔عبداللہ نے جنیدکومشورہ دیا کہ تم فوراً یہاں سے کوچ کر جاؤ کیونکہ خاقان نے یہ سمجھا کہ تم یہیں پرمقیم رہو گے، اس لیے جب دل میں آئے گا تو پھرہم پرحملہ بھی کرسکتے ہیں۔فوج روانہ ہوئی عبداللہ فوج کے آخری دستے پر تھا۔جب شام ہوگئی توسب ایک جگہ پرٹھہر گئے اوروہیں رات گذاری۔رات پھرکھاپی کراچھی طرح آسودہ ہوگئے صبح کو پھر روانہ ہوئے۔عبداللہ نے جنید سے کہا کہ ہم کوخطرہ ہے کہ کہیں خاقان پیچھے سے آخری دستے پرحملہ نہ کر دے اس لیے پہلے ہی کیل کانٹے درست کردینا چاہیے۔جنید نے آخری دستے پراوردوسرے مضبوط آدمیوں کو بھیجا اوراس کواچھی طرح مستحکم کردیا۔ واقعتہً ایسا ہوا کہ کچھ دور جانے کے بعدترکوں نے آخری دستے پرحملہ کرہی دیا۔عبداللہ نے بھی اپنا زورصرف کردیا۔مسلم بن احوز نے ترکوں کے ایک بڑے سردارکوقتل کردیا جس کے مرنے سے اُنھوں نے بدفالی لی اورطواویس واپس چلے گئے۔مسلمانوں کی فوجیں قدم بڑھاتی چلی گئیں اورمہرجان کے دن بخارا میں داخل ہوگئیں۔اہل بخارا بخاری درہم لے آئے تقریباً دس دس ہزار درہم ہرمجاہد کو ملے۔

Marfat.com

عبدالمومن بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی عبداللہ کو اُس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور وہ یہ کہہ رہا تھا کہ لوگوں میں میری یوم الشعب والی رائے مشہور کردو۔

جنید، خالد بن عبداللہ کا جب ذکر کرتا تھا تو ان الفاظ سے یاد کرتا تھا بہتر ہے اور بہتر کی اولاد سے ہے۔ اکلوتا ہے اور اکلوتے کی اولاد سے ہے۔ بے مثل اور دلیر ہے اور ایسے ہی شخص کا لڑکا ہے۔

اس کے تھوڑے دنوں کے بعد کوفہ سے بھی امدادی فوجیں آگئیں لیکن چونکہ وہ اب بے ضرورت تھیں اس لیے اُن کو واپس کردیا گیا اور حوثرہ بن زید عنبری بھی ان کے ساتھ کردیا گیا۔ اور جو لوگ اُس کے ساتھ جانا چاہتے تھے اُن کو واپس کردیا گیا۔

بعض روایت میں ہے کہ درہ کی جنگ (یوم الشعب) کا واقعہ ۱۱۳ھ میں ہوا۔ نصر بن سیار جو اس واقعہ میں شریک تھا اس نے یہ اشعار کہے تھے: (ترجمہ)

[میں جب سے دنیا میں آیا میرے حاسد بکثرت ہوگئے اے صاحب مراتب تو ان کی تعداد میں کمی نہ کر۔ اگر تم مجھ سے اس بات کے لیے حسد کرو کہ کسی دن تم بہترین کام انجام دو تو میرے ایسا کارنامہ مجھ کو بھی تمھارا حاسد بنادے گا۔ وہ خدا اس سے انکار کرتا ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے مجھ کو تم پر شرف بخشا اور تم سے زیادہ مراتب عطا کیے۔ میں دشمنوں سے ان گھوڑوں پر سوار ہوکر تیر اندازی کرتا ہوں جو زخموں سے چور ہیں حتیٰ کہ میں ان کے حاسدین پر غالب ہوگیا۔ تم میں سے وہ کون شخص ہے جس نے درّے میں داخل ہوتے وقت اس عظیم الشان جنگ کی ضرورتوں کا سردار مجھ کو نہیں بنایا تھا۔ کیا تم نے میری اس مدافعت کو جو میں تمھاری فوجوں کے لیے کر رہا تھا نہیں دیکھا جب کہ نیزے برس رہے تھے اور جنگ کا شعلہ بھڑک چکا تھا۔]

ابن عرس نے نصر بن سیار کی مدح میں چند اشعار لکھے ہیں: (ترجمہ)

[اے نصر تو تمام بنونزار کا سپوت ہے تیرے ہی لیے اخلاق و بہترین افعال ہیں۔ تو نے تمام قبائل کی اس تکلیف کو دفع کردیا جو اس درے میں اُن کو پہنچی تھی جب کہ وہ زیروزبر ہو رہے تھے اور ذلیل وخوار ہو رہے تھے۔ جنید کی لڑائی کے دن جب نیزے ہل رہے تھے اور خون کا دریا بہہ رہا تھا اور تلواروں کی کثرت سے ہر چہار طرف آسمان چمک رہا تھا۔ تو اپنے

Marfat.com

نفس نفیس سے اُن پر حملے کرتا رہا یہاں تک کہ دشمنوں کی جماعت منتشر ہوگئی اور وہ متفرق ہوگئے۔ پس تمام لوگ اس واقعہ کے بعد تمھارے آزاد کردہ غلام ہیں اور تم ہی کو ساری عزتیں اور مرتبے حاصل ہیں۔]

متفرق واقعات

اس سال معاویہ بن ہشام نے صائفہ کی جنگ کی اور خرشنہ کو فتح کیا۔

اس سال حج ابرہیم بن ہشام مخزومی نے کرایا جبکہ بعض روایت میں ہے کہ حج سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے کرایا۔ باشندگان اندلس نے ھیثم کے انتقال کے بعد محمد بن مالک اشجعی کو وہاں کا حاکم بنایا اور وہ صرف دو مہینہ تک وہاں کا حاکم رہا اس کے بعد عبدالرحمٰن بن عبداللہ غافقی کا تقرر عمل میں آیا۔ باقی عمال حکومت وہی تھے جن کا تذکرہ کیا جا چکا ہے۔

وفیات

اس سال رجاء بن حیوۃ نے قُسیّن میں انتقال کیا۔ مکحول ابوعبداللہ الشامی الفقیہ اور عبدالجبار بن وائل بن حجر حضرمی نے اس سال وفات پائی۔ جب عبدالجبار کے والد کا انتقال ہوا تو وہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھے اس لیے ان کی جتنی روایتیں لوگوں نے اُن کے والد سے کی ہیں وہ سب منقطع ہیں۔

Marfat.com

باب ۔۴۰

سنہ ۱۱۳ھ کے واقعات

عبدالوہاب کا قتل

اس سال عبدالوہاب بن بُخت قتل کیا گیا وہ عبداللہ البطال کے ساتھ روم میں جنگ کرنے کے لیے گیا تھا۔ جب عبداللہ بطال کے اصحاب نے شکست کھائی اور بھاگنے لگے تو اس پر عبدالوہاب نے حملہ شروع کیا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ اے گھوڑے میں نے تم سے بڑھ کر بزدل کوئی نہیں دیکھا۔ اللہ میرا خون بہا دے اگر میں تیرا خون نہ بہاؤں۔ اپنے خود کو اتار کر اس نے لوگوں کو للکارا کہ دیکھو میں عبدالوہاب بن بُخت ہوں کیا تم لوگ جنت سے بھاگے جاتے ہو۔ اس کے بعد دشمنوں سے مقابلہ میں آیا ایک شخص نے کہا اف پیاس لگی ہے۔ عبدالوہاب نے اس سے کہا کہ آگے بڑھو سیرابی تو تمھارے سامنے ہے۔ لوگ لڑنے لگے اور اسی میں عبدالوہاب بھی مارا گیا اور اس کا گھوڑا بھی مارا گیا۔

مسلمہ کی ترکوں سے جنگ اور واپسی

اس سال مسلمہ نے اپنی فوجوں کو خاقان کی مملکت میں مختلف مقامات پر منقسم کر دیا تھا جس نے مختلف شہر فتح کیے بہت سے ترکوں کو تہ تیغ کیا اور بہت سوں کو قید کیا اور ایک بڑی تعداد کو جلا دیا غرض کہ مختلف سزائیں دی گئیں اس کے بعد بلنجر کے پہاڑوں کے پاس تمام لوگ مطیع ہو گئے وہاں ابن خاقان کو قتل کر ڈالا۔ اس کے قتل نے تمام خزریوں اور ترکوں کو مشتعل کر دیا اور وہ ایک بڑی تعداد میں جمع ہوئے جن کا کوئی حساب نہ تھا۔ مسلمہ بلنجر سے آگے بڑھ گیا تھا کہ اُن کو ترکوں کی تیاری کی خبر ملی اس نے

Marfat.com

اپنی فوج کو حکم دیا کہ بہت سی آگ روشن کردو چنانچہ انھوں نے بہت سے لکڑیاں جمع کیں اور اس میں آگ لگادی خیموں اور بھاری ساز وسامان کو وہیں چھوڑ دیا اس کے بعد اس نے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ جوانوں کو فوج کے آخری دستے پر رکھا اور بڈھوں کو آگے بڑھایا اور جلدی جلدی منزلیں طے کرتا ہوا باب الابواب پہنچ گیا۔

عبدالرحمٰن امیر اندلس کا قتل اور عبدالملک بن قطن کا حاکم ہونا

۱۱۳ھ میں عبدالرحمٰن بن عبداللہ غافقی نے عبیدہ بن عبدالرحمٰن السّلمی کی آمد کے بعد ایک جنگ کی تھی اور یہ اسی کے اشارہ سے تھی۔ عبیدہ ۱۱۰ھ میں افریقہ اور اندلس کا حاکم بنایا گیا جب عبیدہ افریقہ پہنچا تو اس نے مستنیر بن حارث حُریثی کو صقلیہ میں مشغول بہ جنگ پایا۔ مستنیر لڑ بھڑ کر وہیں مقیم رہا اور موسم سرما گذار کر وہاں سے واپس آیا۔ اس کے ساتھی ڈوب گئے اور مستنیر اپنے جہاز میں بچ گیا۔ عبیدہ نے اس کو گرفتار کر کے سزا دی اور قیروان بھجوادیا۔

عبیدہ نے اندلس میں عبدالرحمٰن کو حاکم بنایا۔ عبدالرحمٰن نے فرانس پر حملہ کیا اس کے بہت سے شہروں کو فتح کیا اور بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔ ایک شخص نے غنایم میں ایک مرد کی مورت پائی جس میں موتی یاقوت، جواہر، زمرد سب جڑے ہوئے تھے۔ عبدالرحمٰن نے اُس کو توڑ کر تمام لوگوں میں تقسیم کر دیا جب اس کی خبر عبیدہ کو لگی تو اس نے عبدالرحمٰن سے باز پرس کی۔ عبدالرحمٰن چونکہ بہت ہی سلیم الطبع اور پرہیز گار آدمی تھا اس لیے اُس نے یہ جواب دیا کہ اگر زمین اور آسمان دونوں ملے ہوئے ہوتے اور راستہ بند ہوجاتا تو بھی خدا اپنی قدرت سے متقی اور پرہیز گاروں کے لیے راستہ نکال دے گا۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن فرانس کے دوسرے شہروں کو فتح کرتا ہوا چلا گیا۔ بعض روایت میں ہے کہ عبدالرحمٰن نے یہ فتوحات ۱۱۴ھ میں حاصل کیں۔ انھیں جنگوں میں عبدالرحمٰن اور اس کے ساتھی مارے گئے اس کے بعد عبیدہ افریقہ سے شام چلا آیا اور اس نے ہشام کے پاس بہت سے لونڈیاں اور بہت سے غلام اور دوسری قسم کے تحائف بھیجے اور اس سے درخواست کی کہ مجھ کو اس خدمت سے سبکدوش کر دیا جائے۔ ہشام نے اُس کو معزول کر دیا اور اندلس میں عبیدہ نے عبدالرحمٰن کی جگہ پر عبدالملک بن قطن کو مقرر کیا۔

اس کے بعد ہشام نے افریقہ میں عبیدہ کی جگہ عبیداللہ بن حبحاب کو مقرر کیا۔ جو اس سے پہلے

Marfat.com

مصر کا حاکم تھا۔ ۱۱۶ھ میں عبیداللہ افریقہ پہنچا اس نے جانے کے بعد فوراً مستنیر کو قید خانہ سے نکالا اور تونس کا حاکم بنایا اور حبیب بن ابی عبیدہ کو ایک زبردست فوج کے ساتھ سوڈان کی طرف بھیجا وہاں مسلمانوں کو بہت بڑی فتح حاصل ہوئی اس سے قبل ایسی شاندار کامیابی کم ہوئی ہوگی۔ بحری لڑائی کے بعد پھر وہ واپس آ گیا۔

وفیات

عدی بن ثابت انصاری اور معاویہ بن قرہ بن ایاس مزنی جو قاضی ایاس کے والد تھے ان دونوں نے اسی سال وفات پائی۔ قاضی ایاس اپنی ذہانت اور ذکاوت میں مشہور ہیں۔ حرام بن سعد محیصہ ابوسعید نے بھی اسی سال وفات پائی ان کی عمر ۷۰ سال کی تھی۔ طلحہ بن مُصَرف الایامی اور عبداللہ بن عبیداللہ بن عمیر لیثی، عبدالرحمٰن بن ابی سعید الخذری جن کی کنیت ابوجعفر تھی ان سب نے اسی سال وفات پائی۔ موخرالذکر کی عمر ۷۷ سال کی تھی۔

وہب بن منبہ الصّنعانی نے جن کا سب سے چھوٹا بھائی ہمام تھا، اسی سال انتقال کیا۔ یہ پانچ بھائی تھے۔ ہمام، وہب، غیلان، عقیل، معقل بعض روایت میں ہے کہ وہب نے ۱۱۰ھ میں انتقال کیا۔

حر بن یوسف امیر موصل نے اس سال ذی الحجہ میں انتقال کیا اور موصل ہی میں قریش کے قبرستان میں جو محل منقوشہ کے سامنے تھا، دفن کیا گیا۔ ہشام نے حر کی جگہ ولید بن تلید عبسی کو موصل کا حاکم بنایا اور اس کو حکم دیا کہ وہ نہر کی تکمیل کرے۔ ولید نے بڑی محنت اور جانفشانی سے اُس کو تیار کرایا۔

متفرق واقعات

معاویہ بن ہشام نے اس سال بھی روم میں جنگ کی اور مرعش کی طرف سے حملہ آور ہوا پھر وہاں سے واپس آ گیا۔ اس سال بھی بنوعباس کے داعیوں کی جماعت خراسان پہنچی ان میں سے ایک شخص کو جنید نے قتل کر ڈالا اور کہا کہ میں جس کو قتل کرتا ہوں اُس کا خون میرے لیے معاف ہے۔ اس سال حج سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے کرایا لیکن بعض روایت میں ہے کہ ابراہیم بن ہشام مخزومی امیرِ حج تھا۔ عمال حکومت وہی تھے جن کا ذکر کیا جا چکا ہے۔

Marfat.com

باب-۴۱

۱۱۴ھ کے واقعات

حاکم آرمینیہ اور آذربائیجان مروان بن محمد

اس سال ہشام نے اپنے ابن عم مروان بن محمد بن مروان کو جزیرہ آرمینیہ اور آذربائیجان کا حاکم بنایا۔ اس کی صورت یوں ہوئی کہ محمد بن مروان، مسلمہ کی اس فوج میں شامل تھا جو آرمینیہ کے قریب خزریوں سے مقابلہ کے لیے گئی تھی۔ جب مسلمہ وہاں سے لوٹا تو مروان، ہشام کے پاس آیا لیکن بے شان وگمان پہنچا۔ ہشام نے آنے کی وجہ دریافت کی تو مروان نے کہا کہ میں جو بات کہنا چاہتا ہوں اُس کی قدرت نہیں رکھتا لیکن یہ بھی دیکھتا ہوں کہ میرے سوا کوئی اس کو انجام نہیں دے سکتا۔ ہشام نے پوچھا آخر کیا بات ہے؟ مروان نے کہا خزریوں نے بلاد اسلامیہ پر پورا قبضہ کرلیا تھا۔ جّراح بھی قتل کیا جاچکا تھا مسلمانوں پر ہر طرف سے ضعف آچکا تھا اس کے بعد امیر المومنین کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ نے مناسب سمجھا کہ اپنے بھائی مسلمہ کو ان کی طرف روانہ کردیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ترکوں کے مقبوضات میں سے چند معمولی مقامات ہی قبضے میں آئے ہیں اور مسلمہ نے جب دیکھا کہ اس کے لشکر کی تعداد بڑھ رہی ہے تو وہ بہت مغرور ہوا اور اُس نے خزریوں کو اعلان جنگ دیا اور پھر تین مہینہ تک مقیم رہا۔ اس عرصہ میں دشمن تیار ہوگیا اور متحد ہوکر جب شہروں میں داخل ہوا تو کسی قسم کی غیر معمولی جنگ نہ کرنی پڑی۔ قصہ مختصر یہ کہ وہ ہمیشہ جنگوں سے بچتا رہا اور برابر اسی کی کوشش میں مصروف رہا۔ میرا ارادہ ہوا کہ میں آپ سے اجازت لے کر مسلمانوں کے دامن سے یہ بدنما دھبّہ مٹا دوں اور دشمنوں سے پورا بدلہ لے لوں۔

Marfat.com

ہشام نے کہا کہ میں نے تم کو اس کی اجازت دے دی کہ بلاد خزر میں خوب لڑو۔ مروان نے کہا کیا آپ ایک لاکھ بیس ہزار فوج سے ہماری امداد کریں گے تو ہشام نے کہا ایک لاکھ بیس ہزار فوج سے تمھاری مدد کروں گا۔ اس پر مروان نے کہا کہ یہ راز کسی پر ظاہر نہ فرمائے گا۔ ہشام نے کہا ہاں اور جاؤ میں نے تم کو آرمینیہ کا حاکم بنادیا۔ مروان خوشی خوشی آرمینیہ کی طرف روانہ ہوا۔ ادھر ہشام عراق، شام اور جزیرہ وغیرہ سے فوجیں بھیجنے لگا چنانچہ تمام فوج رضا کاروں کی جماعت کو محسوب کر کے ایک لاکھ بیس ہزار تھی۔ مروان نے پہلے تو یہ ظاہر کیا کہ وہ ان کی طرف جارہا ہے۔ بلاد خزر کے قریب پہنچ کر ملک خزر کو لکھا کہ ہم تم سے صلح کرنا چاہتے ہیں اس نے اس دعوت کو منظور کرلیا اور ان معاملات کو طے کرنے کے لیے اپنا ایک آدمی اس کے پاس بھیجا۔ مروان نے اس قاصد کو روک لیا اور اس اثنا میں اپنی فوج کو تیار ہوجانے کا حکم دیا۔ مروان باتوں ہی باتوں میں قاصد پر بگڑ گیا اور اُس کے سامنے اعلان جنگ کردیا۔ اس کے بعد قاصد کو ایک ایسے شخص کی معرفت واپس کیا جس کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ وہ طویل راستے سے اسے پہنچائے۔ جب قاصد چلا گیا تو خود اپنی فوج کے ساتھ ایک قریبی راستے سے روانہ ہوا چنانچہ قاصد کے پہنچنے سے قبل ہی مروان وہاں پہنچ گیا۔ ملک خزر کو جب یہ معلوم ہوا کہ مروان فوجیں جمع کر کے جنگ پر آمادہ ہے تو اُس نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا انھوں نے کہا کہ اس نے تم کو سخت دھوکہ دیا اگر تم فوج جمع کرو گے تو اس کے لیے ایک مدت درکار ہے اس عرصہ میں وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائے گا اور اگر اسی حالت میں جنگ چھیڑ دی تو شکست یقینی ہے اس لیے مناسب صورت یہ ہے کہ اپنی حکومت کے کسی دور دراز علاقے میں چلے جاؤ اور اس عرصہ میں جو جی میں آئے اس کو کرنے دو۔ ملک خزر نے اس رائے کو پسند کیا اور اپنے اہل وعیال کو لے کر روانہ ہوا۔

مروان نے راستہ صاف پایا اس لیے اس نے ان شہروں میں داخلہ شروع کر دیا اور لوگوں کو قید کرتا، قتل و غارت کرتا ہوا آخر تک پہنچ گیا۔ کسی مقام پر کچھ دن مقیم رہا اور تھوڑے ہی دنوں میں وہاں کے باشندوں کو اپنا مطیع کرلیا اور اُن سے اپنا بدلہ لیا۔ اس کے بعد ملک سریر کی حکومت میں داخل ہوا اور ان کے قلعے اور مکانات کو چھین لیا۔ وہاں کے بادشاہ نے مجبور ہوکر ایک ہزار جانوروں پر اور پانچ سو غلاموں پر اور اسی طرح پانچ سو کالے بال والی لونڈیوں پر اور ایک لاکھ مُدی [1] اناج باب تک پہنچانے جانے پر صلح کرلی پھر وہ زری کران میں داخل ہوا اور وہاں کے بادشاہ سے صلح کرلی اس کے بعد مروان

Marfat.com

تومان پہنچا وہاں کے لوگوں سے بھی ایک سوغلاموں پراور بیس ہزار اناج پر صلح کرلی اس کے بعد حمزین کی طرف ان کا محاصرہ کرلیا اور چند ہی دنوں میں ان کے سب کے سب قلعوں کو چھین لیا۔ سُعدان کے لوگوں سے بھی صلح کرلی اور طیرشانشاہ پر دس ہزار سالانہ مُدی اناج بطور خراج کے مقرر کیا اور یہ شرط لگائی کہ باب تک پہنچایا جائے پھر قلعہ لکز پر حملہ آور ہوا۔ صاحب قلعہ نے خراج دینے سے انکار کردیا وہ ملک خزر سے ملنے جارہا تھا کہ راستہ میں کسی چرواہے نے تیر مار دیا جس کے صدمے سے وہ مرگیا۔ وہاں کے باشندوں نے پھر مروان سے صلح کرلی اس نے اپنا عامل مقرر کردیا اور قلعہ نہروان کی راہ لی یہ قلعہ دریا کے کنارے پر واقع ہے اس کو فتح کرکے دودانیہ کی طرف گیا اور اُن سے جنگ کی پھر وہ واپس آ گیا۔

متفرق واقعات

اس سال معاویہ بن ہشام نے صائف لیسری میں جنگ کی۔ عبداللہ البطال القی اور قسطنطین میں جنگ ہوئی جس میں عبداللہ نے اس کو شکست دی اور پھر گرفتار کرلیا۔

سلیمان بن ہشام نے صائفہ یمنی میں جنگ کی اور قیساریہ تک دھاوا کرتا ہوا پہنچ گیا۔

ہشام نے اس سال ابراہیم بن ہشام مخزومی کو مدینہ کی حکومت سے معزول کردیا اور خالد بن عبدالملک بن حارث بن حکم کو وہاں کا حاکم بنایا۔ یہ واقعہ ربیع الاول کے مہینہ کا تھا۔ ابراہیم نے آٹھ سال تک حکومت کی۔

ابراہیم کو مکہ اور طائف کی حکومت سے بھی معزول کردیا گیا اور مکہ اور طائف میں محمد بن ہشام مخزومی کا تقرر عمل میں آیا۔ بعض روایت میں ہے کہ محمد بن ہشام ۱۱۳ھ میں مکہ اور طائف کا حاکم بنادیا گیا اور ابراہیم کے بعد وہ مستقل حاکم بنادیا گیا۔

واسط ۲ میں اس سال بہت سخت طاعون آیا۔

خاقان کے شکست کھانے کے بعد مسلمہ بن عبدالملک واپس آ گیا لیکن جو کچھ اس نے فتح کیا تھا اُن کو مستحکم کردیا۔ شہر باب کی تعمیر کرائی۔

اس سال خالد بن عبدالملک بن حارث نے حج کرایا لیکن بعض روایت میں ہے کہ محمد بن ہشام نے حج کرایا۔

Marfat.com

عمال حکومت وہی تھے صرف مدینہ میں خالد بن عبدالملک کا نیا تقرر ہوا تھا، مکہ اور طائف میں محمد ہشام کا تقرر ہوا تھا۔ آرمینیہ اور آذربائیجان میں مروان بن محمد حاکم بنایا گیا تھا۔

وفات

عطاء بن ابی رباح کا اسی سال انتقال ہوا۔ بعض ۱۱۵ھ میں بتاتے ہیں ان کی عمر تقریباً ۸۸ برس کی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ اُن کی عمر سو برس کی تھی۔ محمد بن علی بن حسین الباقر نے بھی اسی سال وفات پائی ان کے متعلق بھی بعض ۱۱۵ھ میں وفات لکھتے ہیں۔ عمر ۶۳ سال یا ۵۸ سال کی تھی۔

حکم بن عتیبہ بن نہاس ابومحمد نے اسی سال انتقال کیا۔ یہ بنوکندہ کی کسی عورت کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اُن کی پیدائش ۵۰ھ کی ہے۔ عبداللہ بن بریدہ بن حصیب اسلمی، قاضی مرو، نے اسی سال انتقال کیا۔ اُن کی پیدائش عمر بن خطاب کی خلافت کے تیسرے سال میں ہوئی۔

۞ ۞ ۞

حواشی وحوالہ جات

۱ مُدی ایک پیمانہ ہوتا تھا۔ شام اور مصر میں استعمال ہوتا تھا۔ ایک مُدی میں سولہ صاع ہوتے تھے۔

۲ واسط، کوفہ اور بصرہ کے درمیان آباد کی جانے والی فوجی چھاؤنی تھی جو حجاج بن یوسف نے اپنے دورِ امارت میں قائم کی تھی، اور یہاں شامی فوجوں کے دستے مستقل قیام رکھتے تھے۔ حجاج نے یہ انتظام اہل عراق کی مسلسل بغاوتوں اور شورشوں کے پیشِ نظر کیا تھا۔

۞ ۞ ۞

Marfat.com

باب-۴۲

۱۱۵ھ کے واقعات

اس سال معاویہ بن ہشام نے رومیوں سے جنگ کی۔شام میں اس سال سخت طاعون آیا۔خراسان میں شدید قحط پڑا۔جنید نے کورصول کولکھا کہ کھانے پینے کی چیزیں مرورانہ کرو۔جنید نے دیکھا کہ ایک شخص نے ایک درہم میں ایک روٹی خریدی اور یہ درہم جنید ہی نے اُس کو دیا تھا اس لیے اس نے کہا کہ تم لوگ بھوک کی شکایت کرتے ہو اور ایک درہم میں ایک روٹی خریدتے ہو۔میں نے ہند میں دیکھا کہ اناج کا ایک دانہ ایک درہم میں بکتا تھا۔

اس سال محمد بن ہشام مخزومی نے لوگوں کو حج کرایا۔خراسان کا حاکم جنید تھا۔بعض روایت میں ہے کہ اس سال جنید کا انتقال ہوگیا اور اپنی جگہ پر عمارہ بن المرّی کو جانشین بنایا بعض کے نزدیک ۱۱۶ھ میں وفات پائی۔اس سال عبدالملک بن قطن عامل اندلس نے بشکنس میں جنگ کی اور پھر اندلس میں صحیح وسالم واپس آ گیا۔

Marfat.com

باب۔۴۳

۱۱۶ھ کے واقعات

اس سال معاویہ بن عبدالملک نے صائفہ میں شرکت کی۔عراق اورشام کے تمام مقامات میں طاعون کا بہت زور تھااور خصوصاً شہر واسط جوکوفہ کے قریب تھااس میں اس کا اثر بہت زیادہ تھا۔

جنید کی خراسان سے معزولی اور عاصم کا حاکم ہونا

اس سال ہشام بن عبدالملک نے جنید بن عبدالرحمٰن المرّ ی کوخراسان سے معزول کردیا اوراس کی جگہ عاصم بن عبداللہ بن یزید الہلالی کومتعین کیا۔اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جنید نے فاضلہ بنت یزید بن مہلب سے شادی کرلی تھی۔یہ بات ہشام کو بہت ناگوار خاطر ہوئی اوراسی غصہ میں اس نے اُس کومعزول کردیا۔جنیدکواستسقاء کا عارضہ ہوگیا تھا۔ہشام نے عاصم سے کہا کہ اگرتواس میں ذرا بھی دم پائے تو گلا گھونٹ دے۔عاصم اس وقت خراسان پہنچا جب جنید کا انتقال ہو چکا تھا۔جنید اورعاصم میں مدت سے عداوت چلی آتی تھی چنانچہ اس نے آنے کے ساتھ ہی عمارہ بن حریم کوجوجنید کے چچا کا بیٹااوراس کا جانشین تھا گرفتار کرلیا اورقید میں ڈال دیا اوران تمام عمال کے درپے ہوگیا جوجنید کی طرف سے مختلف شہروں میں متعین تھے۔عمارہ،اُبوالھیذ ام کا دادا تھا جس کوشام میں بڑا مقام حاصل تھا۔اس کا تذکرہ ہم پھرکسی موقع پر کریں گے۔جنید نے مرو ہی میں وفات پائی اس شخص کی سخاوت بھی مشہور تھی لیکن لڑائیوں میں نامور نہ تھا۔

حارث بن سُریج کی خراسان میں بغاوت

اس سال حارث بن سُریج نے خراسان میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا اورسب سے پہلے

Marfat.com

فاریاب کی طرف آیا۔عاصم بن عبداللہ نے چند تجربہ کار اور ہوشیار آدمیوں کو قاصد بنا کر اس کے پاس بھیجا جن میں مقاتل بن حیان نبطی اور خطّاب بن محرز السُّلَمی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ان دونوں نے یہ مشورہ کیا کہ ہم حارث سے پہلے امان حاصل کرلیں اور پھر اس کے پاس جائیں۔مقاتل کے جو اور اصحاب تھے اُنھوں نے اس رائے سے اختلاف کیا۔جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو حارث نے سب کو قید کرلیا اور ایک شخص کو اُن کی حفاظت کے لیے متعین کردیا۔انھوں نے اُس نگران شخص کو باندھ دیا اور قیدخانہ سے نکل کر یہ لوگ عاصم کے پاس واپس آئے تو انھوں نے اس کے سامنے اس کے حکم سے حارث کی بڑی مذمت کی۔اس کی بدباطنی اور مکاری کا قصہ بیان کیا۔حارث نے سیاہ لباس پہن کر تمام لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف دعوت دی تھی اور اس کا محرک تھا کہ ہر شخص کی رضامندی سے خلیفہ کا انتخاب ہو۔حارث مقابلے کے لیے نکلا اور فاریاب سے بلخ آیا جہاں نصر بن سیّار تمیمی حاکم تھا۔نصر دس ہزار فوج کے ساتھ حارث کے مقابلے کے لیے نکلا۔اور حارث کے پاس کل چار ہزار آدمی تھے لیکن قلت تعداد کے باوجود حارث نے اہل بلخ کو شکست دی اور لوگوں کو پیچھے ہٹاتا ہوا شہر میں داخل ہوگیا۔نصر بن سیار وہاں سے بھاگا لیکن حارث نے اُس کا تعاقب نہیں کیا۔اس کے بعد حارث نے جب شہر بلخ پر قبضہ کرلیا تو عبداللہ بن خازم کے لڑکوں میں سے ایک کو وہاں کا حاکم بنادیا اور خود اپنی فوج کے ساتھ جوزجان آیا اور اُس کو فتح کر کے طالقان اور مروالرّوز پہنچا۔

جب وہ جوزجان میں تھا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ اب کس شہر پر دھاوا کیا جائے۔اُنھوں نے کہا کہ مرو تو خراسان کا پایۂ تخت ہے اور وہاں فوجوں کی بڑی بڑی چھاؤنیاں ہیں اگر تم نے ان پر حملہ کیا اور وہ صرف غلاموں کی فوج کو تمھارے مقابلہ میں کھڑا کردیں تو تم سے اچھی طرح بدلہ لے لیں گے،اس لیے بہتر ہے کہ تم یہیں مقیم رہو اگر وہ یہاں مقابلے کے لیے آئیں گے تو ہم اس کا جواب دیں گے اگر نہ آئے تو رسد کے بند کرنے کی کوشش کریں گے۔حارث نے اس رائے پر رضامندی ظاہر نہیں کی بلکہ وہ مرو ہی کی طرف روانہ ہوا۔وہاں کے اہل الرائے لوگوں کو خط لکھا کہ عاصم اگر نیشاپور میں مجھ سے ملا تو وہ ہماری جمعیت کو منتشر کردے گا اور اگر یہاں آیا تو نامراد واپس جائے گا۔

عاصم کو یہ خبر ملی کہ اہلِ مرو حارث سے خط وکتابت کررہے ہیں تو اس نے اہلِ مرو کو لکھا کہ اے اہلِ مرو تم نے حارث کو لکھا ہے کہ اگر وہ تمھارے شہر میں آجائے تو تم شہر خالی کردوگے۔ میں

Marfat.com

نیشاپور کے قریب ہوں۔امیرالمومنین سے خط وکتابت کررہاہوں عنقریب وہ دس ہزارفوج ہمارے پاس روانہ کردیں گے۔بشر بن مزاحم نے کہا کہ اگروہ طلاق اورعناق کی قسم کھا کرتمھاری اطاعت پر بیعت کرلیں اور جنگ میں ساتھ دینے کا وعدہ کرلیں توتم اُن کواپنے سے علیحدہ مت کرو۔

حارث ۶۰ ہزارفوج کے ساتھ مرو کی طرف روانہ ہوا۔اسی میں بنوازد اور بنوتمیم کے بہادر تھے جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں:محمد بن مثنی،حماد بن عامر جمانی،داؤد الاعسر،بشر بن انیف ریاحی،عطاء دبوسی اورروساء ترک میں سے جوزجان، فاریاب، ملک طالقان،مرورود کا دہقان ساتھ تھا۔عاصم بھی باشندگان مرو اور دوسرے جرار سپاہیوں کے ساتھ میدان میں نکلا اوراس نے ایک مقام پرمورچہ بندی کردی اوران پلوں کوتوڑ ڈالا جولوگوں کی آمدورفت کے لیے تھے۔اصحاب حارث نے پھرپل کومرتب کرلیااس کے بعدمحمد بن مثنی فراہیدی ازدی دوہزارفوج کے ساتھ عاصم کے مقابلہ میں آیا اورحماد بن عامر جمانی آگے بڑھا توبنوتمیم اس کے مقابلہ میں آئے۔حارث کے میمنہ پر وابض بن عبداللہ بن زرارہ تغلبی تھا۔اس کے بعد جانبین سے جنگ چھڑی جس میں اصحاب حارث نے شکست کھائی اور بہت سے آدمی نہروں میں ڈوب کرمرگئے وہ روساترک جوحارث کے ہم رکاب تھے واپس آگئے۔خازم بن عبداللہ بن خازم بھی ڈوب کرمرگیا اور بہت سے آدمی مارے گئے۔حارث ہراساں ہوااوروادی مرو سے آگے بڑھ کر اُس نے اس مقام پرخیمہ نصب کیا جہاں اکثر راہب ٹھہرا کرتے تھے۔عاصم نے حارث کا تعاقب نہیں کیا اس کے بعد حارث کے پاس تین ہزار آدمی جمع ہوگئے جو جنگ سے ادھراُدھر بھاگ گئے تھے۔

متفرق واقعات

اس سال ہشام بن عبدالملک نے عبیداللہ بن حبحاب موصلی کومصر کی حکومت سے معزول کرکے افریقہ کا حاکم بنایا۔وہ اسی سال افریقہ روانہ ہوگیا وہاں پہنچ کراس نے ایک فوج کوصقلیہ کی طرف روانہ کیا۔وہاں رومیوں سے سخت جنگ ہوئی اور مسلمانوں نے اُن کوشکست دی۔رومیوں نے مسلمانوں کی ایک جماعت کوگرفتارکرلیا جس میں عبدالرحمٰن بن زیادتھا جو۱۲۱ھ تک قید میں رہا۔

عبیداللہ بن حبحاب نے ایک دوسری فوج سوس اورسودان کی طرف روانہ کی جس نے

Marfat.com

بیش بہا غنائم حاصل کیے اور کامیاب واپس ہوئی۔ ابن حبحاب نے عطیہ بن حجاج قیسی کو اندلس کا حاکم بنایا اور عبدالرحمٰن بن قطن کو وہاں سے معزول کر دیا۔ عطیہ شوال کے مہینہ میں اندلس پہنچا۔ عبدالملک بن قطن نے اپنی حکومت کے زمانہ میں ہر سال ایک جنگ کی جن کے ذریعہ سے جلیقہ، التبہ وغیرہ فتح کیے۔

بعض روایت میں ہے کہ ابن حبحاب ۱۱۷ھ میں افریقہ کا حاکم ہوا اس کے دیگر حالات کا تذکرہ آئندہ سال کے سلسلے میں ہوگا لیکن صحیح روایت یہی ہے کہ وہ اسی سال حاکم بنایا گیا۔

ولید بن یزید بن عبدالملک نے جو اس وقت ولی عہد تھا اس سال لوگوں کو حج کرایا۔

عمال حکومت وہی تھے جن کا ذکر کیا گیا صرف خراسان پر عاصم بن عبداللہ کا تقرر کیا گیا۔

Marfat.com

باب۔۴۴

۱۱۷ھ کے واقعات

معاویہ بن ہشام نے موسم سرما میں رومیوں سے جنگ کی اور سلیمان بن ہشام نے جزیرہ کی طرف جنگ کی۔ اپنی فوج کے چھوٹے دستوں کو اطراف واجوانب میں روانہ کر دیا۔ مروان بن محمد نے اس سال آرمینیہ سے دو مرتبہ فوجیں بھیجیں۔ پہلی مرتبہ تو اس نے شہر لان کے تین قلعوں کو فتح کیا اور دوسری مرتبہ اس نے تومانشاہ پر چڑھائی کی لیکن وہاں کے لوگوں نے مصالحت کر لی۔

عاصم کی خراسان سے معزولی

اس سال ہشام بن عبدالملک نے عاصم بن عبداللہ کو خراسان کی حکومت سے معزول کر دیا اور خالد بن عبداللہ قسری کو اُس کی جگہ پر دوبارہ مقرر کر دیا۔ خالد نے اپنے بھائی اسد بن عبداللہ کو وہاں کا حاکم بنا دیا۔ عاصم کی معزولی کی وجہ یہ ہوئی کہ اُس نے ہشام کو اس مضمون کا خط لکھا تھا:

''امابعد! گھر کا بچہ اپنے گھر والوں سے جھوٹ نہیں کہتا۔ خراسان کی حالت اس وقت تک درست نہیں ہو سکتی جب تک اس کو عراق کی حکومت سے ملا نہ دیا جائے کیونکہ اس وقت ساز وسامان اور دوسرے امدادی وسائل امیر المومنین سے بہت قریب ہو جائیں گے۔''

ہشام نے خالد بن عبداللہ جو عراق کا حاکم تھا خراسان کو بھی اس کے سپرد کر دیا اور اس کو لکھا کہ تم اپنے بھائی اسد کو وہاں بھیج دو تا کہ وہ وہاں کی حالت کو درست کر دے۔ مفاسد اور خرابیوں کو دفع کر دے اور اگر یہی وجہ ہوگی جس کو عاصم نے لکھا ہے تو وہ بھی رفع دفع ہو جائے گی۔ چنانچہ خالد نے اپنے بھائی اسد کو خراسان بھیج دیا۔ جب عاصم کو اسد کے آنے کی خبر ملی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس نے محمد بن

Marfat.com

مالک ہمدانی کو پہلے ہی روانہ کر دیا ہے تو اس نے حارث بن سُریج سے مصالحت کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ دونوں میں اس قسم کا معاہدہ ہوا کہ حارث خراسان کے جس شہر میں چاہے رہ سکتا ہے اور یہ تمام باتیں ہشام کو لکھی جائیں اور اُس کو کتاب اللہ اور سنت نبویؐ پر عمل پیرا ہونے کی تاکید کی جائے اگر وہ ان پر عمل درآمد سے انکار کرے تو ہم دونوں متحد ہو کر کام کریں گے۔ اس عہد نامہ پر بعض روسا شہر نے بھی دستخط کیے لیکن یحییٰ بن حصین بن منذر نے اس سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ تو امیر المومنین سے بغاوت ہے اور اُن کو معزول کرنے کی ترکیب ہے۔

یحییٰ نے سارا بھانڈا پھوڑ دیا۔ جب عاصم مرو کے ایک گاؤں میں تھا تو حارث اس سے لڑنے کے لیے آمادہ ہوا۔ دونوں اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ ایک جگہ جمع ہوئے اور خوب سختی کے ساتھ ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے لیکن حارث نے شکست کھائی اور اس کے بہت سے آدمی گرفتار کر لیے گئے جن میں عبداللہ بن عمرو مازنی بھی تھا جو مرورود کے باشندوں کا سردار تھا۔ عاصم نے ایک طرف سے تمام قیدیوں کو قتل کر ڈالا حارث کے گھوڑے کو بھی ایک تیر لگ گیا جس سے وہ زخمی ہو گیا۔ اس نے تیر نکال کر پھینک دیا اور اُس کو تیز چلنے پر مجبور کیا۔ ایک شامی نے حارث کا تعاقب کیا جب وہ قریب پہنچا تو حارث اپنے گھوڑے سے اتر گیا اور شامی کا برابر تعاقب کرتا رہا جب نزدیک پہنچ گیا تو شامی نے چلا کر کہا کہ اسلام کی عزت اور حرمت کی قسم دیتا ہوں کہ تم میرے قتل سے باز آ جاؤ حارث نے کہا کہ تم اپنے گھوڑے سے اتر جاؤ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا اور حارث اس پر سوار ہو کر چلا گیا۔ عبدالقیس کے ایک شاعر نے کہا ہے:

تولت قریش لذة العیش اتقت　　بناکل فج من خراسان اغبرا

قلیت قریشاً أ صبحوا ذات لیلة　　یعومون فی لج من البحر اخضرا

[قریش عیش و آرام کی لذت کے دلدادہ ہیں لیکن بہادری کا یہ عالم ہے کہ وہ ہم سے خراسان کے ہر گرد آلود راستہ میں بچتے رہتے ہیں۔ کاش قریش کسی دن بحر اخضر کی موجوں میں تیرتے نظر آتے۔]

اہل شام نے یحییٰ بن حصین کے اس فعل کی بہت تعظیم کی۔ اس کے متعلق اُنھوں نے ایک خط لکھا تھا جس میں حارث اور محمد بن مسلم العنبری کی شکست کی خبر دی تھی۔ راستہ میں یہ قاصد اسد سے

Marfat.com

مقام رے یا نیہق میں ملا۔ اسد نے اپنے بھائی کو لکھ بھیجا کہ ہم نے حارث کو شکست دے دی اور یحییٰ کی دانشمندی کی تعریف کی۔ خالد قسری نے یحییٰ کو دس ہزار دینار اور ایک سو گھوڑے انعام میں دیئے۔ عاصم کی حکومت کل ایک سال رہی۔ اسد نے عاصم کو گرفتار کر لیا اور سلطنت کے حسابات کا معائنہ کیا تو اس میں ایک لاکھ درہم کا غبن نکلا اسد نے اس سے اس کا مطالبہ کیا اور اُس نے عمارہ بن حریم اور جنید کے دوسرے عمال جو قید میں تھے اُن سب کو رہا کر دیا۔

اسد جب خراسان پہنچا تو عاصم کے قبضے میں مرو اور نیشا پور کے سوا کچھ نہ تھا اور حارث مرورود میں مقیم تھا اور خالد بن عبداللہ ہجری جو حارث کا معین و مددگار تھا مقام آمل میں تھا۔ اسد کو یہ خطرہ ہوا کہ اگر میں حارث کا رخ کرتا ہوں تو ہجری آمل کی طرف سے حارث کی مدد کے لیے آجائے گا۔ اس خیال سے اُس نے عبدالرحمٰن بن نُعیم کو کوفہ اور شام کی فوجوں کے ساتھ حارث کے مقابلہ میں روانہ کیا اور خود آمل کی طرف چلا۔ جب وہاں پہنچا تو فوجیں لڑنے کو تیار تھیں۔ ان کا سردار زیاد قرشی تھا جو حیان نبطی کا مولیٰ تھا۔ اسد نے ان سے جنگ کی اور اُن کو شکست دے دی اور وہ لوگ شہر کی طرف بھاگے۔ اسد نے آگے بڑھ کر شہر کا محاصرہ کر لیا اور ہر چہار طرف سے منجنیقیں لگا دیں۔ ہجری نے مجبور ہو کر اسد سے امان طلب کی۔ اسد نے امن دے دیا۔ اس کے بعد اس نے ایک شخص کو ان کے پاس اس لیے بھیجا تا کہ وہ دریافت کرے کہ آخر وہ کیا چاہتے ہیں اور اُن کا مطالبہ کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی حقیقی تعمیل کے سوا کچھ نہیں چاہتے ہیں اور آپ سے اس کی استدعا کرتے ہیں کہ ہماری وجہ سے شہر کے اور باشندوں کو تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ اسد نے ان دونوں شرطوں کو منظور کر لیا اور یحییٰ بن نُعیم بن ھبیرہ شیبانی کو وہاں کا حاکم بنا دیا۔

اس کے بعد اسد بلخ کی طرف روانہ ہوا کیونکہ اُس کو یہ معلوم ہوا تھا کہ بلخیوں نے سلیمان بن عبداللہ بن خازم پر بیعت کر لی۔ وہاں پہنچ کر کشتیاں تیار کرائیں اور پھر اُن پر سوار ہو کر ترمذ کی طرف چلا گیا۔ وہاں حارث کو دیکھا کہ وہ ترمذ کا محاصرہ کیے ہوئے ہے۔ اور سنان اعرابی بھی اس کے ساتھ ہے۔ اسد نہر ہی کے قریب مقیم ہو گیا کیونکہ اس کو نہر عبور کرنے کی ہمت نہ پڑی اور نہ اہلِ ترمذ کی مدد کر سکا۔ اہلِ ترمذ نے حارث سے پورا مقابلہ کیا۔ حارث نے یہ چالاکی کی کہ وہ ظاہراً تو شکست کھا کر پیچھے ہٹ آیا لیکن جب اُنھوں نے تعاقب کیا تو فوجیں کمیں گاہوں سے نکل پڑیں اور اہلِ ترمذ کو شکست کھانی

Marfat.com

پڑی۔نصر بن سیار، اسد کے پاس بیٹھا تھا۔اس نے اس وقت جب کہ حارث کی فوجیں پیچھے ہٹ رہی تھیں سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا کیونکہ وہ سمجھ رہا تھا کہ حارث ان کو دھوکا دینا چاہتا ہے مگر اسد کو یہ گمان ہوا کہ حارث شکست پر کبیدہ خاطر ہوا ہے۔اس خیال سے اس نے یہ مصمم ارادہ کرلیا کہ نصر کو اس کی سزا دیں گے لیکن یکا یک کمیں گاہ کے لوگ اہلِ ترمذ پر ٹوٹ پڑے اور وہ بھاگ گئے۔

اسد وہاں سے بلخ واپس آیا۔اہلِ ترمذ نے حارث پر حملہ شروع کیا اور ان کی ایک جماعت کو ہلاک و برباد کردیا جس میں اکثر بڑے سردارانِ قوم تھے مثلاً عکرمہ، ابوفاطمہ وغیرہ۔اسد بلخ سے سمرقند چلا آیا لیکن زم کے راستہ سے روانہ ہوا۔جب زم پہنچا تو اس نے ھیثم شیبانی کو کہلا بھیجا کہ تم لوگوں نے کج خلقی اور بدکاری سے پرہیز کرنے کا حلف اٹھایا حالانکہ اس شہر میں جس قدر مشرکین کا غلبہ اور فسق و فجور ہے، دوسرے شہروں میں کم ہوگا۔لیکن تم اس کی اصلاح کی فکر نہیں کرتے۔میں اس وقت سمرقند جارہا ہوں اور تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میری جانب سے تم کو کسی قسم کی تکلیف یا اذیت نہیں پہنچے گی بلکہ ہر وقت تمھاری ہمدردی اور غم خواری کروں گا تم کو اور تمھارے اصحاب کو امان دوں گا لیکن اگر تم نے مصالحت سے انکار کردیا تو یاد رکھو کہ میں تم کو تیروں کا نشانہ بناؤں گا اور پھر کبھی امن نہ دوں گا۔ھیثم شیبانی نے موقع کو غنیمت جانا اور اس سے صلح کرلی بلکہ اس کے ساتھ ہی سمرقند چلا گیا پھر ورغسر سے ہوتا ہوا بلخ واپس آیا بعض روایت میں ہے کہ یہ واقعہ ۱۱۸ھ میں ہوا تھا۔

دولت عباسیہ کے دعاۃ

اسد بن عبداللہ نے بنوعباس کے داعیوں کی ایک جماعت کو گرفتار کرلیا جن میں سے بعض قتل کیے گئے بعض کا مثلہ کیا گیا اور بعض کو قید میں رکھا گیا۔گرفتار شدگان میں مشاہیر یہ تھے: سلیمان بن کثیر، مالک بن ہیثم، موسیٰ بن کعب، لاھز بن قریظ، خالد بن ابراہیم، طلحہ بن زریق یہ سب اسد کے سامنے حاضر کیے گئے۔اسد نے ان سے پوچھا کہ اے فاسقو اور فاجرو کیا خدا نے یہ نہیں فرمایا ہے:

عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ (المائدہ:۹۵)[اللہ گذشتہ خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے۔اور اگر کوئی پھر اس کا اعادہ کرتا ہے تو اس سے مواخذہ کرتا ہے۔] سلیمان بن کثیر نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم تمھارے ہی قوم کے لوگ ہیں اس وقت ہماری قسمت کا فیصلہ تمھارے ہاتھ میں ہے

Marfat.com

اور واقعہ یہ ہے کہ بنو مضر نے یہ غلط خبر تم تک پہنچائی کیونکہ ہم قتیبہ بن مسلم پر اس زمانہ میں بہت سخت تھے آج انھوں نے اسی کا بدلہ لیا ہے۔ اسد نے تمام لوگوں کو قید خانہ میں داخل کر دیا۔ اس کے بعد اسد نے عبدالرحمٰن بن نعیم سے مشورہ لیا کہ کیا رائے ہے اُس نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ ان قبائل پر احسان کیجیے۔ اسد نے کہا کہ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن نے ان تمام لوگوں کو جو یمنی قبائل سے تھے (کیونکہ وہ خود یمنیوں میں تھا) اور بنو ربیعہ کو جو اُن کے حلیف تھے رہا کر دیا اور جو بنو مضر سے تھے اُن کو قتل کر دینے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ موسیٰ بن کعب کو قید خانہ سے نکالا اور اس کے منہ میں گدھے کی لگام ڈال کر کھینچ لی تو اُس کے دانت ٹوٹ کر گر پڑے اور اُس کی ناک اور منہ زخمی ہو گئے پھر لاھز بن قریظ کو بلایا اس نے اسد کو مخاطب کر کے کہا یہ کیا انصاف ہے کہ یمنی قبائل کو اور بنو ربیعہ کو چھوڑ دیا جائے اور صرف ہمارے ساتھ برا سلوک کیا جائے۔ اسد نے تین سو کوڑے لگوائے لیکن حسن بن زید ازدی نے اُن کی برأت کی شہادت دی اور وہ چھوڑ دیے گئے۔

عبیداللہ بن حبحاب کا افریقہ اور اندلس میں حاکم ہونا

اس سال ہشام بن عبدالملک نے عبیداللہ بن حبحاب کو اندلس اور افریقہ کا حاکم بنایا اور اُس کو وہاں روانہ ہونے کا حکم دیا۔ عبیداللہ اس سے قبل مصر کا حاکم تھا جب افریقہ جانے لگا تو اُس نے اپنے بیٹے کو مصر میں جانشین بنایا اور خود افریقہ چلا گیا۔ جب وہاں پہنچا تو اندلس میں عقبہ بن الحجاج کو حاکم بنایا۔ طنجہ میں اپنے بیٹے اسمٰعیل کو عامل بنایا اور حبیب بن ابی عبیدہ بن عقبہ بن نافع کو مغربی ممالک کے فتح کرنے کے لیے روانہ کیا چنانچہ وہ عظیم الشان فوجوں کے ساتھ مختلف شہروں کو فتح کرتا ہوا سوس کے آخری حصہ تک اور سوڈان پہنچا اور جس طرف رخ کیا وہیں فتح یابی کا جھنڈا نصب کیا۔ بہت سے غنائم اور قیدی حاصل کیے۔ اس کی فتوحات نے اہلِ مغرب پر زبردست رعب بٹھا دیا۔ قیدیوں میں دو ایسی بربری لڑکیاں تھیں جن کی چھاتیوں پر صرف ایک پستان تھا۔ حبیب سوڈان سے واپس آ گیا اور اس کے بعد اسی نے ۱۱۷ھ میں ایک فوج جزیرہ سردانیہ کے فتح کرنے کے لیے بھیجی۔ اس فوج نے بڑی جواں مردی اور دلیری سے جزیرہ کو فتح کیا۔

ابن حبحاب نے ۱۲۲ھ میں حبیب کو شہر صقلیہ کی طرف روانہ کیا۔ اس کے ساتھ اُس کا

Marfat.com

لڑکا عبدالرحمٰن بن حبیب بھی تھا جب حبیب صقلیہ پہنچا تو اُس نے عبدالرحمٰن کو گرداگرد کے مقامات فتح کرنے کے لیے بھیج دیا چنانچہ عبدالرحمٰن نواحی صقلیہ کو فتح کرتا ہوا سرقوسہ پہنچا جو اس کا مشہور شہر تھا۔ سرقوسہ کے باشندوں نے پہلے تو جنگ کی لیکن جب اُنھوں نے شکست کھائی تو جزیہ کی ادائی پر صلح کر لی۔ عبدالرحمٰن ان عظیم الشان فتوحات کے ساتھ اپنے باپ کے پاس لوٹ آیا۔ حبیب کا یہ ارادہ تھا کہ صقلیہ میں اس وقت تک مقیم رہوں گا جب تک ان تمام باشندوں کو جو مشرکین کے قبضہ میں ہیں، فتح نہ کرلوں لیکن اُس کی مراد بر نہ آئی کیونکہ اسی درمیان میں عبیداللہ بن حبحاب نے اس کو افریقہ بلا لیا۔

اس کی صورت یوں آئی کہ ابن حبحاب نے طنجہ میں اپنے بیٹے اسمٰعیل کو حاکم بنایا اور اس کے ساتھ عمر بن عبداللہ المرادی کو مشیر کار کے طور پر رکھا لیکن یہ شخص ایسا بدخصلت تھا کہ اُس نے لوگوں پر بے حد مظالم کرنا شروع کیے۔ بربری مسلمانوں سے خمس وصول کرنے کی نیت کی کیونکہ اس کا خیال تھا کہ یہ لوگ مسلمانوں کے لیے مال غنیمت ہیں، جتنا دل میں آئے لوٹ کر کھاؤ لیکن یہ ایک ایسی نئی بات تھی کہ جس کو کسی نے نہیں کیا تھا۔ جب بربریوں کو یہ معلوم ہوا کہ حبیب اپنی فوجوں کے ساتھ صقلیہ جا رہا ہے تو اُنھوں نے ابن حبحاب کے معاہدہ کو توڑ ڈالا اور باغی ہو گئے اور تمام مسلمان اور کافر سب مقابلے کے لیے مجتمع ہو گئے اور معاملہ بڑھ گیا۔ طنجہ کے بربریوں نے میسرۃ السقاء المدغوری کو جو کہ خارجی المذہب تھا، اپنا سردار بنالیا اور طنجہ پر حملہ آور ہوئے چنانچہ اس میں مسلم اور غیر مسلم ہر دو قومیں تیار ہو گئیں اور عمر بن عبداللہ سے مقابلہ ہوا اس کو قتل کر کے انھوں نے طنجہ پر قبضہ کر لیا اور میسرہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر لی اس کے نام پر مساجد میں خطبہ پڑھنے لگے۔ بربریوں کی طاقت اب بالکل مستحکم ہو گئی اور اطراف طنجہ میں اُن کی فوجیں پھیل گئیں۔

دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ ایک جماعت افریقہ میں اس قسم کی نمودار ہوئی جو خوارج کی طرح تھی۔ ان مختلف اسباب کی بنا پر ابن حبحاب نے حبیب کو بلا لیا۔ اس سے قبل اس نے خالد بن حبیب کو میسرہ کے مقابلے میں بھیج دیا تھا۔ جب حبیب افریقہ پہنچا تو ابن حبحاب نے فوراً اسے طنجہ کی طرف روانہ کر دیا۔ خالد اور میسرہ سے اطراف طنجہ میں جنگ ہوئی میسرہ شکست کھا کر طنجہ واپس چلا آیا جس سے تمام بربریوں میں ایک نفرت پیدا ہو گئی اور اسی غصہ میں اُنھوں نے میسرہ کو قتل کر ڈالا اور اُس کی جگہ خالد بن حمید الزناتی کو اپنا خلیفہ بنایا۔ خالد بن حمید اپنی فوجوں کو لے کر خالد بن حبیب کے مقابلے

Marfat.com

میں آیا۔ خالد بن حبیب کے ساتھ عرب اور شام کی فوجیں بھی تھیں۔ ان دونوں میں خوب زوردار جنگ ہوئی۔ عربوں نے بہت کچھ ہزیمتیں اٹھائیں لیکن میدان میں جمے رہے۔ بربریوں نے ایک کمیں گاہ سے دوسرا حملہ کر دیا جس نے اُن کو بالکل پست کر دیا لیکن خالد بن حبیب نے میدان میں شکست کھا کر جانے کو غیر مناسب سمجھا اس لیے وہ ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔ اس کے ٹھہرنے کی وجہ سے بڑے بڑے سرداران قوم اور بہادران عرب مارے گئے۔ اسی سبب سے اس جنگ کا نام ''غزوۂ الاشراف'' رکھا گیا۔

طنجہ کے باشندوں کی دیکھا دیکھی اطراف وجوانب کے تمام شہروں میں مخالفت کی آگ بھڑک اٹھی حتی کہ اُس کی لو اندلس میں بھی پہنچ گئی۔ وہاں کے لوگوں نے بھی اپنے حاکم عقبہ بن ابی الحجاج کو معزول کر کے عبدالملک بن قطن کو حاکم بنالیا۔ ان باتوں نے ابن حبحاب کو سخت پریشان کر دیا۔ ہشام کو جب اُن واقعات کی خبر ملی تو وہ بہت بگڑا اور یہ کہنے لگا میں ان کو اچھی طرح سبق سکھاؤں گا۔ میں بھی ایک زبردست فوج بھیجتا ہوں جس کا پہلا حصہ وہاں ہوگا تو آخری دستہ میرے پاس ہوگا۔ ہشام نے ابن حبحاب کو لکھا کہ تم چلے آؤ چنانچہ ۱۲۳ھ میں جمادی الاول کے مہینہ میں وہ شام پہنچ گیا۔ ہشام نے اس کی جگہ پر کلثوم بن عیاض قشیری کو منتخب کیا اور اس کو ایک بڑے زبردست لشکر کے ساتھ روانہ کیا اور ان تمام شہروں کے عمال کو جو کلثوم کے راستہ میں پڑے تھے یہ حکم دیا گیا کہ اس کے ساتھ فوجیں روانہ کریں۔ کلثوم جس وقت افریقہ کے قریب پہنچا تو اُس کا مقدمہ الجیش جو بلج بن بشر کے سپرد تھا وہ قیروان پہنچا۔ اس نے وہاں کے باشندوں پر سخت ظلم اور تکبر سے کام لیا اور اس نے ارادہ کیا کہ اپنی فوج کو وہیں اتار دے۔ وہاں کے باشندوں نے حبیب بن ابی عبیدہ کو لکھا جو مقام تلمسان میں بربریوں کو روکے ہوئے تھا کہ بلج اور کلثوم ہم پر مظالم ڈھا رہے ہیں۔ حبیب نے کلثوم کو لکھا کہ بلج اس قسم کی نازیبا حرکتیں کر رہا ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ تم قیروان سے کوچ کر جاؤ ورنہ عظیم الشان فوجوں کو تمھارے مقابلہ میں کھڑا کر دوں گا۔ کلثوم نے معذرت چاہی اور پھر بلج کو ساتھ لے کر حبیب کے پاس چلا آیا۔ کچھ دن تو دونوں میں چشمک رہی لیکن پھر مصالحت ہوگئی اور دونوں مل کر بربریوں سے جنگ کے لیے مستعد ہو گئے۔

طنجہ سے بربریوں کی زبردست فوج کلثوم کے مقابلہ میں آئی۔ حبیب نے کلثوم کو یہ مشورہ دیا کہ پیدل فوج کو پیدل کے مقابلے میں رکھو اور سواروں کو سواروں کے مقابلے میں کھڑا کرو لیکن اور

Marfat.com

لوگوں نے اُس کی رائے پسند نہیں کیا بلکہ کلثوم نے پہلے سواروں کا دستہ آگے بڑھایا، بربریوں کی پیدل فوج نے اُن کو شکست دے دی اور کلثوم شکست کھا کر لوٹا جس سے لوگوں کی ہمتیں پست ہوگئیں لیکن لڑائی جاری رہی۔ بربریوں کے رسالے بھی بیکار ثابت ہوئے کیونکہ وہ میدان میں نہ ٹھہر سکے صرف پیدل فوج بڑی ثبات قدمی سے مقابلہ کرتی رہی بلکہ اس نے جب اپنا قدم آگے بڑھایا تو کلثوم اور حبیب بن ابی عبیدہ اور دوسرے سردارانِ عرب کو قتل کر ڈالا۔ باقی عربوں نے شکست کھائی اور اِدھر اُدھر بھاگ گئے۔ شامی فوجیں اندلس کی طرف گئیں۔ اُن کے ساتھ عبدالرحمٰن بن حبیب اور بلج بن بشر بھی تھے اور کچھ لوگ قیروان میں بھی آئے۔

جب عربوں کو اِس جنگ میں شکست فاش حاصل ہوگئی تو ایک شخص شہر قابس میں عکاشہ بن ایوب فزاری کے نام سے نمودار ہوا۔ یہ خوارج صفریہ کے متبعین میں سے تھا۔ اس کے مقابلے کے لیے قیروان سے فوجیں روانہ کی گئیں۔ عکاشہ نے بہت دلیری کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا اور شکست دی لیکن جب پھر فوج روانہ کی گئی اس میں عکاشہ ہی نے شکست کھائی لیکن عربوں نے بڑی جاں کاہیوں سے یہ فتح حاصل کی۔ عکاشہ کے بہت سے ساتھی مارے گئے اور وہ خود بلادرمل کی طرف بھاگ گیا۔

جب ہشام کو کلثوم کے قتل کی خبر ملی تو اس نے حنظلہ بن صفوان کلبی کو افریقہ کا حاکم مقرر کیا۔ حنظلہ ۱۲۴ھ ربیع الاول کی آخری تاریخوں میں افریقہ پہنچا۔ قیروان میں تھوڑے ہی دن ٹھہرا ہوگا کہ بربروں نے اس پر حملہ کر دیا۔ جب وہ شکست کھاتے تو عکاشہ خارجی پھر اُن کو جنگ کے لیے مستعد کرتا۔ عکاشہ کی مدد عبدالواحد بن یزید الھواری مدغمی نے کی تھی، وہ بھی صفری خارجی تھا۔ عکاشہ اور عبدالواحد قیروان دو مختلف راستے سے روانہ ہوئے۔ عکاشہ پہلے پہنچ گیا اور اُس نے جنگ شروع کر دی۔ حنظلہ بھی اس کے مقابلے کے لیے نکلا دونوں میں خوب لڑائیاں رہیں لیکن آخر میں عکاشہ ہی نے شکست کھائی اور بہت سے بربری قتل کیے گئے۔ اس کے بعد حنظلہ قیروان واپس آیا کیونکہ اس کو خطرہ تھا کہ عبدالواحد نہ حملہ کر دے۔ حنظلہ نے قیروان پہنچنے کے بعد ہی چالیس ہزار فوج تیار کیں اور اس کو عبدالواحد کے مقابلہ میں روانہ کیا۔ یہ فوج عبدالواحد کے مقابلہ میں گئی تو اس کے پاس جانوروں کے کھلانے کے لیے چارہ تک نہ تھا۔ جُو کی بجائے گیہوں کھلانے لگے۔ دوسرے دن جنگ ہوئی جس میں عبدالواحد نے ان کو شکست دی۔ جب لوگ قیروان واپس آئے تو ان کے جانور گیہوں کھانے سے

Marfat.com

ہلاک ہوگئے۔ جب قیروان پہنچے تو دیکھا کہ بیس ہزار گھوڑے مر چکے ہیں۔

عبدالواحد کو جب فتح حاصل ہوئی تو اس نے قیروان سے تین میل کے فاصلے پر ایک مقام پر جس کا نام اصنام تھا اقامت کر لی اور اس وقت تین ہزار آدمی اس کے پاس جمع ہوگئے۔ حنظلہ کو اس شکست سے بہت تقویت ملی تو اس نے تمام قیروان کے باشندوں کو جمع کیا اور ان میں ہتھیار اور رقوم تقسیم کرائے جس کے بعد ایک بڑی جماعت مقابلے کے لیے تیار ہوگئی۔ جب عبدالواحد خوارج کے ساتھ قیروان کے قریب پہنچا تو حنظلہ بھی اپنی فوج کے ساتھ مقابلے میں آیا۔ اپنی فوج کو اس نے صفوں میں مرتب کر لیا۔ علمائے اسلام نے اہل قیروان کو جہاد کے لیے اُبھارا۔ خوارج کے قتل کا ان میں جذبہ پیدا کیا۔ ان کو بتایا کہ یہ لوگ عورتوں کو لونڈیاں بنا لیتے ہیں، لڑکوں کو غلام بنا لیتے ہیں آدمیوں کو قتل کر ڈالتے ہیں۔ ان جملوں سے لوگوں میں ایک زبردست جوش پیدا ہوگیا اور سب نے تلواریں کھینچ لیں اور مقابلہ میں آگئے۔ عورتیں بھی آگے بڑھیں اور مردوں کو جوش دلانے لگیں۔ خوارج نے بھی کم جوش سے مقابلہ نہیں کیا لیکن یہ اپنے سر ہتیلیوں پر لیے ہوئے لڑتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عربوں نے فتح پائی اور خوارج کو شکست نصیب ہوئی۔ عربوں نے جلولا تک ان کا تعاقب کیا لیکن یہ نہ معلوم ہوسکا کہ عبدالواحد بھی مارا گیا یا نہیں۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد اس کا سر حنظلہ کے سامنے کسی نے پیش کیا۔ لوگ یہ فتح دیکھتے ہی سجدۂ شکر بجالائے۔

بعض روایت میں ہے کہ مغربی ممالک میں اس سے زیادہ خوں ریز معرکہ کبھی نہیں ہوا۔ حنظلہ نے مقتولین کے شمار کرنے کا حکم دیا تو لوگ عاجز ہوگئے پھر اُنھوں نے شمار کر کے ایک لاکھ ۸۰ ہزار کی تعداد بتائی۔ کچھ دنوں کے بعد عکاشہ بھی ایک گروہ کے ساتھ گرفتار ہوگیا۔ حنظلہ نے اس کو قتل کر ڈالا اور اس کے بعد اس نے ہشام کو لکھ بھیجا کہ یہ فتوحات حاصل ہوئیں اور یہ دونوں سردار مارے گئے۔ لیث کا بیان ہے کہ غزوۂ بدر کے بعد اصنام سے زیادہ شدید جنگ عربوں میں کوئی نہیں ہوئی۔

متفرق واقعات

اس سال معاویہ بن ہشام نے صائفہ یسری میں جنگ کی اور سلمان بن ہشام نے صائفہ یمنی میں لڑائی کی۔ اس نے اپنی فوج کو چھوٹے چھوٹے حصّوں میں مختلف مقامات پر بھیج دیا۔

Marfat.com

اس سال خالد بن عبدالملک نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ مکہ طائف اور مدینہ میں محمد بن ہشام بن اسماعیل مخزومی تھا۔ آرمینیہ اور آذربائیجان میں مروان بن محمد حاکم تھا۔

فاطمہؓ بنت حسینؓ بن علی بن ابی طالب اور سکینہ بنت الحسینؓ نے اسی سال وفات پائی۔

اسی سال عبدالرحمٰن بن ھرمز نے اسکندریہ میں انتقال کیا۔

ابن ابی ملیکہ کا بھی اسی سال انتقال ہوا جس کا اصلی نام عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ تھا۔

ابورجاء عطاردی اور ابوشاکر مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک نے اس سال قضا کی۔

میمون بن مہران فقیہ کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔ بعض ۱۱۸ھ میں روایت کرتے ہیں نافع مولیٰ بن عمر نے اسی سال وفات پائی بعض ۱۲۰ھ میں بتاتے ہیں۔

ابوبکر محمد بن عمرو بن حزم نے بھی اسی سال قضا کی بعض ۱۲۰ھ اور بعض ۱۲۶ھ اور بعض ۱۳۰ھ میں بتاتے ہیں۔

عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص، سعید بن یسار، قتادہ بن دعامہ بصری ان سب نے اسی سال انتقال کیا۔ قتادہ بن دعامہ کی آنکھ کی روشنی جاتی رہی تھی ان کی پیدائش ۶۰ھ کی ہے۔

Marfat.com

باب۔۴۵

۱۱۸ھ کے واقعات

اس سال معاویہ بن ہشام اور سلمان بن ہشام بن عبدالملک نے روم میں مختلف لڑائیاں کیں۔

دولت عباسیہ کے دعاۃ

اس سال بکیر بن ماہان نے عمار بن یزید کو خراسان میں بنوعباس کے معتقدین کا سردار بنا کر بھیجا۔ وہ مرو پہنچا اور وہاں اُس نے اپنا نام بدل دیا اور خداش رکھا۔ مرو میں اسی نام سے مشہور ہوا۔ جب اُس نے محمد بن علی کی طرف لوگوں کو دعوت دی تو لوگ جوق در جوق اس کے حلقہ میں شریک ہونے لگے اس گروہ عظیم کو دیکھ کر اس کے دل میں خیالات اور وساوس پیدا ہونے لگے۔ چنانچہ اس نے لوگوں میں ایک نیا مذہب پھیلانا چاہا جو دہریوں کے مشابہ تھا۔ مسلمان عورتوں کو دوسرے کے لیے حلال سمجھتا تھا معتقدین کو اس نے یہ کہا کہ اجی میاں یہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کچھ نہیں ہے، روزہ کے معنی یہ ہیں کہ اس دن اپنے امام کا نام نہ لیا جائے۔ نماز کے معنی صرف اس کے لیے دعا کرنے کے ہیں حج کے معنی اس کی طرف مصمم ارادہ کرنے کے ہیں اس سے بڑھ کر اس نے یہ صورت اختیار کی کہ کلام پاک کی آیت کی تاویل کرنے لگا۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (المائدہ:۹۳)

[ان لوگوں پر جو ایمان لائے ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں ان چیزوں میں جن کو اُنھوں نے کھایا ہے کوئی حرج نہیں ہے جب کہ وہ متقی ہوں مومن ہوں اور اچھے کام کرتے ہیں۔]

Marfat.com

خداش اصلاً نصرانی تھا۔کوفہ میں اس نے اسلام قبول کیااور پھر خراسان آیا اس کے معتقدین میں مالک بن ہثیم اورحریش بن سلیم الاعجمی وغیرہ تھے۔خراسان میں یہ بات پھیلنے لگی کہ محمد بن علی نے اس قسم کی تبلیغ کا حکم دیا ہے۔ یہ خبر اسد بن عبداللہ کے کانوں میں جب پڑی تواس نے خداش کوگرفتار کرلیا۔ خداش نے اسد سے سخت کلامی کی۔ اسد کوسخت غصہ آیا اوراُس نے اُس کی زبان کٹوا ڈالی۔اس کی آنکھوں میں لوہے کی سلائیاں چبھودیں۔اس کے بعد اسد نے کہا کہ اس خدا کے لیے حمد ہے جس نے ابوبکرؓ اورعمرؓ کی طرف سے تجھ سے بدلہ لے لیا اور پھر اُس نے یحییٰ بن نعیم شیبانی کوقتل کرنے کا حکم دیا چنانچہ خداش مار ڈالا گیا اس کے بعد اسد کے سامنے بجزور رمولی مہاجر بن دارۃ الضبّی لایا گیااوراس کے حکم سے اُس کی گردن نہر کے کنارے پراڑادی گئی۔

حارث اوراُس کے ساتھیوں کے حالات

اس سال اسد پھر بلخ پہنچا اور جدیع کرمانی کواس قلعہ کی طرف روانہ کیا جس میں حارث اوراس کے خاندان کے لوگ تھے۔اس قلعہ کا نام ''بتوشکان'' تھا جوطخارستان کے ایک بلند مقام پرواقع تھا۔اسی قلعہ میں بنو برزی بھی تھے جوتغلبی تھےاور حارث کے سسرالی رشتہ داروں میں تھے۔کرمانی نے اس کا محاصرہ کرلیا اور بنو برزی کوقتل کرڈالااس کے خاندان کی عورتوں اور بچوں کو قید کر کے ان لوگوں کے ہمراہ کردیا جوسوق بلخ میں تجارت کی غرض سے جارہے تھے۔حارث کے ساتھیوں میں سے چارسو پچاس آدمی اس کے مخالف ہو بیٹھے جن کا سردار جریر بن میمون قاضی تھا۔حارث نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگرتم مجھ سے مفارقت چاہتے ہوتو تم ان سے امان لےلو۔جس وقت تک میں یہاں ہوں وہ تمہاری درخواست قبول کرلیں گےلیکن میرے جانے کے بعد وہ کبھی امن نہ دیں گے۔اس کے اصحاب نے کہا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ ہم اپنی بھگت لیں گے۔حارث چل دیا۔اسد کو یہ معلوم ہوا کہ اُن لوگوں کے پاس خوردونوش کا کوئی انتظام نہیں ہے تواس نے جدیع کرمانی کو چھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ جدیع نے ان کا محاصرہ کرلیا۔قلعہ والے جب سخت بھوکے پیاسے ہوئے تو وہ امن کے طالب ہوئے۔جدیع نے اُن کی عورتوں اور بچوں کو چھوڑ دیا اور باقی لوگوں کوامن دے دیا۔اسد نے کرمانی کو لکھا کہ ان میں سے پچاس سرداروں کومیرے پاس بھیج دوجس میں مہاجر بن میمون بھی ہو۔کرمانی نے

Marfat.com

ان سب کو اسد کے پاس جب بھیجا تو وہ قتل کر ڈالے گئے۔اس نے پھر کرمانی کو لکھا کہ جو تمھارے پاس قیدی ہوں ان کے تین حصے کرو، ایک کو قتل کر ڈالو، ایک کے پیر کاٹ ڈالو، ایک کے صرف ہاتھ کاٹ ڈالو۔کرمانی نے اس پر پورا عمل درآمد کیا اور بہت سے اموال کو چھین کر فروخت کر دیا۔اسد نے اس سال بلخ کو دارالحکومت بنایا جس میں اس نے تمام دفاتر سرکاری کو بھجوا دیا اس کے بعد اس نے طخارستان اور جبغویہ میں لڑائی کی اور فتح حاصل کی۔

متفرق واقعات

اس سال ہشام بن عبدالملک نے خالد بن عبدالملک بن حارث بن الحکم کو مدینہ سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ پر اپنے ماموں محمد بن ہشام بن اسمعیل کو حاکم بنایا۔

مروان بن محمد ارمینیہ سے جنگ کے لیے روانہ ہوا اور ورتنیس کی حکومت میں داخل ہوا۔اس نے تین سمتوں سے اپنی فوجیں داخل کیں۔ ورتنیس وہاں سے ملک خزر کے پاس چلا گیا اور اس کے قلعہ میں پناہ گزیں ہوا۔ مروان نے اس کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور ہر چہار طرف منجنیق لگا دیں۔ورتنیس کو کسی شخص نے قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ کر مروان کے پاس بھیج دیا اس نے اہلِ قلعہ کو دکھلانے کے لیے وہ سر ایک بلند مقام پر نصب کر دیا قلعہ والوں نے مجبور ہو کر ہتھیار ڈال دیے۔مروان نے سپاہیوں کو تو قتل کر ڈالا اور عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔

وفیات

علی بن عبداللہ بن عباس کا اسی سال حمیمہ میں انتقال ہو گیا۔حمیمہ شام میں واقع ہے ان کی عمر ستتر سال اور بعض کے نزدیک اٹھاسی سال تھی۔ بعض یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ یہ جس دن پیدا ہوئے۔اسی دن علی کرم اللہ وجہہ قتل کیے گئے اس لیے ان کے والد نے ان کا نام علی رکھا اور کہا کہ میں نے اپنے محبوب ترین انسان کے نام پر تمھارا نام رکھا ہے اور ابوالحسن اُن کی کنیت رکھی۔ایک دن یہ عبدالملک بن مروان کے پاس آئے۔اس نے ان کی بڑی تعظیم و تکریم کی پوچھا کہ تمھارا نام کیا ہے اور کنیت کیا ہے اُنھوں نے کہا کہ میرا نام علی اور کنیت ابوالحسن ہے۔عبدالملک نے یہ سن کر کہا کہ یہ کنیت

Marfat.com

اور یہ نام دونوں میرے لشکر میں سے ایک کے لیے جمع نہیں ہو سکتے۔ پھر پوچھا کہ تمھارے لڑکے کا نام کیا ہے اُنھوں نے کہا کہ محمد ہے۔ عبدالملک نے کہا کہ تو ابو محمد کنیت ہوتی تو بہتر ہے۔

محمد بن ہشام بن اسمعیل نے اس سال حج کیا جو مدینہ کا امیر تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ اس سال خالد بن عبدالملک ہی حاکم مدینہ تھا۔ عراق اور مشرق کے تمام ممالک پر خالد قسری حکمراں تھا۔ خراسان میں اس کا بھائی اسد تھا اور بصرہ میں بلال بن ابی بردہ تھا اور آرمینیہ میں مروان بن محمد تھا۔

عبادہ بن نُسی جو اردن کے قاضی تھے، اسی سال انتقال کر گئے۔ عمرو بن شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن العباس نے اسی سال انتقال کیا۔ طائف میں ابوصفرہ جامع بن شداد اور ابوعُشانّہ المعافری اور عبدالرحمٰن بن سلیط ان تینوں اصحاب کا اسی سال انتقال ہوا۔

Marfat.com

باب۔۴۶

۱۱۹ھ کے واقعات

خاقان کا قتل

جب اسد ختل میں داخل ہوا تو ابن السایجی نے خاقان کو اسد کے داخلے کی اطلاع دی اور یہ لکھا کہ اس نے اپنی تمام فوجیں اُدھر ادھر پھیلا دی ہیں تا کہ ختل کے تمام باشندوں کو ہلاک کر دے۔ جب یہ خط خاقان کو ملا تو اُس نے اپنی فوج کو تیار ہونے کا حکم دیا اور ختل کی طرف روانہ ہو گیا۔ ابن السایجی کو جب خاقان کی آمد کی خبر ملی تو اس نے اسد کو ایک قاصد کے ذریعہ سے کہلا بھیجا کہ تم ختل سے بھاگ جاؤ خاقان اپنی فوج کے ساتھ بہت قریب پہنچ گیا ہے۔ اسد قاصد پر بہت خفا ہوا اور اس نے اس خبر کو بالکل جھوٹا سمجھا لیکن ابن السایجی نے دوبارہ کہلا بھیجا کہ میں نے تم کو جھوٹی خبر نہیں دی ہے میں ہی نے تمھارے آنے کی اطلاع خاقان کو دی ہے اور اُس کو مدد کے لیے بلایا ہے اگر اس کا اور تمھارا مقابلہ ہو گیا تو یہ یقین ہے کہ وہ فتح یاب ہو جائے گا اور پھر میں جب زندہ رہوں گا عرب ہم سے بغض وعداوت رکھیں گے۔ یہ یاد رکھو کہ خاقان کی قوت اور طاقت اس قدر زیادہ ہے کہ وہ عربوں کو ان شہروں سے نکال دے گا اور یہ ممالک تم سے چھین لیئے جائیں گے۔ اب اسد کو معلوم ہو گیا کہ ابن السایجی نے صحیح خبر دی اس لیے اس نے اسباب اور ساز و سامان کو آگے بڑھانے کا حکم دیا اور ابراہیم بن عاصم عقیلی کو اُن پر نگران بنایا جو لوگ کمزور تھے اور بچے تھے اُن کو بھی بار برداری کے ساتھ روانہ کر دیا۔ اہل صغانیاں اور صغان خذاہ بھی ساتھ ہوئے۔ اس کے بعد اسد جبل ملح کی طرف سے نہر عبور کرنے کے لیے ساحل پر آیا۔ ابراہیم بن عاصم اس وقت تک نہر عبور کر چکا تھا۔ اسد نے نہر کے کنارے ایک دن قیام کیا اور

Marfat.com

دوسرے دن عبور کرنے کے لیے چلا۔ یہ لوگ ابھی کچھ اس کنارہ پر تھے اور کچھ پار ہو چکے تھے کہ خاقان اپنی فوج کے ساتھ آ پہنچا۔ جو لوگ ابھی لبِ ساحل تھے وہ پھنس گئے بنواز داور بنو تمیم نے ان کا مقابلہ کیا لیکن شکست کھا کر بھاگے۔ جو مسلمان نہر کو عبور کر چکے تھے وہ اب یہ سمجھے کہ خاقان اس طرف نہیں آئے گا لیکن صورت اس کے برخلاف ہوئی۔ خاقان نے اپنی فوج کو نہر عبور کرنے کا حکم دیا۔ وہاں پہنچ کر جو کچھ ان کے ہاتھ میں آیا اُس کو لوٹ لیا اور چونکہ مسلمان اپنی چھاؤنی میں پہنچ چکے تھے اس لیے ترکوں نے ادھر اُدھر کے آدمیوں کو مار ڈالا۔ اسد کی لشکر گاہ سے غلاموں کا ایک گروہ نکلا جس نے ترکوں کو خوب پیٹا اور میدان سے ان کو بھاگا دیا۔ رات بھر اسد اور دوسرے مسلمانوں نے آرام کیا جب صبح ہوئی تو خاقان دکھائی نہ دیا۔ اسد نے اہل الرائے لوگوں کو مشورے کے لیے بلایا اُنھوں نے کہا کہ خدا کی دی ہوئی راحت کو قبول کر لیجیے۔

اسد نے کہا کہ یہ وقت مصیبت اور تکلیف کا وقت ہے یا آرام ہو آسائش کا۔ خاقان نے کل جو کچھ غارت گری کی وہ تم کو معلوم ہے۔ آج وہ اس طرف اس وجہ سے نہیں آیا کہ اس کو مسلمان قیدیوں میں سے کسی نے یہ بتا دیا ہے کہ ساز و سامان کا قافلہ آگے جا چکا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اموال کے ضائع جانے سے آرام کو ترجیح دینی چاہیے کیونکہ ان کے نقصان ہو جانے سے ہمارا اور اہل خراسان کا نفع ہے کہ قتل و غارت سے بچ جائیں گے۔ نصر بن سیار خاموش تھا۔ اسد نے پوچھا کہ تم کیوں خاموش ہو؟ نصر نے کہا کہ اے امیر اس وقت صرف دو تدبیریں کارگر ہو سکتی ہیں جو آپ کے لیے مفید ہیں اگر آپ روانہ ہو جائیں تو ان لوگوں کو جو ساز و سامان کے ساتھ ہیں، ان کو چھڑا سکتے ہیں اور وقت پر اُن کی مدد کر سکتے ہیں اور اگر ایسے وقت پر پہنچے جب وہ ہلاک ہو گئے تو ایک بلا سر سے ٹل جائے گی جس کا آنا ضروری تھا۔ اسد نے اس رائے کو پسند کیا اور فوراً روانہ ہونے کا حکم دیا اور سعید صغیر مولیٰ باھلہ کو بلا بھیجا۔ یہ ختل کے بہترین شہسواروں میں تھا اور اس کو ایک خط دیا کہ ابراہیم کو جا کر دے آئے۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ خاقان تمھاری طرف جا رہا ہے تم مستعد ہو جاؤ۔ اسد نے سعید کو تیز جانے کی ہدایت کی۔ سعید نے ایک تیز رفتار گھوڑا جس کا نام ذبوب تھا مانگا۔ اسد نے کہا کہ اگر اسے میں اپنے پاس رکھوں اور تجھ سے بخالت کروں تو میں کمینہ ہوں گا۔ اسد نے اپنا گھوڑا سعید کے حوالے کر دیا۔ سعید نے اس کو گھوڑے کے ساتھ کو تل رکھا اور پھر روانہ ہو گیا۔

Marfat.com

جب ترکوں کے قریب پہنچے تو وہ مال واسباب کی طرف جارہے تھے۔ جاسوسوں نے اس کو پکڑنا چاہا تو وہ ذبوب پر سوار ہوکر جلدی سے ابراہیم کے پاس خط لے کر پہنچ گیا۔ ترک اس گھوڑے تک نہ پہنچ سکے ابراہیم کو جب اُس کی اطلاع ملی تو اس نے فوراً ایک خندق کھودلی۔ ترک اس مقام پر اس وقت پہنچے جب یہ لوگ خندق تیار کر کے کھڑے تھے۔ خاقان نے اہل صغد کو آگے بڑھانے کا حکم دیا۔ مسلمانوں نے ان کو ایک ہی حملے میں شکست دے دی۔ خاقان ایک ٹیلے پر چڑھ کر یہ دیکھنے لگا کہ کوئی ایسا مقام ملے جس میں چھپ کر ان پر حملہ کرسکیں۔ اس نے دیکھا کہ اس لشکر کے پیچھے ایک جزیرہ ہے جس کے سامنے ایک نہر جاری ہے۔ اس نے اپنی فوج کے سرداروں کو بلا کر کہا کہ اس لشکرگاہ کے باہر تم جاؤ اور اس جزیرہ پر پہنچ کر وہاں سے پلٹو اور پلٹ کر ان پر حملہ کردو اور سب سے پہلے عجمیوں اور صغانیوں سے لڑو۔ اگر مسلمانوں کی فوج تم پر دھاوا کرے گی تو ہم ادھر سے حملہ کردیں گے۔ ترکوں نے اس حکم پر عمل کیا۔ چنانچہ جس مقام پر عجمی قومیں اتری تھیں اسی طرف سے انھوں نے جنگ کی ابتدا کی۔ صغان خذاہ والوں کو قتل کرنا شروع کیا اور اُن کے تمام اسباب کو چھین لیا اور پھر ابراہیم کی طرف پہنچے اور جو کچھ اُن کو مل سکا وہ سب لے لیا۔ مسلمانوں نے تعاقب بھی نہیں کیا بلکہ ایک جگہ پر مجتمع ہوگئے اور سوچنے لگے کہ ہلاکت سے کیونکر بچا جائے۔ یکا یک گردوغبار کی آندھی اٹھی جو زمین سے آسمان تک چھا گئی لوگوں کی نظریں اس پر پڑیں تو معلوم ہوا کہ اسد اپنی فوج کے ساتھ آ گیا۔ ترک اُن کو چھوڑ کر فوراً اس مقام پر پہنچے جہاں خاقان تھا۔ ابراہیم اس پر متعجب تھا کہ فتح یابی اور قتل وغارت کے باوجود ترک کیوں چلے گئے۔ خاقان اسد سے لڑنا بھڑنا نہیں چاہتا تھا بلکہ اُس کی اصلی غرض یہ تھی کہ تمام مال ومتاع لوٹ لیا جائے چونکہ اس میں وہ کامیاب ہوگیا تھا اس لیے وہ وہاں سے چل دیا۔ اسد جب پہنچا تو سیدھا اس ٹیلے پر پہنچا جہاں خاقان اپنی فوج لیے تھا لیکن خاقان اتر کر ایک پہاڑ کے دامن میں چھپ گیا مسلمانوں میں سے جو لوگ بچ گئے تھے وہ آہ وزاری کرتے ہوئے اسد کے پاس آئے لیکن ایک بڑی تعداد مسلمانوں کی ماری جا چکی تھی۔

خاقان قیدیوں اور قیمتی ساز وسامان کے ساتھ روانہ ہوگیا۔ خاقان نے ایک ایسے شخص سے جو حارث بن سُریج کا ساتھی تھا یہ کہا کہ اسد کو پکار کر کہہ دو کہ نہر کے اس طرف تم کو جنگ کرنے کا موقع تھا تم بڑے حریص اور لالچی ہو یہ بالکل غیر ممکن بات تھی کہ ختل تمھارے قبضہ میں ہوتا کیونکہ یہ تو ہمارے

Marfat.com

آباواجداد کی زمین ہے۔اسد نے اس کا یہ جواب دیا کہ اس کا بدلہ اللہ ہی لے گا۔

اسد وہاں سے بلخ کی طرف چلا آیا اور وہاں کے میدان میں اپنی فوج مرتب کرنے لگا اسی زمانے میں موسم سرما آ گیا تو اُس نے تمام لوگوں کو اپنے اپنے گھر جانے کی اجازت دے دی اور خود شہر میں داخل ہو گیا۔ حارث بن سریج طخارستان کے کسی مقام پر تھا وہ خاقان سے مل گیا تھا چنانچہ خاقان اسی موسم سرما میں طخارستان پہنچا۔ پھر جبغونہ میں اور پھر جوزجان میں مقیم ہوا۔ وہاں سے اس نے اپنی فوج کو مختلف مقامات میں غارت گری اور لوٹ مار کرنے کے لیے بھیج دیا۔

خاقان کے آنے کی وجہ یہ ہوئی کہ حارث نے اس کو یہ پٹی پڑھادی کہ اسد میں اب دم باقی نہیں ہے کیونکہ اس کے پاس فوج ہی نہیں ہے۔ خاقان اسی لالچ میں چلا آیا جوزجان سے وہ جب جزہ میں آیا تو اسد کو اس کے آنے کی خبر مل گئی۔ اس نے شہر میں آگ جلانے کا حکم دیا آگ جلتے ہی تمام لوگ ہر طرف سے جمع ہونے لگے۔ صبح کے وقت اسد نے سب کے ساتھ مل کر عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھی اور اس مضمون کا خطبہ دیا:

''اللہ کے دشمن حارث نے ظالموں کو دعوت دی ہے تا کہ صفحۂ عالم سے اللہ کا نور بجھا دیا جائے اور اس کے دین کو مٹا دیا جائے لیکن اللہ ہی انشاء اللہ اس کو ذلیل کرے گا۔ تمھارے دشمن نے تمھارے عزیز بھائیوں کو گرفتار کر لیا ہے لیکن اگر خدا کی مدد شامل حال رہی تو تمھاری قلت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی اور نہ اُن کی کثرت اُن کو فائدہ پہنچا سکتی۔ اے مسلمانو اللہ ہی سے مدد کے طالب ہو۔ سب سے قریب تر بندہ وہ ہے جو اپنے رب کے آگے اپنی جبین نیاز زمین پر رکھ دے۔ اس لیے میں اپنے خالق حقیقی کے سامنے اپنی پیشانی رکھتا ہوں تم لوگ بھی سجدہ کرو اور صدق دل سے دعائیں مانگو۔''

تمام مسلمانوں نے نہایت عاجزی وانکساری کے ساتھ اپنا سر اپنے مالک کے سامنے رکھ کر دعائیں کیں۔ جس وقت سب نے سجدہ سے سر اٹھایا تو اسی وقت ان کو فتح کا یقین ہو گیا۔ یہ وہ الہام خداوندی تھا جو ان کے دل میں اس وقت ڈال دیا گیا تھا۔ نماز سے فراغت پا کر لوگوں نے قربانیاں کیں۔ اسد نے اس کے بعد پھر لوگوں سے مشورہ لیا تو ایک جماعت نے کہا کہ آپ بلخ کی حفاظت کیجیے۔ خالد اور خلیفہ سے مدد طلب کیجیے دوسرے نے کہا کہ زم کے راستہ سے مرو پہنچ جائے تا کہ خاقان اس پر قبضہ

Marfat.com

نہ کر سکے۔ تیسرے نے کہا کہ نہیں خاقان کے مقابلہ میں چلنا چاہیے۔ اسد نے اس آخری جماعت کا ساتھ دیا اور سات ہزار فوج کے ساتھ خاقان کے مقابلہ کے لیے نکلا جس میں خراسان اور شام دونوں کی فوجیں شامل تھیں۔ اس نے کرمانی بن علی کو بلخ پر اپنا نائب مقرر کیا۔ چلتے وقت اسد بلخ کے کسی دروازے پر آیا اور وہاں دو رکعت نماز پڑھی اور لوگوں کو دعائیں مانگنے کے لیے کہا۔ سب نے مل کر دربار الٰہی میں اسلام کی فتح کے لیے دعا مانگی۔ اسد جب دعا سے فارغ ہوا تو بولا کہ خدا کی قسم اللہ تمھاری مدد کرے گا انشاء اللہ۔ اس کے بعد روانہ ہو گیا جب عطاء کے پل سے پار ہوا تو ذرا لوگوں کی آمد کا انتظار کرنے لگا مگر معلوم نہیں پھر کیا سوچ کر آگے بڑھا اور یہ کہنے لگا کہ ہم کو پیچھے رہنے والے آدمیوں کی ضرورت نہیں ہے۔

مقدمۃ الجیش پر سالم بن منصور بجلی تھا اس سے اور ترکوں کے ایک دستے سے ایک مقام پر جنگ چھڑ گئی۔ دونوں حریفوں کی تعداد ایک ہی تھی۔ سالم نے ایک سپہ سالار کو اور دوسرے سات معززین فوج کو گرفتار کر لیا اور باقی بھاگ گئے۔ یہ سپہ سالار جب اسد کے پاس لایا گیا تو وہ رونے لگا۔ اسد نے پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے اُس نے کہا کہ میں اپنے لیے نہیں روتا بلکہ خاقان کی تباہی پر افسوس کر رہا ہوں کیونکہ اس نے اپنی فوج کو مرو کے اطراف منتشر کر دیا۔ اسد اس کے بعد جوزجان تک پہنچ گیا اور خاقان سے دو فرسخ کے فاصلہ پر مقیم ہوا۔ خاقان نے تو یہ سمجھا تھا کہ اب اس پر میرا ہی قبضہ رہے گا جب صبح ہوئی اور اس نے فوجیں اتری ہوئی دیکھیں تو گھبرا اُٹھا اور حارث سے کہا کہ تم نے مجھ کو یہ کہا تھا کہ اسد میں اب دم باقی نہیں ہے حالانکہ یہ فوجیں آ گئی ہیں آخر یہ کون ہے؟ حارث نے کہا کہ یہ محمد بن مثنیٰ ہے۔ خاقان کو حارث کی بات پر یقین نہ آیا اس نے اپنے آدمیوں کو بھیجا اور کہا کہ یہ دیکھو کہ اس کے اونٹ پر تخت یا کرسی ہے یا نہیں؟ لوگوں نے آ کر خبر دی کہ ''ہے''۔ خاقان نے کہا تو بلاشبہ وہ اسد ہے۔ اسد ابھی تھوڑی دور چلا تھا کہ سالم بن جناح ملا اور اُس نے یہ خوش خبری دی کہ خاقان کے پاس کل چار ہزار فوج ہے اور مجھ کو یقین ہے کہ تم فتح یاب ہو گے اور خاقان مجروح ہو گا۔ اسد جب وہاں پہنچا تو اس نے اپنی فوجوں کو مرتب کرنا شروع کیا۔ خاقان نے بھی ترتیب دے لی جب دونوں فوجیں ٹکرائیں تو حارث اہل صغد کے جو خاقان کے میمنہ پر تھے اور اسد کے ساتھ میسرہ پر تھا حملہ آور ہوا۔ حارث نے میسرہ کو تو شکست دے دی لیکن صرف اسد کے خیمہ کو دیکھتے ہی یہ لوگ پیچھے ہٹے۔ اسد

Marfat.com

کے میمنہ نے جس میں بنواز داور تمیم تھے ترکوں پر بڑے زور سے حملہ کیا۔ حارث اور اس کے ساتھی اس حملے کی تاب نہ لاسکے اور بھاگے۔ ترکوں نے بھی شکست کھائی مسلمان ایک مرتبہ اور جھپٹے تو ترکوں کا شیرازہ بالکل منتشر ہوگیا۔ مسلمانوں نے تین فرسخ تک ان کا تعاقب کیا جس کو پایا قتل کیا اور اُن کی لشکر گاہ سے ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ جانوروں کو اور دوسری چیزوں کو حاصل کیا۔

خاقان پہاڑی راستوں سے بھاگنے لگا اور حارث اس کی حفاظت کرتا جارہا تھا لیکن دونوں شکستہ حال تھے۔ جوزجانی نے عثمان بن عبداللہ بن الشخر سے کہا کہ میں اس طرف کے راستوں سے خوب واقف ہوں خاقان کا تعاقب کریں اور اُس کو ہلاک کردیں تاکہ ہمیشہ کے جھگڑے سے نجات مل جائے۔ عثمان نے کہا کہ تم بہت ٹھیک کہتے ہو دونوں ساتھ ہوکر ایک راستے سے روانہ ہوئے۔ کچھ اور آدمی بھی اُن کے ہمراہ ہوگئے۔ تھوڑی ہی دور کے بعد اس مقام پر پہنچے جہاں خاقان مقیم ہوگیا تھا۔ پہنچنے کے ساتھ ہی اس پر حملہ آور ہوئے خاقان نے شکست کھائی اور وہاں سے بھی بھاگا۔ مسلمانوں نے ترکوں کی تمام چیزوں پر قبضہ کرلیا۔ عرب عورتیں جو اُن کی قید میں تھیں اُن کو چھین لیا اور اُن کی عورتوں کو قید کرلیا۔ خاقان جب بھاگنے لگا تو اُس کا گھوڑا کیچڑ میں دھنس گیا لیکن حارث نے اُس کو بچالیا۔ لوگوں کو یہ نہ معلوم ہوسکا کہ یہی خاقان ہے (یعنی وہ خاقان کو پہنچانتے نہ تھے) اسی وجہ سے کسی نے حملہ بھی نہیں کیا حارث بن سُریج نے اس کو اپنی حفاظت میں لے لیا تھا۔ خاقان کے پاس ایک خصی غلام تھا۔ اس نے یہ ارادہ کیا کہ جلدی سے خاقان کی بیوی کو اٹھا کر لے جائے لیکن لوگ جب اُس کی طرف جھپٹے تو اُس نے اُس کی بیوی کو خود قتل کرڈالا۔ خاقان کے ساتھ جو مسلمان قیدی تھے وہ آزاد ہوگئے۔ اسد نے اس کے بعد ترکوں کی ان فوجوں کا تعاقب کیا جو مرو کے اطراف میں پھیلی ہوئی تھیں۔ جو سامنے آئے وہ قتل کیے گئے لہٰذا بہت کم ترکی صحیح وسالم واپس گئے ہوں گے۔ اسد بلخ واپس آیا۔ بشر کرمانی جو فوجی دستوں میں تھا اس نے بھی دوچار اور اس سے زیادہ ترکوں کو قتل کیا۔

خاقان بھاگتا ہوا طخارستان پہنچا اور جبغویہ خزلجی کے پاس ٹھہرا۔ وہاں سے اپنے وطن کی طرف روانہ ہوا جب اشروسنہ پہنچا تو اس سے خانا جزہ کا باپ حرابغرہ جو کاؤس ابی افشین کا دادا تھا وہ ملا اور اس کو تحفہ وتحائف دیے۔ اس سے قبل دونوں میں کوئی رابطہ اتحاد نہ تھا لیکن اس نے سوچا کہ اس طرح خاقان پر ایک احسان کرے گا۔ خاقان کسی نہ کسی طرح اپنے ملک میں پہنچ گیا اور پھر اس نے جنگ اور

Marfat.com

محاصرۂ سمرقند کی تیاری شروع کی۔ حارث اور اُس کے اصحاب نے پانچ ہزار بار برداری کے لیے اونٹ مہیّا کیے۔ اسی اثناء میں ایک دن خاقان کورصول سے شطرنج کھیل رہا تھا۔ کھیل ہی کھیل میں دونوں میں ناچاقی ہوگئی۔ کورصول نے غصّہ میں آکر خاقان کا ہاتھ پکڑ کر توڑ ڈالا اور اس کے بعد وہ خاقان کو چھوڑ کر چلا گیا اور ایک فوج جمع کر لی۔ اس کو جب یہ معلوم ہوا کہ خاقان نے اس بات کی قسم کھائی ہے کہ وہ کورصول کا ہاتھ بھی توڑے گا تو کورصول نے ایک دن موقع پا کر رات کے وقت خاقان کو قتل کر ڈالا۔ خاقان کا قتل ہونا تھا کہ ترکوں کی جماعت میں انتشار پیدا ہو گیا۔ ترکوں کی جماعت نے اس کی تجہیز و تکفین کی اور دوسرے ترک ادھر اُدھر غارت گری میں مصروف ہو گئے اہل صغد نے اس طرح لوٹنے کا ارادہ کیا۔

اسد نے ہشام کے پاس اس فتح کی خوش خبری اور خاقان کے قتل کیے جانے کی خبر بھیجی لیکن ہشام کو اس خبر کی تصدیق میں تامل ہوا۔ اُس نے اپنے حاجب ربیع سے کہا کہ میں اس خبر کو سچا نہیں سمجھتا تم اُس قاصد کو لے جاؤ اُس کو وعدہ دے کر حال دریافت کرو۔ اُس نے حکم کی تعمیل کی اور جو کچھ اس نے خبر دی اس کی اطلاع ہشام کو دے دی۔ اسد نے پھر دوسرا قاصد خوش خبری لکھ کر بھیجا۔ قاصد نے دروازۂ شاہی پر پہنچ کر بڑے زور سے تکبیر کہی۔ ہشام نے بھی تکبیر کے ساتھ جواب دیا جب وہ خلیفہ کے پاس گیا قاصد نے فتح کی مسرت بخش خبر سنائی۔ بنوقیس اسد سے جلنے لگے اور حسد کرنے لگے اُنھوں نے ہشام سے کہا کہ آپ اسد کو لکھیے کہ مقاتل بن حیان کو میرے پاس بھیج دو۔ ہشام نے اسد کو اسی قسم کا خط لکھا اسد نے ہشام کے پاس مقاتل کو بھیج دیا مقاتل جب دربار میں حاضر ہوا اور اُس نے سب حال کہہ سنایا تو ہشام نے پوچھا کہ تم کو کیا ضرورت ہے۔ اس نے کہا کہ یزید بن مہلب نے میرے والد سے ایک لاکھ درہم ناواجب طریقہ پر لیا تھا۔ ہشام نے مقاتل سے اس پر حلف اٹھوایا اس کے بعد اسد کو اس نے لکھ بھیجا کہ ایک لاکھ درہم اس کے ادا کر دو۔ اسد نے ادا کر دیا۔ مقاتل نے اس کو حیان کے ورثاء میں کتاب اللہ کے موافق تقسیم کر دیا۔ ابوالہندی ان واقعات کا تذکرہ ان اشعار میں کرتا ہے۔

ترجمہ:

[اے ابو منذر تم نے بڑے بڑے امور کا خوب تجربہ اور اندازہ کر لیا ہے۔ تم نے ان کو اسی طرح معلوم کیا ہے جیسے ایک لالچی گاہک مختلف دوکانوں پر پھرتا ہے۔ جن سے تو رائے لیتا ہے وہ تیری رائے زنی کے مقابلہ میں حیوانات کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ اے ابو منذر اگر تو نہ

Marfat.com

آتا تو نہ عراق بچ سکتا تھا اور نہ عجمی سلاطین زیر نگیں ہوتے۔ خطرات کی بنا پر نہ تو کوئی سورای پر حج کرنے جاسکتا تھا اور نہ موسم حج کے بعد پھر عمرہ کرسکتا تھا۔ بہت سے مقتولین ہیں جو شان وحزہ کے درمیان پڑے ہیں۔ جن کے ہاتھ پیر ٹوٹے ہوئے ہیں اور وہ بڑے جاہ وجلال والے سلاطین میں سے ہیں۔ تم نے ان کو جوز جان کے میدان میں اس لیے چھوڑ دیا ہے کہ درندے اور شکاری پرندے اس پر گریں اور گوشت نوچ کر کھائیں۔ ان میں جو صاحب ملکیت ہیں دو تلواروں سے زخمی ہیں ان کا دم گھٹ رہا ہے اور پیاسی چڑیاں اس پر منڈلا رہی ہیں۔ جو ہم سے بھاگتے ہیں اور جو قریب ہوتے ہیں وہ قید کے مصائب کو خوب برداشت کرتے ہیں۔ بنو تمیم اور عامر کے لوگ تجھ پر فدا ہوئے اور بنو مضر الحمراء مصائب کے وقت تجھ پر۔ انھوں نے خاقان کو ہمارے بارے میں لالچ دلایا چنانچہ اس کی فوجیں اس حالت میں ہوگئی تھیں کہ اسباب سے خود پیچھا چھڑا رہی تھیں۔]

ابن السایجی جس نے اسد کو خاقان کے آنے کی خبر دی تھی، ملک سبل نے اُس کو اپنا جانشین بنایا تھا اور مرتے وقت یہ وصیت کی تھی کہ تم اہل ختل پر میری طرح سختی سے نہ پیش آنا کیونکہ میں بادشاہ تھا اور تم انھیں میں سے ایک آدمی ہو۔ دوسری بات یہ کہ حُتیش کو طلب کرو اور اس کو تمام ملک سپرد کر دو کیونکہ وہ میرے بعد بادشاہ ہوتا۔ حُتیش چین کی طرف بھاگ گیا تھا۔ تیسری بات یہ کہ عربوں سے کبھی جنگ نہ کرنا بلکہ حیلہ کر کے ٹال دینا۔ ابن السایجی نے کہا کہ ہم دو پہلی باتیں تسلیم کرتے ہیں لیکن تمھاری یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ میں عربوں سے جنگ نہ کروں۔ آخر یہ کیوں کر ہوسکتا ہے؟ تم نے خود اُن کے بڑے بڑے امراء سے جنگ کی ہے۔ سبل نے کہا کہ میں نے اپنی اور تمھاری قوت وطاقت کا خوب اندازہ کرلیا ہے۔ تم میرے قایم مقام ہوکر نہیں کھڑے ہوسکتے۔ میں جب بھی عربوں سے لڑا ہوں تو بڑی مشکلوں سے نجات حاصل کی ہے اور اگر تم ان سے لڑو گے تو ہلاک ہوجاؤ گے۔ اس وجہ سے ابن السایجی عربوں سے لڑنا نہیں چاہتا تھا۔

مغیرہ بن سعید اور بیان کا قتل

اس سال مغیرہ بن سعید اور بیان چھ آدمیوں کے ساتھ بغاوت کے لیے تیار ہوئے۔ انھوں

Marfat.com

نے اپنی جماعت کا نام ''وصفاء'' رکھا۔ مغیرہ ایک جادوگر تھا اس وجہ سے اکثر کہا کرتا تھا کہ اگر میں اس بات کا ارادہ کروں کہ عاد اور ثمود اور اس کے درمیان دوسری قدیم قوموں کو زندہ کردوں تو میں یقیناً ایسا کرسکتا ہوں۔ یہ خبر خالد قسری کو ملی کہ اس قسم کے لوگوں نے بغاوت کی ہے لیکن اس وقت ملی جب وہ خطبہ دے رہا تھا اثناء خطبہ ہی میں اس نے پانی پینے کو مانگا۔ یحییٰ بن نوفل اس پر ہجویہ اشعار کہے۔ [1]

اس کے بعد خالد نے چند آدمیوں کو ان لوگوں کو گرفتار کرنے کے لیے بھیجا۔ جب وہ پابہ زنجیر ہوکر آگئے تو اس نے جامع مسجد سے اپنا تخت منگوایا اور اس پر بیٹھا۔ لکڑیوں کو جمع کرنے کا حکم دیا اور جلانے کا روغن منگوایا۔ جتنے قیدی آئے تھے ان سب کو جلادیا۔ مالک بن اعین جرمی بھی گرفتار ہوکر آیا۔ خالد نے اس سے چند سوالات کیے مالک نے تمام باتوں کی تصدیق کی اور صحیح جواب دیے خالد نے اس کو رہا کردیا۔

مغیرہ کا یہ عقیدہ تھا کہ خدا آدمی کی صورت میں ہے۔ اس کے سر پر ایک تاج ہے اس کے تمام اعضاء حروف ہجاء کی تعداد میں ہیں اور ایسی لغو باتیں خدا کے متعلق کہتا تھا جو اب تک کسی نے اپنی زبان سے نہ کہیں ہوں گی۔ کہتا تھا کہ خدا نے تخلیق عالم کا ارادہ کیا تو اس نے اپنے اسم اعظم سے گفتگو کی وہ اڑ کر اُس کے تاج پر پہنچا پھر خدا نے اپنی انگلی سے اپنی ہتھیلی پر اپنے بندوں کے اچھے اور برے اعمال لکھے۔ معاصی کی جب کثرت دیکھی تو اس کے بدن سے پسینہ آنے لگا۔ اسی پسینے سے دو دریا جاری ہوئے ایک کھاری اور تاریک، دوسرا میٹھا اور روشن۔ جب دریا کو دیکھنے لگا تو خدا نے اس میں اپنے سایہ کو دیکھا اور اُس کو پکڑنے کے لیے دوڑا۔ جب اُس نے اُس کو اپنے قبضہ میں کرلیا اور اس کی آنکھوں سے سایہ ہٹ گیا تو اُس نے آنکھوں سے آفتاب پیدا کیا اور آسمان کا دوسرا طبق پیدا کیا اور کھاری دریا سے کفار کو اور دریائے شیریں سے مومنین کو پیدا کیا۔ وہ علیؓ کی الوہیت کا بھی قائل تھا۔ باقی تمام صحابہ کو کافر سمجھتا تھا، لیکن صرف ان لوگوں کو ایسا نہیں سمجھتا تھا جنھوں نے حضرت علیؓ کا ساتھ دیا۔ یہ بھی کہتا تھا کہ انبیاء نے شریعتوں میں اختلاف نہیں رکھا ہے۔ دریائے فرات کے پانی کو اور اس کنویں یا چشمہ یا نہر کو جس میں کبھی کوئی نجاست گرگئی ہو حرام کہتا تھا۔ جب وہ مقابر میں جاتا تھا اور مُردوں سے باتیں کرتا تھا تو ٹڈیوں کا مُرہجوم قبر پر ہوجاتا تھا۔ مغیرہ، امام محمد باقر کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ تم اس بات کا اقرار کرو کہ میں علم غیب جانتا ہوں تو میں تم کو عراق کی مال گزاری دے دوں گا۔ اُنھوں نے اُس کو

Marfat.com

اپنے گھر سے نکلوادیا پھر یہ جعفر بن محمد صادق کے پاس آیا اور ان سے بھی اسی قسم کی باتیں کرنے لگا۔ اُنھوں نے فرمایا کہ نعوذ باللہ یہ تو کیا بکتا ہے۔ امام شعبی مغیرہ سے پوچھا کرتے تھے کہ امام نے تم کو کیا جواب دیا؟ تو وہ کہتا کہ کیا تم امام کا مذاق اڑانا چاہتے ہو؟ شعبی کہتے ''امام کا نہیں بلکہ تیرا''۔

بیان بھی علیؓ کی الوہیت کا قائل تھا اور حسینؓ اور حسنؓ کو بھی دو خدا مانتا تھا اور پھر محمد بن حنفیہ اور ابوہاشم بن محمد کو بھی تناسخ کی صورت سے خدا جانتا تھا۔ یہ بھی کہتا تھا کہ خدا کی سب چیزیں سوائے اس کے چہرہ کے فانی ہیں۔ اس کے استدلال میں کلام پاک کی یہ آیت پیش کرتا تھا وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ. ۲ حالانکہ خدا کی ذات ان شیاطین کے اقوال سے کہیں اعلیٰ وارفع ہے آخر میں اُس نے نبوت کا بھی دعویٰ کیا تھا اور دلیل میں هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ. ۳ کی آیت پیش کرتا تھا۔

خوارج کے حالات

اس سال بہلول بن بشر جس کا لقب ''کثارہ'' تھا، نے بغاوت کی ابتداء کی۔ یہ بنوشیبان کے قبیلے سے تھا اور موصل کا باشندہ تھا۔ اس سال یہ حج کی نیت سے نکلا۔ راستہ میں کسی گاؤں میں ٹھہرا اور اپنے غلام کو بھیجا کہ ایک درہم کا سرکہ خرید کر لے آؤ۔ دوکان دار نے سرکہ کی جگہ پر شراب دے دی۔ بہلول نے شراب واپس کرنے اور درہم لے لینے کا حکم دیا۔ جب یہ دوکان دار کے پاس گیا تو اُس نے کوئی جواب نہیں دیا بہلول اس جگہ کے حاکم کے پاس آیا اور اس سے شکایت کی۔ حاکم نے جواب دیا کہ شراب تجھ سے اور تیرے قول سے زیادہ بہتر ہے۔ اس کے بعد بہلول حج کے لیے چلا گیا لیکن بغاوت کا ارادہ اسی وقت اس کے دل میں پیدا ہو گیا تھا۔ مکہ میں اس کے ہم خیال لوگ مل گئے اور حج سے واپسی کے وقت یہ سب ساتھ آئے اور موصل کے کسی گاؤں میں ٹھہرے، اس وقت اُن کی کل تعداد چالیس تھی۔ وہاں پہنچ کر اُنھوں نے اپنی سرداری کے لیے بہلول ہی کو منتخب کیا اور اس معاملہ کو پوشیدہ رکھا۔ وہاں سے جس مقام پر سے گذرتے اُس کے عامل سے یہ کہتے کہ امیر المومنین ہشام نے ہم کو چند ضروری امور کے طے کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ اس وقت ہم کو سواریوں کی ضرورت ہے۔ اس طرح ڈاک کی سواریاں وصول کر لیتے۔ جب اُس گاؤں میں پہنچے جہاں سے بہلول کے غلام نے شراب خریدی تھی تو بہلول نے کہا کہ سب سے پہلے ہم یہاں کے حاکم کو قتل کریں گے۔ اس کے ساتھیوں نے کی اس

Marfat.com

رائے سے اختلاف کیااور بولے کہ ہم کوتو خالد (گورنر عراق) کا قتل مقصود ہے۔ اگر ہم اس گاؤں کے حاکم کے قتل سے ابتداء کریں گے تو ہمارا راز فاش ہوجائے گا اور خالد بچ جائے گا۔ ہم تم کو خدا کی قسم دیتے ہیں کہ ہیں کہ اس کو نہ مارو ورنہ خالد ہم سے چھٹکارا پاجائے گا اور وہ خالد جو مساجد کو منہدم کرتا ہے، گرجوں کی تعمیر کرتا ہے، غیر مسلم قوموں کو مسلمانوں پر حکمراں بناتا ہے، مسلمان خواتین کو ذمیوں کے سپرد کردیتا ہے، اس لیے ہم کو سب سے پہلے اسی کا خاتمہ کرنا چاہیے۔ بہلول نے کہا کہ اس وقت کے کام کو ہم کل پر نہیں چھوڑ سکتے۔ اس وقت یہ انجام دے لیں پھر اس طرف توجہ کریں گے۔ بہرحال بہلول نے اس عامل کو قتل کرڈالا۔ پھر کیا تھا ہر طرف یہ مشہور ہوگیا کہ یہ لوگ خارجی ہیں۔ لوگوں میں اس خبر سے انتشار پیدا ہوگیا۔ خالد کے پاس ہرکارے دوڑائے گئے۔ اس کو مطلع کیا گیا کہ خوارج نے پھر بغاوت شروع کردی ہے مگر ان کے سردار کا پتہ نہیں چلا۔

خالد یہ خبر سنتے ہی واسط سے حیرہ چلا آیا۔ حیرہ میں شامیوں کی ایک فوج تھی جو ہند کے حاکم کی مدد کے لیے جارہی تھی۔ خالد نے اُن کو خوارج کی جنگ کے لیے مستعد کردیا۔ اُن سے کہا کہ جو ایک خارجی کو قتل کرے گا میں اُس کو اس انعام سے علاوہ ایک انعام دوں گا جو بادشاہ کے یہاں اس کو ملے گا اور ہند کے پرتکلیف سفر سے نجات دلادوں گا۔ شامی خوش ہوگئے اور لڑنے کو تیار ہوگئے۔ ان کا پہلا دستہ بنوقین کا تھا جس میں چھ سو آدمی تھے۔ خالد نے دوسو اور دوسرے سپاہیوں کو جو کوفہ کے باشندے تھے، ان کے ہمراہ کردیا۔ سب کے سب بہلول کی تلاش میں چلے۔ بہلول کا فرات کے قریب پتہ چلا۔ بنوقین نے ان رنگروٹوں سے کہا کہ تم لوگ ہمارے ساتھ مت چلو ہماری فتح یابی میں تم کو شریک ہونے کا کوئی حق نہیں حاصل ہے۔ بہلول جب مقابلہ میں نکلا تو اُس نے سب سے پہلے بنوقین کے سردار پر حملہ کیا اور اُس کو نیزوں سے زخمی کردیا۔ اس کا مجروح ہونا تھا کہ تمام شامیوں اور کوفیوں نے میدان سے بھاگنا شروع کردیا۔ بہلول ان کے تعاقب میں رہا اور اس طرح وہ کوفہ کے قریب پہنچ گیا۔ شامی چونکہ تیز رفتار گھوڑوں پر سوار تھے اس لیے وہ نکل بھاگے لیکن کوفہ کے سپاہی پھنس گئے۔ انھوں نے بہلول کے سامنے فریاد کرنی شروع کی اللہ سے ڈرو ہم زبردستی بھیجے گئے ہیں۔ تم ہم پر رحم کرو لیکن بہلول کے اصحاب نے کچھ شنوائی نہیں کی اور نیزوں سے اُن کے سروں کو چھلنی کردیا۔

خالد کو جب شکست کی خبر ملی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حریفوں میں بہلول نے سخت ظالمانہ برتاؤ

Marfat.com

کیا ہے تو اُس نے بنوشیبان کے ایک سردار کو جو بنی حوشب بن یزید بن رویم سے تھا، اُس کے مقابلہ میں روانہ کیا۔ وہ بہلول سے موصل اور کوفہ کے درمیان ملا لیکن اہل کوفہ پھر شکست کھا کر بھاگے اور خالد کے پاس واپس آئے۔ بہلول اس جنگ سے فارغ ہونے کے بعد موصل کی طرف چلا گیا۔ موصل کے حاکم نے ہشام بن عبدالملک کو اُس کی اطلاع دی اور مدد کے لیے فوج مانگی۔ ہشام نے اس کے جواب میں لکھا کہ تم کثارہ بن بشر کو اس کے مقابلہ میں بھیجو۔ کیونکہ ہشام بہلول کو اس کے لقب ہی سے جانتا تھا۔ (یعنی ہشام یہ سمجھتا تھا کہ بہلول کوئی اور شخص ہے اور کثارہ بن بشر کوئی اور) عامل نے لکھا کہ کثارہ ہی نے تو بغاوت کی ہے۔ بہلول نے اب اپنے ارادے میں پھر تبدیلی پیدا کی۔ اپنے ساتھیوں سے اس نے کہا کہ ہم نصرانیہ کے بیٹے خالد کو ہلاک کر کے کیا کریں گے ہم کو تو اس شخص کو ہلاک و برباد کر دینا چاہیے جس نے اس کو حاکم بنایا ہے۔ اسی خیال سے وہ شام کی طرف روانہ ہوا۔ عمال حکومت نے خیال کیا کہ اگر ہم اس کو آگے بڑھنے دیتے ہیں تو پھر یہ دوسرے شہروں پر بھی قابض ہو جائے گا۔ اسی درمیان میں خالد نے ایک دوسری فوج عراق سے روانہ کی۔ عامل جزیرہ نے بھی ایک فوج روانہ کی اور خود ہشام نے بھی ایک فوج بھیجی اور یہ تینوں فوجیں جزیرہ اور موصل کے درمیان ایک مقام میں اتریں۔ بہلول بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ ادھر آیا۔

بعض روایت میں ہے کہ یہ اجتماع کُحیل میں ہوا، جو موصل سے قریب واقع ہے اور بہلول دیر میں مقیم تھا اس وقت اس کے ساتھ کل ستر آدمی تھے اور اس کے مخالفین کی تعداد ۲۰ ہزار تھی۔ دونوں نے مقابلے کی تیاریاں شروع کیں۔ بہلول نے پیش قدمی کی جس میں کچھ لوگ تو مارے گئے لیکن دن بھر مقابلہ کرتے رہے۔ جانبین سے لوگ مقتول اور مجروح ہوتے گئے۔ بہلول اور اُس کے اصحاب نے سواریوں کے پیر کاٹ ڈالے اور پیدل ہو کر لڑنا شروع کیا اور پھر خوب مقابلہ رہا لیکن بہت سے ساتھی کام آ گئے خود بہلول بھی مجروح ہو گیا بقیہ اصحاب نے کہا کہ تم ہمارے سردار کا انتخاب کرو۔ بہلول نے کہا کہ میں اگر مر جاؤں تو دِعامہ شیبانی تمھارا امیر المومنین ہوگا اور اس کے بعد یشکری کو اپنا امیر بنا لینا۔ بہلول اسی رات کو مر گیا صبح ہوتے ہی دعامہ بھاگ گیا اور اُن کو اسی حالت میں چھوڑ دیا۔ ضحاک بن قیس نے بہلول کا مرثیہ لکھا ہے:

بُدلت بعد ابی بشرٍ وصحبته قوماً علی مع الاحزاب اعوانا

Marfat.com

كانّهم لم يكونو امن صحابتنا ولم يكونوالنابالامس خلّانا

ياعين اذرى دموعاً منك تهتانا وابكى لناصحبة بانواواخوانا

خلّوا لنا ظاهر الدنيا وباطنها واصبحو افى جنان الخلد جيرانا

[ابوبشر اوراُس کے اصحاب کے بعد مجھے ان لوگوں سے سابقہ پڑا جومیرے مقابلہ میں دشمنوں کی مدد کرتے ہیں۔ایسا معلوم ہوتاہے کہ وہ ہمارے ساتھی ہی نہیں تھے اور نہ کل وہ ہمارے دوستوں میں سے تھے۔اے آنکھ تو آنسوؤں کے دریا بہا اوران دوستوں اور عزیزوں پرگریہ وزاری کر جو ہم سے جدا ہوگئے۔اُنھوں نے ہمارے لیے صرف دنیا کا ظاہراور باطن چھوڑا ہےاورخود جنت کے باغوں کے پڑوسی بن گئے ہیں۔]

جب بہلول ماراجاچکا تو عمرویشکری بقیہ لوگوں کے ساتھ نکلا تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ بھی مارا گیااورخوارج کی جماعت منتشر ہوگئی۔اس کے چند دن کے بعد بختری نے بغاوت پھیلانی شروع بختری''صاحب الاشهب ''کے نام سے جانا جاتا تھا۔اس کے ساتھ بھی تقریباً ۶۰ آدمی تھے۔خالد نے سمط بن مسلم بجلی کو چار ہزار آدمیوں کے ساتھ اس کے مقابلے میں بھیجا۔ یہ دونوں دریائے فرات کے ساحل پر مجتمع ہوئے اور جنگ چھڑگئی۔خوارج نے شکست کھائی اور میدان جنگ سے بھاگے۔ راستے میں کوفہ کے چند بازاری لوگ اورغلام جارہے تھےاُنھوں نے جب اُن کو بھاگتے دیکھا تو اُن پر پتھر برسانے شروع کیےاورقتل کرڈالا۔

اس کے بعدوزیرسختیانی نے حیرہ میں خالد کی مخالفت شروع کی۔اس کے ہمراہی بھی پیدا ہوگئے۔ وہ جس قصبے یادیہات سے گزرتا اُس میں آگ لگادیتا۔لوگوں کوقتل کردیتا،خزانہ اوراسباب وغیرہ لوٹ لیتا۔خالد نے اس کے مقابلے میں بھی فوج روانہ کی۔ وزیر کے اصحاب بڑی دلیری سے لڑتے رہےلیکن آخر میں شکست کھاکر بھاگے اور وزیرگرفتار ہوگیااورخالد کے پاس لایا گیا۔ وزیر نے خالد کے سامنے تقریر کی جس سے اس کے دل پر بہت اثر پڑااوراُس کوقتل کرنے کے بجائے قید خانے میں ڈال دیا۔ جب رات ہوتی تھی تواپنے پاس بلالیتااوراس کی باتوں سے اپنے دل کوخوش کرتا۔اس کی شکایت ہشام تک پہنچی۔

بعض روایت میں ہے کہ ایک حروری کوخالد نے گرفتار کرایا تھاجس نے بہت سے مقامات

Marfat.com

کوجلایا تھا اور بہت سے آدمیوں کو مارا تھا۔خالد نے اُس کوقید میں رکھا رات کوروزانہ اس سے گپ بازی کرتا تھا۔ ہشام اُس کی اس حرکت پر بہت خفا ہوا اوراُس کوقتل کرنے کا حکم دیا لیکن خالد کواس کا مارنا پسند نہ تھا اس وجہ سے وہ تساہل برتتا تھا۔ہشام نے پھرغصہ میں خط لکھا اس کی بڑی مذمت کی اور پھرقتل کرنے کااور جلانے کا حکم دیا مجبوراً خالد نے اِس کواوراس کے اصحاب کوقتل کرڈالا اور پھرجلادیا۔ وہ خارجی آخری دم تک یہ آیت پڑھتارہا:قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ. [۴] کہہ دو کہ جہنم کی آگ میں سخت گرمی ہوگی کاش اُس کووہ سمجھتے۔

صحاری بن شبیب کی بغاوت

اس سال صحاری بن شبیب بن یزید نے جبل کے قریب بغاوت کی۔وہ اسی سال خالد کے پاس آیااوراُس نے دریافت کیا کہ مسلمانوں کے فرائض کیا ہیں۔خالد نے طنزاً یہ جواب دیا کہ صحاری بن شبیب فرائض جان کرکیا کرے گا۔صحاری بگڑکر چلا گیا خالد بعدکونادم ہوااورڈرا کہ یہ بغاوت نہ کردے اس لیے پھر بلا بھیجا مگر صحاری نہیں آیا بلکہ جُبل کی طرف چلا گیا۔وہاں بنوتمیم اللات بن ثعلبہ نے اس سے پوچھا تواُس نے واقعہ کی اطلاع دی۔اُنھوں نے کہا کہ تم ابن النصرانیہ سے اور کیا توقع رکھتے تھے تم کو تلوار ہی لے کر جانا چاہیے تھا تا کہ اُس کو مارڈالتے۔صحاری نے کہا خدا کی قسم میرا مقصد فرائض دریافت کرنا نہیں تھا بلکہ صرف اس غرض سے ملنے گیا تھا کہ وہ مجھ کو پہچان لے اور پھر میں اُس کوفلاں شخص کے عوض میں قتل کردوں۔ جوخوارج کا سردار تھا اورخالد ہی نے اس کوقتل کیا تھا۔لوگوں کواُس نے اس کی دعوت دی۔تیس آدمیوں کے ساتھ وہ لڑنے کے لیے نکلا۔خالد کو جب یہ خبر ملی تو اس نے کہا کہ میں نے تو یہ سمجھ لیا تھا اس کے بعداس نے ایک فوج روانہ کی جومناذر کے قریب اس سے آکرملی اس لڑائی میں کچھ دیر تک خوارج قایم رہے لیکن پھرسب کے سب مارے گئے حتیٰ کہ صحاری بھی مارا گیا۔

اسد کا خُتَل پرحملہ

اس سال اسد نے پھرخُتَل پر چڑھائی کی چنانچہ اس خیال سے اس نے مصعب بن عمرو خزاعی کووہاں پہلے بھیج دیا۔مصعب بدرطرخان کے قریب مقیم ہوا۔ بدرطرخان نے مصعب سے امان

Marfat.com

حاصل کی اوراسد سے ملنے کی اجازت چاہی۔ مصعب نے اس کو جانے کی اجازت دے دی۔ بدرطرخان جب اسد سے ملاتو اس نے یہ گزارش کی کہ ہم سے لاکھ درہم لے لولیکن ہمارے ملک کو چھوڑ دو۔ اسد نے اس کو قبول نہیں کیا اور کہا کہ تو نے اس حالت میں حکومت حاصل کی جب کہ تو اہل بامیان سے بھی زیادہ غریب تھا لہٰذا اب تم خُتَّل سے نکل جاؤ۔ بدرطرخان نے اس کے جواب میں کہا کہ تم خراسان میں صرف دس اونٹوں کے ساتھ آئے تھے اور جب لوٹو گے تو پانچ سو اونٹوں پر بھی تمھارا سازوسامان نہ آئے گا۔ میں خُتَّل کا عالم جوانی میں بادشاہ ہوا تھا اب بڈھا ہو گیا ہوں اگر تم میری جوانی لوٹا دو تو میں نے جتنی چیزیں حاصل کی ہیں اس کو تمھارے سپرد کر دیتا ہوں۔ اسد بہت خفا ہوا اور اس نے اس کو قلعہ میں داخل ہونے کے لیے کہہ دیا۔ مصعب کو لکھ دیا کہ اس کو قلعہ میں داخل کر دو۔ بدرطرخان اسد کے غلام کے ساتھ مصعب کے پاس چلا گیا۔ مسلمہ بن عبداللہ جو اسد کا مولیٰ تھا اُس نے اُس کو گرفتار کر لیا اور کہنے لگا کہ اس کے چھوٹ جانے پر امیر بہت نادم ہوں گے۔

اسد پھر اپنی تمام فوج کے ساتھ روانہ ہوا۔ راستے میں اس نے مجشر بن مزاحم سے پوچھا کہ تم کیسے ہو۔ اُس نے کہا کہ میں کل کے دن بہت اچھی حالت میں تھا بہ نسبت آج کے جس دن بدر طرخان ہمارے ہاتھ میں تھا کیونکہ اس نے اس وقت گزارش کی تھی نہ تو آپ نے اس کو قبول اور نہ قید کیا بلکہ اس کو اپنے شہر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ اسد کو بڑی ندامت حاصل ہوئی اور اس نے فوراً مصعب سے پوچھ بھیجا کہ بدرطرخان اپنے قلعہ میں داخل ہوا یا نہیں۔ قاصد جب آیا تو اس نے بدر طرخان کو سلمہ کے قبضہ میں دیکھا۔ اسد جب وہاں پہنچ گیا تو اُس نے بدرطرخان کے ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم دیا اس کے بعد پھر اس نے پوچھا ابوفدیک کے خاندان کا کوئی شخص ہے جس کو بدرطرخان نے قتل کر ڈالا تھا؟ اس سوال پر ایک شخص جو بنوازد میں سے تھا اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میں ابوفدیک کے خاندان سے ہوں۔ اسد نے اُس کو حکم دیا کہ تم بدرطرخان کو قتل کر ڈالو چنانچہ اس نے بدرطرخان کو قتل کر ڈالا۔ اسد نے خُتَّل کے بڑے قلعہ کو فتح کر لیا اور چھوٹے قلعہ کو جس میں بدرطرخان کے خاندان کے لوگ تھے چھوڑ دیا بلکہ اُس نے خُتَّل کی وادیوں میں اپنی فوج کو چھوٹے چھوٹے دستوں میں روانہ کر دیا اُنھوں نے بہت سے غنائم حاصل کیے۔ اطراف وجوانب کے باشندے چین کی طرف بھاگ گئے۔

Marfat.com

متفرق واقعات

اس سال ولید بن قعقاع نے روم میں لڑائی کی۔

اس سال لوگوں کو حج ابوشاکر مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک نے کرایا۔ اس کے ساتھ ابن شہاب (الزُھری) بھی تھے۔ مکہ، مدینہ، طائف یہ سب محمد بن ہشام مخزومی کے سپرد تھے۔ عراق اور مشرقی ممالک خالد قسری کے ماتحت تھے۔ خراسان میں اس کا بھائی اسد تھا۔ مروان بن محمد نے آرمینیہ میں جنگ کی۔ الان فتح کر کے بلادخزر میں داخل ہوا۔ بلنجر اور سمندر ہوتا ہوا خاقان کے دارالسلطنت میں داخل ہوا۔ خاقان ڈر کر بھاگ گیا۔

وفیات

بعض روایت میں ہے کہ اسد نے اِس سال انتقال کیا اور اس نے اپنا جانشین جعفر بن حنظلہ البھرانی کو بنایا لیکن بعض کہتے ہیں کہ وہ ۱۲۰ھ میں مرا۔

حبیب بن ابی ثابت اور عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع مخزومی، قیس بن سعد مکی، سلیمان بن موسیٰ الاشدق اور ایاس بن مسلمہ بن الاکوع ان سب نے اسی سال انتقال کیا۔

۞ ۞ ۞

حواشی وحوالہ جات:

۱ یہ اشعار ہجویہ ہی نہیں، فحش بھی ہیں، لہٰذا قلمزد کیے جا رہے ہیں، اس سے نفسِ مضمون پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ البتہ یہ اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ عراق کے عوام اپنے گورنروں پر بہت جری تھے۔

۲ الرحمٰن: ۲۷

۳ آل عمران: ۱۳۸

۴ التوبہ: ۸۱

۞ ۞ ۞

Marfat.com

باب۔۴۷

سنہ ۱۲۰ھ کے واقعات

اسد بن عبداللہ قسری کی وفات

اس سال ربیع الاول کے مہینہ میں اسد بن عبداللہ قسری نے مقام بلخ میں وفات پائی۔اس کے مرنے کا سبب یہ ہوا کہ کچھ دن قبل اس کے جسم میں ایک پھوڑا نکلا تھا جس کا منہ اندر تھا جو چند دنوں کے بعد مرجھا گیا تھا(لیکن پورا اثر زایل نہ ہونے کی وجہ سے مواد موجود تھا) ایک دن جب اسد اپنی مجلس میں بیٹھا تو سب سے پہلے کسی نے تحفتہً اس کے پاس امرود بھیجے۔اس نے ان کو ایک ایک کر کے لوگوں پر تقسیم کر دیا اور ایک امرود کو خراسان نامی رئیس ہرات پر پھینک کر مارا۔پھینکنے میں جب ہاتھ پر زیادہ زور پڑا تو پھوڑا پھوٹ گیا اور اسی صدمہ سے وہ مرگیا۔مرتے وقت جعفر بن حنظلہ البھرانی کو اپنا جانشین بنایا۔چار مہینہ تک وہ اس خدمت کو انجام دیتا رہا لیکن ماہ رجب میں نصر بن سیار کا خراسان کی حکومت پر تقرر کر دیا گیا۔

خراسان شہر ہرات کا ایک رئیس تھا۔اسد سے اس کو خاص الفت تھی۔ایک مرتبہ مہرجان (مجوسیوں کے عید کا دن ہے) کے دن اس نے اسد کے پاس اس قدر تحفہ وتحائف بھیجے کہ جس کا کوئی حدوحساب نہ تھا۔اس سے قبل کسی نے اس قدر کثیر اور قیمتی تحائف اسد کے پاس نہیں بھیجے تھے۔ان سب کی قیمت لاکھوں سے متجاوز تھی۔خراسان نے اسد سے کہا کہ ہم عجمیوں نے بڑی دانشمندی اور فراست کے ساتھ عزت اور وقار کے ساتھ چار سو برس تک شان دار طریقے پر حکمرانی کی ہے اور نہایت آرام وآسائش کے ساتھ زندگی بسر کی ہے۔ہم میں تین قسم کے اوصاف کے آدمی سردار ہوتے تھے

Marfat.com

یاتو وہ بہترین مدبر ہوتے تھے کہ جب کوئی آتا تو سلام کرتے اور مرحبا کہہ کر استقبال کرتے تھے یاوہ بہت ہی سخی اور دریادل ہوتے تھے جولوگوں کو دیتے دلاتے رہتے تھے لیکن خدانے یہ تینوں صفتیں تم میں جمع کردی ہیں اہل خاندان اور اپنے خدم وحشم پر پورا قبضہ رکھتے ہواُن میں کسی کی یہ مجال نہیں ہے کہ کسی بڑے یا چھوٹے پر ظلم کرسکے تمھاری حسن تدبیر کا یہ بہترین نمونہ ہے کہ تم نے میدانوں اور جنگلوں میں بڑے بڑے قصر وایوان تعمیر کرائے ہیں۔

تمھاری ہی شجاعت اور بہادری کی یہ برکت ہے کہ تم نے خاقان کے اس جرار لشکر پر جو لاکھوں کی تعداد میں تھا فتحیابی حاصل کی ہے جب کہ حارث بن سُریج بھی اپنی فوجیں لیے ہوئے اس کی مدد کررہا تھا لیکن تم نے اس کے بہت سے آدمیوں کو تہ تیغ کیا اور اس کی فوج کو منتشر کردیا۔ رہی تمھاری سخاوت اور دریادلی تو اس کے متعلق صرف یہ کہوں گا کہ مجھ کو اب تک یہ نہ معلوم ہوسکا کہ تم کو کون سا مال زیادہ محبوب ہے۔ آیا وہ جوخزانہ میں داخل ہوتا ہے یاوہ جوخزانہ سے باہر جاتا ہے لیکن میرا یہ خیال ہے کہ جو مال باہر جاتا ہے اس سے تمھاری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ اسد کو اس کی اس بات پر ہنسی آگئی اور بولا کہ تم ہمارے بہترین رؤسا میں سے ہو۔ اسد نے ان تمام تحائف کو لوگوں میں تقسیم کردیا۔ جب وہ مرگیا تو ابن عرس عبدی نے مرثیہ میں یہ شعر لکھے:

نعی اسد بن عبدالله ناعٍ　　فریع القلب للملك المطاع

ببلخ وافق المقدار یسری　　وما لقضاء ربك من دفاع

فجودی عین بالعبرات سحا　　الم یحزنك تفریق الجماع

[اسد بن عبداللہ کے موت کی خبر ایک مخبر نے دی جو اپنے رعایا پرور بادشاہ کی وفات پر دل خراش تھی۔ بلخ میں تقدیر کا لکھا ہوتا ہے تیرے خدا کے فیصلہ کا کوئی مٹانے والا نہیں ہوسکتا۔

اے آنکھ تو آنسوؤں کے دریا بہا کیا جماعتوں کی تفریق نے تجھ کو غمگین نہیں بنایا۔]

اس کے علاوہ اور بھی دوسرے اشعار ہیں لیکن طوالت کے خیال سے ترک کیے جاتے ہیں

ابوشاکر مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک نے خالد قسری کے پاس یہ اشعار لکھ کر بھیجے:

اراح من خالدٍ فاهلكه　　ربُّ' اراح العباد من اسد

اما ابوه فكان مؤتشباً　　عبداً لئيماً لِاَعبُد فقد

Marfat.com

یری الزنی والصلیب والخمر　　والخنز یرحِلاً والغی کالرشد

وامـــه هـــمهـــا وبـغیتهـــا　　هـمّ الا مـاء العـواهـر الشـرد

کـــافـــرـــة بـالـنبـــی مـومـنة　　بـقسهـا والـصـلیـب والعمد

[وہی خداخالد سے ہم کونجات دے اُس کو ہلاک کرے جس نے بندوں کواسد سے نجات دلائی۔اس کا باپ تواوباش تھا اور کمینہ خصلت تھا فقط غلام ہی نہ تھا غلاموں کا غلام تھا۔زنا، صلیب، شراب اور خزیر کوحلال سمجھتا تھا اور گمراہی کو ہدایت خیال کرتا تھا۔اس کی ماں کے ارادے اورخواہشات ان فاحشہ اور بدکار لونڈیوں کی طرح ہیں جو کسی ایک کے قبضے میں نہیں رہتیں۔نبی کی نبوت سے انکار کرنے والی تھی لیکن اپنے پادری، صلیب اور بپتسمہ پر ایمان رکھتی تھی۔]

خالدکو جب یہ رقعہ ملاتو اُس نے اپنے احباب سے کہا کہ آج تک کسی نے بھی کسی کے بھائی کے مرنے پر ایسا تعزیت نامہ نہ لکھا ہوگا۔مسلمہ اور خالد میں کشیدگی تھی جس کا سبب یہ تھا کہ ہشام نے مسلمہ ہی کوخلافت کے کاموں کے لیے تیار کیا تھا، کمیت نے اس پر یہ شعر کہا:

ان الـخـلافة کـائـن اوتـادهـا　　بـعـد الـولیـد الی ابن ام حکیم

[خلافت کے ارکان ولید کے بعدام حکیم کے بیٹے کی طرف ہوں گے۔]

یعنی ابوشاکر، مسلمہ بن ہشام، جس کی ماں کانام ام حکیم تھا۔جب یہ شعر خالد کے کانوں تک پہنچا تواس نے کہا کہ میں ہراس خلیفہ کی مخالفت کروں گا جس کی کنیت ابوشاکر ہوگی۔مسلمہ کو یہ خبر لگ گئی کہ خالد نے یہ کہا ہے چنانچہ اسی دن سے موقع کی تاک میں تھا۔

حامیانِ بنوعباس خراسان میں

دعوت عباسیہ کے جو اصحاب خراسان میں مقیم تھے انھوں نے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے پاس سلیمان بن کثیر کو یہاں کے حالات کی اطلاع دینے کے لیے بھیجا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ محمد بن علی نے خداش کے واقعہ کے بعد خراسان والوں سے خط وکتابت بالکل بند کردی تھی اور قاصدوں کی آمدورفت کو بھی روک دیا تھا کیونکہ اُنھوں نے خداش کی اطاعت قبول کرلی تھی اور وہ اس کی جھوٹی باتوں پر یقین لے

Marfat.com

آئے تھے۔جب خط وکتابت کا سلسلہ ایک زمانے تک بند رہا تو انھوں نے سلیمان بن کثیر کو وہاں بھیجا۔محمد بن علی کو سلیمان کا آنا ناگوار معلوم ہوا اور اُس نے فوراً اُس کو واپس ہو جانے کا حکم دیا، صرف ایک خط کو مہر کر کے دے دیا یہ خط جب خراسان میں چاک کیا گیا تو اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے سوا کچھ نہ تھا۔ گو یہ بات اُن پر شاق گذری لیکن یہ سمجھ گئے کہ محمد بن علی خداش کی مخالفت چاہتا ہے۔سلیمان کے واپس آنے کے بعد محمد بن علی نے بکیر بن ماہان کو ایک خط کے ساتھ بھیجا۔جس میں اُس نے اُن کو خداش کی غلط بیانی سے مطلع کیا۔لوگوں نے بکیر کی تصدیق نہیں کی بلکہ ایک حد تک توہین کی۔اس لیے بکیر واپس آ گیا۔ محمد نے پھر بکیر کو چند چھڑیاں دیں جن میں سے بعض کے قبضے لوہے کے تھے اور بعض تانبے کے تھے تا کہ ان کو لوگوں میں تقسیم کر دے۔بکیر دوبارہ خراسان آیا اور اس نے تحریک کے نقباء اور دیگر لوگوں کو جمع کیا اور ان میں ایک ایک چھڑی تقسیم کر دی۔اس کے بعد وہ اچھی طرح سمجھ گئے کہ ہم محمد بن علی کی طبیعت کے خلاف چل رہے ہیں۔اس کے بعد انھوں نے توبہ کی اور اپنے باغیانہ خیالات سے رجوع کر لیا۔

خالد بن عبداللہ قسری کا معزول ہونا

اس سال ہشام بن عبدالملک نے خالد قسری کو تمام اضلاع اور اقطاع کی حکومت سے معزول کر دیا۔لوگ اس کے مختلف اسباب بیان کرتے ہیں۔بعض کہتے ہیں کہ فروخ ابوالمثنیٰ جو نہر رُمّان کے قریب کی اس جائداد کا نگراں تھا، جو ہشام کی خاص ملکیت میں تھی۔خالد کو اس کا وہاں رہنا بار معلوم ہوا۔چنانچہ اس نے اسی خیال سے حیان نبطی سے کہا کہ تم ہشام کے پاس جاؤ اور فروخ پر کوئی الزام قایم کر دو تا کہ اس سے یہ خدمت چھین لی جائے، حیان نے ایسا ہی کیا (اور ہشام سے کہہ کر فروخ کو معزول کرا دیا) اس کے بعد حیان ہی وہاں کا نگراں کار بنایا گیا۔چند دنوں کے بعد خالد کو حیان کا بھی اس جگہ پر رہنا فروخ کے رہنے سے زیادہ ناگوار معلوم ہوا بلکہ اس کو ستانے لگا۔حیان نے کہا کہ تم مجھ کو کیوں تکلیف پہنچاتے ہو جب کہ میں تمھارا ہی زیر بار احسان ہوں لیکن خالد اس سے باز نہ آیا۔حیان جب عاجز آ گیا تو اس نے نہر کی بندش جو کھیت کی طرف تھی توڑ دی جس سے پانی سیلاب کی طرح تمام کھیتوں میں گھس آیا اور خود ہی پھر ہشام کے پاس چلا گیا اور جا کر یہ شکایت کی کہ خالد نے نہر رُمّان کی وہ بندش جو آپ کے کھیتوں کے متصل تھی توڑ ڈالی، ہشام نے یہ سُن کر ایک آدمی کو اس مقام کو دیکھنے

Marfat.com

کے لیے بھیجا۔ دوسری طرف حیان نے ہشام کے خدام میں سے ایک خادم سے یہ کہا کہ میں تم کو ایک ہزار دینار اس شرط پر دوں گا کہ تم ہشام کی موجودگی میں یہ بات کہنے کا مجھ سے وعدہ کرو جس کو وہ اچھی طرح سن لے۔ اس نے اس کو قبول کر لیا اور انعام طلب کیا۔ حیان نے ایک ہزار دینار اس کے ہاتھ میں دیئے اور کہا کہ ہشام کے لڑکوں میں سے کسی ایک کو رُلا دو۔ جب وہ رونے لگے تو تم یہ کہہ دو کہ اجی میاں تم روتے کیوں ہو؟ واللہ تم خالد قسری کے بیٹے معلوم ہوتے ہو جس نے ایک کروڑ تیس لاکھ من غلہ جمع کیا ہے۔ خادم نے ایسا ہی کیا۔ جب یہ بات ہشام کے کان میں پڑی تو اس نے فوراً حیان کو بلا کر پوچھا کہ خالد کے پاس کتنا غلہ ہے۔ حیان نے کہا کہ ایک کروڑ تیس لاکھ من غلہ موجود ہے۔ یہ بات ہشام کے دل میں پتھر کی لکیر کی طرح جم گئی۔

بعض روایت میں ہے کہ خالد کے غلہ کی مقدار کل ۲۰ ہزار من تھی۔ خالد نے اپنی حکومت کے زمانے میں بہت سی نہریں کھدوائی تھیں۔ مثلاً نہر خالد، نہر باجری، نہر تارمانا، نہر مبارک، نہر جامع، نہر کورۂ سابور، نہر صلح وغیرہ۔ خالد اکثر اپنے احباب سے کہا کرتا تھا میں بہت ہی مظلوم ہوں جو کچھ میرے قدموں کے نیچے ہے وہ سب اگر ہماری ملک میں ہو بشرطیکہ عمرو فا کرے تو سواد کا چوتھائی حصہ قبیلۂ بجیلہ کے قبضہ میں ہو۔

عُریان بن ہیثم اور بلال بن ابی بردہ نے خالد کو یہ مشورہ دیا کہ تم اپنی تمام مملوکہ چیزوں کو ہشام کے سامنے پیش کر دو۔ اس میں سے جس کو وہ پسند کرے اس کو لینے دو اور ہم دونوں رضامندی کے ضامن ہیں۔ لیکن خالد نے ان کے مشورہ پر عمل نہیں کیا بلکہ اُن کو اُس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ ہشام سے کسی نے یہ بھی کہہ دیا کہ خالد نے ایک مرتبہ اپنے بیٹے کو بلا کر کہا کہ تم مسلمہ بن ہشام سے کم رتبہ نہیں ہو۔

ایک دفعہ عمرو بن سعید بن عاص کے خاندان کا کوئی شخص خالد کے پاس آیا۔ خالد نے اُس کے ساتھ بہت برا برتاؤ کیا۔ اس نے فوراً ہشام بن عبدالملک کو شکایت لکھ بھیجی۔ ہشام نے خالد کو ایک خط لکھا جس میں اُس کی بڑی مذمت اور توبیخ کی اور اُس کو حکم دیا کہ تم پاپیادہ چل کر اس اموی کے گھر جاؤ اور اس سے معافی مانگو، میں نے تمھاری معزولی و بحالی اُس کے سپرد کر دی ہے۔

خالد جب بھی ہشام کا تذکرہ کرتا تھا تو ''ابن الحمقا'' کے نام سے یاد کرتا تھا اپنے خطبہ میں وہ کہتا تھا کہ اے لوگو تم کو یہ خیال ہے کہ میں نے تمھارے اجناس کے نرخ کو گراں کر دیا۔ جو شخص ایسا

Marfat.com

کرتا ہواس پراللہ کی لعنت ہو۔ہشام نے اُس کولکھ بھیجا تھا کہ غلوں میں سب سے پہلے امیرالمومنین کا غلہ فروخت کراؤ۔ چنانچہ اس کاایک پیمانہ چند درہموں میں بکا۔خالد نے اپنے لڑکے سے کہا کہ دیکھو امیرالمومنین بھی تمھارے محتاج ہوں گے۔یہ تمام باتیں ہشام کے کانوں تک پہنچتی رہیں جس سے اُس کے دل میں خالد کی جانب سے نفرت پیدا ہوگئی۔ ہشام کو یہ بھی خبر لگی کہ خالد عراق میں اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے چنانچہ اس نے خالد کواس مضمون کا خط لکھا:

''اے اُم خالد کے بچے مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تو کہتا ہے عراق کی حکومت میرے لیے کوئی باعث شرف نہیں ہے۔اے کمینی عورت کے بچے کیونکر عراق کی حکومت تیرے لیے باعثِ افتخار نہیں ہے حالانکہ تو قبیلہ بجیلہ سے ہے جو ذلیل اور چھوٹا ہے۔واللہ میرا یہ خیال ہے کہ قریش کے خاندان کا جو بچہ تجھ پر مسلط کیا جائے وہ تیری چوکڑی بھلا دے گا۔''

ہشام نے اس کے بعد خالد کو معزول کر دینے کا تہیہ کرلیا اور یوسف بن عمر کو جو یمن میں تھا خفیہ حکم دیا کہ میں نے تم کو عراق کا حاکم بنایا ہے، ۲۰ آدمیوں کے ساتھ تم عراق روانہ ہوجاؤ۔ چنانچہ یوسف کوفہ کی طرف روانہ ہوا اور قریب پہنچ کر ایک مقام پر ٹھہرا۔ طارق جو خالد کی جانب سے کوفہ میں حکومت کا کام انجام دے رہا تھا۔اس نے اپنے لڑکے کا ختنہ کیا تھا اسی تقریب میں خالد نے کئی ہزار غلام اور لونڈیاں اور دوسرے تحائف طارق کے پاس روانہ کیئے۔

عراق کے کچھ لوگ یوسف کے راستے سے بھی گذرے تو انھوں نے یوسف اور اس کے ساتھیوں سے پوچھا کہ تم لوگ کہاں جارہے ہو اور کون ہو۔ یوسف کے اصحاب نے ایک مبہم سا یہ جواب دیا کہ ہم ادھر جارہے ہیں۔ یہ عراقی جب طارق کے پاس پہنچے تو اُنھوں نے طارق کو ان لوگوں کی خبر دی اور کہا کہ یہ خوارج معلوم ہوتے ہیں اُن کو قتل کرنا چاہیے۔

یوسف وہاں سے روانہ ہوا اور بنوثقیف کے محلّہ میں پہنچا وہاں بھی لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ تم کون لوگ ہو لیکن اُنھوں نے خود کو چھپائے رکھا، اس کے بعد یوسف نے بنومضر کو مجتمع ہونے کا حکم دیا۔جب وہ اکٹھا ہوگئے تو فجر کی نماز کے وقت مسجد میں اُن کے ساتھ داخل ہوا۔موذن کو اذان کا حکم دیا اور پھر نماز باجماعت پڑھی۔ اس کے بعد خالد اور طارق کو گرفتار کرنے کے لیے آدمیوں کو بھیجا چنانچہ اُن کو انھوں نے ایسے وقت گرفتار کیا جس وقت ہانڈیاں جوش کھا رہی تھیں۔

Marfat.com

بعض روایت میں ہے کہ جب ہشام نے یوسف بن عمر کوعراق کا حاکم بنانا چاہا۔تواس نے اس ارادہ کودل ہی میں رکھا۔ جب یوسف کا غلام جندب نامی ہشام کے پاس خط لے کرآیا تو ہشام نے اس خط کو پڑھا اور سالم بن عُنبسہ کو جووزیر خاص تھا حکم دیا کہ اس خط کا جواب لکھ دواور پھر مجھ کودکھلا کر روانہ کرواور ہشام نے خود بھی ایک رقعہ یوسف بن عمر کولکھا جس میں عراق روانہ ہوجانے کا حکم تھااور وہاں کی حکومت اس کے سپرد کرنے کی اطلاع بھی تھی۔سالم جب خط لے کرآیا تو ہشام نے اپنا خط بھی درمیان میں رکھ دیا اور پھر مہر لگادی گئی، یوسف کے غلام کو بلایا اُس کے کپڑوں کو پھاڑ ڈالا گیا اور خوب زدوکوب کی گئی اور پھر خط اُس کے سپرد کیا گیا۔بشیر بن ابی عُنبسہ یہ دیکھ کر کچھ ہکا بکا ہوگیا اور یہ سمجھا کہ اس میں کوئی حیلہ ضرور ہے۔بشیر، سالم بن عنبسہ کا نائب تھا،اس نے اندازہ لگایا یوسف بن عمر کوعراق کی حکومت مل گئی۔اس نے عیاض کو جوسالم کی طرف سے عراق کا نائب تھالکھ بھیجا کہ تمھارے خاندان کے لوگوں نے تمھارے پاس یمنی کپڑا بھیجا ہے۔جب وہ تمھارے پاس پہنچے تو تم اُس کو پہن لواور خدا کا شکر ادا کرواور اُس کی خبر طارق کوبھی دے دو۔عیاض یہ خط طارق کے پاس لے کر گیا اور اُس کواس سے مطلع کیا، بشیر، بعد میں بہت نادم ہوا کہ اس نے ایسا خط کیوں لکھا چنانچہ اسی ندامت کے خیال سے اس نے دوسرا خط لکھا کہ تمھارے خاندان والوں کے کپڑوں کے بھیجنے میں تاخیر ہوگئی۔عیاض یہ خط بھی طارق کے پاس لے کر گیا۔طارق نے دیکھ کر کہا کہ پہلا خط ٹھیک تھا،لیکن بشیر اس وجہ سے گھبرا گیا کہ کہیں یہ بات آگے نہ بڑھ جائے۔اسی خیال سے اس نے یہ دوسرا خط لکھا ہے اس کے بعد طارق کوفہ سے فوراً خالد کے پاس گیا جواس وقت واسط میں مقیم تھا۔دربانوں میں اور مشیر کاروں میں اس وقت داؤد بریدی تھا۔جب اس نے طارق کوآتا دیکھا تو خالد کواُس کے آنے کی خبر دی۔خالد نے طارق کواندر آنے کی اجازت دے دی۔طارق جب اندر گیا تو خالد نے پوچھا کہ بغیر اجازت کیوں چلے آئے۔(وہ داؤد کی موجودگی میں کچھ کہنا نہیں چاہتا تھا لہٰذا اس نے خواہ مخواہ یہ بات کی) ہم نے غلطی کی،ہم نے آپ کے بھائی اسد کی تعزیت خط میں لکھی تھی۔حالانکہ ہم کوآپ کی خدمت میں پاپیادہ آنا چاہیے تھا۔خالد کو بہت رقت آئی حتیٰ کہ اس کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔پھر خالد نے داؤد سے کہا کہ تم اپنے کام پر واپس جاؤ۔جب داؤد واپس چلا گیا تو طارق نے اصل واقعہ سے باخبر کیا۔خالد نے اصل حقیقت سے واقفیت کے بعد یہ پوچھا کہ پھر کیا رائے ہے۔طارق نے کہا کہ بہتر تو یہی ہے کہ امیر المومنین کے پاس جا کران لغزشوں کی معافی مانگ

Marfat.com

لو۔خالد نے کہا کہ بغیر اجازت میں کیونکر جاسکتا ہوں۔طارق نے کہا کہ اچھا تو تم مجھ کو اجازت حاصل کرنے کے لیے بھیج دو۔خالد نے اس کو بھی منظور نہیں کیا۔اس پر طارق نے کہا کہ اچھا تو میں جاتا ہوں اور امیر المومنین سے تمھارے برقرار رکھنے کے لیے فرمان لکھا کر لاتا ہوں اور ان کو ضمانت دیتا ہوں کہ ان فصلوں میں جتنا نقصان ہوا ہے اس کا ضامن میں ہوں، خالد نے کہا کہ اس کی مقدار کتنی ہوگی ،طارق نے کہا کہ ایک کروڑ۔ خالد نے کہا کہ میں اتنی بڑی رقم کہاں سے لاسکتا ہوں ۔ خدا کی قسم میرے پاس ایک کروڑ درہم بھی موجود نہیں ہیں۔طارق نے کہا کہ میں اور فلاں فلاں اشخاص اس بار کو اٹھالیں گے۔خالد نے کہا کہ میں اس وقت بہت ہی کمینہ شخص کہلاؤں گا جب کہ لوگوں کو دینے کے بعد پھر ان سے واپس لوں۔طارق نے کہا کہ ہم لوگ اپنا مال صرف کر کے آپ کی اور اپنی جان بچالیں گے اور پھر دنیا بنالیں گے۔آپ پر اور ہم پر نعمت کا باقی رہ جانا بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ دوسرا شخص آئے اور ہم سے اموال کا مطالبہ کرے۔ہمارا مال تو اہل کوفہ کے پاس ہے وہ خواہ مخواہ موقع کے منتظر رہیں گے۔جب ہم قتل کردیئے جائیں گے تو وہ ہمارا مال کھا جائیں گے۔لیکن خالد نے ان میں سے کسی صورت کو منظور نہیں کیا۔طارق مجبوراً نہایت افسردہ ہوکر یہ کہتا ہوا رخصت ہوگیا کہ ہماری اور آپ کی دنیا میں آخری ملاقات ہے۔طارق وہاں سے کوفہ چلا گیا اور خالد مقام حمّہ میں آیا۔

یوسف کا غلام یمن پہنچا اور اُس نے یوسف سے کہا کہ امیر المومنین بہت ناراض اور خفا تھے انھوں نے مجھے سخت سزا دی۔خط کا بھی اُنھوں نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ سالم بن عُنبسہ نے جو وزیر ہے یہ جواب دیا ہے۔یوسف نے اس لفافہ کو چاک کیا تو اندر ہشام کا رقعہ بھی تھا جس میں عراق کی حکومت کی خبر تھی اور یہ حکم تھا کہ ابن نصرانیہ یعنی خالد اور اس کے عمال کو گرفتار کرلو اور اس کو خوب سزا دو۔ چنانچہ یوسف اسی دن ایک رہبر کے ساتھ عراق کی طرف روانہ ہوا اور یمن میں اپنے بیٹے صلت کو جانشین بنایا۔یوسف ۱۲۰ھ کے جمادی الآخر میں کوفہ پہنچا۔سب سے پہلے وہ نجف میں ٹھہرا اور وہیں اس نے اپنے غلام کیسان کو حکم دیا کہ طارق کو گرفتار کر کے لاؤ اگر وہ خاموشی سے آجائے تو گدھے پر سوار کر کے لیتے آؤ ورنہ گھسیٹ کر لاؤ۔ چنانچہ کیسان، حیرہ پہنچا اور وہاں سے عبدالمسیح کو ساتھ لے کر جو حیرہ کا سردار تھا طارق کے پاس گیا اور اس سے جا کر کہا کہ یوسف، عراق میں حاکم ہوکر آگیا ہے تم کو بلاتا ہے۔طارق نے کہا کہ اگر امیر کو مال کی ضرورت ہے تو میں دیتا ہوں۔مگر کیسان راضی نہ ہوا اور اُس کو پکڑ کر یوسف کے پاس

Marfat.com

لے آئے۔ یوسف نے اُس کو پانچ سودرے مارے اور پھر وہ کوفہ میں داخل ہوگیا۔ وہاں سے عطاء بن مقدم کو خالد کے پاس بھیجا، خالد اس وقت حمّہ ہی میں مقیم تھا۔ عطا نے پہنچ کر خالد کے دربان سے اجازت مانگی اور کہا ابوالھیثم سے میرے لیے اندر آنے کی اجازت مانگو۔ دربان خالد کے یہاں پراگندہ حال اور پراگندہ صورت داخل ہوا۔ خالد نے پوچھا کہ کیا ہے۔ اس نے کہا کہ خیر ہے۔ خالد نے کہا کہ خیر تو نہیں معلوم ہوتی ہے۔ دربان نے کہا کہ عطاء نے مجھ سے کہا ہے۔ ابوالھثیم سے میرے لیے اجازت مانگو۔ خالد نے کہا کہ اس کو اجازت دے دو۔ عطاء پھر اندر گیا اور خالد کو اس نے گرفتار کرلیا لیکن آبان بن ولید اور اُس کے احباب نے ۹۰ لاکھ پر مصالحت کرادی۔ جب عطا یہاں سے واپس گیا تو لوگوں نے یوسف سے کہا کہ اگر تم اس کو طے نہ کرتے تو دس کروڑ ضرور وصول کرلیتا۔ یوسف شرمندہ ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے اپنی زبان دے دی اب میں پھر نہیں سکتا اور نہ مامون کرسکتا ہوں۔ خالد کے اصحاب نے جب اس کو ان واقعات کی اطلاع دی تو اس نے کہا کہ تم لوگوں نے غلطی کی، مجھ کو اطمینان نہیں ہے کہ اس رقم کے لینے کے بعد پھر وہ تقاضا نہ کرے، اس لیے تم لوگ واپس جاؤ۔ لوگ واپس ہوئے اور انھوں نے یوسف کو خبر دی کہ خالد اس مصالحت پر رضا مند نہیں ہے۔ یوسف نے کہا کہ تم لوگ پھر بدل گئے لوگوں نے کہا ہاں اس نے کہا اچھا تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب میں اتنی اور اس کی دوگنی مقدار پر بھی راضی نہ ہوں گا اور اس سے زیادہ لیا اور بعض کہتے ہیں کہ آخر کار ایک ہی لاکھ اس سے وصول کیا۔ یوسف نے بلال بن ابی بردہ کے پاس آدمی بھیجے اور وہ اُس کو قید کر کے لے آئے۔ بلال نے کوفہ میں ایک گھر بنایا تھا جواب تک غیر آباد تھا۔ یوسف نے خالد کو اسی گھر میں مقید کیا اور پھر اُس کو قید خانہ بنادیا۔ خالد بنو ہاشم سے اچھا سلوک کرتا تھا اور ان سے صلہ رحمی کا برتاؤ کرتا تھا۔ ایک مرتبہ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان خالد کے پاس کچھ امداد کی غرض سے آیا تھا لیکن کوئی فائدہ نہ پہنچا اس لیے ناخوش ہوکر کہنے لگا کہ بنو ہاشم کے لیے اس قدر انعام واکرام دیا جاتا ہے اور ہمارے لیے اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ (حضرت) علی پر لعنت کرتا ہے۔ خالد کو جب اُس کی خبر لگی تو اس نے کہا اگر وہ پسند کرے تو ہم عثمان کے حق میں بھی کچھ کہہ دیا کریں۔ باوجود ان باتوں کے خالد، (حضرت) علی کی سب وشتم میں غلو کر جاتا تھا۔ بعض کہتے ہیں وہ ایسا اس لیے کرتا تھا کہ لوگوں میں متہم نہ ہو اور قوم کی نظروں میں مقرب رہے۔

خالد کو عراق کی حکومت ماہ شوال ۱۰۵ھ میں ملی اور ۱۲۰ھ کی جمادی الآخری میں وہ معزول

Marfat.com

کر دیا گیا۔جس وقت یوسف بن عمر عراق کا حاکم ہوااس وقت اسلام ذلیل حالت میں تھا اوراہل ذمہ کا غلبہ اوراُن کی حکومت تھی۔اسی واقعہ پر یحییٰ بن نوفل نے یہ اشعار کہے:

اتانا واهل الشرك اهل زكوٰتنا　　وحكما منا فيما نسر ونجهر

فلما اتانا يوسف الخير اشرقت　　له الارض حتى كل وادٍ منوّر

وحتّٰى راينا العدل فى الناس ظاهراً　　وماكان من قبل العقيلى يظهر

[ہمارے پاس (یوسف) ایسے وقت آیا جبکہ مشرکین ہماری زکوٰۃ کے مالک تھے اور ہمارے ظاہراورمخفی معاملات کے حاکم تھے۔پس جب یوسف ہمارے پاس اپنی نیکی اور بھلائی کے ساتھ آیا تو تمام روئے زمین اس کی روشنی سے جگمگا اُٹھی حتیٰ کہ ہر وادی روشن ہوگئی۔اورہم نے اس کے عدل وانصاف کولوگوں میں نمایاں پایا لیکن عقیلی سے پہلے اس کا نام ونشان بھی نہ تھا۔]

چند شعراور ہیں یہ بھی اسی نے کہا ہے:

ارانا والخليفة اذ رمانا　　مع الاخلاص بالرجل الجديد

كاهل النار حين دعواغيثوا　　جميعاً بالحميم وبالصديد

[ہماری آزمائش کی گئی جب کہ خلیفہ نے اپنی محبت اورشفقت سے ہمارے پاس ایک نیا شخص بھیجا۔دوزخیوں کی طرح جب انھوں نے فریاد کی توریم اور گرم پانی کے ساتھ ان کی فریادرسی کی گئی۔]

یوسف میں بعض متضاد عادتیں تھیں۔وہ بہت دیر تک مسجد میں نماز پڑھتا تھا،خدمت گاروں اور گھر والوں کی نگہداشت کرتا تھا،لوگوں سے اُن کو محفوظ رکھتا تھا،نرم اور ہلکی آواز سے بولتا تھا،خلیق اور منکسر المزاج تھا، دعا اور نماز میں بہت مشغول رہتا تھا۔صبح کی نماز پڑھ کر چاشت کے وقت تک کسی سے کلام نہیں کرتا تھا۔صرف اللہ کی عبادت اور کلام پاک کی تلاوت میں مصروف رہتا تھا۔اس کو شاعری اورادب سے خاص ذوق تھا۔دوسری طرف وہ مجرموں کو سخت سزائیں دینے کا عادی تھا اور بے محابا لوگوں کے منہ پر مارتا تھا۔وہ نیا کپڑا لیتا اوراُس پر ناخن پھیرتا تھا اوراگر کوئی تاگا پھنس گیا تو کپڑے والے کو زدوکوب کرتا تھا اور کبھی تو ہاتھ ہی کاٹ ڈالتا تھا۔یوسف ذرا احمق اور بیوقوف بھی تھا۔ایک شخص

Marfat.com

اس کے پاس کپڑا لایا اس نے اپنے کاتب سے پوچھا کہ اس کپڑے کے متعلق تم کیا کہتے ہو۔اس نے کہا کہ اس کے خانے اور چھوٹے ہونے چاہئیں ۔یوسف نے جلاہے سے ماں کی گالی دے کر پوچھا کہ کیا یہ سچ کہتا ہے۔جُلاہے نے جواب دیا کہ میں اس بات سے زیادہ واقف ہوں۔پھر وہ کاتب سے ماں کی گالی دے کر مخاطب ہوکر کہنے لگا،کیا یہ ٹھیک کہتا ہے کاتب نے کہا کہ یہ تو سال میں ایک یا دو کپڑوں کو بنتا ہوگا۔ میرے ہاتھ پر سے تو سال میں سینکڑوں کپڑے گذرتے ہیں۔یوسف نے پھر جلاہے سے اسی قسم کا سوال کیا۔غرض کہ دیر تک وہ کبھی اُس کو جھوٹا بناتا رہا اور کبھی اس کو۔آخر کار اس نے خود خانوں کو شمار کیا تو ایک طرف ایک خانہ کم تھا۔اسی جرم پر اس نے جلاہے کو سو کوڑے مارے۔

بعض روایت میں یہ بھی ہے کہ یوسف نے ایک مرتبہ سفر کا ارادہ کیا تو اس نے اپنی لونڈیوں کو بلایا اور ان میں سے ایک سے پوچھا کہ تو میرے ساتھ چلے گی۔اس نے کہا کہ ہاں میں جاؤں گی۔یوسف نے کہا کہ اے خبیثہ یہ سب جماع کی خواہش سے ہے اور اسی کی محبت ہے۔اے خادم اس کو ایک دھول مار۔پھر دوسری لونڈی سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں یہیں رہوں گی اور بچوں کی حفاظت کروں گی ۔یوسف نے کہا کہ کیا سب کی سب مجھ سے بیزار ہوکر کہہ رہی ہیں اے خادم اس کو بھی دھول لگا۔تیسری سے پوچھا تو کیا کہتی ہے اس نے کہا کہ میری سمجھ سے باہر ہے کہ کیا کہوں ۔اگر میں وہی کہوں جو ان دونوں نے کہا تو سزا سے نجات نہ پاسکوں گی۔یوسف نے کہا کہ اے بدمعاش تو مجھ سے مناظرہ اور مباحثہ کرتی ہے۔اے خادم اس کو بھی مار۔چنانچہ سب نے مار کھائی۔

یوسف پست قد تھا لیکن ڈاڑھی بہت لمبی رکھتا تھا اس کے لیے کپڑا ہمیشہ لانبا لیا جاتا تھا تاکہ کتر کر اس کا لباس بنایا جائے لیکن اگر درزی یہ کہتا کہ اس میں سے بچ جائے گا تو اُس کو مارتا تھا۔اور اگر یہ کہتا کہ کپڑا کافی نہ ہوگا لیکن تراشنے اور کاٹنے کے بعد شاید ہوجائے تو خوش ہوتا تھا چنانچہ درزی اس کے لیے کپڑا لانبا تراشتے تھے اور باقی جو حقیقتاً زائد ہوجاتا تھا اُس کو پھر نکال لیتے تھے تاکہ یوسف کو یہ خیال ہو کہ یہ کپڑا کافی نہیں ہے۔یوسف کے بعض واقعات اس سے بھی زیادہ عجیب وغریب ہیں ۔ایک دن اس کا کاتب غیر حاضر ہوگیا جب وہ دوسرے دن آیا تو اُس نے پوچھا کہ کل کیوں نہیں آئے تھے۔اُس نے عذر کیا کہ دانت میں سخت درد تھا اس وجہ سے نہ آسکا۔فوراً اس نے حجام کو بلایا اور اس دانت کے ساتھ دوسرے دانت کو بھی اکھاڑنے کا حکم دیا۔

Marfat.com

نصر بن سیار کنانی حاکمِ خراسان

جب اسد بن عبداللہ کا انتقال ہوگیا تو ہشام نے عبدالکریم بن سلیط الحنفی سے، جو خراسان کے حالات سے زیادہ واقف تھا، مشورہ لیا کہ خراسان میں کس کو والی بنایا جائے۔ اس نے کہا کہ اے امیر المومنین خراسان کے لیے تدبر، شجاعت اور بہادری کے لحاظ سے کرمانی بہت مناسب ہوگا۔ ہشام نے کچھ اعراض کیا اور پھر پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے۔ اس نے کہا کہ جُدیع بن علی۔ ہشام نے کہا کہ مجھ کو ایسے آدمی کی ضرورت نہیں ہے اور اس سے اس نے بد فالی لی (یعنی چونکہ نام میں ''علی'' آرہا تھا لہٰذا اس نے اسے برا سمجھا)، عبدالکریم نے کہا کہ بزرگی اور تجربہ کاری کے لحاظ سے یحییٰ بن نعیم بن ہبیرۃ الشیبانی زیادہ مناسب ہوگا۔ ہشام نے کہا کہ بنو ربیعہ سرحدوں اور حدود کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ عبدالکریم کا بیان ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ بنو ربیعہ اور اہل یمن سے تو ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ اب بنو مضر کو پیش کر کے اندازہ کروں۔ چنانچہ میں نے کہا کہ عقیل بن معقل لیثی مناسب ہوگا۔ اگر آپ اُس کی ایک لغزش کو معاف کر دیں۔ ہشام نے پوچھا وہ کیا۔ میں نے کہا کہ وہ پاکباز نہیں ہے۔ ہشام نے کہا کہ ایسے شخص کی مجھ کو ضرورت نہیں ہے۔

میں نے پھر منصور بن ابی الخرقا اَلسُّلمی کا نام پیش کیا اور کہا کہ اگر آپ اس کی نحوست کا خیال نہ فرمائیں تو اچھا ہے۔ ہشام نے اُس کو بھی نامنظور کیا اور کہا کہ دوسرے شخص کا نام لو۔ میں نے مجشر بن مزاحم اَلسُّلمی کا نام لیا اور کہا کہ وہ عقلمند اور ہوشیار اور تجربہ کار ہے۔ مگر عیب یہ ہے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ ہشام نے کہا کہ جھوٹ میں کبھی بھلائی نہیں ہوتی۔ میں نے پھر یحییٰ بن حضین کا نام لیا تو اس پر اس نے کہا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ بنو ربیعہ سرحدوں کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ آخر میں میں نے نصر بن سیار کو پیش کیا۔ اس پر وہ فوراً راضی ہوگیا۔ میں نے کہا اس میں بھی ایک عیب ہے جس کو اگر آپ نظر انداز کر دیں تو اچھا ہے۔ ہشام نے پوچھا وہ کیا۔ میں نے کہا کہ اس میں وہ تمام خوبیاں ہیں، عقلمند ہے، پاک باز ہے، شجاع اور بہادر ہے لیکن اس کا قبیلہ بہت چھوٹا ہے۔ ہشام نے کہا کہ تیرا باپ نہ رہے میں جس کا ساتھی ہوں گا وہ قلیل التعداد کیونکر ہوگا۔ چنانچہ اس نے فوراً نصر بن سیار کے نام فرمان لکھ کر روانہ کر دیا اور عبدالکریم کو ساتھ ہی روانہ کیا۔

Marfat.com

بعض روایت میں ہے کہ جب عثمان بن شخیر کا نام پیش کیا گیا تو یہ بھی کہا گیا کہ وہ شرابی ہے اور یحییٰ بن حضین کا نام پیش ہوا تو کہا گیا کہ وہ متکبر ہے۔ قطن بن قتیبہ کا نام لیا گیا تو کہا گیا کہ وہ بہت سست ہے۔ آخر میں ہشام نے نصر بن سیار ہی کا انتخاب کیا۔

اسد نے مرتے وقت اپنا جانشین جعفر بن حنظلہ کو بنایا تھا۔ اس نے اس سے قبل نصر کو کہلا بھیجا کہ ہم تم کو بخارا کی حکومت دینا چاہتے ہیں۔ نصر نے بختری بن مجاہد جو بنی شیبان کا مولیٰ تھا، سے مشورہ لیا تو اس نے کہا کہ تم بنو مضر کے ایک شیخ کی حیثیت رکھتے ہو تم کو یہ عہدہ نہ قبول کرنا چاہیے۔ بہت ممکن ہے کہ خراسان کی حکومت تمھارے ہی سپرد کر دی جائے۔ چنانچہ جب نصر کے پاس ہشام کا یہ فرمان پہنچا تو اس نے بختری کو بلا بھیجا۔ بختری نے اسی وقت اپنے اصحاب سے کہہ دیا کہ نصر خراسان کا حاکم ہو گیا۔ جب وہ نصر کے پاس آیا تو اس نے نصر کو شاہانہ سلام کیا۔ نصر نے پوچھا کہ تم کو کس طرح خبر لگی۔ اس نے جواب دیا کہ پہلے آپ میرے پاس آتے تھے اور آج آپ نے مجھ کو بُلا بھیجا تھا۔ اس لیے مجھ کو پتہ چل گیا کہ آپ کو خراسان کی حکومت مل گئی۔ نصر نے عبدالکریم کو اس خوشی میں کہ اس نے اتنی بڑی خوش خبری سنائی، دس ہزار درہم انعام میں دیئے۔

نصر نے بلخ میں مسلم بن عبدالرحمٰن بن مسلم کو اور مروالروذ میں وسّاج بن بکیر بن وساج کو اور ہراۃ میں حارث بن عبداللہ بن الحشرج کو حاکم بنایا اور اسی طرح نیشاپور میں عبدالرحمٰن قشیری کو خوارزم میں ابوحفص بن علی اپنے داماد کو عامل بنایا۔ صُغد میں قطن بن قتیبہ کو مقرر کیا۔ ان تقرریوں پر ایک یمنی نے کہا کہ میں نے اس شخص کی طرح کسی اور میں عصبیت نہیں دیکھی۔ نصر نے جواب دیا کہ یہ بات تو پہلے ہی سے تھی۔ نصر نے تقریباً چار سال تک بنو مضر کے سوا کسی کو حاکم نہیں بنایا۔ اس نے خراسان کو ایسا آباد کر دیا کہ اس سے قبل کبھی ایسا آباد نہ ہوا تھا۔ اس کی انتظامی حالت اور تحصیل وصول دونوں قابلِ تعریف تھے۔ سوار بن اشعر نے نصر کی تعریف کرتے ہوئے یہ شعر کہا:

اضحت خراسان بعدُالخوف آمنة　　من ظلم کل غشوم الحکم جَبّار

لما اتی یوسفا اخبار مالقیت　　اختار نصراً لها نصر بن سیّار

[خراسان خوف وخطر کے بعد بالکل مامون ہو گیا ہر بڑے ظالم اور جابر کے ظلم وستم سے۔
یوسف کو جب ان واقعات کی خبر ملی جو خراسان میں ہوئے تھے۔ تو اس نے خراسان کے

Marfat.com

لیے نصر کو منتخب کیا جو نصر بن سیارہ ہے۔]

نصر نے ۱۲۰ھ میں رجب کے مہینہ میں خراسان کی حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔

متفرق واقعات

اس سال سلیمان بن ہشام بن عبدالملک غزوہ صائفہ میں شریک تھا اور اس نے مقام سندرہ فتح کیا۔ اسحٰق بن مسلم عقیلی نے تو مانشاہ میں رومیوں سے جنگ کی اور بہت سے قلعوں کو فتح کیا اور اس سرزمین کو اس نے بالکل تباہ و برباد کر دیا۔ محمد بن ہشام بن اسمٰعیل مخزومی نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ بعض روایت میں ہے کہ سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے حج کرایا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا بھائی یزید بن ہشام اس سال امیرِ حج تھا۔

مدینہ مکّہ اور طائف کا حاکم محمد بن ہشام مخزومی تھا، عراق اور مشرقی ممالک پر یوسف بن عمر حاکم تھا اور خراسان پر نصر بن سیار تھا۔ ہشام بن عبدالملک نے اس کو ہدایت کی تھی کہ یوسف بن عمر سے خط و کتابت کرتے رہو۔ بعض روایت میں ہے کہ اس سال خراسان میں جعفر بن حنظلہ ہی حاکم تھا۔ بصرہ میں یوسف بن عمر والی عراق کی طرف سے کثیر بن عبداللہ السُّلمی عامل تھا اور عامر بن عبیدہ وہاں کے قاضی تھے۔ آرمینیہ اور آذربائیجان میں مروان بن محمد برسرِ حکومت تھا اور کوفہ کے قاضی ابن شبرمہ تھے۔

وفیات

صحیح روایتوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عاصم بن عمر بن قتادہ نے اسی سال وفات پائی۔ مسلمہ بن عبدالملک بن مروان نے بھی اس سال انتقال کیا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ ۱۳۱ھ میں اس کی وفات شام میں ہوئی ہے۔ قیس بن مسلم، محمد بن ابراہیم ابن حارث تیمی، حماد بن سلیمان الفقیہ، واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ، علی بن مدرک نخعی کوفی اور قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود کوفی، ان تمام اصحاب نے اسی سال وفات پائی۔

Marfat.com

باب۔۴۸

۱۲۱ھ کے واقعات

اس سال مُسلمہ بن ہشام نے روم میں لڑائی کی اور مطامیر کو فتح کیا۔

زید بن علی بن حسین کا نمودار ہونا

بعض روایت میں ہے کہ اسی سال زید بن علی بن حسین مقتول ہوئے اور بعض ۱۲۲ھ میں بتاتے ہیں۔ہم یہاں زید اور ہشام کی مخالفت کے اسباب کا ذکر کرتے ہیں اور پھر آئندہ سال کے سلسلۂ بیان میں اُن کے قتل کا واقعہ لکھیں گے۔ان دونوں کی مخالفت کے اسباب لوگوں نے مختلف بیان کیے ہیں۔بعض یہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ زید اور داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس اور محمد بن عمر بن علیؓ بن ابی طالب یہ تینوں ساتھ ہوکر خالد بن عبداللہ قسری کے پاس آئے۔خالد نے ان پر بہت کچھ انعام واکرام کیا اور پھر وہ سب کے سب مدینہ واپس چلے گئے۔جب یوسف بن عمر عراق کا حاکم ہوا تو اس نے ہشام کو اطلاع دی اور یہ لکھا کہ خالد نے زید سے مدینہ میں دس ہزار دینار پر ایک زمین خریدی تھی لیکن پھر اس نے اُس کو واپس کر دیا۔ہشام نے فوراً ہی حاکم مدینہ کو لکھ بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو میرے پاس بھیج دے چنانچہ اس نے ان لوگوں کو شام بھیج دیا۔جب یہ لوگ ہشام کے پاس حاضر ہوئے تو اس نے ان سے اس کے متعلق دریافت کیا۔سب نے انعام ملنے کا تو اقرار کیا لیکن باقی تمام چیزوں سے انکار کیا، وہ اس قدر اس پر مصر ہوئے کہ اُنھوں نے قسمیں کھائیں۔ہشام نے اُن کے قول کی تصدیق کی اور ساتھ ہی عراق جانے کا حکم دیا تا کہ وہ خالد سے بالمشافہ گفتگو کر سکیں۔یہ لوگ طوعاً وکرہاً عراق کی طرف روانہ ہوئے۔جب وہاں پہنچے تو یوسف بن عمر کے سامنے خالد سے گفتگو کی۔اس نے بھی اُن کی

Marfat.com

تصدیق کی اس کے بعد سب کے سب مدینہ کی طرف واپس پھرے جب یہ لوگ قادسیہ میں مقیم ہوئے تو اہل کوفہ نے زید سے مراسلت شروع کی اور اُن کو واپس بلایا۔ چنانچہ وہ وہیں سے واپس پھرے۔

بعض روایت میں یہ ہے کہ خالد قسری ہی نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ زید اور داؤد بن علی اور دوسرے قریشیوں کے پاس اس نے کچھ مال امانتاً رکھا ہے۔ یوسف نے ہشام کو اس کی اطلاع دی ہشام نے ان لوگوں کو طلب کیا اور پھر وہاں سے یوسف کے پاس عراق بھیج دیا تا کہ خالد اور اُن کے درمیان روبرو گفتگو ہو سکے۔ یہ لوگ جب یوسف کے پاس پہنچے تو اُس نے زید سے کہا، خالد تمھارے متعلق یہ کہتا ہے کہ اس نے اپنا کچھ مال تمھارے پاس امانتاً رکھا ہے۔ زید نے جواب دیا کہ وہ ایسا کیونکر کر سکتا ہے۔ یوسف نے خالد کو بلا بھیجا اور وہ ایک عبا میں ملبوس ہو کر حاضر ہوا تو یوسف نے کہا کہ زید اس بات سے صاف انکار کرتا ہے۔ خالد نے زید اور داؤد کو ایک نظر دیکھا اور یوسف سے کہا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جس طرح مجھ پر ظلم کر کے گناہ کے مرتکب ہوئے اسی طرح اس پر ظلم کر کے ایک گناہ کا اور اضافہ ہو جائے۔ میں یزید کے پاس کیونکر امانت رکھ سکتا ہوں جب کہ میں اس کے آباؤ اجداد پر علی الاعلان سب وشتم کرتا ہوں۔ زید اور داؤد وغیرہ نے خالد سے پوچھا کہ بھائی تم کو یہ کیا سوجھی تھی؟ خالد نے کہا جب مجھ پر شدت کے ساتھ سختی کی گئی تو میں نے اس خیال سے اس کا اعلان کیا کہ تم لوگوں کے آنے سے قبل ہی شاید خدا کوئی صورت رہائی کی نکال دے۔ اس کے بعد تمام لوگ واپس گئے صرف زید اور داؤد کوفہ ہی میں مقیم رہے۔

بعض یہ بیان کرتے ہیں۔ یزید بن خالد القسری نے امانت رکھنے کا دعویٰ کیا تھا۔

جب ہشام نے زید اور داؤد وغیرہ کو عراق روانہ ہونے کا حکم دیا تو اُنھوں نے ہشام سے معافی چاہی اور کہا کہ ہم کو یوسف سے خطرہ ہے اس لیے ہم کو معذور سمجھا جائے۔ ہشام نے جواب دیا کہ تم ڈرو نہیں میں اس کو خط لکھ دیتا ہوں پھر وہ کسی قسم کی تکلیف نہ دے گا۔ مجبوراً یہ لوگ روانہ ہوئے جب عراق پہنچے تو یوسف نے یزید بن خالد کو بُلا بھیجا اور پھر اس سے دریافت کیا کہ تم کیا کہتے ہو۔ یزید نے کہا کہ میرا مال اُن کے پاس بہت کم مقدار میں ہے نہ زیادہ۔ یوسف اس کے اس جواب سے برافروختہ ہو گیا اور اس نے کہا کہ کیا تو مجھ سے مسخراپن کرتا ہے یا امیر المومنین کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔ اس جرم پر اس نے یزید کو بڑی سخت سزا دی اور درے لگوائے۔ اس کے بعد زید کو چھوڑ دیا گیا اور

Marfat.com

باقی تمام لوگوں سے حلف لیا گیا پھر اُن کو رہا کر دیا گیا۔ چنانچہ تمام لوگ مدینہ چلے آئے صرف زید کوفہ میں مقیم رہے۔ زید جس وقت ہشام کے پاس سے عراق آرہے تھے تو اس نے ہشام سے کہا کہ اگر تم نے مجھ کو وہاں جانے پر مجبور کیا تو مجھ کو یہ خطرہ ہے کہ ہم دونوں زندگی میں پھر ملاقات نہیں کر سکتے ۔ہشام نے کہا کہ وہاں جانا تو ضروری ہے۔ لہٰذا وہ کوفہ چلے گئے۔

بعض لوگوں نے یہ روایت کی ہے کہ زید اپنے ابن عم جعفر بن حسن بن حسن بن علیؓ سے (حضرت) علی کے وقف کی تولیت کے مسئلہ میں جھگڑتے رہتے تھے۔ زید خاندان حسین کی طرف سے اور جعفر خاندان حسن کی طرف سے جھگڑتے تھے ۔اور دونوں اس میں غلو کر جاتے تھے، بحث و گفتگو کرنے کے بعد چلے جاتے اور پھر کسی سے ان باتوں کو دہراتے نہ تھے۔

جب جعفر کا انتقال ہو گیا تو عبداللہ ابن حسن بن حسن نے زید سے مناظرہ کرنا شروع کیا۔ ایک دن دونوں خالد بن عبدالملک بن حارث کے سامنے مدینہ میں جھگڑ رہے تھے ۔اثناء مناظرہ میں عبداللہ کو غصّہ آ گیا اور اُس نے زید کو اے سندھیہ کے بیٹے کہہ کر پکارا۔ زید فوراً ہنس پڑے اور یہ بولے کہ (حضرت) اسمٰعیلؑ بھی لونڈی کے بطن سے تھے ۔علاوہ بریں میری ماں نے اپنے آقا کی وفات کے بعد صبر و تحمل کے ساتھ کام لیا جس کو دوسرے برداشت نہ کر سکے۔ یعنی فاطمہ بنتِ حسین اُم عبداللہ، کیونکہ اُنھوں نے عبداللہ کے والد حسن بن حسن کے انتقال کے بعد دوسرا عقد کر لیا تھا۔ زید اپنی اس بات سے بہت شرمندہ ہوئے اور فاطمہ جو اُن کی پھوپی ہوتی تھیں، اُن سے منہ چُھپاتے پھرے۔ ایک عرصہ تک ان کے سامنے نہیں گئے ۔آخر کار ایک مرتبہ فاطمہ نے خود ہی بلا بھیجا اور کہا کہ میں یہ جانتی ہوں کہ تم کو تمھاری ماں اسی قدر محبوب ہے جس قدر عبداللہ کو اپنی ماں عزیز ہے۔ پھر اپنے بیٹے عبداللہ کو مخاطب کر کے کہا کہ تم نے ام زید کو بہت بُرے الفاظ میں یاد کیا کیونکہ وہ بہترین عورت تھیں جو ہماری قوم میں داخل ہوئیں۔

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ خالد بن عبدالملک، حاکم مدینہ نے ایک مرتبہ اعلان کیا کہ تم دونوں ہمارے پاس کل صبح آؤ۔ اگر میں تمھارا مسئلہ حل نہ کروں تو میں عبدالملک کا بیٹا نہ ہوں گا۔ رات بھر شہر میں ایک ہلچل رہی۔ ہر طرف یہی تذکرہ تھا کہ زید نے ایسا کہا اور عبداللہ نے اس کا ایسا جواب دیا۔ جب صبح ہوئی تو خالد مسجد میں آیا اور تمام لوگ جمع ہوئے جن میں سے کچھ مسرور تھے اور کچھ مغموم اور افسردہ دل تھے۔ خالد نے ان دونوں کو بلایا اور یہ چاہتا تھا کہ دونوں میں گالی گلوچ ہو جائے۔ عبداللہ

Marfat.com

نے مناظرہ کی ابتداء کی۔ زید نے کہا کہ اے ابو محمد جلدی نہ کرو کہ اگر ایسا کرو گے تو زید اپنی تمام مملوکہ چیزوں کو آزاد کر دے گا، اس کے بعد پھر وہ خالد سے مخاطب ہوئے اور کہا کہ اے خالد تم نے خاندان نبوی کو ایک ایسے امر کے لیے جمع کیا ہے جس کے لیے (حضرت) ابو بکر و عمر نے کبھی اُن کو جمع نہیں کیا۔ خالد نے کہا کہ کیا اس کو کوئی ٹھیک کرنے والا نہیں ہے۔ اس پر ایک انصاری نے جو عمرو بن حزم کے خاندان سے تھا یہ کہا کہ اے ابو تراب کے بیٹے اور حسین سفیہ کے بیٹے کیا حاکم کا تم پر کوئی حق نہیں ہے اور کیا اس کی اطاعت تم پر واجب نہیں ہے۔ زید نے کہا کہ اے قحطانی تو خاموش رہ میں تجھ ایسے لغو آدمی کو کوئی جواب نہیں دینا چاہتا۔ اس انصاری نے جواب دیا کہ تم مجھ سے کیوں اعراض کرتے ہو، خدا کی قسم میں تم سے زیادہ افضل ہوں۔ میرا باپ تمھارے باپ سے زیادہ بہتر ہے اور میری ماں تمھاری ماں سے زیادہ اچھی ہے۔ زید کو اس کی ان باتوں پر ہنسی آ گئی اور کہنے لگے کہ اے اہل قریش، تمھارا دین تو رخصت ہو گیا۔ حسب و نسب بھی چلا گیا۔ جس قوم کا دین چھن جاتا ہے اس کا حسب و نسب بھی باقی نہیں رہتا۔ اس موقع پر عبداللہ بن واقد بن عبداللہ بن عمر بن خطاب نے کہا ''اے قحطانی تم نے جھوٹ کہا'' عبداللہ نے اور بھی باتیں کہیں اور غصہ میں آ کر ایک مٹھی کنکریوں کی لے کر زمین پر دے مارا اور بولے کہ واللہ ہم ان باتوں پر صبر نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد زید ہشام بن عبدالملک کے پاس گئے ہشام نے ان کو ملنے کی اجازت نہیں دی۔

وہ بار بار قصہ لکھ کر اس کے پاس بھیجتے اور ہشام اس کے نیچے یہ لکھ دیتا کہ تم اپنی جگہ پر جاؤ اور وہ یہ کہتے تھے کہ خدا کی قسم میں خالد کے پاس ہرگز نہ جاؤں گا۔ آخر کار ہشام جب بہت مجبور ہو گیا تو اُس نے آنے کی اجازت دی اور خود ایک بلند مقام پر چڑھ کر بیٹھ گیا چنانچہ جب وہ زینوں پر چڑھنے لگے تو ہشام نے اپنے ایک خادم کو پوشیدہ طریقے پر ساتھ کر دیا تا کہ یہ معلوم کرے کہ زید کیا کہتے ہیں۔ زید چونکہ بھاری بھرکم تھے اس لیے وہ زینوں پر ٹھہر ٹھہر کر چڑھتے تھے۔ ہشام کے خادم نے یہ کہتے سنا کہ جس شخص نے دنیا سے اُلفت کی وہ ذلیل ہو گا۔ جب ہشام کے پاس پہنچے تو باتیں کرنے لگے اثناء گفتگو میں زید نے کسی بات پر قسم کھائی، ہشام نے کہا کہ میں تمھاری بات کی تصدیق نہیں کروں گا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اے امیر المومنین جب خدا کسی کو بلند مرتبہ دیتا ہے تو اس وجہ سے نہیں دیتا کہ وہ اس سے خوش ہے اور جب کسی کو ذلیل و خوار کرتا ہے تو اس وجہ سے نہیں کہ وہ اس شخص سے ناراض ہے۔

Marfat.com

ہشام نے پوچھا اے زید مجھ کو یہ معلوم ہوا ہے کہ تم خلافت کا دعویٰ کرتے ہو اور اس کی تمنا کرتے ہو حالانکہ تم کو اس سے کوئی نسبت نہیں اور تم تو ایک لونڈی کے بطن سے ہو۔ زید نے کہا آپ کی بات کا میرے پاس صرف ایک جواب ہے۔ ہشام نے کہا کہ وہ کیا ہے۔ زید نے کہا کہ اللہ کے نزدیک اُس سے زیادہ کوئی شخص صاحب مرتبہ اور ذی عزت نہیں ہوسکتا جس کو اُس نے دنیا میں نبی بنا کر بھیجا ہے حالانکہ اسمٰعیل خود لونڈی کے بطن سے تھے اور اُن کے بھائی آزاد اور شریف عورت کے بطن سے تھے مگر خدا نے اسمٰعیل ہی کو اُن پر ترجیح دی اور ممتاز بنایا اور اُنھیں کے خاندان سے خیر البشر کو نبی بنا کر بھیجا۔ کسی شخص کو اس سے زیادہ کیا فضیلت حاصل ہوگی کہ جس کا نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا شخص ہو اور جس کا باپ علیؓ بن ابی طالب کے ایسا ہو خواہ ماں کوئی بھی ہو۔ ہشام نے اس کے بعد کہا کہ تم چلے جاؤ۔ زید نے کہا کہ میں تو جاتا ہوں لیکن آئندہ تم مجھ سے نفرت ہی کرتے رہو گے۔ سالم نے کہا اے ابوالحسین یہ باتیں آپ کی زبان سے نہ ظاہر ہونی چاہئیں۔

اس کے بعد زید وہاں سے کوفہ چلے گئے۔ محمد بن عمر بن علی ابی بن طالب نے زید سے کہا اے زید میں تم کو خدا کا واسطہ دلاتا ہوں۔ تم اپنے خاندان کے لوگوں کے پاس چلے جاؤ اور کوفہ کے لوگوں کے پاس ہرگز نہ جاؤ وہ لوگ تمہارے ساتھ ایفاء عہد نہیں کریں گے۔ لیکن زید نے کچھ نہ مانا بلکہ اس کا جواب یہ دیا، ہم لوگ بلا جرم قید کر کے حجاز سے شام بھیجے گئے اور وہاں سے جزیرہ اور جزیرہ سے عراق میں بنوثقیف کے سرداروں کے پاس بھیجے گئے۔ گویا ہم سے تمسخر کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اُنھوں نے یہ اشعار پڑھے: (ترجمہ)

[وہ مجھ کو خوف زدہ بنانے لگی گویا کہ میں اپنی جان کو نثار کرنے سے روگردانی کر رہا ہوں۔
میں نے اس کو یہ جواب دیا موت سیراب کرنے والی ضرور ہے کہ میں اس گھاٹ کے جام سے سیراب ہوں۔ اگر موت کسی صورت میں ظاہر ہو تو وہ میری صورت میں ہوگی جب کہ اور لوگ تنگ مقام میں ہوں گے۔ اے کم بخت تیری حیا دامن گیر ہے۔ تو خبردار ہو جا کہ اگر میں مارا نہ جاؤں گا تو عنقریب مر جاؤں گا۔]

پھر کہا، میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں میں نے خدا سے عہد کر لیا ہے کہ ان لوگوں کی اطاعت میں اس وقت تک رہوں گا جب تک زندہ رہوں گا۔ اور زید سے محمد بن عمر جدا ہو گئے اس کے بعد زید کوفہ

Marfat.com

پہنچے اور وہاں مختلف مقامات پر پوشیدہ طور پر ٹھہرے۔ اسی اثناء میں لوگوں کے بہت سے گروہ بیعت کرنے کے لیے آگئے چنانچہ ایک بہت بڑی جماعت نے اُن کے ہاتھ پر بیعت کرلی جس میں خصوصیت کے ساتھ سلمہ بن کھیل، نصر بن خزیمہ عبسی، معاویہ بن اسحٰق بن زید بن حارثہ انصاری اور دوسرے سرداران کوفہ بھی تھے۔ زید بیعت لیتے وقت یہ کہتے جاتے تھے کہ میں تم کو کتاب اللہ اور سنت نبوی کی طرف بلاتا ہوں اور ظالموں پر جہاد کرنے کی، ضعیف اور ناتواں لوگوں کی حفاظت کی، غریبوں کو مال دینے کی، غنیمت کو تمام لوگوں میں برابر تقسیم کرنے کی، اہل بیعت کی مدد کرنے کی دعوت دیتا ہوں، کیا تم ان تمام باتوں کے پورا کرنے کے لیے بیعت کرتے ہو یا نہیں۔ جب لوگ ہاں کہتے تو اپنا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں رکھ دیتے اور اُس کے بعد یہ کہتے کہ اس بات کا اقرار کرو کہ تمہارا اللہ اور رسول سے ایک عہد ہے، وہ یہ ہے کہ تم میری بیعت کے شرائط کو پورا کرو۔ یعنی میرے دشمنوں سے مقابلہ کرو۔ مجھ کو ظاہر اور باطن دونوں حالتوں میں صحیح مشورہ دیا کرو۔ جب بیعت کرنے والا ان تمام باتوں کا اقرار کرلیتا تو وہ اپنا ہاتھ ملا کر علیٰحدہ کرلیتے اور یہ کہتے کہ اللہ تو شاہد ہے۔ تقریباً پندرہ ہزار آدمیوں نے اسی طرح بیعت کرلی۔ بعض بیان کرتے ہیں کہ چار سو آدمیوں نے بیعت کی تھی۔ اس کے بعد اُنھوں نے اپنے اصحاب کو جہاد کے لیے تیار ہوجانے کا حکم دیا۔ چنانچہ جو لوگ ساتھ دینا چاہتے تھے وہ تیاری میں مصروف ہوگئے۔

اسی مدت میں جب کہ لوگ ادھر اُدھر تذکرے کررہے تھے راز فاش ہوگیا۔ یہ تمام واقعہ ان اصحاب کی روایت کے لحاظ سے صحیح ہے جو یہ کہتے ہیں کہ زید شام سے کوفہ آئے اور انھوں نے لوگوں کی بیعت کو مخفی رکھا۔ لیکن جو لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ یوسف بن عمر کے پاس خالد بن عبداللہ یا اس کے بیٹے یزید بن خالد کے معاملے کی وجہ سے عراق آئے تو وہ یہ کہتے ہیں کہ زید اور داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس علانیہ طریقہ سے کوفہ ہی میں مقیم رہے۔ اثناء قیام میں زید کے پاس کوفہ کے مختلف گروہ آئے جنھوں نے اُن کو بغاوت اور جہاد کے لیے اُبھارا اور یہ ظاہر کیا کہ ہم کو پوری توقع ہے کہ آپ اس میں اچھی طرح کامیاب ہوجائیں گے کیونکہ یہ وہی زمانہ ہے جس میں بنوامیہ تباہی و بربادی کے گرداب بلا میں پھنسیں گے۔ زید وہیں مقیم رہے۔ یوسف نے کئی مرتبہ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ زید ابھی یہیں مقیم ہیں اس لیے اس نے ان کو کہلا بھیجا کہ تم یہاں سے فوراً روانہ ہوجاؤ۔ زید نے کہا کہ مجھ کو ایک درد کی شکایت ہے اس لیے ابھی جانے سے معذور ہوں۔ اسی طرح کچھ دن اور رہے، یوسف نے پھر

Marfat.com

جانے کی تاکید کی زید نے جواب دیا کہ مجھے چند ضروری چیزیں خریدنی ہیں اس کے بعد چلا جاؤں گا۔ یوسف نے تیسری بار سختی کی کہ چلے جاؤ۔ زید نے کہا کہ آل طلحہ بن عبیداللہ سے مدینہ کی زمین کے متعلق کچھ طے کرنا ہے اس لیے ذرا ٹھہرا ہوا ہوں۔ یوسف نے کہا کہ کسی کو وکیل بنا کر چلے جاؤ۔ جب یوسف ان کے چلے جانے پر بہت مصر ہوا تو وہ کوفہ سے قادسیہ چلے آئے۔

بعض کا بیان ہے کہ وہ وہاں سے ثعلبیہ پہنچے۔ باشندگان کوفہ کا ایک گروہ اُن کے ساتھ ہو گیا اور وہ اُن کو اس پر اطمینان دلاتے تھے کہ ہم چالیس ہزار کی تعداد میں ہیں۔ جو شخص تمھاری مخالفت کرے گا ہم اپنی تلوار کے زور پر تمھاری حفاظت کریں گے۔ یہاں شامیوں کی تعداد بھی بہت کم ہے اور جو شامی ہیں ان کے لیے انشاء اللہ ہم کافی ہو جائیں۔ سب نے زید کے دل کو مطمئن کرنے کے لیے قسمیں کھائیں۔ زید نے ان سے کہا کہ مجھ کو یہ خطرہ ہے کہ تم لوگ مجھ کو چھوڑ نہ دو اور دشمنوں کے حوالے نہ کر دو جیسا کہ تم نے میرے والد اور دادا کے ساتھ کیا تھا۔ ان لوگوں نے زید کو ہر طریقہ سے اطمینان دلایا۔ داؤد بن علی نے زید سے یہ کہا کہ اے بھائی یہ لوگ تم کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ کیا ان لوگوں نے تمھارے دادا علی کو جو تم سے زیادہ ان کے نزدیک ہر دل عزیز تھے تنہا نہیں چھوڑا؟ کیا وہ انھیں کے مکر و فریب سے قتل نہیں کیے گئے؟ اس کے بعد اُنھیں لوگوں نے حسن پر بیعت کی تھی لیکن پھر یہی لوگ ان پر حملہ آور ہوئے، ان کی چادر گھسیٹی اور اُن کو زخمی کیا۔ کیا اُنھوں نے تمھارے جد اعلیٰ حسین کو مدینہ سے نہیں بلایا؟ ان کو اطمینان دلانے کے لیے قسمیں کھائی تھیں، حلف اٹھائے تھے، بڑی بڑی زبانوں سے وعدے کیے تھے لیکن پھر ان کا بھی ساتھ چھوڑ دیا اور دشمنوں کے سپرد کر دیا حتیٰ کہ لوگوں نے اُن کو بھی شہید کر دیا۔ اس لیے خدارا آپ ہرگز ان کے ساتھ نہ جایئے۔

کوفیوں نے زید سے کہا کہ یہ شخص (یعنی داؤد بن علی) نہیں چاہتا کہ تم غلبہ پاؤ بلکہ یہ خیال کرتا ہے کہ وہ اور اس کا خاندان اس کے زیادہ مستحق ہیں۔ زید نے داؤد سے کہا کہ علیؓ سے معاویہ نے پوری چالاکی سے لڑائی کی تھی اور حسین سے یزید نے لڑائی کی تھی لیکن اس وقت تو یہ حکومت انھیں کے ہاتھ میں تھی۔ داؤد نے کہا کہ مجھ کو پورا خطرہ ہے کہ اگر تم ان کے ساتھ جاؤ گے تو یہی لوگ تم پر سب سے زیادہ سخت اور ظالم ثابت ہوں گے۔ باقی تم ان معاملات کو اچھی طرح سمجھ لو۔ اس کے بعد وہ مدینہ چلے گئے اور زید کوفہ آ گئے۔ یہاں سلمہ بن کُھیل ان سے ملنے آیا اس نے زید کے سامنے ان کی اس قرابت

Marfat.com

کا تذکرہ کیا جو سرور کائناتؐ سے تھی اور ان کے حقوق جو امت پر ہیں ان کا ذکر کیا۔ سلمہ نے زید سے پوچھا کہ تم سچ بتاؤ کہ کتنے آدمیوں نے اب تک تمھارے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ زید نے کہا کہ چالیس ہزار۔ پھر پوچھا کہ تمھارے جداعظم کے ہاتھ پر کتنے اشخاص نے بیعت کی تھی۔ اُنھوں نے کہا کہ ۸۰ ہزار۔ سلمہ نے کہا پھر ساتھ کتنے رہے؟ اُنھوں نے کہا کہ صرف تین سو باقی رہے۔ سلمہ نے پھر کہا کہ میں قسم دلا کر تم سے پوچھتا ہوں کہ تم زیادہ اچھے ہو یا تمھارے دادا اچھے تھے۔ اُنھوں نے کہا کہ نہیں میرے دادا مجھ سے ہر طرح افضل تھے۔ پھر پوچھا کہ موجودہ زمانہ بہتر ہے یا گذشتہ زمانہ بہتر تھا۔ زید نے کہا پچھلا زمانہ۔ سلمہ نے کہا کہ پھر کیا تم کو اس کی توقع ہے کہ جن لوگوں نے تمھارے دادا کے ساتھ دغا اور فریب سے کام لیا وہ تمھارے ساتھ وفا کریں گے؟ زید نے کہا کہ چونکہ ان لوگوں نے مجھ پر بیعت کر لی ہے اور اُن کی بیعت کا قلادہ میری اور اُن کی گردن میں پڑ چکا ہے لہٰذا اب مجھے اسے انجام تک پہنچانا چاہیے۔ سلمہ نے کہا کہ اچھا تو مجھ کو اس شہر سے باہر چلے جانے کی اجازت دے دو اور کہا کہ مجھے خوف ہے کہ کوئی حادثہ واقع ہو جائے اور میں خود اپنے نفس کو بھی نہ بچا سکوں۔ زید نے اس کو چلے جانے کی اجازت دے دی چنانچہ وہ یمامہ چلا گیا (سلمہ کی بیعت کے متعلق ابتدا میں ذکر آ گیا ہے)۔

عبداللہ بن حسن بن حسن نے زید کو ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا:

''امابعد اہل کوفہ ظاہر میں بڑے شان دار اور بھڑک دار معلوم ہوتے ہیں لیکن دراصل بودے اور کمزور ہیں۔ آسائش اور آرام کے وقت بہت تیز رو ہوتے ہیں لیکن جنگ کے موقع پر بھاگ جاتے ہیں۔ ان کی زبانیں پیش قدمی کرتی ہیں لیکن ان کے قلوب ساتھ نہیں دیتے۔ میرے پاس بھی اُنھوں نے متواتر خطوط لکھے لیکن میں نے ان کی آواز پر کان نہ دھرا بلکہ میں نے اپنے دل پر ان کی باتوں کے سننے سے پردہ ڈال دیا تا کہ میں ان کی یاد نہ کر سکوں۔ یہ صرف ان سے ناامید اور مایوس ہو کر میں نے ایسا کیا۔ ان کی مثال اس قسم کی ہے جیسا کہ علی بن ابی طالبؓ نے فرمایا اگر تم اپنے حال پر چھوڑ دیے جاؤ تو تمھاری بے پروائی بڑھ جاتی ہے اور اگر تم سے جنگ کی جاتی ہے تو تم کمزور ہو کر گر پڑتے ہو اور اگر تمام لوگ کسی امام پر متفق ہو جاتے ہیں تو تم ان پر طعن کرتے ہو اور اگر کسی بڑے کام کے لیے تمھیں بلایا جائے تو تم الٹے پیر پھر جاتے ہو۔''

Marfat.com

زید نے ان نصائح سے کوئی اثر نہیں لیا بلکہ اسی حالت میں لوگوں سے بیعت لیتے رہے اور لوگوں کو جنگ کے لیے مشتعل کرتے رہے۔ کوفہ میں اُنھوں نے دو شادیاں کرلیں ایک یعقوب بن عبداللہ السّلمی کی لڑکی سے اور دوسری عبداللہ بن ابی العنبسی الازدی کی لڑکی سے کی۔ دوسری شادی یوں ہوئی کہ اس کی ہونے والی دوسری بیوی کی ماں ام عمرو بنت الصلت جو شیعی مذہب رکھتی تھی اُن کو مودبانہ سلام کیا۔ یہ بہت ہی خوبصورت اور حسین عورت تھی لیکن سن یاس کو پہنچ چکی تھی چہرہ سے کچھ ظاہر نہ ہوتا تھا۔ زید نے اُسے شادی کا پیام دیا۔ اُس نے معذوری ظاہر کی اور کہا کہ میرا سن اس قابل نہیں رہا کہ میں شادی کروں لیکن میری لڑکی جو مجھ سے زیادہ حسین اور خوبصورت ہے اور ہر حیثیت سے یگانہ زمانہ ہے اس سے تم شادی کرلو۔ زید ہنس پڑے اور اس رشتے کو منظور کرلیا اور پھر شادی کرلی کوفہ میں وہ کبھی پہلی بیوی کے پاس اور کبھی دوسری بیوی کے پاس رہتے تھے اور کبھی بنوعبس بنوتغلب وغیرہ کے ساتھ رہتے تھے یہاں تک کہ ظاہر ہوئے۔

نصر بن سیّار کی ماوراءالنہر میں جنگ

اس سال نصر بن سیّار نے ماوراءالنہر پر دو بار لڑائیاں کیں۔ ایک تو باب جدید کی طرف سے اس کے لیے وہ بلخ سے اسی سمت روانہ ہوا لیکن پھر وہاں سے فارغ ہوکر مرو واپس آ گیا۔ مرو میں اس نے لوگوں کے سامنے ایک تقریر کی جس میں یہ ظاہر کیا کہ اس نے منصور بن عمر بن ابی الخرقاء کو مظالم اور مصائب کے رفع دفع کرنے کے لیے مقرر کیا اور یہ کہ اس نے ان لوگوں سے جو مشرف بااسلام ہوگئے ہیں جزیہ معاف کردیا اور جن مشرکین سے جزیہ کم مقدار میں لیا جاتا تھا اُن پر اضافہ کردیا جائے۔ ایک ہفتہ نہ گذرا ہوگا کہ تیس ہزار مسلمان آئے جن کا جزیہ معاف کردیا گیا اور ۸۰ ہزار مشرکین آئے جن پر جزیہ لگایا گیا غرض کہ جو مسلمانوں پر تھا وہ اُن پر عائد کردیا گیا اور مسلمانوں سے بالکل معاف کردیا گیا۔ اس کے بعد نصر نے خراج کی مقدار میں اضافہ کردیا جو جزیہ کے قائم مقام ہوگئی۔ نصر نے دوسرا حملہ ورغسر اور سمرقند پر کیا۔ وہاں سے واپس ہوکر تیسرا حملہ شاش پر کیا۔ جب وہ مرو سے شاش کی طرف جا رہا تھا تو نہر شاش کے عبور کرنے میں کورصول پندرہ ہزار فوج کے ساتھ حائل ہوگیا۔ حارث بن سُریج بھی اس کے ساتھ تھا۔ کورصول نے چالیس آدمیوں کے ساتھ نہر شاش کو عبور کیا اور تاریک رات میں

Marfat.com

لشکر میں شب گذاری اوراس کنارے پر پہنچا جہاں مسلمانوں نے پڑاؤ ڈالا تھا۔نصر کے ساتھ اہلِ بخارا، سمرقند، کش اور نُسف کے ۲۰ ہزار آدمی تھے۔نصر نے اپنی فوج میں یہ منادی کرادی کہ اپنے اپنے مقامات پر جمے رہیں لیکن اس ممانعت کے باوجود عاصم بن عمیر جو سمرقندیوں کا سردار تھا شب کو باہر نکلا۔ ترکوں کی یہ جماعت جس میں کورصول تھا اسی کی طرف سے گذری۔عاصم نے سب سے آخری شخص پر حملہ کیا اور اس کو گرفتار کرلیا گرفتاری کے بعد یہ پتہ چلا کہ وہ ترکوں کے بادشاہوں میں سے کوئی شخص ہے جو چار ہزار کلس کا مالک ہے۔عاصم اس کو نصر کے پاس لے کر آیا۔نصر نے پوچھا کہ تم کون ہو۔اس نے کہا کہ میں کورصول ہوں۔نصر نے نام سنتے ہی کہا کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے تم ایسے بڑے دشمن اسلام کو ہمارے قبضہ میں دے دیا۔کورصول نے کہا مجھ ایسے بڈھے اور ضعیف شخص کے قتل سے تم کو کیا فائدہ پہنچے گا۔میں اس کے عوض چار ہزار اونٹ اور ایک ہزار عمدہ اور اچھے گھوڑے دیتا ہوں۔جس سے تمہاری فوج کو تقویت پہنچے گی۔

نصر نے اس کے متعلق اپنے اصحاب سے مشورہ لیا۔انھوں نے رہا کرنے کی صلاح دی۔ نصر نے پھر کورصول سے پوچھا کہ تمہاری عمر کیا ہے اس نے جواب دیا کہ مجھ کو اس کا علم نہیں ہے۔نصر نے دریافت کیا کہ اپنی زندگی میں کتنی بار لڑائیوں میں شریک ہوئے۔اس نے کہا کہ تہتر لڑائیوں میں شریک رہا ہوں۔نصر نے پوچھا کہ یوم العطش کی جنگ میں تم حاضر تھے۔اس نے جواب دیا کہ ہاں میں موجود تھا۔نصر نے کہا اگر اتنی چیزیں مجھ کو دے دو جس پر آفتاب طلوع ہوتا ہے تو میں تمہارے ان کارناموں کے سننے کے بعد تم کو اپنے قبضہ سے جانے نہیں دے سکتا۔نصر نے عاصم بن عمیر السَّعدی کو حکم دیا کہ اس کے بدن کے کپڑے اور ہتھیار چھین لو۔کورصول نے پوچھا کہ مجھ کو کس شخص نے گرفتار کیا ہے؟ نصر نے ہنس کر کہا کہ یزید بن قران الخنطلی نے تم کو گرفتار کیا ہے۔کورصول نے کہا کہ ایسا شخص جو اپنا سر تک نہیں دھوسکتا اور جو پیشاب بھی پورا نہیں کرسکتا وہ مجھ کو گرفتار کرسکتا ہے۔سچ سچ بتاؤ کہ کس نے گرفتار کیا۔نصر نے کہا کہ عاصم بن عمیر نے گرفتار کیا۔کورصول نے کہا کہ اب مجھ کو قتل کی مطلق تکلیف نہ ہوگی کیونکہ مجھے معلوم ہوگیا کہ میرا گرفتار کرنے والا عرب کا ایک بہادر نوجوان ہے۔آخرکار کورصول نہر کے قریب قتل کیا گیا اور اس کی نعش لٹکا دی گئی۔

عاصم بن عمیر وہی شخص ہے جو ہزار مرد کے نام سے ملقب ہے اور یہ قحطبہ کے زمانے میں

Marfat.com

نہاوند کے مقام پر مارا گیا۔

جب کورصول مارا جاچکا تو ترکوں نے اُس کے خیموں میں آگ لگادی اور اپنے کان اور بال کاٹ لیے اور اپنے گھوڑوں کی دُمیں کاٹ لیں جب نصر واپس ہونے لگا تو اُس نے کورصول کی نعش کو اس خیال سے جلادیا کہ ترک اُس کی ہڈیوں کو بھی نہ لے جائیں۔ نصر کا یہ فعل ترکوں کے لیے کورصول کے قتل سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہوا۔ نصر ادھر سے فرغانہ پہنچا اور ایک ہزار ترکوں کو گرفتار کرلیا۔ اس اثناء میں یوسف بن عمر نے نصر کو لکھا کہ اس بدمعاش، لامذہب، حارث بن سُریج کے مقابلے کے لیے روانہ ہوجاؤ اگر خدا تم کو اس پر اور اہل شاش پر فتح یاب کرے تو تمام شہر کو مسمار کردو اور بچوں اور عورتوں کو قید کرلو لیکن مسلمانوں کو تباہی اور بربادی سے بچاتے رہو۔ جب یہ خط نصر کے پاس پہنچا تو اِس نے اپنے اصحاب کو سنایا اور پھر ان سے مشورہ طلب کیا۔ یحییٰ بن حصین نے نصر سے کہا کہ آیا یہ خط امیر المومنین کی طرف سے ہے یا امیر عراق کی طرف سے ہے، نصر نے کہا کہ اے یحییٰ تم نے اس وقت وہی بات کی جو عاصم کے ساتھ کی تھی جس کے ذریعہ سے تم خلیفۃ المسلمین تک پہنچ گئے تھے اور ان کے دربار سے بہت بڑا مرتبہ پایا تھا پس اگر تم چاہو تو میں ویسے ہی کہوں کہ اے یحییٰ تم جنگ کے لیے روانہ ہوجاؤ۔ میں نے تم کو اپنے مقدمہ کا سردار بنایا۔ لوگوں نے یحییٰ کی بہت ملامت کی آخر کار وہ ایک دستے کے ساتھ شاش کی طرف روانہ ہوگیا۔ حارث بن سُریج بھی مقابلہ کے لیے نکلا اس نے شہر کی حفاظت کے لیے دو منجنیقیں لگادی تھیں۔ اخرم جو ترکوں کا بہت بڑا سردار تھا وہ میدان میں آکر مسلمانوں پر حملہ آور ہوا۔ مسلمانوں نے اس کے حملے کا جواب دیا اور اُس کو قتل کرڈالا اور اس کا سر کاٹ کر ترکوں کی فوج میں پھینک دیا۔ ترکوں نے جب اپنے سردار کا سر اس طرح پڑا پایا تو ان کی ہمت پست ہوگئی اور شکست کھا کر بھاگے۔

اس کے بعد نصر بھی شاش پہنچ گیا۔ والی شاش نے اس سے ملاقات کی اور مصالحت کی درخواست پیش کی۔ بہت سے تحفہ وتحائف نصر کی خدمت میں پیش کیے اور کچھ چیزیں بطور ضمانت رکھیں۔ نصر نے صلح میں یہ بھی شرط لگائی کہ حارث بن سُریج کو اپنے ملک سے نکال دو چنانچہ اس نے فوراً حارث کو فاراب کے ملک کی طرف بھگا دیا۔ نصر نے شاش میں نیزک بن صالح، مولیٰ عمرو بن العاص کو عامل بنایا۔ اس صلح کے بعد نصر وہاں سے روانہ ہوگیا اور فرغانہ کے ایک مقام قبا میں آکر مقیم ہوا۔ اہل فرغانہ اُس کی آمد سے باخبر تھے چنانچہ اُنھوں نے گھاس وغیرہ میں آگ لگادی اور رسد کا انتظام بند کردیا۔ نصر

Marfat.com

نے چند آدمیوں کو منتخب کیا اور اُن کو فرغانہ کی طرف روانہ کیا۔ اُنھوں نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ ایک مرتبہ محاصرہ کرنے والے غفلت میں تھے کہ ترکوں کی جماعت قلعہ سے باہر نکلی اور مسلمانوں کے لشکر گاہ سے سواریاں وغیرہ چرا لے گئی۔ نصر کو جب اس واقعہ کی خبر ملی تو اس نے بنو تمیم کے چند آدمیوں کو محمد بن مثنیٰ کے ساتھ بھیجا۔ مسلمانوں نے خود اپنے کو اور اپنی سواریوں کو پوشیدہ مقام میں رکھا تھا لیکن ترک پھر موقع پاکر پہنچے اور جانوروں کو لیے جارہے تھے کہ یکا یک مسلمانوں نے کمیں گاہ سے نکل کر حملہ کیا۔ ترکوں نے اس حملے سے سخت شکست کھائی اور ان کا سردار بھی قتل کر ڈالا گیا۔ باقی لوگوں کو مسلمانوں نے قید کرلیا جس میں ابن دہقان بھی تھا نصر نے اس کو بھی قتل کر دیا۔

اس کے بعد نصر نے سلیمان بن صول کو ایک خط دے کر والی فرغانہ کے پاس بھیجا۔ والی فرغانہ نے اس کو آنے کی اجازت دی اور اپنے وزراء کو حکم دیا کہ اس کو شاہی خزانے دکھادیئے جائیں۔ سلیمان ان چیزوں کو دیکھ کر واپس ہوا۔ والی فرغانہ نے پوچھا کہ ہمارے اور تمھارے درمیان کا راستہ کیسا ہے۔ سلیمان نے کہا کہ بہت ہی آسان اور آرام دہ ہے جس میں پانی اور چراگاہ بہت ہے۔ والی فرغانہ کو یہ برا معلوم ہوا اور اس نے پوچھا کہ تم کو کیسے معلوم ہوا؟ سلیمان نے کہا میں تو غور، خُتل، طبرستان کی بڑی بڑی جنگوں میں شریک رہا ہوں اس لئے ان راستوں سے واقف ہوں۔ اس نے سلیمان سے پھر سوال کیا کہ ہمارا سامان جنگ اور اس کی تیاری کس قسم کی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ قدرے اچھی ہے لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ بادشاہ ان باتوں سے کیونکر محفوظ رہ سکتا ہے یا تو وہ اپنے اعزہ اور اقربا اور ان لوگوں سے جن پر اعتماد ہے غیر مامون ہو جائے اور یا اپنی تمام چیزوں کو صرف کردے۔ پس یا تو وہ اپنی ماتھی چیزوں کے ساتھ بچ رہے گا یا کوئی بیماری آئے گی جس سے وہ ہلاک ہو جائے گا۔ والی فرغانہ کو سلیمان کی یہ تلخ گوئی ناگوار معلوم ہوئی اس کے بعد اس نے سلیمان کو حکم دیا کہ صلح کا خط پیش کرے۔ چنانچہ اس نے نصر کا خط اس کے سامنے پیش کیا والی فرغانہ نے اس کی صلح کی دعوت کو قبول کرلیا اور سلیمان کے ساتھ اپنی ماں کو روانہ کر دیا۔ اس کی ماں حکومت کے نظم ونسق سے خوب واقف تھی چنانچہ جب وہ نصر بن سیار کے پاس پہنچی اور اس سے باتیں کرنے لگی تو اثناء گفتگو میں کہا "ہر بادشاہ کے لیے چھ چیزوں کا ساتھ رہنا ضروری ہے۔ ایک تو اس کے لیے ایک ایسا وزیر ہو جس سے وہ اپنی دل کی باتیں کہہ سکے اور اس سے مشورہ لے سکے اور جس پر وہ اپنا پورا اعتماد کر سکے۔

Marfat.com

دوسرے اس کے لیے ایک بہترین باروچی کی ضرورت ہے جب غذا کھانے کا اس کا دل نہ چاہے وہ ایسا کھانا تیار کر سکے جس سے اس کی اشتہا پیدا ہو جائے۔ تیسرے ایسی ملکہ کی ضرورت ہے کہ افسردگی اور پژمردگی کی حالت میں جب نظر پڑ جائے تو وہ اس کے دل سے غم کو بھلا دے۔ چوتھے اس کے لئے ایسی سواری کی ضرورت ہے جو اس کو بچا لے یعنی تیز رو گھوڑا۔ پانچویں ایک تلوار کی ضرورت ہے جو وقت پر خیانت نہ کرے۔ چھٹے ایک ایسے ذخیرے کی ضرورت ہے کہ جب اس کو اٹھا لے تو جہاں چاہے بیٹھ کر زندگی بسر کرنے اور آرام سے رہ سکے۔"

اسی وقت تمیم بن نصر ایک جماعت کے ساتھ وہاں پہنچا۔ اس عورت نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے لوگوں نے کہا کہ یہ خراسان کا ایک زبردست بہادر ہے جس کا نام تمیم بن نصر ہے یہ سن کر اس عورت نے کہا کہ اس میں نہ تو بڑوں کی جرأت ہے اور نہ بچوں کی سی شیرینی ہے۔ اس کے بعد حجاج بن قتیبہ آیا اس عورت نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے لوگوں نے صرف اس کا نام بتا دیا لیکن اس نے اس سے بہت محبت اور الفت کا اظہار کیا اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ اے عربو، تم میں وفا شعاری کا نام تک نہیں۔ تم آپس میں صلح و آشتی نہیں رکھتے۔ قتیبہ وہی شخص ہے جس نے ان ممالک کو اپنی جرأت اور بہادری سے زیر نگیں کیا ہے اور یہ اس کا بیٹا ہے جس کو تم نے اپنے سامنے بٹھایا ہے حالانکہ اس کا حق تو یہ تھا کہ تم اس کو اپنی جگہ پر بٹھاتے اور خود اس کی جگہ پر بیٹھتے۔

مروان بن محمد بن مروان کی لڑائی

۱۲۱ھ میں مروان بن محمد جو آرمینیہ کا حاکم تھا اس نے آرمینیہ ہی کی سمت سے قلعۂ بیت السریر پر حملہ کیا جہاں اس نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور بہت کو قید کیا۔ اس کے بعد اس نے دوسرے قلعہ پر حملہ کیا اس کو اسی طرح فتح کیا پھر وہ قلعہ غومیک پر پہنچا۔ جہاں اس ملک کی شاہزادی رہتی تھی اور بادشاہ کا تاج و تخت بھی وہیں رکھا جاتا تھا۔ جب مروان وہاں پہنچا تو بادشاہ فرار ہو گیا اور قلعۂ خیزج میں اِس نے پناہ لی جس میں اس کا ایک تخت تھا جو خالص سونے کا تھا۔ مروان سیدھا اسی طرف آیا اور کچھ دن کے لیے وہیں مقیم ہو گیا۔ موسم سرما اور گرما اسی مقام پر گذارا۔ اس کے بعد وہاں کے بادشاہ نے صلح کی خواہش کی اور ہر سال ہزار جانوروں کے دینے کا اور ایک لاکھ مدغلہ (مد ایک پیمانہ ہوتا ہے جو دور طل

Marfat.com

کا ہوتا ہے) دینے کا وعدہ کیا۔ مروان نے اس سے ان چیزوں پر صلح کر لی۔ اس کے بعد وہاں سے ازرو بطران کی سرحد میں داخل ہوا اور وہاں کے بادشاہ سے بھی مصالحت کر لی۔ پھر تومان کی طرف سے مصالحت کرتا ہوا حمزین میں آیا۔ ایک مہینہ تک اس شہر کا محاصر کیے رہا اور موقع بہ موقع محصورین پر حملہ آور ہوتا رہا۔ آخر میں وہاں کے لوگوں نے بھی مصالحت کر لی۔ یہاں سے وہ مسداز پہنچا اور مصالحت کے ساتھ اس پر بھی قابض ہو گیا۔ پھر وہ کیران پہنچا۔ طبرستان اور فیلان نے اس سے صلح کر لی۔ یہ تمام ریاستیں ساحل پر واقع ہیں جن کا سلسلہ آرمنیہ سے طبرستان تک چلا گیا ہے۔

متفرق واقعات

اس سال مسلمہ بن ہشام نے روم میں جنگ کی اور مطامیر کو فتح کیا۔

اس سال امیر حج محمد بن ہشام بن اسمٰعیل مخزومی تھا۔ جو اس وقت مدینہ، مکہ اور طائف کا حاکم تھا۔ عراق میں یوسف بن عمر اور خراسان میں نصر بن سیار، آرمینیہ اور آذربائیجان میں مروان بن محمد برسرِ حکومت تھے۔ بصرہ کے قاضی عامر بن عبیدہ تھے اور کوفہ کے قاضی ابن شُبرمہ تھے۔ اس سال ولید بن بکیر حاکم موصل نے نہر کی تعمیر سے جو شہر کے اندر داخل کی گئی تھی فراغت پائی۔ اس نہر کی تیاری میں (۸۰) اسی لاکھ درہم کا صرف ہوا اور اس پر آٹھ چکیاں جو پانی کے زور سے چلا کرتی تھی بنوائی گئیں۔ ہشام بن عبدالملک نے ان چکیوں کی آمدنی کو نہر کے کام کے لیے وقف کر دیا تھا۔

وفیات

اس سال سلمہ بن سہیل کا انتقال ہو گیا۔ بعض روایت میں ہے کہ انھوں نے ۱۲۲ھ میں وفات پائی۔ عامر بن عبداللہ بن الزبیر نے بھی اسی سال وفات پائی لیکن بعض ۱۲۲ھ اور ۱۲۴ھ میں اُن کی وفات ملک شام میں بیان کرتے ہیں۔

محمد بن یحییٰ بن حیان نے بھی اسی سال مدینہ میں انتقال کیا۔ ان کی عمر ۷۴ سال کی تھی۔ روم میں یعقوب بن عبداللہ بن الاشج اسی سال شہید ہو گئے۔

Marfat.com

باب ۔۴۹

۱۲۲ھ کے واقعات

زید بن علی بن حسین بن ابی طالب کا قتل

اسی سال زید بن علی بن حسین مقتول ہوئے۔ان کے قیام کوفہ کے اسباب اوراُن کی بیعت کا مفصل تذکرہ اس سے قبل کیا جا چکا ہے۔ جب اُنھوں نے اپنے اصحاب کو جنگ کے لیے مستعد ہوجانے کا حکم دیا اور جولوگ اپنے عہد کو پورا کرنا چاہتے تھے،وہ تیاری میں مصروف ہوگئے تو سلیمان بن سراقہ بارقی، یوسف بن عمر کے پاس گیا اوراُس کوان واقعات کی اطلاع دی۔یوسف نے فوراً زید کی تلاش میں آدمی دوڑائے لیکن وہ ہاتھ نہ آسکے۔زید کو جب اپنی گرفتاری کا خطرہ ہوا توانھوں نے اس مدت سے قبل ہی جنگ کاارادہ کرلیا جس کا اہلِ کوفہ نے ان کی رضامندی سے تعین کیا تھا۔کوفہ کا حاکم حکم بن صلت تھا اوراس کا صاحبِ شرطہ عمرو بن عبدالرحمٰن تھا جس کا تعلق قارہ سے تھا اوراس کے ساتھ عبیداللہ بن عباس کندی اور کچھ شامی لوگ تھے۔یہ سب مختلف عہدوں پر تھے۔اس وقت یوسف بن عمر حیرہ میں تھا۔جب زید کے اصحاب کو یہ معلوم ہوا کہ ان واقعات کی اطلاع یوسف کو مل گئی ہے اور یہ کہ وہ زید کی گرفتاری کے فکر میں ہے تو اُن کے سردار زید کے پاس جمع ہوئے اوران سے مباحثہ کیا۔کہ اللہ تم پر اپنا رحم کرے تمہارا ابوبکرؓ اور عمرؓ کے متعلق کیا خیال ہے۔زید نے کہا ''اللہ اُن پر رحم کرے اوراُن کی مغفرت کرے میں نے اپنے خاندان میں کسی کو بھی اُن کو اچھے لفظوں کے سوا یاد کرتے نہیں دیکھا۔'' لیکن ایک بات ہے جو بہت بڑی ہے اور جس کو اب کہتا ہوں وہ اس کے متعلق ہے جس کا تم نے تذکرہ کیا۔واقعہ یہ ہے کہ ہم خلافت کے تمام لوگوں سے زیادہ مستحق تھے کیونکہ جو قربت رسول اللہؐ سے ہم کو

Marfat.com

ہے کسی سے نہیں ہے۔لیکن لوگوں نے ہم کواس سے بالکل علیحدہ رکھا۔اس فعل کے ارتکاب سے وہ کافر نہیں ہوسکتے۔لوگوں نے جب اُن کو بادشاہ اورخلیفہ بنایا۔تو اُنھوں نے لوگوں کے ساتھ بہت زیادہ عدل وانصاف کابرتاؤ کیا۔کتاب اللہ اورسنت نبوی کی پوری اقتدا کی۔''ان لوگوں نے زید سے پوچھا کہ پھر یہ لوگ تم پر کیوں ظلم کرتے ہیں جب کہ گزشتہ خلفاء نے تم پر سختی نہیں کی اور پھر تم ان سے لڑنے کے لیے کیوں آمادہ ہو۔اُنھوں نے کہا''یہ لوگ ویسے تھوڑے ہی ہیں۔یہ ہم پراورتم پرتو ظلم کرتے ہی ہیں،خوداپنے نفسوں پر بھی ظلم کرتے ہیں۔ہم نے تم کوکتاب اللہ اورسنت نبوی کی طرف دعوت دی ہے اور اس کی دعوت دی ہے کہ ان سنتوں کوزندہ کرو جو پس پشت ڈال دی گئیں اوران بدعتوں کومٹادو جوآج کل رائج ہیں اگرتم نے میری اس دعوت پر لبیک کہا تو یہ تمھاری سعادت ہوگی اوراگراس سے انکار کیاتو میں تمھاراضامن نہیں ہوں۔'' یہ لوگ زید کے یہاں سے رخصت ہوئے اور بیعت توڑدی اور کہنے لگے کہ ہمارے امام محمد الباقر ان چیزوں میں سبقت لے گئے ان کے انتقال کے بعداب ہم نے ان کے بیٹے جعفر کواپنا امام بنالیا ہے۔زید نے اُن کو''روافض'' کے نام سے یاد کرنا شروع کیا۔یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مغیرہ نے ان کانام رافضہ رکھا ہے۔

اس کے بعدان لوگوں کی ایک جماعت جعفر بن محمد الصادق کے پاس زید کی لڑائی سے قبل آئی اوراُن کوزید کی بیعت سے باخبر کیا۔جعفر نے کہا کہ تم لوگ زید پرضرور بیعت کرو وہ ہم سے افضل اوراعلیٰ ہیں ہمارے سردار ہیں۔جب یہ لوگ وہاں سے واپس ہوئے تو اُنھوں نے امام جعفر کی اس گفتگوکو پوشیدہ رکھا۔زید نے اپنے اصحاب سے وعدہ کیا تھا کہ جنگ کی تاریخ پہلی صفر کومتعین رہے گی اس کی خبر یوسف بن عمر کولگ گئی۔اس نے حکم بن صلت کولکھ بھیجا کہ اہل کوفہ کوشہر کی بڑی مسجد میں مجتمع کرلو اور چاروں طرف سے ان کومحصور کرلو۔حکم نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔زید کے اصحاب اُن کودار معاویہ بن اسحاق بن زید بن حارثہ انصاری میں تلاش کرنے لگے لیکن زید رات ہی کو وہاں سے نکل چکے تھے۔ ان لوگوں نے لکڑیوں میں گھاس لپیٹ کر مشعلیں بنائیں اوراس کو بلند کیا تاکہ لوگوں کوجمع کریں اور لوگوں نے''یا منصور'' کہہ کر پکارنا شروع کیا۔رات اسی طرح کٹی جب صبح ہوئی تو زید نے قاسم تمیمی، حضرمی اورایک دوسرے شخص کولوگوں کے پاس بھیجا تاکہ وہ لوگوں کوشعار کے نام سے پکاریں۔جب یہ دونوں صحرا عبدالقیس سے گذر رہے تھے توراستہ میں جعفر بن عباس کندی ملا۔ان دونوں نے اس پراور

Marfat.com

اُس کے اصحاب پر حملہ کیا لیکن قاسم کا ساتھی مارا گیا اور خود قاسم بھی مجروح ہوگیا۔ جعفر قاسم کو گرفتار کر کے حَکم کے پاس لے آیا۔ حکم نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اصحاب زید میں سے یہ دونوں شخص سب سے پہلے قتل کیے گئے۔ حکم نے بازار کے راستوں اور مسجد کے دروازوں کو بند کرا دیا تھا تا کہ لوگ باہر نہ نکل سکیں۔

اس کے بعد حَکم نے یوسف بن عمر کو ان حالات کی اطلاع دی۔ اس نے جعفر بن عباس کو پچاس سواروں کی معیت میں تحقیقات کے لیے بھیجا۔ جعفر احاطۂ بنی سالم تک پہنچا اور وہاں سے حالت دریافت کر کے واپس گیا۔ یوسف بن عمر بھی حیرہ کے قریب ایک ٹیلہ پر آ کر مقیم ہوا اس کے ساتھ معززین اور سردارانِ قوم بھی تھے اس نے وہاں سے ریان بن سلمہ آرانی کو دو ہزار فوج کے ساتھ اور تین سو پیدل جوان (جن میں تیرانداز بھی تھے) کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ کیا۔

زید نے صبح کے وقت دیکھا کہ رات بھر میں ان کے پاس کل دوسو اٹھارہ آدمی جمع ہوئے۔ زید نے کہا سبحان اللہ اور دریافت کیا کہ اور لوگ کہاں گئے کہا گیا کہ باقی لوگ جامع مسجد میں محصور ہیں۔ زید نے کہا کہ واللہ جن لوگوں نے مجھ سے بیعت کی ہے اُن کے لیے یہ عذر کافی نہیں ہوسکتا۔ نصر بن خزیمہ عبسی نے جب منادی کی آواز سنی تو وہ زید کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں عمرو بن عبدالرحمٰن جو حکم کا کوتوال تھا جہینہ کے سواروں کے ساتھ آ بھڑا۔ نصر نے اُن پر شدومد سے حملہ کیا جس میں عمرو خود مقتول ہوگیا اور اس کے باقی اصحاب بھاگ گئے۔ زید جمع ہونے والے اصحاب کو ساتھ لے کر احاطہ بنو سالم ہوتے ہوئے احاطۂ صائدین پہنچے۔ وہاں پانچ سو شامی سپاہی کھڑے تھے۔ زید اور اُن کے اصحاب نے ان پر حملہ کیا اور اُن کو شکست دے کر بھگا دیا۔ زید اسی طرح آگے بڑھتے گئے اور انس بن عمرو ازدی کے مکان تک پہنچے۔ انس گھر میں چھپا تھا زید نے اُس کو پکارا لیکن اُس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے بھی زید سے بیعت کی تھی، جب زید کو کوئی جواب نہیں ملا تو وہ بولے کہ کیا تم لوگوں نے دغا بازی اور مکاری کی۔ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔ اس کے بعد زید اپنے ساتھیوں کے ساتھ کُناسہ میں آئے۔ وہاں بھی شامیوں کی فوج کھڑی تھی وہ بھی شکست کھا کر بھاگے۔ اس کے بعد یہ اور آگے بڑھے ادھر یوسف بن عمر دوسو آدمیوں کے ساتھ زید کی نقل وحرکت کو خوب غور سے دیکھ رہا تھا اگر وہ وہاں سے زید پر حملے کا قصد کرتا تو زید کو یقیناً قتل کر ڈالتا۔ ریان اپنی فوج کے ساتھ کوفہ میں زید کے تعاقب میں تھا۔ جب زید مصلےٰ خالد کے راستہ سے شہر کوفہ میں داخل ہوا اور اُس کے کچھ ساتھی احاط مخنف بن سلیم کی طرف چلے گئے

Marfat.com

تو شامیوں نے ان پر حملہ کیا اور اُن میں سے ایک آدمی کو گرفتار کر لیا جو یوسف کے حکم سے قتل کر ڈالا گیا۔

زید نے جب اصحاب کی بے وفائی کی حالت دیکھی تو اُنھوں نے نصر بن خزیمہ کو پکار کر کہا کہ مجھ کو ڈر ہے کہ یہ لوگ اسی قسم کی دغا بازی اور دھوکہ بازی نہ کریں جو امام حسین کے ساتھ کی گئی تھی۔ نصر نے جواب دیا کہ میں آپ کی طرف سے اس وقت تک لڑوں گا جب تک زندہ رہوں گا۔ لوگ مسجد میں ہیں اس لیے ہم کو اسی طرف چلنا چاہیے۔ چنانچہ زید اپنے بقیہ اصحاب کو لے کر اسی طرف چلے۔ راستے میں عبید اللہ بن عباس کندی، عمر بن سعد کے مکان کے قریب ملا دونوں میں لڑائی شروع ہوئی لیکن عبید اللہ اور اُس کے ساتھی بھاگ گئے اس کے بعد زید جامع مسجد کے دروازہ تک پہنچ گئے ان کے ساتھیوں نے مسجد کے دروازے کے اوپر سے جھنڈیاں دکھلانی شروع کیں اور محصورین کو پکار پکار کر یہ کہہ رہے تھے کہ اے اہل مسجد ذلّت سے نکل کر عزت کے مقام پر آؤ دین اور دنیا کی طرف آؤ کیونکہ اس وقت تم نہ دین کا کام کر رہے ہو اور نہ دنیا کا۔ شامیوں نے مسجد کے اوپر سے پتھر برسانا شروع کیے۔

ریان شام کے وقت حیرہ واپس چلا گیا اور زید اپنے اصحاب کے ساتھ دارالرزق میں مقیم ہوئے۔ کوفہ کے کچھ اور لوگ بھی اس وقت ان کے ساتھ ہو گئے۔ ریان پھر واپس آیا اور دارالرزق کے پاس زید سے لڑنے لگا جس میں بہت سے شامی زخمی ہوئے اور اسی وجہ سے رات کو حیرہ بھاگ آئے۔

دوسرے دن یوسف بن عمر نے عباس بن سعید مزنی کو شامیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ عباس جس وقت دارالرزق میں پہنچا۔ اس نے دیکھا کہ زید جنگ کے لیے مستعد ہے۔ اس کے ایک بازو پر نصر بن خزیمہ ہے اور دوسرے بازو پر معاویہ بن اسحاق کھڑا ہے۔ دونوں طرف سے فوراً جنگ چھڑ گئی۔ نابل بن فروہ عبسی نے جو شامیوں کے ساتھ تھا۔ نصر بن خزیمہ پر حملہ کیا پہلے ہی وار میں نصر کی ران کٹ گئی۔ نصر نے جوابی حملہ اس کو ٹھنڈا کر دیا اور فوراً گر پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد خود بھی انتقال کر گیا۔ دونوں بہادروں کے قتل سے لڑائی سخت ہو گئی۔ عباس کے ساتھیوں میں سے تقریباً ستر آدمی مقتول ہوئے اور باقی شکست کھا کر بھاگے۔

جب عشاء کا وقت آیا تو یوسف نے دوبارہ ان لوگوں کو ابھارا اور زید کے مقابلہ میں بھیجا۔ یہ لوگ جب زید کے قریب پہنچے تو انھوں نے پہلے ہی حملہ کر دیا اور سُبخہ تک بھگاتے ہوئے چلے آئے۔ یہاں پر دوبارہ حملہ کیا تو سُبخہ سے دار بنو سلیم تک ہٹاتے چلے آئے کیونکہ عباس کی سوار فوج زید

Marfat.com

کے لوگوں کا مقابلہ نہیں کرسکتی تھی۔آخرکار عباس نے یوسف کو اس سے خبردار کیا اور تیراندازوں کو مدد کے لیے بلایا۔ یوسف نے فوراً تیراندازوں کو بھیج دیا۔ یہ لوگ جب میدان میں پہنچے تو اندھا دھند تیر برسانے لگے۔معاویہ بن اسحٰق انصاری جو بہت ہی دلیری اور جواں مردی سے لڑ رہا تھا زید کے سامنے مارا گیا اب صرف زید اور اس کے بقیہ اصحاب رات تک جمے رہے۔لیکن اتفاقاً زید کو ایک تیر لگا جو اُس کی پیشانی کے بائیں جانب پڑا۔اور فوراً دماغ میں پیوست ہوگیا۔اُس کو مجروح دیکھ کر اصحاب زید میدان سے واپس آئے۔اہلِ شام یہ سمجھے کہ وہ رات کی وجہ سے چلے گئے ہیں۔

زید بنوارحب کے مکان میں ٹھہرے ان لوگوں نے ایک طبیب کو بلایا اس نے تیر کو پکڑ کر کھینچا۔زید کو اس قدر تکلیف ہوئی کہ وہ چلانے لگے۔تیر نکلتے ہی اُن کی روح پرواز کرگئی۔ان کے اصحاب اس میں متردد ہوئے کہ ان کو کہاں دفن کیا جائے۔بعض نے کہا کہ پانی میں پھینک دو۔بعض نے یہ مشورہ دیا کہ سر کاٹ کر مقتولین میں ڈال دو۔زید کے بیٹے بولے کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ میرے باپ کے جسم کو کتے نوچیں۔اس پر لوگوں نے کہا کہ ایک گڑھے میں جس سے مٹی نکالی جاتی ہے۔دفن کردو اور اس پر سے پانی ڈال دو۔چنانچہ اُن کو ایک گڑھے میں دفن کردیا اور قبر کو پانی سے مستور کردیا۔بعض روایت میں ہے کہ نہر یعقوب میں مدفون ہوئے اور اُس پر سے پانی جاری کر دیا گیا۔ان لوگوں کے اس کام میں زید کا ایک سندھی غلام بھی شریک تھا۔جس نے زید کی قبر بناتے دیکھا تھا اسی نے دشمنوں کو جا کر اس کا پتہ دیا، باقی لوگ منتشر ہوگئے۔یحییٰ بن زید کو بلا کر کربلا کی طرف چلے گئے اور نینوی میں سابق مولیٰ بشر بن عبدالملک بن بشر کے پاس مقیم ہوئے۔

اس کے بعد یوسف بن عمر نے زخمیوں کو گھروں میں تلاش کرنا شروع کیا۔جمعہ کے دن زید کے سندھی غلام نے یوسف کو اس کا پتہ دیا کہ وہ فلاں مقام پر مدفون ہے۔چنانچہ ان کی قبر کھودی گئی اور اُن کا سر کاٹ لیا گیا۔ یوسف نے حکم بن صلت کو یہ حکم دیا کہ زید کی لاش اور نصر بن خزیمہ اور معاویہ بن اسحٰق اور زیاد النھدی کی لاشوں کو کناسہ میں لٹکا دو اور اُن پر پہرہ داروں کو متعین کردو۔اس کے بعد یوسف نے یہ سر ہشام کے پاس بھیج دیا اس نے دمشق کے دروازے پر اس کو لٹکا دیا۔پھر چند دنوں کے بعد ان کا سر مدینہ بھیج دیا گیا بقیہ جسم ہشام کی زندگی تک اسی طرح لٹکا رہا جب ولید تخت نشین ہوا تو اس نے اتروا کر جلانے کا حکم دیا۔خراش بن حوشب بن یزید شیبانی، زید کا پولیس افسر تھا لیکن اسی نے زید کی قبر کھودی

Marfat.com

اوراسی نے کناسہ میں اس کی لاش کولٹکایا۔سید حموی اس واقعہ کوان اشعار میں کہتے ہیں: (ترجمہ)

[میں رات بھر جاگتا رہا اس حال میں کہ آنکھیں بیدار تھیں،اور میں قصیدہ پڑھ رہا تھا۔میں نے صرف ایک بات کہی جس سے دیر تک پریشان ہوتا رہا۔اللہ نے حوشب اور خراش پر اپنی لعنت بھیجی اور زیادہ لعنت کی۔اور یزید پر بھی کیونکہ وہ سب سے زیادہ سرکش اور ظالم تھا۔لاکھوں بار بلکہ اُن پر ہمیشہ لعنت کرے۔ان لوگوں نے خدا سے جنگ کی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کواذیت پہنچائی۔یہ لوگ امام حسین اور زید کے قتل میں عبادت سمجھ کر شریک تھے۔پھراُنھوں نے اُن کوایک شاخ پر لٹکا دیا اس حال میں کہ وہ کشتہ وزخمی تھے۔ اے خراش بن حوشب توکل کے دن سب مخلوق سے زیادہ بد بخت ہوگا۔]

یحییٰ بن زید کے متعلق ایک اور روایت ہے وہ یہ کہ جب زید مقتول ہوگئے تو بنواسد کے کسی شخص نے کہا کہ خراسان میں تمھارے دوست موجود ہیں اس لیے بہتر ہے کہ تم وہیں چلے آؤ۔یحییٰ نے کہا کہ یہ کیونکر ممکن ہے۔اس نے کہا کہ تم روپوش ہوجاؤ جب تمھاری تلاش اور جستجو ختم ہوجائے اس کے بعد پھر موقع سے چلے جاؤ چنانچہ پہلے پہل اس نے یحییٰ کواپنے پاس رکھا لیکن پھر کچھ ڈرا،اور عبدالملک بن بشر بن مروان کے پاس گیااور اس سے کہا کہ زید سے تم کوتو بہت قرابت ہے اور تم اس کے حق دار بھی ہو۔عبدالملک نے کہا کہ ہاں اس سے درگذر کرنا بہت بہتر ہے اس نے کہا کہ وہ تو قتل کرڈالا گیا۔یہ اس کا جوان بیٹا ہے جس کی کوئی خطا نہیں ہے لیکن اگر یوسف کوخبر ہوگی تو وہ اس کوقتل کرڈالے گا کیا تم اس کو پناہ دے سکتے ہو۔عبدالملک نے کہا کہ ہاں چنانچہ یحییٰ عبدالملک کے پاس رہنے لگا جب لوگوں کواس کی جستجو کم ہوگئی تو وہ زید کے متبعین کے ساتھ خراسان چلا گیا جب یوسف کوخبر ملی تو وہ بہت بگڑا اور کہنے لگا کہ اے اہل عراق یحییٰ بن زید تمھاری عورتوں کے پردہ میں اِدھر اُدھر جاتا رہتا ہے جس طرح اس کا باپ زید کرتا تھا۔اگر پتہ چل جائے تو میں اُس کواس کے خصیہ سے پہچان لوں گا جیسے میں نے اس کے باپ کواس کے خصیہ سے پہچان لیا تھا،یوسف نے اور بھی لوگوں کودھمکیاں دیں اور اُن پر بے حد خفا ہوا۔

بطّال کا قتل

اسی سال بطّال مقتول ہوااس کا نام عبداللہ ابوالحسین الانطا کی تھا۔یہ مسلمانوں کی فوج کے

Marfat.com

ساتھ روم کی لڑائیوں میں مارا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ ۱۲۳ھ میں یہ واقعہ ہوا۔ اس نے روم کی عظیم الشان لڑائیوں میں بڑی بڑی مہمیں سر کی ہیں۔ وہاں کے باشندوں پر اُس کی بہادری اور شجاعت کا اتنا رعب تھا کہ صرف نام سے تھر تھر کانپتے تھے۔ اس کے متعلق ایک قصہ مشہور ہے کہ ایک مرتبہ وہ کسی لڑائی کے سلسلہ میں سرزمین روم میں داخل ہوا رات کو وہ ایک گاؤں میں پہنچا اس نے دیکھا کہ ایک عورت اپنے شیر خوار بچہ کو جو رو رہا تھا چپ کرا رہی تھی اور اس سے یہ کہتی چپ ہونا ہو تو چپ ہو جا ورنہ بطّال کے ہاتھ میں ڈال دوں گی اور اُس کو ڈرانے کی غرض سے اپنے دونوں ہاتھ کو اوپر اٹھاتی اور یہ کہتی کہ اے بطّال تو اس کو لے لے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ سمیٹ لیتی۔

عبدالملک نے بطّال کو مسلمہ بن عبدالملک کے ساتھ روم کی طرف روانہ کیا اور روسا، جزیرہ اور شام پر اس کو سردار بنایا اور اس نے مسلمہ کو یہ تاکید کی کہ بطّال کو ہمیشہ اپنے مقدمہ اور طلیعہ پر رکھا کرو کیونکہ یہ شخص معتمد علیہ ہے، بہادر اور شجاع ہے ساتھ ہی میدان میں اُس کے قدم آگے بڑھتے رہتے ہیں۔ چنانچہ مسلمہ نے اُس کو دس ہزار فوج کا سردار بنا کر مقدمتہ الجیش کے طور پر روانہ کر دیا۔ وہ روم اور مسلمہ کے درمیان میں آ کر مقیم ہوا۔

ابھی تک چرواہے اور راہ چلنے والے اطمینان سے آتے جاتے تھے ایک دن وہ لڑائی کی غرض سے اطراف شہر میں داخل ہوا لیکن اتفاقاً وہ تنہا ہو گیا اور اُس کی فوج اس سے علیحدہ ہو گئی وہ ایک شہر کے قریب پہنچا وہاں پر اس کو ترکاریوں کے کھیت دکھائی دیئے وہ گھوڑے پر سے اترا اور ترکاریاں توڑ کر کھانے لگا۔ کھانے کے ساتھ ہی اس کو دست آنے لگے اور پیٹ میں درد شروع ہوا۔ دستوں کی کثرت سے اس کو خطرہ ہوا کہ میں اس قدر کمزور ہو جاؤں گا کہ پھر گھوڑے پر سوار نہ ہو سکوں گا اس خیال سے وہ جلدی سے اُس پر سوار ہو گیا لیکن دست کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ زین ہی پر اجابت ہوتی جاتی تھی کیونکہ وہ اس ڈر سے اُترنا بھی نہیں چاہتا تھا کہ پھر سوار ہونا مشکل ہے۔ کمزوری نے جب اُس پر غلبہ کر لیا تو گھوڑے کی گردن سے لپٹ کر پڑ رہا۔ اسی حالت میں اس کی آنکھ لگ گئی اس کو اس کی خبر بھی نہ تھی کہ کہاں جا رہا ہے۔ جب آنکھ کھلی تو اُس نے اپنے کو ایسے مقام پر دیکھا جہاں چند عورتیں جمع تھیں اُن میں سے ایک نے مریض کو دیکھ کر ہمدردی ظاہر کی اور اُس کو گھوڑے سے اُتار کر دوا پلائی۔ اس کے تمام کپڑوں کو خوب صاف کر کے دھویا۔ بطّال کو اس دوا سے افاقہ ہوا۔ بطّال تین دن تک اسی مقام پر رہا

Marfat.com

اسی اثناء میں ایک رومی سردار اس کلیسا میں آیا اس کو یہ معلوم ہوگیا کہ بطّال اسی مقام میں ہے اس عورت نے بطّال کو بہت ہی چھپا کر رکھا تھا بلکہ اس کی حفاظت بھی کرتی تھی۔ چند دنوں کے بعد وہ رومی سردار وہاں سے چلا گیا۔ بطّال نے اس کے تعاقب میں اپنا گھوڑا دوڑایا اور اُس کو راستہ ہی میں قتل کر ڈالا اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگ گئے۔ اس نے اُس کا سر کاٹ لیا اور ان عورتوں کے سامنے اس کو لا کر ڈال دیا۔ پھر ان عورتوں کو مسلمانوں کے لشکر میں پہنچا دیا۔ امیر العسکر نے (بطّال) کو وہ عورت غنیمت میں دی اور پھر یہی بطّال کے بچوں کی ماں ہوئی۔

متفرق واقعات

اس سال کلثوم بن عیاض قُشیری قتل کیا گیا۔ اس کو ہشام نے شامیوں کے ساتھ بربروں کے فتنہ وفساد کو رفع کرنے کے لیے افریقہ بھیجا تھا، اس سال فضل بن صالح اور محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی پیدا ہوئے۔ یوسف بن عمر نے ابن شُبرمہ کو سجستان کا حاکم بنا کر بھیجا اور محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو ان کے قائم مقام قاضی بنایا۔

امیر حج محمد بن ہشام مخزومی تھا۔

حکام وہی تھے جن کا ذکر کیا جا چکا بعض روایت میں ہے کہ موصل میں ابو قحافہ ولید بن تلید عبسی کا بھتیجا حاکم تھا۔

وفیات

اسی سال ایاس بن معاویہ بن قُرّہ قاضی بصرہ نے وفات پائی۔ یہ اپنی ذکاوت اور ذہانت میں شہرۂ آفاق تھے۔

زُبید بن حارث الیامّی اور محمد بن منکدر بن عبداللہ ابوبکر تیمی نے اسی سال انتقال کیا۔ بعض روایت میں ہے کہ محمد بن منکدر نے ۱۳۰ھ میں وفات پائی اور بعض ۱۳۱ھ بتاتے ہیں۔ اُن کی کنیت ابوبکر تھی۔ یزید بن عبداللہ بن قُسیط اور یعقوب بن عبداللہ بن الاشجّ کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔

Marfat.com

باب۔۵۰

سنہ ۱۲۳ھ کے واقعات

نصر بن سیار اور اہل صغد کی صلح

اس سال نصر بن سیار نے اہل صغد سے مصالحت کر لی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب خاقان اسد کے زمانہ ولایت میں قتل کر ڈالا گیا تو ترکوں کا شیرازہ بالکل منتشر ہو گیا اور ایک دوسرے کی غارت گری میں مصروف ہو گئے اہل صغد نے جب ترکوں کی یہ پراگندہ حالت دیکھی تو اُنھوں نے صغد میں لوٹنے کا ارادہ کر لیا۔ اس میں سے کچھ لوگ تو شاش میں جا کر سکونت پذیر ہو گئے اور باقی اسی کا ارادہ کر رہے تھے کہ نصر بن سیار خراسان کا حاکم بنا دیا گیا۔ اس نے اُن کو صغد میں واپس ہونے کے لیے کہا اور یہ وعدہ کیا کہ جو کچھ تم مانگو گے میں تم کو دوں گا۔ اہلِ صغد نے اس سے قبل بھی چند شرطیں پیش کی تھیں جن کو اس وقت کے حکام نے منظور نہیں کیا تھا۔ نصر کے کہنے سے انھوں نے پھر وہی شرطیں پیش کیں مثلاً یہ کہ جو مسلمان مرتد ہو چکے ہیں ان سے کسی قسم کا مواخذہ نہ کیا جائے، دوسرے یہ کہ کسی شخص پر کسی مذہب کے قبول کرنے کے لیے سختی نہ کی جائے، تیسرے وہ مسلمان قیدی جو ہمارے ہاتھ میں ہیں اس وقت تک نہ لے جائیں جب تک عادل گواہوں کے ذریعہ سے قاضی اس کا فیصلہ نہ کر دے۔ نصر نے ان تمام شرطوں کو قبول کر لیا۔ باشندگان خراسان نصر کے اس فیصلہ سے ناراض ہو گئے اور اس کو سخت سست کہنے لگے لیکن اس نے ان تمام لوگوں کو بلا کر کہا کہ اگر تم نے اُن کی اس شان و شوکت کو جو مسلمانوں کی حکومت میں اُن کو حاصل تھی دیکھا ہوتا تو مجھ پر یہ اعتراض نہ کرتے لیکن میں خوب واقف ہوں۔ نصر نے ہشام کو بھی اس کے متعلق لکھا اس نے بھی یہ تجویز منظور کر لی۔

عقبہ بن حجاج کی وفات اور بلج کا اندلس میں داخلہ

اسی سال عقبہ بن حجاج، سلولی حاکم اندلس نے وفات پائی لیکن بعض یہ بیان کرتے ہیں کہ

Marfat.com

اندلس کے باشندوں نے اس کو تخت سے اُتار دیا تھا اور اس کی جگہ عبدالملک بن قطن کو اپنا حاکم بنایا۔ عبدالملک دوسری مرتبہ اندلس کا حاکم بنایا گیا اس سے قبل وہ ماہ صفر ہی میں تخت نشین ہوا تھا۔ بربریوں نے جو ہنگامہ افریقہ میں مچا رکھا تھا اس کا تذکرہ ہم ۱۱۷ھ کے واقعات میں کر چکے ہیں۔ اُنھوں نے بلج بن بشر کو اس کے تمام ساتھیوں کے ساتھ محصور کر لیا یہاں تک کہ بلج اور اُس کے اصحاب بالکل عاجز آ گئے۔ اس مصیبت اور تکلیف کو وہ اس سال کے آخر تک برداشت کرتے رہے جب عبدالملک اندلس کا حاکم ہوا تو بلج نے اس سے جہاز مانگے تا کہ وہ اپنے اصحاب کے ساتھ اندلس پہنچ سکے۔ اس نے اپنی گوناگوں مصائب کا تذکرہ کیا اور یہ لکھا کہ بھوک اور پیاس کی شدت کی وجہ سے ہم نے اپنی سواریاں ذبح کر کے کھالیں۔ عبدالملک نے بلج کو اندلس میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی بلکہ کچھ مدد کرنے کا وعدہ کیا مگر اس کو بھی پورا نہ کر سکا۔ اتفاقاً بربریوں کی طاقت اور قوت اندلس میں غالب ہونے لگی تو عبدالملک اس پر مجبور ہوا کہ بلج کو اندلس میں بلائے۔

چنانچہ اس نے اپنے اصحاب سے اس کے متعلق مشورہ لیا لوگوں نے بلج سے اس کو ڈرایا۔ عبدالملک نے کہا کہ مجھ کو یہ خطرہ ہے کہ امیر المومنین یہ نہ کہیں کہ تم نے ہماری فوج کو دیدہ و دانستہ ہلاکت میں ڈال دیا۔ آخر کار اس نے بلج اور اس کے اصحاب کو اندلس آنے کی اجازت دی لیکن یہ شرط لگائی کہ ایک سال سے زیادہ نہ ٹھہریں بلکہ اس مدت کے بعد افریقہ چلے جائیں۔ بلج اور اس کے ساتھیوں نے اس کی یہ شرط قبول کر لی۔ عبدالملک نے رہن کے طریقہ پر چند چیزیں ان سے لے کر قبضہ میں کیں اس کے بعد بلج اپنے ساتھیوں کے ساتھ اندلس پہنچا۔ جب یہ لوگ اندلس میں داخل ہوئے تو وہ واقعہ دیکھا کہ وہ اور تمام مسلمان محاصرہ کی سختی کی وجہ سے سخت پریشان اور بری حالت میں تھے۔ کھانے کے لیے کوئی چیز نہ تھی پہننے کو کپڑا بھی نہ تھا۔ اندلس کے مسلمانوں نے کپڑے پہنائے ان کے خورد و نوش کا انتظام کیا جن بربریوں نے اُن کو تکلیف پہنچائی تھی اُن سے سب نے مل کر مقابلہ کیا۔ اُن کو شکست دی، ان کے اموال اور دوسری چیزوں کو لوٹا جس سے ان مسلمانوں (اصحاب بلج) کی حالت درست ہو گئی حتیٰ کہ سواریاں بھی مل گئیں۔ عبدالملک اندلس سے قرطبہ چلا گیا اور وہاں سے بلج کو اندلس سے چلے جانے کا حکم دیا بلج اور اس کے اصحاب نے اس حکم سے انکار نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ ہم کو یہاں سے روانہ ہونے کے لیے جہازوں کا انتظام کر دو کیونکہ ہم جزیرۂ خضراء کی طرف سے جانا نہیں چاہتے۔ بربری جنھوں نے ہمارا

Marfat.com

محاصرہ کیا تھا کہیں پھر روک نہ لیں۔عبدالملک نے کہا کہ جزیرہ کے سوا ہمارے پاس کہیں جہاز نہیں ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس طرف سے جانا نہیں چاہتے۔جہاں بربریوں کی جماعت موجود ہے وہ اپنے شہر میں ہم کو قتل کر ڈالیں گے۔عبدالملک نے ان پر جانے کے لیے سختی سے تقاضا کیا ان لوگوں نے جب اس کا رویہ اس قسم کا دیکھا تو اس پر حملہ کر دیا اور اس کو شکست دے کر قصر سے باہر نکال دیا۔یہ ماہ ذی قعدہ کے ابتدائی ایام کا واقعہ ہے جب بلج کو فتح حاصل ہوگئی تو اس کے اصحاب نے اس کو مشورہ دیا کہ عبدالملک کو قتل کر ڈالے چنانچہ اس نے اس کو گھر سے باہر نکال کر قتل کر ڈالا۔وہ ضعیفی کی وجہ سے ایک چڑیا کے مثل ہوگیا تھا کیونکہ اس کی عمر ۹۰ برس کی تھی۔اب بلج اندلس کا حاکم ہوگیا۔عبدالملک کے دونوں لڑکے قطن اور اُمیّہ بھاگ گئے۔ایک نے ماردہ میں پناہ لی اور دوسرا سرقسطہ پہنچا۔یہ دونوں اپنے باپ کے قتل سے پیشتر بھاگ گئے تھے اِس کے بعد اُنھوں نے جو کچھ کیا اس کا ہم پھر تذکرہ کریں گے۔

متفرق واقعات

اس سال یوسف بن عمر نے حکم بن صلت کو ہشام بن عبدالملک کے پاس اس غرض سے بھیجا تاکہ وہ اپنے متعلق اس سے درخواست کرے کہ ہشام اس کو خراسان کا حاکم بنادے اور اس پر یہ ظاہر کرے کہ میں خراسان کے حالات سے بہت واقف ہوں اور وہاں حکومت کا کام انجام دے چکا ہوں۔ ہشام نے حکم کو دارالضیافہ میں ٹھیرنے کا حکم دیا اور مقاتل بن عدی جو خراسان سے ایک سو پچاس ترکوں کے ساتھ آیا تھا، اس کو بلا بھیجا اور اس سے حکم بن صلت کے متعلق دریافت کیا اور پوچھا کہ حکم نے خراسان کے کس شہر میں حکومت کی ہے۔مقاتل نے کہا کہ فاریاب کا حاکم تھا جس کا خراج ۷۰ ہزار درہم ہے۔حارث بن سُریج نے اس کو گرفتار کیا تھا اور گوشمالی کر کے چھوڑ دیا اور یہ کہا کہ تجھ کو قتل کرنا میرے لیے باعثِ ذلّت ہے۔یہ سننے کے بعد ہشام نے نصر بن سیار کو خراسان کی حکومت سے معزول نہیں کیا۔اس سال نصر نے فرغانہ میں جنگ کی۔اس کے بعد اس نے ایک وفد عراق روانہ کیا تاکہ وہ یوسف سے ملتا ہوا امیرالمومنین کے پاس چلا جائے۔اس وفد کا سردار معن بن احمر نمیری تھا۔جب یہ وفد یوسف بن عمر کے پاس پہنچا تو اس نے معن بن احمر سے کہا کہ کیا یہ مقطوع الید تم کو تمھارے سلطان پر غالب کرے گا۔معن نے کہا اے گروہ قریش وہ تو ہو چکا، دیکھو جب تم ہشام کے پاس جاؤ تو اس کی

Marfat.com

برائی بیان کرو۔ معن نے کہا کہ میں اس کی کس چیز میں نقص نکالوں۔ اس کے تجربہ میں یا تدبیر میں اس کی سیاست میں یا حکومت میں۔ یوسف نے کہا کہ اس کے بڑھاپے کی برائی کرو۔ چنانچہ جب معن ہشام کے پاس گیا تو اُس نے خراسان کی فوج کی بڑی تعریف کی لیکن یہ کہا کہ افسوس یہ ہے کہ کوئی زبردست سردار نہیں ہے۔ ہشام نے کہا کہ نصر کیا کرتا ہے۔ معن نے کہا کہ وہ مدبر ہے، بہادر ہے لیکن عیب یہ ہے کہ وہ کسی شخص کو پہچانتا نہیں ہے اور نہ کسی آواز کو سنتا ہے جب تک وہ قریب نہ ہو جائے اور کوئی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی یہ محض ضعف پیری کی وجہ سے ہے۔ شبل بن عبدالرحمٰن مازنی نے فوراً کہا اللہ کی قسم یہ جھوٹ بولتا ہے، وہ بوڑھا نہیں ہے کہ اس کی کمزوریٔ دماغ اور اس کے فتور عقل کا خطرہ ہو، نہ تو وہ اتنا جوان ہے کہ بیوقوفی کر جاتا ہو بلکہ وہ تجربہ کار ہے اس سے قبل کہ وہ خراسان کا حاکم ہو اس نے خراسان کی سرحد پر حکومت کی ہے۔ لڑائیوں میں فتح یابی حاصل کی ہے۔ ہشام تاڑ گیا کہ معن نے جو کچھ کہا وہ یوسف کی لگائی بجھائی تھی اسی وجہ سے وہ معن کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔ معن جب یوسف کے پاس واپس آیا تو یوسف نے اس سے کہا کہ خراسان سے اپنے بیٹے کو ہمارے پاس بھیج دو چنانچہ معن نے خراسان پہنچ کر ایسا ہی کیا۔ نصر بن سیار جب خراسان کا حاکم ہوا اس نے معن پر بڑی مہربانی کی اور اس کا درجہ بہت بڑھا دیا تھا اور اس کی تمام حاجتیں پوری کر دیں۔ بنو قیس پر زیادتیاں کیں لیکن اُنھوں نے فوراً معذرت چاہی۔ اس سال امیر حج یزید بن عبدالملک بن ہشام تھا۔ عمالِ حکومت وہی تھے جن کا تذکرہ گذشتہ سال کیا جا چکا۔

وفیات

محمد بن واسع ازدی بصری کا انتقال اسی سال ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ ۱۲۷ھ کا یہ واقعہ ہے۔ جعفر بن ایاس نے بھی اسی سال وفات پائی اور ثابت بنانی نے بھی اسی سال قضا کی۔ بعض ۱۲۷ھ میں بتاتے ہیں ان کی عمر ۸۶ برس کی تھی۔ سعید بن ابی سعید المقبری کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔ ابوسعید کا نام کیسان تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ ۱۲۵ھ میں اور بعض کے نزدیک ۱۲۶ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ مالک بن دینار ''الزاھد'' نے بھی اسی سال قضا کی۔

Marfat.com

باب۔۵۱

سنہ ۱۲۴ھ کے واقعات

ابومسلم خراسانی کے ابتدائی حالات

ابومسلم خراسانی کے متعلق لوگوں میں شدید اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ شریف حرتھا۔ اس کا اصلی نام ابراہیم بن عثمان بن بشار بن سدوس بن جودزدہ تھا۔ بزرچمہر کے خاندان سے تھا۔اس کی کنیت ابواسحٰق تھی۔اصفہان میں یہ پیدا ہوا اور کوفہ میں اس نے پرورش پائی۔ اس کے باپ نے مرتے وقت عیسیٰ بن موسیٰ سراج کو اس کی پرورش کرنے کی وصیت کی تھی اسی لیے وہ اس کوکوفہ لے آیا تھا۔اس وقت اس کی عمر کل سات سال کی تھی۔ جب یہ ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے پاس گیا تو انھوں نے اس سے کہا کہ تم اپنا نام بدل دو کیونکہ ہمارا کام تمھارے نام کو بدلے بغیر نہیں چل سکتا ہے جیسا کہ ہم نے کتابوں میں دیکھا ہے۔اسی وجہ سے اس نے اپنا نام عبدالرحمٰن بن مسلم رکھا اور کنیت ابومسلم رکھی۔ وہ اپنے زین دار گدھے پر سوار ہوکر اِدھراُدھر آتا جاتا تھا۔بچپن سے اس کے سر میں ایک چوٹی تھی جس وقت اس کی عمر ۱۹ برس کی تھی تو امام ابراہیم نے عمران بن اسمٰعیل طائی کی لڑکی سے اس کی شادی کردی جو ابوالنجم کی کنیت سے معروف اور مشہور تھا۔ یہ لڑکی خراسان میں اپنے باپ کے ساتھ تھی چنانچہ ابومسلم نے خراسان ہی میں شب زفاف گذاری۔ اس کے بعد ابومسلم نے اپنی لڑکی فاطمہ کی شادی محرز بن ابراہیم سے کردی اور دوسری لڑکی اسماء کا فہم بن محرز سے نکاح کردیا اسماء صاحبۂ اولاد ہوئی لیکن فاطمہ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔فاطمہ وہی لڑکی تھی جس کا تذکرہ فرقہ خرمیہ کیا کرتا تھا۔

اسی سال سلیمان بن کثیر، مالک بن ھیثم، الاھز بن قریظ، قحطبہ بن شبیب سب کے سب

Marfat.com

خراسان سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب کوفہ پہنچے تو عاصم بن مونس عجلی کے پاس آئے جو اس وقت قید خانہ میں تھا اور اس الزام میں مقید کیا گیا تھا کہ وہ بنو عباس کے دعاۃ میں شریک تھا۔ اسی کے ساتھ عیسیٰ اور ادریس، معقل عجلی کے دونوں بیٹے بھی قید تھے۔ یہ ادریس وہی ہے جو ابو دلف کا دادا تھا۔ ان دونوں کو یوسف نے خالد قسری کے عمال کے ساتھ گرفتار کیا تھا۔ انھیں دونوں کی معیت میں ابو مسلم بھی تھا جو اُن کی خدمت کرتا تھا ان خراسانیوں نے جب اُس کو دیکھا تو چہرے بشرے سے کچھ تاڑ گئے اور پوچھا یہ کس کا لڑکا ہے۔ ادریس اور عیسیٰ نے کہا کہ یہ زین گروں کے خاندان کا بچہ ہے۔ ابو مسلم، عیسیٰ اور ادریس کی یہ گفتگو سن رہا تھا یہ سنتے ہی رو پڑا۔ اِن لوگوں نے جب اُس کو روتے ہوئے دیکھا تو اُس کو پاس بلایا اور وہ ان کے نزدیک گیا۔

بعض کہتے ہیں کہ وہ پیشہ ور بنو معقل عجلی کے خاندان سے تھا جو اصفہان کے باشندے تھے یا کسی اور پہاڑی مقام کے رہنے والے تھے۔ اس کا اصلی نام ابراہیم تھا اور حیکان لقب تھا۔ امام ابراہیم نے اس کا نام عبدالرحمٰن اور کنیت ابو مسلم رکھی۔ وہ ابو موسیٰ زین گر کے ساتھ رہتا تھا اور زین بناتا تھا۔ اُس کو بھی ساتھ رہتے رہتے زین کے بنانے کی اچھی مشق ہوگئی تھی چنانچہ وہ زین کو اصفہان، جبال، جزیرہ، موصل، نصیبین، آمد وغیرہ میں بیچا کرتا تھا۔

جس زمانے میں عاصم بن یونس اور ادریس اور عیسیٰ قید تھے تو ابو مسلم ان لوگوں کی خدمت کرتا تھا۔ خراسان سے جب سلیمان بن کثیر وغیرہ کوفہ آئے اور عاصم سے ملنے آئے تو وہ ابو مسلم کو دیکھ کر حیرت میں رہ گئے اور پھر اُس کو ساتھ لے گئے۔ ابو موسیٰ سراج نے ابو مسلم کو ایک خط دیا تھا جس کو اس نے امام ابراہیم کے نام لکھا تھا چنانچہ جب یہ لوگ مکہ پہنچے اور وہاں امام ابراہیم سے ملاقات کی تو اُنھوں نے ابو مسلم کو اپنے پاس رکھ لیا۔

اس کے بعد دوبارہ یہ لوگ امام سے ملنے آئے اور ان سے درخواست کی کہ ایک شخص ہمارے ساتھ کیجیے جو ہم کو خراسان تک پہنچا دے۔ یہ نسب نامہ جو ذکر کیا گیا ان لوگوں کی روایت کے مطابق ہے جو ابو مسلم کو حر کہتے ہیں جب ابو مسلم کو طمانیت اور تقویت حاصل ہوئی تو اُس نے اپنے کو سلیط بن عبداللہ ابن عباس کی اولاد سے منسوب کر دیا۔

سلیط بن عبداللہ بن عباس کا قصہ یہ ہے کہ (حضرت) عبداللہ بن عباسؓ کے پاس ایک گوری

Marfat.com

لونڈی تھی جوان کی خدمت کیا کرتی تھی ایک مرتبہ اس کے ساتھ اتفاقاً ہم بستر ہو گئے تھے لیکن پھر حمل کی فکر نہ کی بلکہ اس کو چھوڑ دیا۔ اس نے مدینہ کے کسی رومی غلام سے نکاح کر لیا اور اس سے حاملہ ہو گئی کچھ دنوں کے بعد لڑکا پیدا ہوا عبداللہ بن عباسؓ کو جب اس کی خبر ملی تو انھوں نے اس کو حد ماری اور اس کے بیٹے کو اپنا غلام بنالیا جس کا نام سلیط رکھا یہ لڑکا بہت ہی ہونہار اور تیز نکلا۔ یہ عبداللہ بن عباسؓ کی خدمت میں رہا کرتا تھا۔ ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں سلیط کو اس سے بہت قرب حاصل ہو گیا تھا اسی وجہ سے اس نے اس کا دعویٰ کیا کہ وہ عبداللہ بن عباسؓ کا بیٹا ہے کیونکہ ولید کو علی بن عبداللہ بن عباس سے عدوات تھی۔ اس لیے اس نے سلیط کو مخاصمت کے لیے مشتعل کیا اور شاہدوں کو عبداللہ بن عباس کے اقرار پر کہ سلیط ان کا بیٹا ہے متفق کیا۔ قاضی دمشق اس مقدمہ کے فیصلے کے لیے بیٹھے۔ یہ شہادتیں پیش ہوئیں کہ سلیط عبداللہ بن عباس کا بیٹا ہے۔ قاضی نے ولید کے اشارے سے سلیط کے حسب دل خواہ فیصلہ کر دیا۔ جب نسب ثابت ہو گیا تو سلیط نے علی بن عبداللہ بن عباس پر اپنے ترکہ کا دعویٰ کیا اور اس میں اس قدر سختی کی جس سے علی بن عبداللہ کو شدید تکلیف پہنچی۔ علی کے ساتھ ابو رافع مولیٰ رسول اللہؐ کی اولاد سے ایک شخص تھا جس کا نام عمر الدّن تھا اس نے ایک دن علی سے کہا کہ اگر آپ حکم دیں تو میں اس کتے کو قتل کر ڈالوں اور آپ کو ہمیشہ کے لیے نجات دلا دوں۔ علی بن عبداللہ نے اس سے روکا، قطع رحمی کا خوف دلایا اور خود نرمی اور اخلاق کے ساتھ سلیط سے برتاؤ کرتے رہے۔

ایک دن سلیط علی بن عبداللہ کے ساتھ ان کے باغ میں سیر کی غرض سے گیا۔ علی بن عبداللہ وہاں جا کر سو رہے سلیط اور عمر الدّن میں کچھ جھگڑا ہو گیا۔ عمر الدّن تو موقع کا متلاشی تھا ہی اس نے فوراً سلیط کو قتل کر ڈالا اور اسی باغ میں دفن کر دیا۔ سلیط کے اس کام میں علی بن عبداللہ کے دوسرے غلام نے بھی مدد دی۔ اس کے بعد دونوں بھاگ گئے۔ سلیط کا ایک دوست تھا۔ جس کو یہ معلوم تھا کہ وہ باغ میں گیا ہے وہ اندر تلاش کی غرض سے گیا لیکن جب سلیط کا پتہ نہ چلا تو وہ دوڑا ہوا اس کی ماں کے پاس آیا اور سلیط کے گم ہونے کی خبر سنائی۔ علی جب جاگے تو نہ سلیط کا پتہ نہ عمر الدّن کا پتہ اور نہ ان کے دوسرے غلام کا پتہ تھا۔ کوئی دوسرا شخص نہ تھا جس سے وہ دریافت کرتے۔ ام سلیط دوسرے دن ولید کے دربار میں حاضر ہوئی اور علی بن عبداللہ پر استغاثہ دائر کیا۔ ولید کو اپنی عداوت سے ستانے کا اچھا موقع ہاتھ آیا اُس نے فوراً علی بن عبداللہ کو بلا بھیجا اور سلیط کے متعلق دریافت کیا اُنھوں نے قسم کھائی

Marfat.com

کہ مجھ کواس کی کوئی خبر نہیں کہ سلیط کہاں ہے اور نہ میں نے اس کے ساتھ بُرا سلوک کرنے کے لیے کچھ کہا تھا۔ ولید نے علی کو حکم دیا کہ عمرالدّن کو حاضر کرے۔ علی بن عبداللہ نے کہا کہ میں یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ کہاں گیا ہے۔ ولید نے باغ میں پانی ڈالنے کا حکم دیا چنانچہ جب پانی اس گڑھے میں پہنچا جس میں وہ مدفون تھا تو زمین دھنسنے لگی اور سلیط کی لاش نکل آئی۔ ولید کو جب معلوم ہوگیا تو اُس نے علی بن عبداللہ کو درّے مارنے کا حکم دیا اور پھر اونی جبہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کر دیا تا کہ وہ سلیط کی خبریں اور عمرالدّن کا پتہ دے دیں لیکن سچ بات تو یہ تھی کہ ان کو اس کا مطلق علم نہ تھا۔ عباس بن زیاد نے ولید سے سفارش کی تو پھر اُن کو رہائی ملی اس کے بعد وہاں سے وہ حُمیمہ میں آئے اور بعض کے نزدیک حجر میں آئے اور وہاں اس وقت تک مقیم رہے جب تک ولید زندہ رہا۔ جب سلیمان تخت نشین ہوا تو اُس نے اُن کو دمشق بلا لیا۔

منصور عباسی نے جب ابومسلم خراسانی کو قتل کیا ہے تو اس نے انھیں باتوں کا تذکرہ کیا ہے اور اس سے یہ کہا ہے، تمھارا یہ دعویٰ ہے کہ تم سلیط کی اولاد سے ہو، اسی حد تک نہیں بلکہ اپنے کو عبداللہ بن عباسؓ سے منسوب کرتے ہو تم بہت سخت اور دشوار گذار منزل پر گذرنا چاہتے ہو۔

ولید کو علی بن عبداللہ بن عباسؓ سے عداوت کی وجہ یہ تھی کہ عبدالملک بن مروان نے اپنی ایک بیوی کو طلاق دے دی جو عبداللہ بن جعفر کی لڑکی تھی۔ علی بن عبداللہ نے اس مطلقہ عورت سے نکاح کرلیا یہی بات عبدالملک کو ناگوار گذری اور اسی وجہ سے وہ ان کو برا بھلا کہنے لگا۔ ایک دن اس نے یہ بھی کہہ دیا کہ علی نمازیں ریا سے پڑھتا ہے۔ ولید نے یہ بات اپنے باپ سے سُن لی تھی اس وجہ سے تخت نشین ہونے کے بعد بھی یہ عداوت دل سے نہیں گئی۔

بعض کا بیان یہ ہے کہ ابومسلم حر نہ تھا بلکہ غلام تھا۔ بنوعباس کے پاس جانے کی صورت یہ ہوئی کہ بکیر بن ہامان جو عمال سندھ کا کاتب تھا جب کوفہ واپس آیا تو وہ حامیانِ بنوعباس میں شامل ہوگیا۔ اس کی خبر حاکم کوفہ کو لگی اس نے ان تمام لوگوں کو گرفتار کرلیا لیکن باقی لوگوں کو رہا کر دیا اور بکیر کو قید خانہ میں ڈال دیا۔ اسی قید خانہ میں یونس اور عیسیٰ بن معقل بھی تھے ابومسلم ان دونوں کی خدمت کرتا تھا۔ ایک دن بکیر نے ان لوگوں سے اپنی رائے پر عمل کرنے کے لیے کہا جس کو ان لوگوں نے قبول کرلیا اور عیسیٰ بن معقل سے پوچھا کہ یہ کون لڑکا ہے۔ عیسیٰ نے کہا کہ غلام ہے۔ بکیر نے کہا کہ بیچ

Marfat.com

دو۔عیسیٰ نے کہا کہ وہ تمھارا ہے۔بکیر نے کہا کہ اس کی قیمت لے لو۔عیسیٰ نے کہا کہ تمھارے دل میں جو آئے وہ دے دو۔بکیر نے چار سو درہم عیسیٰ کو دے دیئے۔اس کے بعد جب یہ لوگ قید خانہ سے نکلے تو بکیر نے ابو مسلم کو امام ابراہیم کے پاس بھیجا۔ابراہیم نے اس کو ابو موسیٰ سراج کے حوالے کر دیا۔ ابو مسلم نے ابو موسیٰ سے علم سُنا اور حفظ کیا پھر خراسان جانے آنے لگا۔

بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ باشندگان ہراۃ یا بوشنج میں سے کسی کا غلام تھا۔ابو مسلم اپنے مولیٰ کے ساتھ امام ابراہیم کے پاس آیا۔انھوں نے اُس کی ذکاوت اور ذہانت کو دیکھ کر اُس کو خرید لیا اور پھر آزاد کر دیا وہ اُن کے ساتھ کئی سال تک رہا اور اپنے گدھے پر سوار ہو کر متعدد بار امام کے خطوط خراسان لے گیا۔اس کے بعد امام نے اُس کو حامیانِ بنو عباس کا سردار بنا کر خراسان بھیجا اور اہلِ خراسان کو اس کی اطاعت اور فرماں برداری کی ہدایت کی۔ابو سلمہ خلال کو لکھا کہ تم خراسان جا کر ابو مسلم سے ملو۔ابو سلمہ عباسیوں کا داعی تھا اور وزیر کی حیثیت رکھتا تھا۔ چنانچہ ابو سلمہ، سلیمان بن ابو کثیر کے مکان پر جا کر ٹھہرا اس کے بعد کے واقعات ۱۲۷ھ کے سلسلۂ بیان میں انشاء اللہ ذکر کریں گے۔

ابو مسلم نے خراسان کے حاکم ہونے سے قبل ایک خواب دیکھا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ خراسان کے ملک پر غلبہ حاصل کرے گا۔ جب وہ نیشا پور آیا تو بونا باذ میں آ کر مقیم ہوا جو اس وقت ایک آباد مقام تھا۔ مسافر خانہ کے مالک نے لوگوں سے اس کے متعلق گفتگو کی جس نے ابو مسلم کو اُتارا تھا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ خراسان کا حاکم ہوگا۔ایک دفعہ ابو مسلم کسی ضرورت سے باہر گیا ہوا تھا۔کسی دیوانے نے اس کے گدھے کی دم کاٹ ڈالی جب وہ واپس ہوا تو اس نے پوچھا کہ یہ کس نے کیا ہے صاحب خانہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ابو مسلم نے پوچھا کہ اس جگہ کا کیا نام ہے۔اُس نے کہا کہ بونا باذ۔ابو مسلم نے کہا کہ اگر میں اس کو کند آباد نہ بناؤں تو میں ابو مسلم نہ ہوں گا۔جب وہ خراسان کا حاکم ہوا تو اس نے اس مقام کو ویران کر دیا۔

ثعلبہ بن سلام کا اندلس میں حاکم ہونا

اس سال اندلس میں پھر سخت لڑائی ہوئی۔بلج سے اور امیہ اور قطن سے سخت معرکہ آرائی ہوئی۔اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب یہ لوگ اندلس سے بھاگے اور اس عرصہ میں ان کے باپ عبدالملک کو

Marfat.com

بلج نے قتل کر ڈالا تو اُنھوں نے مختلف شہر کے لوگوں اور بربریوں سے مدد چاہی۔ بربریوں کی بہت بڑی جماعت اُن کے ساتھ ہوئی۔ تقریباً ایک لاکھ آدمی جمع ہوئے۔ جب بلج کو اس تیاری کی خبر ملی تو وہ بھی اپنی فوج کے ساتھ اُن کے مقابلے کے لیے آ گیا اور بربریوں سے خوب دل کھول کر لڑا۔ اس لڑائی میں بلج بہت زخمی ہوا لیکن آخر میں اُس نے میدان جیت لیا۔ بہت سے آدمیوں کو قتل کیا اور قید کیا۔ اس فتح کے بعد وہ قرطبہ واپس آیا لیکن اس لڑائی کے سات دن کے بعد وہ مر گیا۔ اس کی وفات اسی سال شوال کے مہینہ میں ہوئی اور گیارہ مہینہ تک اس نے اندلس میں حکومت کی۔ جب وہ مر گیا تو لوگوں نے ثعلبہ بن سلامہ عجلی کو اندلس کا امیر بنایا کیونکہ ہشام بن عبدالملک نے یہ لکھ بھیجا تھا کہ اگر کلثوم اور بلج کسی حادثہ کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں تو ثعلبہ تمھارا امیر ہے۔ ثعلبہ نے نہایت دور اندیشی سے حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں لی۔ اسی زمانے میں ماردا کے بربریوں نے بہت کچھ شور و شر مچا رکھا تھا۔ ثعلبہ نے ان سے خوب جنگ کی ہزار آدمیوں کو مارا اور قید کیا اس کے بعد قرطبہ واپس گیا۔

متفرق واقعات

اس سال سلیمان بن ہشام نے غزوۂ صائفہ میں شرکت کی اور الیون نامی بادشاہ روم سے جنگ کی اور اس میں غنیمت حاصل کی۔

وفیات

اسی سال محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے بعض کی روایت کے مطابق وفات پائی اور اپنے بیٹے ابراہیم کو اُس کی وصیت کی کہ اس کام کو انجام دیتا رہے جس کی میں نے ابتداء کی ہے۔

محمد بن ہشام بن اسمٰعیل نے لوگوں کو حج کرایا۔ محمد بن مسلم بن شہاب زہری نے اسی سال انتقال کیا۔ اُن کی پیدائش ۵۸ھ میں ہوئی تھی بعض کہتے ہیں کہ ۵۰ھ میں ہوئی تھی۔

Marfat.com

باب۔۵۲

۱۲۵ھ کے واقعات

ہشام بن عبدالملک کی وفات

اسی سال ۷ ربیع الآخر کو ہشام بن عبدالملک نے مقام رصافہ میں وفات پائی۔اس کی مدتِ خلافت ۱۹ سال ۹ مہینہ ۲۱ دن ہوئی۔ بعض کے نزدیک ۱۹ سال آٹھ مہینے پندرہ دن ہوئی۔ اس وقت اس کی عمر ۵۵ سال کی تھی اور بقول بعض ۵۶ سال کی تھی۔ وہ دردِ گلو کے مرض میں بیمار ہوا۔ جب انتقال ہوگیا تو لوگوں نے کسی خزانچی سے اس کے غسل کا پانی گرم کرنے کے لیے کوئی برتن مانگا۔ ولید کے کاتب عیاض نے خزانچی کو دینے سے روک دیا اس وجہ سے لوگوں نے مستعار برتن لے کر اس میں پانی گرم کیا۔ جنازہ کی نماز اُس کے لڑکے مسلمہ بن ہشام نے پڑھائی اور رصافہ میں مدفون ہوا۔

ہشام کی زندگی کے بعض حالات

عقّال بن شَبّہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں ہشام کے پاس آیا تو اُس نے مجھ کو خراسان جانے کا حکم دیا اور وہ اُس کے متعلق مختلف ہدایتیں کر رہا تھا۔ اُس وقت اُس کے جسم پر ایک سبز رنگ کی قبا تھی۔ میری نظر برابر اسی پر پڑتی تھی وہ کچھ سمجھ گئے اور پوچھا کیا ہے۔ میں نے کہا کہ خلافت سے قبل بھی میں نے آپ کے جسم پر اسی قسم کی قبا دیکھی تھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ آیا یہ وہی ہے یا دوسری ہے۔ ہشام نے کہا واللہ یہ وہی ہے اور یہ جو کچھ تم مجھ کو مال جمع کرتے اور حفاظت کرتے ہوئے دیکھتے ہو وہ سب تم لوگوں کے لیے ہے۔ وہ بہت ہی عقلمند تھا یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک نصرانی نے محمد بن ہشام کے

Marfat.com

ایک غلام کواس قدر مارا کہ وہ زخمی ہوگیا۔ پھر محمد کے خواجہ سرا نے نصرانی کو مارا۔ غلام نے محمد کے پاس آ کر شکایت کی۔ جب یہ خبر کسی طرح سے ہشام بن عبدالملک کو ملی تو اس نے اس غلام کو بلا بھیجا۔ خواجہ سرا نے محمد کے پاس جا کر پناہ لی۔ محمد نے اپنے غلام سے کہا کہ کیا میں نے تجھ کو اس کا حکم نہیں دیا تھا۔ غلام نے کہا ہاں بلاشبہ آپ نے مجھ کو اس کا حکم دیا تھا۔ اس پر ہشام نے خواجہ سرا کو سزا دی اور اپنے لڑکے کو بہت بُرا بھلا کہا۔

عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ میں نے بنوامیہ کے تمام دواوین [1] جمع کیے لیکن ان میں سب سے اچھا، صحیح اور رعایا اور بادشاہ دونوں کے لیے مفید ہشام بن عبدالملک کے دیوان کو پایا۔

ایک مرتبہ ہشام کے پاس ایک شخص لایا گیا جس کے ساتھ گانے والی اور رقص وسرود کرنے والی لونڈیاں تھیں۔ شراب اور بربط بھی تھا۔ ہشام نے حکم دیا کہ اس کا طنبور اس کے سر پر توڑ دیا جائے۔ پہلی ضرب پر وہ بڈھا رونے لگا۔ ہشام نے اس سے کہا کہ صبر کر۔ اس نے جواب دیا آپ کا یہ خیال ہے کہ میں اس مار کی وجہ سے رو رہا ہوں نہیں بلکہ آپ نے میرے بربط کو طنبور کہہ کر اس کی تحقیر کی (بربط اور طنبور میں سُروں کی زیادتی اور کمی کا فرق ہے) اسی وجہ سے رو رہا ہوں۔

ایک مرتبہ ایک شخص ہشام پر بہت خفا ہوا تو اُس نے کہا کہ تو اپنے امام پر خفا ہوتا ہے یہ تیرے لیے مناسب نہیں ہے۔

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ جب ہشام نے اپنے کسی لڑکے کو جمعہ کی نماز میں نہیں پایا تو اُس نے تلاش کرایا جب ملا تو پوچھا کہ نماز میں کیوں نہیں آیا اس نے کہا کہ میرا مرکب (سواری کا جانور) مر گیا اس وجہ سے نہ آسکا۔ ہشام نے کہا کہ کیا تو چل بھی نہیں سکتا تھا۔ آخر ایک سال تک اس کی سواری بند کر دی۔

ہشام کے عمال میں کسی نے اس کو لکھا کہ میں نے امیر المومنین کے پاس ایک ٹوکری شفتالو کی بھیجی ہے۔ اس کے جواب میں ہشام نے لکھا کہ شفتالو مل گئے اور امیر المومنین کو پسند آئے اور بھیجو مگر احتیاط سے رکھ کر بند کرنا۔ ایک مرتبہ اس نے ایک عامل کو جس نے کلاہِ باراں یا سانپ کی چھتری (جسے مشروم کہتے ہیں) بھیجی تھی لکھا کہ ''چھتریاں پہنچیں یہ تعداد میں چالیس تھیں، کچھ ان میں اندر ہی

Marfat.com

اندر نرم ہوگئی تھیں جب کچھ بھیجو تو اچھی طرح ریت سے بھر دیا کرو کہ نہ بگڑیں نہ راستے میں ایک دوسرے سے ٹکرا کر خراب ہوں'' ہشام سے ایک دفعہ کہا گیا کہ کیا تم کو خلافت کی خواہش ہے؟ حالانکہ تم تو بخیل اور بزدل ہو۔ ہشام نے کہا کہ میں کیوں نہ خواہش کروں جب کہ میں عفیف اور حلیم ہوں۔ ہشام بن عبدالملک قنسرین کے علاقے رصافہ میں رہتا تھا اور اس سے قبل بھی اکثر خلفاء اور ان کے شاہزادے طاعون کے زمانے میں خوف سے بھاگ جایا کرتے تھے اور ان شہروں میں جا کر ٹھہرتے تھے۔ ایک مرتبہ ہشام نے وہاں جانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے کہا کہ آپ وہاں نہ جایئے کیونکہ خلفاء طاعون میں مبتلا نہیں ہوتے اور نہ اس سے قبل کوئی خلیفہ طاعون میں مرا۔ ہشام نے جواب دیا کہ کیا تم لوگ یہ آزمائش میرے ہی ساتھ کرنا چاہتے ہو۔ اس کے بعد وہ وہاں گیا اور مقیم ہوا۔ یہ ایک رومی شہر تھا۔

جعد بن درہم، ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں خلق قرآن کا مدعی ہوا۔ ہشام نے اُس کو گرفتار کرایا اور عراق کے گورنر خالد قسری کے پاس اس کو بھیج دیا اور یہ حکم دیا کہ اُس کو قتل کر ڈالو مگر خالد نے قتل نہیں کیا بلکہ قید خانہ میں رکھا۔ جب یہ خبر ہشام کو ملی تو اُس نے خالد کو بہت کچھ لعنت ملامت کی اور دوبارہ قتل کرنے کا حکم دیا۔ خالد نے اُس کو عیدالاضحیٰ کے دن قید خانہ سے اسی حالت میں نکالا جس میں وہ تھا اور جب سب لوگ نماز پڑھ چکے تو اُس نے اپنے خطبہ کے آخر میں یہ کہا کہ لوگو جاؤ قربانیاں کرو خدا کرے تمھاری قربانیاں قبول ہو جائیں۔ میرا ارادہ ہے کہ میں جعد بن درہم کی قربانی کروں کیونکہ وہ کہتا ہے کہ خدا نے موسیٰ کلیم اللہ سے کلام نہیں کیا اور ابراہیم خلیل اللہ کو خلیل نہیں بنایا جو کچھ یہ کہتا ہے خداوند تعالیٰ کی ذات اس سے کہیں زیادہ برتر اور اعلیٰ ہے۔ اس کے بعد وہ منبر پر سے اترا اور جعد بن درہم کو ذبح کیا۔ یہ بھی مروی ہے کہ غیلان بن یونس یا ابن مسلم ابو مروان نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں قدر کا دعویٰ کیا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز نے اُس کو بلا کر اس سے توبہ کرائی لیکن ہشام کے عہد حکومت میں اس نے دوبارہ شور و شر مچایا۔ ہشام نے ناصرہ سے اس کو پکڑ بلایا اور اس کے ہاتھ پیر کٹوا کر پھانسی دلوادی۔

ایک مرتبہ محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب ہشام کے پاس آئے۔ ہشام نے کہا کہ میرے پاس تیرے لیے کوئی صلہ نہیں ہے۔ محمد نے کہا تو اپنا دامن سنبھال تجھے کوئی معزول نہ کر دے۔ ہشام نے کہا کہ تجھ کو امیر المومنین نہیں پہچانتے لیکن میں پہچانتا ہوں کہ تو ابن زید ہے تو یہاں نہ ٹھہر اور

Marfat.com

جو کچھ تیرے پاس ہے اُس کو صرف کر کیونکہ میرے پاس تیرے خاندان کے لیے کوئی حق نہیں ہے۔

مجمّع بن یعقوب الانصاری سے مروی ہے کہ ہشام نے ایک شریف شخص کو گالیاں دیں۔ اس شخص نے ہشام کو ڈانٹا اور کہا کہ تجھ کو گالی دیتے ہوئے شرم نہیں آتی حالانکہ تو اللہ کی طرف سے خلیفہ ہے۔اس پر ہشام بہت نادم ہوا اور اس سے کہا کہ تو مجھ سے اس کا بدلہ لے لے۔اُس نے کہا کیا میں بھی تیرے جیسا بیوقوف ہوں۔ہشام نے کہا کہ اچھا تو اس کا کچھ معاوضہ لے لو اس نے کہا کہ میں یہ بھی نہیں چاہتا۔مجبوراً ہشام نے کہا کہ خدا کے واسطے معاف کر دو اس نے کہا کہ میں نے خدا کے لیے پھر تیرے لحاظ سے تیرا قصور معاف کر دیا۔ مارے شرم کے ہشام نے اپنی گردن جھکالی اور کہنے لگا کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ پھر کبھی ایسا نہ کروں گا۔

ولید بن یزید بن عبدالملک کی بیعت

اسی سال ۷ ربیع الآخر کو ولید کے ہاتھ پر لوگوں نے خلافت کی بیعت کی۔اس کے والد نے ہشام بن عبدالملک کے بعد اسی کو اپنا ولی عہد بنایا تھا اور لوگوں سے بیعت لے لی تھی۔اس وقت ولید کی عمر گیارہ سال تھی۔ جب وہ پندرہ سال کا ہوا تو یزید کہنے لگا کہ خدا میرے اور اس شخص کے درمیان میں ہے جس نے میرے اور تیرے درمیان ہشام کو کر دیا۔جس وقت ہشام بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو اس وقت سے ولید بن یزید کے ساتھ بہت نرمی اور مہربانی کا برتاؤ کرتا رہا لیکن جب ولید سے شراب نوشی کی حرکت اور دوسرے برے افعال سرزد ہوئے تو ہشام نے خیال کیا کہ ولید کو ان حرکتوں سے روکنا چاہیے اور اس کے بُرے دوستوں سے علیحدہ کر دینا چاہیے۔ولید کو ان افعال کی جانب اس کا اتالیق عبدالصمد بن عبدالاعلیٰ مائل کیا کرتا تھا اور اس نے ولید کے لیے ندماء مقرر کر رکھے تھے۔ہشام نے اسی خیال سے ۱۱۶ھ کے حج کی ولایت، ولید کے سپرد کی۔ولید نے جاتے وقت اپنے صندوقوں میں کتّے بند کیے اور شراب ساتھ لی اور کعبہ کے برابر ایک خیمہ تیار کرایا تا کہ اس خیمہ کو کعبہ پر لگا کر اس کے نیچے شراب نوشی کرے لیکن اس کے ساتھیوں نے اس کو بہت کچھ ڈرایا اور کہا کہ نہ تو ہم تم کو لوگوں سے بچا سکتے ہیں اور نہ ہماری جان محفوظ رہ سکتی ہے پھر وہ اِن ارادوں سے باز آیا۔ان حرکتوں سے وہ لوگوں کی نظروں سے گر گیا۔ یہ حالت دیکھ کر ہشام نے اپنے لڑکے مسلمہ کے لیے بیعت لینی چاہی اور

Marfat.com

ولید کو اس کی ولی عہدی سے معزول کرنے کا ارادہ کیا۔ ولید کو اس پر رضا مند کرنا چاہا لیکن وہ برابر انکار کرتا رہا۔ ہشام نے کہا کہ اچھا تم اس کو اپنا ولی عہد بنالو۔ ولید نے اس سے بھی انکار کیا جس پر ہشام بہت بگڑا اور اُس کو سخت سست کہا اور ضرر پہنچانے کا ارادہ کرلیا۔ پھر اپنے لڑکے لیے اس نے خفیہ طریقہ پر بیعت لے لی چنانچہ کچھ لوگوں نے بیعت کرلی جن میں اس کے دونوں ماموں محمد اور ابراہیم جو ہشام بن اسمٰعیل کے بیٹے تھے اور بنو قعقاع بن خلید عبسی اور دوسرے مخصوص لوگ بھی تھے۔ اس کے بعد ولید نے شراب نوشی اور عیش پرستی میں دوگنی ترقی کی۔ ہشام نے ایک دن اس سے کہا کہ اے ولید واللہ میں نہیں سمجھتا کہ تو مذہب اسلام پر ہے یا نہیں تو نے ممنوعات شرعیہ میں سے کسی کو ایسا نہ چھوڑا ہوگا جس کو برسرِ اعلان نہ کیا ہو۔ اس پر ولید نے جواب میں یہ لکھا:

یاایھا السائل عن دیننا　　نحن علیٰ دین ابی شاکر

نشربھا صرفاً وممزوجتہ　　بالسخن احیاناً وبالفاتر

[اے ہمارے دین کے متعلق سوال کرنے والے ہم ابوشاکر کے دین پر ہیں۔ خالص شراب بھی پیتے ہیں اور ملی ہوئی بھی۔ کبھی کبھی تو اس میں گرم پانی ملا ہوتا ہے اور کبھی نیم گرم۔]

ہشام یہ اشعار دیکھ کر اپنے لڑکے پر بہت خفا ہوا کیونکہ اس کی کنیت ابوشاکر تھی۔ اس سے کہا کہ ولید تیری وجہ سے مجھ کو عاد دلاتا ہے حالانکہ میں تجھ کو خلافت کے لیے تیار کررہا ہوں۔ ہشام نے اس کے بعد سخت تاکید کی اور جماعت میں حاضر رہنے کا حکم دیا۔ ۱۱۹ھ کے حج میں اُس کو مکہ روانہ کیا جس میں اس نے تمام مناسک حج اور فرائض بحسن وخوبی انجام دیئے اور لوگوں سے ملائمت سے پیش آیا اور مکہ اور مدینہ کے باشندوں میں بہت سے اموال تقسیم کیے اہل مدینہ کے موالی میں سے کسی نے یہ کہا:

یاایھا السائل عن دینیا　　نحن علیٰ دین ابی شاکر

الواھب الجرد بآرسانھا　　لیس بزندیق ولا کافر

[اے ہمارے دین کے متعلق سوال کرنے والے ہم تو ابوشاکر کے دین پر ہیں۔ جو گھوڑوں کے گلے کے گلّے بخش دیا کرتا ہے نہ تو زندیق ہے اور نہ کافر ہے۔]

اس میں ولید پر تعریض تھی۔ ہشام ولید پر عیب لگاتا، اس کی برائیاں بیان کرتا اور بے عزتی کرتا۔ اسی وجہ سے ولید اپنے خدام اور خاص احباب کے ساتھ دمشق سے روانہ ہوگیا اور اُزرق کے

Marfat.com

مقام ارزق پر مقیم ہوا لیکن اپنے کاتب عیاض بن مسلم کو ہشام ہی کے پاس چھوڑ آیا تا کہ وہ ہشام کی تمام باتوں سے اُس کو مطلع کرے۔ ہشام نے اس کا وظیفہ بھی بند کر دیا۔ ولید نے اپنے وظیفہ کے اجرا کے لیے ہشام کو لکھا جس کا اس نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ یہ حکم دیا کہ عبدالصمد کو اپنے پاس سے نکال دو۔ ولید نے اُس کو نکال دیا اور ہشام سے درخواست کی کہ ابن سہیل کو میرے پاس آنے کی اجازت دے دی جائے ہشام نے اُس کو بھیج دیا لیکن پہلے اُس کو خوب مارا اور پھر بھیجا اور ولید کے کاتب عیاض بن مسلم کو گرفتار کر کے سخت سزا دی اور قید خانے میں ڈال دیا۔ ولید کو جب معلوم ہوا تو اس نے کہا کہ کیونکر کوئی شخص کسی پر اعتبار کر سکتا ہے اور کون اس احوال بد بخت کے ساتھ بھلائی کر سکتا ہے جس کو میرے والد نے خلافت کی حیثیت سے اپنے خاندان پر مقدم کیا اور ولی عہد بنایا پھر اُس کا جو میرے ساتھ برتاؤ ہے، اس سے ہر شخص واقف ہے یہ جس کسی کے ساتھ میری محبت دیکھتا ہے اس کو برباد کر دیتا ہے اور اذیت پہنچاتا ہے۔ پھر ولید نے ہشام کو سخت غصہ میں ایک خط لکھا جس میں لکھا کہ میرے کاتب عیاض کو میرے پاس بھیج دو۔ ہشام نے اُس کا کوئی جواب نہیں دیا ولید نے پھر یہ اشعار لکھ کر بھیجے:

رایُتلكَ تبنی دائماًفی قطیعتی ولو کنت ذاحزم لهدمت ماتبنی

تثیر علی الباقین مجنی ضغینة فویل لهم ان مت من شرما تجنی

کانی بهم واللیت افضل قولهم الا لیتنا واللیت اذذاك لایغنی

کفرت بداً من منعم لوشکر تها جزاك بها الرحمٰن ذوالفضل والمنّ

[میں دیکھتا ہوں کہ تو مجھ سے دائمی قطع تعلق کی بنیاد ڈال رہا ہے اگر تو دانشمند ہوتا تو اس بنیاد کو منہدم کر دیتا۔ تو دوسرے لوگوں سے میرا کینہ نکال رہا ہے افسوس ہے ان کے لیے اگر میں تیری شرارتوں سے مر گیا۔ گویا میں ان کے ساتھ ہوں، حال یہ ہے کہ ان کا سب سے اچھا قول اُن کی تمنا ہے۔ کاش اُن کی یہ تمنا پوری ہوتی لیکن صرف تمنا اس وقت فائدہ نہیں دیتی۔ تو نے منعم کے احسان کی ناشکری کی اگر اس کا شکریہ ادا کرتا تو تجھ کو خدائے مہربان جو صاحب فضل واحسان ہے اس کی جزا دیتا۔]

ولید اس مقام پر ہشام کی وفات تک مقیم رہا۔ جس صبح کو اُس کو خلافت ملنے والی تھی اسی دن اس نے ابوزبیر المنذر بن ابی عمرو سے کہا کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اس وقت سے اب تک

Marfat.com

گذشتہ رات کی ایسی ہولناک رات میں نے کبھی نہیں دیکھی جس میں غم واندوہ کا اس قدر ہجوم ہوا ہو اور اس شخص یعنی ہشام کے متعلق دل میں مختلف قسم کے خطرات گزر رہے ہوں، اس وقت تم میرے ساتھ تفریح کی غرض سے چلو چنانچہ یہ دونوں سوار ہوکر دو میل تک گئے اور ایک ٹیکری پر جا کر ٹھہرے اتفاقاً ولید کی نظر گرد وغبار پر پڑی یہ دیکھتے ہی اس نے کہا کہ غالباً یہ ہشام کے قاصد ہوں گے خداوند خیر ہو۔ جب تک دو آدمی بھی ڈاک سواری پر آتے ہوئے نظر آئے جن میں سے ایک مولیٰ ابو محمد سفیانی تھا جب قریب پہنچے تو دونوں سواریوں سے اُتر پڑے اور دوڑتے ہوئے ولید کے پاس پہنچے اور خلافت کا سلام و آداب بجالائے۔ یہ سُن کر وہ حیران سا رہ گیا اور پوچھا کیا ہشام کا انتقال ہوگیا؟ دونوں نے کہا ہاں اور بولے، ہمارے پاس سالم بن عبدالرحمٰن، ناظر پروانہ جات کا خط بھی موجود ہے۔ ولید نے اُس کو بغور پڑھا اور پھر مولی ابو محمد سفیانی سے اپنے کاتب عیاض کے متعلق دریافت کیا اُس نے کہا کہ وہ ہشام کی وفات تک تو قید تھا لیکن اپنے خزانچی کو یہ تاکید کردی تھی کہ تمھارے ہاتھ میں جو کچھ ہو اُس کو محفوظ کرلو درمیان مرض میں ہشام کو ایک مرتبہ افاقہ ہوا تو اُس نے کوئی چیز مانگی لوگوں نے دینے سے روک دیا اس پر ہشام نے کہا کہ انا للہ میں صرف ولید کا خازن تھا۔ اس کے بعد اس کا انتقال ہوگیا عیاض پھر قید خانہ سے نکلا اور خزانہ کے تمام دروازوں کو مقفل کر کے مہر لگادی اور تمام چیزیں اپنے قبضے میں لے لیں حتیٰ کہ لوگوں نے غسل کا پانی گرم کرنے کے لیے خزانہ سے برتن مانگا تو برتن بھی نہ ملا بلکہ مستعار لیا گیا اسی طرح خزانہ سے کفن بھی نہیں ملا تو اُس کے مولیٰ غالب نے کفن دیا۔ ولید نے یہ شعر کہا: (ترجمہ)

[یہ بدبخت احول ہلاک ہوگیا اب بارش ہوئی اور اس کے بعد میں مالک بنادیا گیا تو درختوں میں پتیاں آگئی۔ خدا کا شکر کر وہ ہر شکر کرنے والے کو زیادہ دیتا ہے۔]

بعض روایت میں ہے کہ یہ اشعار ولید کے نہیں ہیں بلکہ کسی دوسرے شاعر کے ہیں۔ جب ولید کو ہشام کی وفات کی خبر ملی تو اس نے عباس بن عبدالملک بن مروان کو لکھا کہ تم رصافہ چلے آؤ اور ہشام کے اہل وعیال اس کے خدم وحشم اور اموال کو محفوظ کرلو بجز مسلمہ بن ہشام کے کیونکہ اس نے اپنے والد کو ولید کے ساتھ نرمی برتنے کا مشورہ دیا تھا چنانچہ عباس نے رصافہ آکر ولید کے حکم کی تعمیل کی اور اُس کو اس کی اطلاع دی۔ ولید نے کہا:

لیت هشاماً کان حیا فیریٰ مـحـلبـه الاوفـر قـد انـزعـا

Marfat.com

لیت ھشاما عاشا حتی یریٰ　　مکیا لہ الاوفر قد طبعا

کلنا لابالصاع الذی کالہ　　وماظلبنا بہ اصبعا

وما الفینا ذاك عن بدعة　　احلہ الفرقان لی اجمعا

[کاش ہشام زندہ ہوتا تو دیکھتا کہ اس کا کثیر خزانہ چھین لیا گیا۔کاش ہشام زندہ ہوتا تو دیکھتا کہ اس کا بیش بہا خزانہ مقفل کر دیا گیا۔ جتنا اُس نے ہمارے ساتھ کیا اُتنا ہی ہم نے اس کے ساتھ کیا۔ ہم نے ایک انگل برابر بھی اس کے ساتھ زیادتی نہیں کی۔ہم نے کوئی نئی بات نہیں کی ہے اگر اس نے نفاق کیا تو اتفاق کروں گا۔]

پھر ہشام کے اہل وعیال اور اُس کے اصحاب پر بہت کچھ سختی شروع کی۔ایک مرتبہ ہشام کا خادم اس کی قبر کے پاس آیا اور کہا کہ اے امیر المومنین کاش آپ دیکھتے کہ ولید ہم پر کیا ستم توڑ رہا ہے۔ ایک شخص وہیں پر کھڑا تھا تو اس نے کہا کہ اگر تو یہ دیکھتا کہ ہشام کے ساتھ کیا ہو رہا ہے تو تو اپنے کو بڑی نعمت میں پاتا اور خدا کا شکر ادا کرتا۔اس وقت ہشام تم سے الگ مصیبت میں پھنسا ہے۔

ولید نے اُس کے بعد عاملوں کو مقرر کر کے اطراف و جوانب میں بھیجا اور حکم دیا کہ تمام لوگوں سے بیعت لے لی جائے چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں چاروں طرف سے لوگوں کی بیعت لینے کی خبریں آنے لگیں۔ مروان بن محمد نے بھی ولید کو اپنی بیعت کی اطلاع دی اور حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔خلیفہ ہونے کے ساتھ ہی ولید نے اہلِ شام کے معذورین لنگڑے لولوں اور اندھوں کے لیے وظائف مقرر کر دیئے اور ان میں سے ہر شخص کے لیے ایک خادم مقرر کر دیا اور محتاج لوگوں کے لیے کھانے اور کپڑے کا انتظام کر دیا۔لوگوں کے وظائف میں دس دس کا اضافہ کیا اہل شام کو خصوصیت کے ساتھ اس پر بھی دس دس اور زیادہ دیئے۔ وفود کے انعامات میں اضافہ کر دیا ولید سے جب کسی چیز کا سوال کیا جاتا تو یہ اشعار پڑھتا: (ترجمہ)

[اگر میرے کاموں میں کوئی رخنہ نہ ڈالے تو میں تمھاری اس بات کا ضامن ہوں کہ تمھارے مصائب کا آسمان عنقریب توڑ دیا جائے گا۔عنقریب اور اضافہ کر دیا جائے گا اور میری یہ بخششیں تم پر بطور احسان کے ہوں گی۔تمھارے دیوان اور عطیے جمع کیے جائیں گے اُن کو کاتب مہینوں لکھتے اور شائع کرتے رہیں تو بھی ختم نہ ہوں۔]

Marfat.com

حلم الوادی المغنّی کا بیان ہے کہ جس وقت ولید کو ہشام کی وفات کی خبر ملی اور خلافت کی خوش خبری عصا اور انگشتری (مہر) خلافت کے ساتھ آئی تو ہم لوگ تھوڑی دیر تک خاموش رہے اور پھر ہم نے اس کو خلافت کی نظر سے دیکھا اس کے بعد اس نے کہا کہ یہ گاؤ:

طاب یومی ولد شرب ا لسُّلافه　　واتـانـانعـی من بـالـرصـافة

واتـانـا البـر یـدینعی هشـامـا　　واتـانـا بـخـاتـم لـلـخـلافة

فـاصطبحنامن خمر عانة صرفا　　ولهـونـابـقية عـرافة

[میرا وقت خوشگوار ہوگیا، شراب نوشی میں لذت آگئی اور ہمارے پاس اس شخص کی موت کی خبر آئی جو رصافہ میں تھا۔ ہمارے پاس انتقال ہشام کی ڈاک آئی اور خاتم ساتھ لائی۔ تو ہم نے مقام "عانہ" کی خالص شراب کی صبوحی کی اور گانے والی سے کھیلتے رہے۔]

ولید نے اس کے بعد پھر قسم کھائی کہ جب تک یہ شعر بار بار نہ گایا جائے گا اور جام شراب کا دَور نہ ہوگا اس وقت تک میں یہاں سے نہ جاؤں گا ہم نے ایسا ہی کیا اور رات بھر گاتے بجاتے رہے۔ ولید نے اسی سال اپنے دونوں لڑکے حکم اور عثمان کے لیے بیعت لے لی جس میں پہلا ولی عہد حَکم کو بنایا اور دوسرا عثمان کو۔ اس حُکم کی اطلاع تمام ممالک عراق اور خراسان میں بھیج دی۔

ولید کی جانب سے نصر بن سیار حاکم خراسان

اس سال ولید نے نصر بن سیار کو اپنی طرف سے تمام صوبۂ خراسان کا حاکم بنایا لیکن اسی اثناء میں یوسف بن عمر، ولید کے پاس آیا اور اس سے نصر بن سیار اور اس کے عمال کو خرید لیا (کتاب میں اشتریٰ کا لفظ ہے غالباً تصحیف ہوگئی ہے قیاس اشتکی کا لفظ چاہتا ہے) اس لیے ولید نے یوسف کو خراسان کی حکومت واپس دے دی۔ یوسف نے نصر کو لکھا کہ تم مع اپنے اہل وعیال اور تحفہ تحائف کے چلے آؤ اور جو کچھ مل سکے لیتے آؤ۔ ولید نے نصر کو لکھا کہ تم میرے لیے بربط اور طنبور، سونے چاندی کے ظروف، خراسان کے جھانج اور چنگ اور نوع بنوع کے کھلونے اور کئی قسم کے شکاری باز، عمدہ قسم کے گھوڑے، خراسان کے چند سرداروں کو بھی ہمراہ لیتے آؤ۔

اس سے قبل منجموں نے نصر کو ایک فتنہ کے اٹھنے سے باخبر کیا تھا۔ یوسف نے نصر کو آنے پر

Marfat.com

مجبور کیا بلکہ اس نے ایک قاصد بھی بھیجا کہ تم وہاں سے نصر کو جلد روانہ کر دو یا لوگوں میں یہ اعلان کر دو کہ نصر امارت سے معزول کر دیا گیا ہے لیکن نصر نے قاصد کو رام کر لیا اور انعام دیا ابھی تھوڑا عرصہ بھی نہ گزرا ہوگا کہ اس فتنے کے برپا ہونے کی خبر ملی جس کی اطلاع نجومیوں نے دی تھی۔ اس لیے وہ فوراً اپنے قصر ماجان میں چلا گیا اور عصمہ بن عبداللہ الاسدی کو خراسان پر، موسیٰ بن ورقاء کو شاش پر، حسان کو سمرقند پر اور مقاتل بن علی السغدی کو آمل پر اپنا جانشین بنایا اور اُن کو یہ حکم دیا کہ جب تم کو یہ معلوم ہو جائے کہ میں مرو سے گذر گیا تو تم ترکی فوجوں کو لے کر ماوراء النہر کو عبور کر جانا تا کہ میں تمھارے ساتھ واپس ہو سکوں۔

اس کے بعد وہ عراق کی طرف روانہ ہوا۔ تھوڑی ہی دور پر مولیٰ بنی لیث ملاجس نے ولید کے قتل ہونے کی اطلاع دی۔ نصر واپس آیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں کو جمع کیا گیا چنانچہ جب لوگ جمع ہوئے تو ولید کے قاصدوں کو بھی بلوایا۔ نصر نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ تم کو میرے سفر کی غرض اور تحفہ وتحائف کے ساتھ لے جانے کا منشاء بخوبی معلوم ہے میں ابھی بیہق تک بھی نہ پہنچا تھا کہ رات مجھ کو فلاں شخص ملاجس نے ولید کے قتل کی خبر دی اور کہا کہ شام میں فتنہ برپا ہو گیا اور منصور بن جمہور عراق میں پہنچ گیا اور یوسف بن عمر بھاگ گیا ہے۔ اس کے علاوہ تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ ہم جس شہر میں رہتے ہیں اس میں دشمنوں کی کتنی کثرت ہے۔ سلیم بن اَحوز نے کہا کہ اے امیر، یہ قریش کے مکر وفریب ہیں، وہ آپ کی وفاداری میں عیب لگانا چاہتے ہیں اس لیے آپ جایئے اور ہمارا اس وقت امتحان نہ لیجیے۔ نصر نے کہا کہ سالم تو فن حرب کا ماہر ہے اور بنوامیہ کا فرماں بردار ہے اس لیے ایسے معاملوں میں تمھاری رائے بنی امیہ کی رائے ہوگی پھر وہ اور تمام لوگ واپس ہوئے۔

یحییٰ بن زید بن علی بن الحسینؓ کے قتل کا واقعہ

اس سال یحییٰ بن زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابو طالب خراسان میں قتل کیے گئے۔ ان کے قتل کی صورت یہ ہوئی کہ وہ اپنے والد کے قتل کے بعد خراسان آئے جس کا مفصل تذکرہ ہو چکا ہے۔ جب یہ بلخ آئے تو حریش بن عمرو بن داؤد کے پاس مقیم ہوئے اور ہشام کی وفات تک وہیں رہے۔ جب ولید بن یزید خلیفہ بنایا گیا تو یوسف نے نصر کو حریش کی نظر میں یحییٰ کی قدر ومنزلت اور ان میں

Marfat.com

رابطے کی خبر دی اور لکھا کہ جلد از جلد یحییٰ کو گرفتار کرلو، نصر نے پہلے حریش کو بلا بھیجا اور اُس کو حکم دیا کہ یحییٰ کو حاضر کرو۔ حریش نے کہا کہ مجھ کو خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ اس پر نصر نے اس کو چھ سو کوڑے لگوائے۔ جب کوڑے مارے گئے تو حریش نے کہا، واللہ اگر وہ میرے ان دونوں قدموں کے نیچے بھی ہو تو میں اُن کو ہرگز نہ اٹھاؤں گا۔ حریش کے لڑکے قریش نے یہ حالت دیکھی تو اس نے کہا، میرے باپ کو قتل نہ کرو میں ابھی یحییٰ کا پتہ دیتا ہوں۔ لڑکے کی اطلاع پر نصر نے یحییٰ کو گرفتار کرلیا اور پھر اس سے ولید کو مطلع کیا۔ ولید نے حکم دیا کہ یحییٰ اور ان کے اصحاب کو رہا کردو۔ نصر نے رہا کردیا اور اُن کو ولید سے ملنے کا حکم دیا ساتھ ہی دو ہزار درہم اس کو ہدیہ دیا۔ یحییٰ وہاں سے روانہ ہوئے اور سرخس میں آئے۔ نصر نے وہاں کے حاکم عبداللہ بن قیس بن عباد کو حکم دیا کہ یحییٰ کو وہاں سے روانہ کردو۔ اُس نے اُن کو روانہ کیا اور وہ بیہق کی طرف چلے آئے مگر پھر خطرہ ہوا کہ یوسف دھوکا نہ دے اس لیے الٹے پاؤں نیشا پور چلے گئے۔ اس وقت وہاں کا حاکم عمر بن زرارہ تھا۔ یحییٰ کے ساتھ ۷۰ آدمی تھے اُنھوں نے تاجروں کو دیکھا تو اُن سے سواری کے جانور چھین لیے اور کہا کہ ان کے دام ہم پر ہیں۔ اس کی خبر جب عمر بن زرارہ کو ملی تو اس نے نصر کو اطلاع دی نصر نے لڑائی کرنے کا حکم دیا چنانچہ عمر بن زرارہ دس ہزار کی جمعیت لے کر یحییٰ کے ۷۰ آدمیوں کے مقابلہ میں آنکلا۔ جس میں یحییٰ کو فتح ہوئی اور عمر بن زرارہ اپنے بہت سے ساتھیوں کے ساتھ قتل ہوگیا اور بہت کچھ اسباب غنیمت فاتحین کے ہاتھ آیا۔ یحییٰ وہاں سے ہرات پہنچے یہاں کسی نے جنگ نہیں کی اس لیے وہاں سے بھی امن وعافیت کے ساتھ گذر گئے۔

ادھر نصر نے سالم بن احوز کو اُن کی جستجو میں روانہ کیا ان دونوں کی جوزجان میں مڈبھیڑ ہوگئی چنانچہ بہت سخت خونریز جنگ ہوئی اتفاقاً ایک تیر یحییٰ کی پیشانی میں آکر لگا یہ تیر بنی غزہ کے عیسیٰ نامی ایک شخص نے مارا تھا جس سے وہ جاں برنہ ہوسکے۔ اس میں اِن کے اصحاب بھی مارے گئے لوگوں نے یحییٰ کا سر کاٹ لیا اور قمیص اتار لیا۔

جب ولید کو اُس کی خبر معلوم ہوئی تو یوسف کو حکم دیا کہ زید کی لاش کو اتار کر جلادو اور پھر اس کو دریا میں بہادو چنانچہ یوسف نے جلا کر خاک سیاہ کردیا اور اُس کو کشتی میں ڈال کر فرات میں بکھیر دیا۔

یحییٰ کی لاش جوزجان میں لٹکائی گئی اور اس وقت تک لٹکی رہی جب تک کہ ابومسلم کا دور دورہ نہ ہوا۔ ابومسلم نے اُس کو اُتارا اور جنازہ کی نماز پڑھ کر تجہیز وتکفین کرائی۔ اس کے بعد ابومسلم نے

Marfat.com

بنوامیہ کی فہرست منگائی اور یہ معلوم کیا کہ یحییٰ کے قتل کے وقت کون کون لوگ شامل تھے جولوگ اُن میں زندہ رہ گئے تھے ان کوقتل کرواڈالا اور جومر گئے تھے ان کے اعزاء اوراقرباء کے ساتھ بری طرح پیش آیا۔ یحییٰ کی والدہ کانام ربطہ بنت ابی ہاشم بن محمد بن الحنیفہ تھا۔

حنظلہ کاافریقہ پراورابوالخطار کااندلس پرحاکم ہونا

اس سال رجب کے مہینے میں ابوالخطار حسام بن ضرار کلبی اندلس پر امیر ہوکر آیا۔ جب والیان اندلس بنوقیس سے اندلس میں امارت کی بیعت لے رہے تھے توابوالخطار نے کچھ اشعار پڑھے جس میں یوم مرج راہط اور مروان بن حکم کے ساتھ بنوکلب کے کارنامے اورضحاک بن قیس الفہری کے ساتھ بنوقیس کامروان سے مقابلہ کرنے کا تذکرہ تھا۔ان میں سے بعض اشعار یہ ہیں:

افادت بنومروان قیساًدماء نا وفیٰ اللہ ان لم یعد لواحکم عدل

کانکم لم تشھد وامرج راھط ولم تعلموامن کان ثم له الفضل

وقینا کم حرالقنا بنحورنا ولیس لکم خیل تعدولا رجل

[جومروان نے قیس سے ہمارے خون کا بدلہ لیا اللہ نے بچایا اگروہ انصاف نہ کرتے تو ہلاک ہوجاتے۔گویاتم مرج راہط میں نہیں تھے اورنہیں جانتے کہ وہاں کس نے فضیلت حاصل کی تھی۔ہم نے تم کو نیزوں کی نوک کی حرارت سے سینہ سپر ہوکر بچایا اس وقت نہ تمھارے پاس سوار تھے اورنہ پیادہ تھے۔]

جب یہ اشعار ہشام بن عبدالملک کے کان تک پہنچے تو اس نے ابوالخطار کے متعلق دریافت کیاتو معلوم ہوا کہ وہ بنوکلب کاشخص ہے۔ ہشام نے ۱۲۴ھ میں حنظلہ بن صفوان کلبی کوافریقہ کاحاکم بنایا تھااس نے اُس کولکھا کہ ابوالخطار کواندلس کاوالی مقرر کردو۔چنانچہ حنظلہ نے اُس کواندلس کاوالی بنایا اوراس کووہاں سے روانہ ہوجانے کاحکم دیا۔ابوالخطار جس وقت جمعہ کے دن قرطبہ پہنچا تو دیکھا کہ وہاں کے امیر ثعلبہ بن سلامہ کے سامنے ان بربریوں میں سے، جن کا تذکرہ گذر چکا ہے، ایک ہزار قیدی حاضر ہیں تاکہ وہ اُن کوقتل کرڈالے لیکن ابوالخطار کے پہنچتے ہی ثعلبہ نے اس کے حوالہ کردیا۔ابوالخطار نے سب کورہا کردیا۔گویااُس کی ولایت نے ان کے لیے حیات بخش دی۔ جب یہ وہاں پہنچا تو شامیوں کا

Marfat.com

ارادہ ہوا کہ ثعلبہ بن سلامہ کے ساتھ شام چلے جائیں لیکن ابوالخطار نے اُن کو اپنے حسن اخلاق سے اس طرف مائل کر دیا کہ وہ یہیں رہیں یہاں تک کہ وہ اس ارادہ سے باز آ گئے۔ پھر ہر ایک قوم کو ایسے مکانوں میں اُتارا کہ وہ شام کے گھروں کی طرح بنائے گئے تھے اور لوگوں نے اس شہر کو شام کے بالکل مشابہ دیکھ لیا تو وہیں بود و باش اختیار کر لی اور شام کی یاد دل سے بُھلا دی۔

بعض روایت میں ہے کہ ابوالخطار نے اہل شام کو اِدھر اُدھر دوسرے شہروں میں بھیج دیا تھا کیونکہ قرطبہ میں ان کے لیے گنجائش نہ تھی ہم اس کے بعض واقعات کا تذکرہ ۱۳۹ھ کے واقعات میں کریں گے۔

متفرق واقعات

اس سال ولید بن یزید نے اپنے ماموں یوسف بن محمد ثقفی کو مدینہ، مکہ اور طائف کا والی بنا کر بھیجا۔ ہشام بن اسمٰعیل مخزومی کے دونوں لڑکے محمد اور ابراہیم کو دو پھٹی ہوئی عباؤں اور بیڑیوں میں باندھ کر اس کے پاس بھیج دیا۔ ولید نے اُن کو دُرّے مارنے کا حکم دیا۔ محمد نے کہا کہ اے ولید میں تجھ کو قرابت کا واسطہ دلاتا ہوں۔ ولید نے کہا کہ کیسی قرابت؟ محمد نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درہ مارنے سے منع فرمایا ہے اور صرف حد میں اس کی اجازت دی ہے۔ ولید نے کہا کہ میں تجھ کو قصاص ہی میں مارتا ہوں۔ تو وہی شخص ہے جس نے عثمانؓ کے لڑکے عرجی کو، جو میرا چچازاد بھائی تھا، سخت سزا دی۔ محمد نے عرجی کو قید کر دیا تھا اور پھر لوگوں کے سامنے دُرّے لگوائے اور قید خانے میں اس وقت تک رکھا کہ وہ موت کا لقمہ بن گیا۔ محمد نے عرجی کو سزا اس وجہ سے دی تھی کہ اس نے اس کی ہجو لکھی تھی۔ آخر کار ولید نے اُس کو اور اُس کے بھائی ابراہیم کو دُرّے لگوائے اور زنجیروں میں باندھ کر یوسف بن عمر، والی عراق کے پاس بھیج دینے کا حکم دیا۔ یوسف نے ان دونوں کی سخت سزائیں دیں حتیٰ کہ دونوں اسی سال اسی حالت میں انتقال کر گئے۔

اس سال ولید نے سعد بن ابراہیم کو مدینہ کی قضا سے برخاست کر دیا اور اس کی جگہ پر یحییٰ بن سعید الانصاری کا تقرر کیا۔

رومیوں نے اس سال زبطرہ نامی ایک قدیم قلعہ پر حملہ کیا۔ اس قلعہ کو حبیب بن مسلمہ فہری نے فتح کیا تھا۔ اب رومیوں نے اس کو تباہ کر دیا۔ اس وقت معمولی طریقہ پر اس کی مرمت کر دی گئی

Marfat.com

لیکن مروان بن محمد ''الحمار'' ۲ کے زمانہ میں رومیوں نے پھر اس کو مسمار کر دیا۔ رشید نے اس کی دوبارہ تعمیر کرائی اور اس کی حفاظت کے لیے پہرہ داروں کو مقرر کیا پھر رومیوں نے مامون کے عہد حکومت میں اُس کو خراب کر دیا اس وجہ سے مامون نے اس کی تعمیر اور حفاظت کا سامان کیا۔ رومیوں نے معتصم کے زمانہ میں بھی اس کو تباہ و برباد کرنے کا ارادہ کیا تھا جس کا بیان ہم آئندہ کسی موقع پر کریں گے۔ اب تک مجھ کو بھی ان واقعات کی اصلیت کا پتہ نہیں چلا ہے اور ابھی تحقیق بھی نہیں ہوئی۔

اسی سال ولید نے اپنے بھائی عُمر بن یزید کو غزوہ کے لیے بھیجا اور بحری افواج پر اسود بن بلال المحاربی کو سردار مقرر کیا اور اس کو قبرص جانے کا حکم دیا تا کہ وہاں جا کر باشندوں کو یہ اختیار دے کہ خواہ وہ بلاد روم میں چلے جائیں یا شام روانہ ہو جائیں۔ ان میں سے ایک جماعت نے مسلمانوں کی ہمسائیگی پسند کی اور شام کا رخ کیا اور ایک گروہ نے روم جانا پسند کیا اس لیے وہ وہاں چلے گئے۔

اسی سال سلیمان بن کثیر، مالک بن ھیثم ،لاہز بن قریظ اور قحطبہ بن شبیب مکہ پہنچے اور بعض اہل سیر کی روایت کے مطابق وہ محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس سے ملے اور ان سے ابو مسلم کے تمام واقعات جو کچھ انھوں نے دیکھا تھا بیان کیا۔ محمد بن علی نے پوچھا کہ وہ حر ہے یا غلام ہے؟ لوگوں نے کہا کہ عیسیٰ کا خیال ہے کہ وہ غلام ہے لیکن وہ خود اپنے کو حُر کہتا ہے۔ محمد بن علی نے کہا کہ اچھا تو اس کو خرید کر آزاد کر دو۔ اس وقت لوگوں نے محمد بن علی کو دو لاکھ درہم اور تیس ہزار درہم کے کپڑے دیئے پھر محمد بن علی نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ شاید تم لوگ آئندہ مجھ سے نہ مل سکو گے اگر میرے متعلق کوئی حادثہ پیش آجائے تو میرا لڑکا ابراہیم تمھارا قائد ہے۔ مجھ کو اس پر اعتماد کلی ہے اس لیے تم لوگ اسی کو اپنا سردار منتخب کرو۔ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اس کے ساتھ بہتری اور بھلائی کے ساتھ پیش آنا۔ یہ لوگ ان کے پاس سے واپس آئے۔ بعض روایت میں ہے کہ اسی سال ماہ ذیقعدہ میں ان کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت ان کی عمر ۶۳ سال تھی۔ ان کے والد کی وفات ان کی وفات سے سات سال پیشتر ہوئی۔ اس سال یوسف بن محمد بن یوسف نے لوگوں کو حج کرایا اور نعمان بن یزید بن عبدالملک نے جنگ صائفہ کی۔

وفیات

ابو حازم الاعرج نے اسی سال وفات پائی۔ بعض ۱۴۰ھ اور بعض ۱۴۴ھ میں بتاتے ہیں۔

Marfat.com

ہشام بن عبدالملک کے آخری زمانہ میں سماک بن حرب کی وفات ہوئی۔ قاسم بن ابی بزّہ نے (ابوبزّہ کا نام یسار تھا) جو مشہور قراء میں تھے اسی سال وفات پائی۔ اشعث بن ابی الشعثاء سلیم بن اسود المحاربی اور زید بن اُبی اُنیسہ الجزری مولیٰ بنی کلاب نے اسی سال انتقال کیا بعض کہتے ہیں کہ مؤخر الذکر یزید بن الخطاب کے مولیٰ تھے اور بعض غنی کے مولیٰ بتاتے ہیں۔ اس وقت ان کی عمر ۴۶ سال کی تھی۔ یہ بہت بڑے عابد اور فقیہ تھے ان کے بھائی یحییٰ محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔

ہشام ہی کے زمانہ میں محمد بن ہشام مخزومی کے قید خانہ میں جو مکہ، مدینہ کا حاکم تھا عرجی نے وفات پائی۔ اس کو قید کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ عرجی نے محمد بن ہشام کی ہجو لکھی تھی جب اس کو اُس کی خبر ہوئی تو اِس نے تلاش کرایا آخرش جستجو کے بعد معلوم ہوا کہ وہ اپنے مولیٰ کے پاس ہے۔ اس لیے مولیٰ کو گرفتار کر کے سزا دلوائی اور پھر قتل کر ڈالا اور قتل کے بعد اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اس کی بیوی سے زنا کریں۔ لوگوں نے اس کی تعمیل کی۔ اس کے بعد محمد عرجی کو گرفتار کر لیا اور سزا دے کر تشہیر کرائی پھر قید خانہ میں ڈال دیا اور نو سال تک قید میں رکھا اور وہیں انتقال کر گیا۔ مختلف علاقوں کے عمّال وہی تھے۔

حواشی وحوالہ جات:

۱ ''دیوان'' انتظامی اور مالی امور کے ریکارڈ پر مشتمل رجسٹروں کو کہتے تھے۔ خاص طور سے آمد وخرچ کا انتظام رجسٹروں میں درج کیا جاتا تھا اور یہ سلسلہ اُموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے زمانے سے مرتب اور منظم انداز میں ہو رہا تھا۔

۲ یعنی بنوامیہ کا آخری خلیفہ مروان بن ثانی جسے ''الحمار'' کہتے تھے۔ اس لقب کی وجہ یہ تھی کہ اپنی خلافت کے تمام عرصے میں وہ شدید آلام ومصائب، خانہ جنگیوں اور مسائل کا شکار رہا اور اسی صبر وحوصلے کا مظاہرہ کرتا رہا جو گدھے کی صفت ہے۔

Marfat.com

باب-۵۳

۱۲۶ھ کے واقعات

خالد بن عبداللہ قسری کا قتل

اس سال خالد بن عبداللہ قتل کیا گیا۔ اس کے عراق اور خراسان سے معزول ہونے کا واقعہ بیان کیا جاچکا ہے۔ یہ عراق پر پندرہ سال تک برسر حکومت رہا۔ جب ہشام نے اس کو معزول کردیا اور اُس کی جگہ پر یوسف بن عمر کو حاکم بنا کر بھیجا تو یوسف نے واسط پہنچ کر خالد بن عبداللہ کو گرفتار کرلیا اور اس کو لے کر حیرہ گیا وہیں خالد کو اس کے بھائی اسمٰعیل، اس کے بیٹے یزید بن خالد اور اس کے بھتیجے منذر بن اسد کے ساتھ اٹھارہ مہینہ تک قید خانے میں رکھا پھر یوسف نے ہشام سے خالد کو سزا دینے کی اجازت چاہی۔ ہشام نے اس کی اجازت دے دی لیکن ساتھ ہی اس بات پر قسم کھائی کہ اگر خالد ہلاک ہوگیا تو میں یوسف کو قتل کر ڈالوں گا۔ یوسف نے اُس کو سزا دے کر پھر قید خانہ میں ڈال دیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بہت سخت سزا دی۔

ہشام نے ۱۲۱ھ کے ماہ شوال میں یوسف کو حکم دیا کہ خالد کو رہا کردو۔ یوسف نے اُس کو رہا کردیا وہ رہا ہونے کے بعد رصافہ کے قریب ایک گاؤں میں مقیم ہوا اور وہیں صفر ۱۲۲ھ تک رہا لیکن جس زمانہ میں زید بن علی نے علمِ بغاوت بلند کیا اور اس میں وہ مقتول ہوئے۔ تو یوسف بن عمر نے ہشام کو لکھا کہ بنو ہاشم اس سے پہلے بھوک کی وجہ سے مر رہے تھے۔ سب اپنے اہل وعیال کو معاش مہیا کرنے کے سوا اور کسی کام کے نہ تھے، لیکن جب خالد عراق کا حاکم ہوا تو اس نے ان کو اس قدر مال دیا کہ وہ مسند خلافت کا خواب دیکھنے لگے۔ زید کی بغاوت، خالد کے مشورہ کے بغیر نہیں ہوئی۔ ہشام نے

Marfat.com

جب یہ خط پڑھا تو کہا کہ یوسف جھوٹا ہے۔اس کے قاصد کو سخت سزا دلائی اور کہا کہ میں نے خالد کی اطاعت میں ایک ذرّہ برابر بھی نقص نہیں پایا۔

جب خالد کو یہ واقعات معلوم ہوئے تو وہ رصافہ سے روانہ ہوا اور دمشق پہنچا پھر جنگ صایفہ میں چلا گیا اس زمانہ میں دمشق کا حاکم کلثوم بن عیاض القشیر ی تھا جو خالد سے بہت بغض رکھتا تھا۔ان دنوں ابن العمرس نامی ایک عراقی ہر شب میں دمشق کے مکانوں میں آگ لگا تا پھرتا تھا اور جب آگ لگ جاتی تھی تو چوری کرنے میں مصروف ہو جاتا تھا۔خالد کے بال بچے اور اُن کے بھائی دریا کے کنارے پر رومیوں لڑنے کے لیے مقیم تھے۔کلثوم نے اس پر ہشام کو خبر دی کہ خالد کے موالی کا ارادہ بیت المال کے لوٹنے کا ہے۔اس خیال سے وہ ہر شب کو شہر میں آگ لگاتے پھرتے ہیں اس کے جواب میں ہشام نے لکھا کہ خالد کے تمام چھوٹے بڑے لڑکوں اور اس کے موالی کو قید کرلو۔چنانچہ کلثوم نے حکم دیا تو خالد کی تمام اولاد اور اس کے بھائی ساحل سے زنجیروں میں جکڑے ہوئے گرفتار کر کے حاضر کیے گئے اور خالد کی لڑکیوں اور عورتوں اور بچوں کو قید کر دیا گیا۔اس کے بعد جب علی بن العمرس اور اس کے ساتھیوں کا پتہ چل گیا تو خراج کے امیر ولید بن عبدالرحمٰن نے ہشام کو علی بن العمرس اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کی اطلاع دی ،جس میں تفصیلی طور پر ان کے نام اور ان کے قبائل کا ذکر تھا مگر اس میں خالد کے کسی عزیز یا غلام کا ذکر نہ تھا۔اس پر ہشام کلثوم پر بہت خفا ہوا اور اسی خفگی کی حالت میں اس نے حکم دیا کہ خالد کی اولاد کو رہا کر دو۔مجبوراً لڑکوں کو تو رہا کر دیا لیکن غلاموں کو اس وجہ سے آزاد نہیں کیا کہ خالد غزوہ صایفہ سے آکر ان کے لیے شاید سفارش کرے گا۔

جب خالد دمشق واپس آیا تو اپنے مکان میں اترا اور لوگوں کو ملنے کی اجازت دی۔لوگ جب آئے تو لڑکیاں پردہ کرنے لگیں۔خالد نے کہا کہ پردہ کی کیا ضرورت ہے تم کو تو ہر روز ہشام جیل خانہ بھیجتا رہا ہے۔آخرکار جب لوگ اندر آئے تو خالد کے بیٹے،عورتوں کے پردہ کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔خالد نے آنے والوں سے کہا کہ میں تو غزوہ میں شرکت کے لیے گیا تھا اور اطاعت اور فرماں برداری کے ساتھ گیا تھا لیکن میرے پیچھے بدعہدی کی گئی اور میرے حرم اور اہل بیت کو گرفتار کر لیا گیا۔یہی نہیں بلکہ ان کو اہل جرائم کے ساتھ رکھا گیا اور اس قسم کا برتاؤ کیا جو مشرکین اور کافرین کے ساتھ کیا جاتا ہے لیکن تم میں سے کسی کی یہ ہمت نہ پڑی کہ ان کی حمائت میں کہے کہ ایسے مطیع اور فرماں

Marfat.com

بردار شخص کے گھر والوں کو کیوں قید کیا جاتا ہے؟ تم ڈرے کہ تم قتل کر دیئے جاؤ گے ارے میں تم سے کہتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو۔ ہشام کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ میرے پیچھے پڑ گیا۔ اس کو میری ایذا رسانی سے رک جانا چاہیے۔ میں بلاشبہ عراق کے محبوب، شام کے مکین اور حجازی الاصل محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو دعوت دوں گا۔ میں تم کو اجازت دیتا ہوں کہ تم ہشام کو یہ خبر پہنچا دو۔ جب یہ ہشام کو معلوم ہوا تو کہا کہ ابوالھیثم پاگل ہو گیا ہے۔

ادھر یوسف بن عمر کے خطوں کا سلسلہ جاری تھا کہ یزید بن خالد بن عبداللہ کو میرے پاس بھیج دیجیے۔ ہشام نے کلثوم کو لکھا کہ یزید بن خالد بن عبداللہ کو یوسف بن عمر کے پاس بھیج دو لیکن جب کلثوم نے اُس کو قید کر لیا اور اس کی خبر جب ہشام کو ملی تو بہت خفا ہوا اور فوراً رہا کرنے کا حکم دیا۔ اس لیے کلثوم نے اسے چھوڑ دیا۔

جب ہشام کسی کو کچھ لکھنا چاہتا تھا تو ابرش کلبی کو لکھنے کا حکم دیتا تھا، وہی خالد کو بھی ہشام کی طرف سے خط لکھتا تھا۔ ایک مرتبہ ابرش نے خالد کو یہ لکھا کہ امیر المومنین کو یہ معلوم ہوا ہے کہ ایک شخص نے تجھ سے یہ کہا ہے کہ میں تجھ کو دس خصلتوں کی بنا پر پسند کرتا ہوں، اللہ کریم ہے اور تو بھی کریم ہے۔ اللہ جواد ہے اور تو بھی سخی ہے اللہ رحیم ہے اور تو بھی رحیم ہے اسی طریقہ سے اس نے دس صفتوں کا شمار کیا۔ ان باتوں پر امیر المومنین نے قسم کھائی ہے اگر ان باتوں کی تصدیق ہو گئی تو میں ضرور قتل کر ڈالوں گا۔

خالد نے جواب میں لکھا کہ ''اس قسم کی مجلسوں میں اکثر وہ حضرات رہتے تھے جو باغیوں اور فاسقوں کی طرح باتوں کو بدل دیا کرتے ہیں۔ مجھ سے اس شخص نے صرف یہ کہا تھا خالد میں تجھ کو دس خصلتوں کی وجہ سے محبوب رکھتا ہوں۔ اللہ کریم ہے اور کریم کو محبوب رکھتا ہے اس لیے میں بھی تجھ کو محبوب رکھتا ہوں۔ الغرض اسی طریقہ سے اس نے دس باتیں شمار کرائیں لیکن اس سے بڑی بات تو ابن شقی الحمیری کا یہ کہنا ہے ''اے امیر المومنین تیرا خلیفہ تیرے گھر میں زیادہ معزز ہے یا تمہارا قاصد جس کو تم نے کسی ضرورت سے بھیجا ہے'' اور امیر المومنین کا یہ جواب دینا کہ ''نہیں میرے اہل میں خلیفہ زیادہ معزز ہے۔'' ابن شقی کا پھر کہنا کہ ''تو آپ اللہ کے خلیفہ ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں'' اور قبیلہ بجیلہ کے ایک شخص کی (یعنی میری) گمراہی وضلالت عامۂ مسلمانوں کے لیے خلیفہ کی ضلالت اور گمراہی سے کم نقصان رساں ہے۔'' ہشام نے جب خالد کا یہ خط پڑھا تو کہا ابوالھیثم دیوانہ ہو گیا ہے۔

Marfat.com

خالد دمشق میں ہشام کے انتقال تک مقیم رہا۔ جب ولید تخت نشین ہوا تو اُس نے خالد کو لکھا کہ تمہارے اس پانچ کروڑ درہم کا کیا حال ہے جس کو تم خوب جانتے ہو تم امیر المومنین کے پاس جلد حاضر ہو۔ خالد، ولید کے پاس گیا، جب وہ باب سرادق میں پہنچا تو ولید نے یہ پوچھوایا کہ تمہارا لڑکا یزید کہاں ہے۔ خالد نے کہا کہ وہ ہشام کے خوف سے چلا آیا تھا اور اب ہم اس کو امیر المومنین کے پاس دیکھتے تھے یہاں تک کہ خدا نے ان کو خلافت عطا کی۔ پھر جب ہم نے اس کو ان کے پاس نہیں پایا تو خیال کیا کہ شاید وہ اپنی قوم کا کوئی سردار ہوگا۔ قاصد ولید کے پاس سے واپس آیا اور خالد سے کہا کہ تو نے نے اپنے بیٹے یزید کو فتنہ وفساد برپا کرنے کے لیے چھوڑ دیا ہے۔ خالد نے جواب دیا کہ امیر المومنین کو بخوبی معلوم ہے کہ ہم بہت ہی فرماں بردار اور اطاعت گزار خاندان کے لوگ ہیں مگر قاصد نے پھر آ کر کہا کہ امیر المومنین کا حکم ہے کہ اپنے لڑکے کو جلد حاضر کردو ورنہ میں تم کو ہلاک کردوں گا۔ اس پر خالد نے زور سے کہا کہ کہہ دو، ہاں میرا ارادہ ہے اگر وہ میرے ان قدموں کے نیچے بھی ہو تو میں کبھی اپنے قدم نہ اٹھاؤں گا کہ وہ ظاہر ہو جائے۔ ولید نے یہ سن کر مارنے کا حکم دیا۔ جب اس پر مار پڑنے لگی تو وہ خاموشی سے برداشت کرتا رہا۔ اس سزا کے بعد قید کر دیا گیا۔ کچھ دنوں کے بعد یوسف بن عمر عراق سے بہت سامال لے کر ولید کے پاس آیا اور ایک کروڑ درہم میں ولید سے خالد کو خرید لیا۔ ولید نے خالد کو اطلاع دی کہ یوسف تجھ کو ایک کروڑ میں خریدتا ہے اس لیے یا تو ہم کو مقدار کی ضمانت دو ورنہ تجھ کو یوسف کے حوالے کردوں گا۔ خالد نے جواب دیا کہ میں نے عرب کو کبھی فروخت ہوتے نہیں دیکھا۔ خدا کی قسم اگر مجھ سے ایک لکڑی کی ضمانت مانگے تو میں اُس کی بھی ضمانت نہ دوں گا۔ آخر کار ولید نے خالد کو یوسف کے حوالے کر دیا۔ یوسف نے خالد کے کپڑے اتروا لیے اور گدڑی پہنا دی اور اُس کو ایک کجاوہ میں جس میں کوئی بچھونا تک نہ تھا سوار کیا اور اس کے ساتھ بہت برا سلوک کرنے لگا۔ مختلف طریقوں سے اذیتیں دیں لیکن خالد کی زبان سے اُف تک نہیں نکلا۔

یوسف اُس کو وہاں سے کوفہ لے گیا اور وہاں پہنچ کر ظالمانہ اور جابرانہ رویہ اختیار کیا۔ پھر اُس کے سینے پر بڑے بڑے پتھر رکھ کر اسی رات میں یوسف نے اُس کو قتل کر ڈالا اور اسی گدڑی میں اُس کو لپیٹ کر حیرہ کی خاک کے سپرد کر دیا۔ یہ واقعہ محرم ۱۲۶ھ ہے۔

بعض روایت میں ہے کہ یوسف نے قتل کا حکم دیا تھا تو لوگوں نے اس کے پاؤں پر لکڑی

Marfat.com

Marfat.com

قتل کیا گیا اس کے قتل کی وجہ اس کی مذہب کے ساتھ بے باکی اور مجنونانہ عادات تھی جس کا بیان پہلے گذر چکا ہے جب سے خلیفہ ہوا تو وہ اپنے افعال قبیحہ مثلاً لہو ولعب، شراب نوشی، سیر وشکار، فساق اور فجار کی صحبت میں تجاوز کرتا گیا حتیٰ کہ عام طور پر اس کی شہرت ہوگئی۔ لوگوں کی نظروں سے اس کی وقعت جاتی رہی۔ تمام رعایا اور بالخصوص فوجیوں پر اس کی یہ حرکات اور سکنات شاق گزرنے لگے اس کے علاوہ سب سے بڑی زیادتی اس نے یہ کی کہ وہ اپنے دونوں چچا ہشام اور ولید کی اولاد کے ساتھ بہت بُرا برتاؤ کرنے لگا۔ سلیمان بن ہشام کو سو کوڑے مارے، ڈاڑھی مونچھ منڈوا کر شہر بدر کر کے عمان میں قید کر دیا۔ وہ ولید کے مقتول ہونے تک وہیں رہا۔ ولید نے ولید بن عبدالملک کے خاندان کی لونڈی پر قبضہ کر لیا۔ جب عثمان بن ولید نے واپس کرنے کی درخواست کی تو اس کے جواب میں کہا کہ میں اس کو واپس نہ کروں گا۔ عثمان نے کہا کہ اس سے فوج میں اور زیادہ بددلی اور شورش برپا ہو جائے گی۔ ولید نے اقثم یزید بن ہشام کو بھی قید کر لیا اور روح بن ولید اور اُس کی عورت میں جدائی کرا دی۔ ولید کے بہت سے لوگوں کو اس نے قید کر لیا۔ بنو ہشام اور بنو ولید نے اس کو کافر کہنا شروع کیا اور اس کو اُس کے باپ کے امہات الاولاد سے مہتم کرنا شروع کیا۔

لوگوں کا بیان ہے کہ ولید نے بنو امیہ کے سو معزز آدمیوں کو گرفتار کیا تھا۔ ان میں سے سب سے بڑا شخص یزید بن ولید بن عبدالملک تھا۔ لوگوں کا رجحان اس کی طرف بہت تھا کیونکہ وہ عابد اور زاہد تھا۔ لوگوں سے خوش خلقی سے ملتا تھا۔ جب ولید نے اپنے لڑکے حکم اور عثمان کے لیے بیعت لینے کا ارادہ ظاہر کیا تو سعید بن بیھس بن صہیب نے اس کو منع کیا اور کہا کہ یہ دونوں کم عمر ہیں ابھی بیعت نہ لیجیے۔ ولید نے اس کی سزا میں اُس کو بھی قید کر دیا یہاں تک کہ وہ جیل خانہ ہی میں مر گیا۔

اسی طرح جب ولید نے خالد بن عبداللہ کو اپنے ولی عہدوں کی بیعت کرنے پر مجبور کیا تو اس نے انکار کر دیا یہ سن کر ولید بہت خفا ہوا۔ لوگوں نے خالد سے کہا کہ امیر المومنین کی مخالفت نہ کرو تو اُس نے کہا کہ میں ایسے شخص پر کیونکر بیعت کروں جس کے پیچھے نماز تک درست نہیں ہو سکتی اور نہ اُس کی شہادت مقبول ہو سکتی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ پھر ولید کی شہادت کیوں قبول کرتے ہو، حالانکہ وہ فاسق ہے۔ خالد نے کہا کہ امیر المومنین ہماری نگاہوں کے سامنے نہیں ہیں اور یہ لوگوں کی خبریں ہیں۔ (یعنی ان کے فسق کے ہم شاہد نہیں ہیں) خالد کے اس انکار پر یمانی اور بنو قضاعہ ولید سے بغاوت

Marfat.com

کرنے کے لیے تیار ہو گئے یہ اور تمام یمانی شام کی فوجوں سے تعداد میں زیادہ تھے چنانچہ شبیب بن ابی مالک غسانی، منصور بن جمہور الکلبی اور منصور کا چچا زاد بھائی حبال بن عمرو، یعقوب بن عبدالرحمٰن، حُمید بن منصور لخمی، اصبغ بن ذوآلۃ، طفیل بن حارثہ اور سری زید یہ سب کے سب خالد بن عبداللہ کے پاس آئے اور اس کام میں شریک ہونے کی دعوت دی لیکن اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

اسی عرصہ میں ولید نے حج کا ارادہ کیا۔ خالد کو خطرہ ہوا کہ لوگ راستے میں ولید کو قتل کر ڈالیں گے۔ اس لیے اس نے ولید کو حج میں شریک ہونے سے روک دیا۔ ولید نے پوچھا کیوں؟ اس نے اس کی اطلاع نہ دی اس وجہ سے ولید نے اُس کو بھی قید خانہ میں ڈال دیا اور حکم دیا کہ اس سے عراق کا مال وصول کیا جائے پھر ولید نے یوسف بن عمر کو عراق سے بلایا تو اس کو حکم دیا کہ تمام اموال کے ساتھ دربار میں حاضر ہو۔ ولید نے ارادہ کیا تھا کہ یوسف کو معزول کر کے عبدالملک بن محمد بن الحجاج بن یوسف کو عراق کا حاکم بنا دے۔ یوسف اس قدر بکثرت مال لے کر روانہ ہوا کہ اتنی مقدار میں کبھی عراق سے مالیہ نہیں آیا تھا اتفاقاً راستے میں یوسف اور حسان نبطی سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کہ ولید کا ارادہ ہے کہ عبدالملک بن محمد کو عراق کو والی بنائے اور تم کو معزول کر دے۔ حسان نے یہ بھی مشورہ دیا کہ کچھ مال اس کے وزراء کو رشوت دو اس لیے یوسف نے پانچ لاکھ درہم وزراء میں تقسیم کر دیا اور حسان نے بھی کہا کہ تم اپنے عراق کے حاکم کی جانب سے اپنے نام اس مضمون کا خط لکھو کہ میں تم کو لکھ چکا ہوں کہ میں صرف قصر کا مالک ہوں۔ اس خط کو تم اپنے پاس مہر کر کے رکھ لو اور خلیفہ کے پاس جا کر خالد کو خرید لو۔ چنانچہ یوسف اسی طریقہ پر دربار میں حاضر ہوا اور خالد قسری کو ایک کروڑ درہم میں خرید لیا۔ پھر ولید نے اس کو عراق واپس جانے کا حکم دیا۔ خالد یوسف کے سپرد کیا گیا اور وہ اس کو بری طرح پر لے کر عراق روانہ ہوا۔ یمنی قبائل کے شعرا نے ولید کی طرف سے بلکہ اس کی زبان حال سے یہ اشعار کہے جس میں یمنیوں کو مشتعل کیا ہے۔ بعض روایت میں ہے کہ یہ اشعار خود ولید کے ہیں جس میں یمنیوں کو خالد کی امداد نہ کرنے پر تہدید تھی۔ (یہ چودہ اشعار ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے)۔ ترجمہ:

[کیا تم مشتاق نہیں ہوئے کہ تم اپنے تعلق کو یاد کرو اور اس رشتہ داری کو یاد کرو جو جمی ہوئی رسی کی طرح مضبوط ہے۔ ہاں تمھاری آنکھوں سے آنسو ایسے رواں تھے جیسے ابر سے پانی رواں ہوتا ہے۔ پس آل سعدیٰ کے تذکروں کو تم چھوڑ دو، ہم تعداد اور مال میں سب سے

Marfat.com

خالد دمشق میں ہشام کے انتقال تک مقیم رہا۔ جب ولید تخت نشین ہوا تو اُس نے خالد کو لکھا کہ تمہارے اس پانچ کروڑ درہم کا کیا حال ہے جس کو تم خوب جانتے ہو تم امیر المومنین کے پاس جلد حاضر ہو۔ خالد، ولید کے پاس گیا، جب وہ باب سرادق میں پہنچا تو ولید نے یہ پوچھوایا کہ تمہارا لڑکا یزید کہاں ہے۔ خالد نے کہا کہ وہ ہشام کے خوف سے چلا آیا تھا اور اب ہم اس کو امیر المومنین کے پاس دیکھتے تھے یہاں تک کہ خدا نے ان کو خلافت عطا کی۔ پھر جب ہم نے اس کو ان کے پاس نہیں پایا تو خیال کیا کہ شاید وہ اپنی قوم کا کوئی سردار ہوگا۔ قاصد ولید کے پاس سے واپس آیا اور خالد سے کہا کہ تو نے اپنے بیٹے یزید کو فتنہ وفساد برپا کرنے کے لیے چھوڑ دیا ہے۔ خالد نے جواب دیا کہ امیر المومنین کو بخوبی معلوم ہے کہ ہم بہت ہی فرماں بردار اور اطاعت گزار خاندان کے لوگ ہیں مگر قاصد نے پھر آ کر کہا کہ امیر المومنین کا حکم ہے کہ اپنے لڑکے کو جلد حاضر کر دو ورنہ میں تم کو ہلاک کر دوں گا۔ اس پر خالد نے زور سے کہا کہ کہہ دو، ہاں میرا ارادہ ہے اگر وہ میرے ان قدموں کے نیچے بھی ہو تو میں کبھی اپنے قدم نہ اٹھاؤں گا کہ وہ ظاہر ہو جائے۔ ولید نے یہ سن کر مارنے کا حکم دیا۔ جب اس پر مار پڑنے لگی تو وہ خاموشی سے برداشت کرتا رہا۔ اس سزا کے بعد قید کر دیا گیا۔ کچھ دنوں کے بعد یوسف بن عمر عراق سے بہت سامال لے کر ولید کے پاس آیا اور ایک کروڑ درہم میں ولید سے خالد کو خرید لیا۔ ولید نے خالد کو اطلاع دی کہ یوسف تجھ کو ایک کروڑ میں خریدتا ہے اس لیے یا تو ہم کو مقدار کی ضمانت دو ورنہ تجھ کو یوسف کے حوالے کر دوں گا۔ خالد نے جواب دیا کہ میں نے عرب کو کبھی فروخت ہوتے نہیں دیکھا۔ خدا کی قسم اگر مجھ سے ایک لکڑی کی ضمانت مانگے تو میں اُس کی بھی ضمانت نہ دوں گا۔ آخر کار ولید نے خالد کو یوسف کے حوالے کر دیا۔ یوسف نے خالد کے کپڑے اتروا لیے اور گدڑی پہنا دی اور اُس کو ایک کجاوہ میں جس میں کوئی بچھونا تک نہ تھا سوار کیا اور اس کے ساتھ بہت برا سلوک کرنے لگا۔ مختلف طریقوں سے اذیتیں دیں لیکن خالد کی زبان سے اُف تک نہیں نکلا۔

یوسف اُس کو وہاں سے کوفہ لے گیا اور وہاں پہنچ کر ظالمانہ اور جابرانہ رویہ اختیار کیا۔ پھر اُس کے سینے پر بڑے بڑے پتھر رکھ کر اسی رات میں یوسف نے اُس کو قتل کر ڈالا اور اسی گدڑی میں اُس کو لپیٹ کر حیرہ کی خاک کے سپرد کر دیا۔ یہ واقعہ محرم ۱۲۶ھ ہے۔

بعض روایت میں ہے کہ یوسف نے قتل کا حکم دیا تھا تو لوگوں نے اس کے پاؤں پر لکڑی

Marfat.com

رکھی اور خود اس پر کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ اس کے پاؤں کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ مگر اس کی زبان سے ایک لفظ نہ نکلا اور نہ اس کی پیشانی پر ذرہ برابر بھی شکن پڑی۔

خالد کی ماں روم کی باشندہ اور نصرانیہ تھی جس سے اس کے والد نے نصاریٰ کی عید کے دن شادی کی تھی۔ اس سے دولڑکے پیدا ہوئے ایک خالد تھا اور دوسرا اسد تھا لیکن وہ مسلمان نہ ہوئی۔ خالد نے اپنی ماں کے لیے گرجا بنوایا۔ اسی وجہ سے لوگوں نے خالد کی بہت مذمت کی ہے۔ بہت سے شعرا نے اُس کی مذمت میں یہ اشعار کہے ہیں۔ اُن میں سے فرزدق کے اشعار یہ ہیں: (ترجمہ)

[خدا نے اس سواری کی پیٹھ کیوں نہ توڑ ڈالی جو ہمارے پاس خالد کو دمشق سے لائی۔ وہ شخص لوگوں کی کس طرح امامت کرسکتا ہے جس کی ماں کا یہ دین ہو کہ اللہ ایک نہیں ہے۔ نصاریٰ نے اس کی ماں کے لیے کلیسا بنایا تھا اور وہ کفر کی وجہ سے مسجدوں کے میناروں کو منہدم کرتے تھے۔]

خالد نے کسی شاعر کے یہ اشعار سنے تو اس نے مسجد کے مناروں کے منہدم کرنے کا حکم دیا تھا۔

لیتنی فی الموذنین حیاتی　　انهم یبصرون من فی السطوح

فیشیرون اوتشیر الیهم　　بالهوی کل ذات دلٍّ ملیح

[کاش میری زندگی موذنوں میں ہوتی کیونکہ وہ لوگ بالانشینوں کو دیکھتے ہیں۔ اور یا تو خود اشارہ اور کنایہ کرتے ہیں یا اُن کی طرف نازک اندام نمکین عورتیں محبت سے اشارہ کرتی ہیں۔]

خالد نے جب یہ اشعار کسی سے سنے تو اس نے مناروں کے انہدام کا حکم دیا لیکن جب اُس کو یہ معلوم ہوا کہ لوگ اس کی اس حرکت پر مذمت کرتے ہیں کہ اس نے اپنی ماں کے لیے گرجا تعمیر کرایا تو وہ لوگوں سے معذرت مانگنے کے لیے کھڑا ہوا اور اُس نے کہا کہ ان کا دین تمہارے دین سے برا ہے تو خدا ان پر لعنت بھیجے گا۔ خالد کہا کرتا تھا کہ کسی شخص کا خلیفہ اس کے گھر میں اس کے قاصد سے جو کسی کام سے بھیجا گیا ہے۔ افضل ہے (نعوذ باللہ من ذالک) یعنی ہشام آنحضرت ﷺ سے افضل ہے (ہم ایسی باتوں سے خدا سے برأت چاہتے ہیں)

ولید بن یزید بن عبدالملک کا قتل

اس سال جمادی الآخر میں ولید بن یزید بن عبدالملک جس کو لوگ ''ناقص'' کہا کرتے تھے۔

Marfat.com

زیادہ ہیں۔اور ہم ہی تمام لوگوں کے جبراً مالک ہیں اور ہم ہی ان کو ذلت اور عذاب کا مزا چکھاتے ہیں۔ہم نے الاشعری کو بنوقیس کی شوکت سے پامال کردیا اور کیسی پامالی جو کبھی مٹ نہیں سکتی۔اور یہ خالد ہمارے پاس قید ہے اگر وہ لوگ مرد تھے تو کیوں نہیں روکا۔جوان کا سب سے بڑا اور قدیم سردار ہے، ہم نے اُس پر ذلت ورسوائی سایہ کی طرح ڈال دی۔اگر وہ عزت اور شرافت والے قبائل ہوتے تو اُن کے کارنامے ضائع نہ ہوجاتے۔ اور نہ اُس کو لٹا ہوا قیدی رہنے دیتے جو ہماری بھاری بھرکم زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ بنوکندہ اور سکون کا بھی نام ونشان باقی نہ رہا اور نہ اُن کی سپاہ اور فوج ٹھہر سکی۔اسی وجہ سے تمام مخلوق پر ذلت چھا گئی اور ہم نے پہاڑ اور نرم زمین سب کو روند ڈالا۔لیکن لڑائی کے صدموں نے ان کی کمر توڑ دی تم اُن کو پاؤ گے کہ جنگ وجدال نے ان کو متفرق کردیا ہے۔پس شہر ہمارے ہمیشہ مطیع رہے۔ہم اِن پر ذلت اور خرابی نازل کرتے رہے۔پس لوگوں کے بادشاہ کا تاج میرے سر پر ہوگیا جس میں اب انقلاب نہیں ہوسکتا۔]

یہ اشعار لوگوں کو بہت تکلیف دہ ثابت ہوئے اور ولید کی طرف سے رنج وغصہ بڑھ گیا، حتیٰ کہ اس کے قتل کے درپے ہوگئے اور حمزہ بن بیض نے ولید کے متعلق یہ کہا:

وصلت سماء الضر بالضر بعد ما　　زعمت سماء الضر عنا سُتقلعُ

فلیت هشاما کان حیا یسومنا　　وکنا کما کنّا نرجی ونطمع

اس نے یہ بھی کہا:

یاولید الحنا ترکت الطریقا　　واضحا وار تکبت فجا عمیقا

وتما دیت واعتدیت واسر　　فکت واغریت وانبعثت فسوقا

انت سکران ماتفیق فماتر　　تق فتقاوقد فتقت فتوقا

وابد اهات ثم هات وهاتی　　ثم هاتی حتی تخر صعیقا

[تونے پے درپے مصائب کے آسمان توڑے جبکہ تجھ کو اس کا یقین ہوگا کہ یہ مصائب ہم سے دور ہوجائیں گے۔اگر ہشام زندہ ہوتا تو ہم کو بلند مرتبہ پر پہنچاتا جیسی ہماری امید اور خواہش تھی۔اے بیہودہ ولید تو نے صاف اور سیدھا راستہ چھوڑ دیا اور تنگ اور عمیق راستہ

Marfat.com

اختیار کرلیا۔تو نے سرکشی کی، ظلم کیا، اسراف کیا، لوگوں کو گمراہ کیا اور فسق وفجور کا بازار گرم کیا۔ تو تو نشہ میں اس قدر چور رہتا ہے کہ کبھی افاقہ نہیں ہوتا اور نہ تو لوگوں کی اصلاح کرتا ہے بلکہ نفاق پیدا کرتا ہے۔ ہمیشہ تم لاؤ۔اور تم لاؤ۔ اور پھر یہ لاؤ۔وہ لاؤ، حتیٰ کہ اسی طرح بیہوش ہو کر گر پڑتا ہے۔]

یمنی قبائل یزید بن ولید بن عبدالملک کے پاس آئے تا کہ اس سے بیعت کریں۔اس نے عمرو بن یزید الحکمی سے مشورہ لیا تو اُس نے کہا، لوگ تجھ سے اس کام کے لیے بیعت نہ کریں گے۔تم اس کے متعلق اپنے بھائی عباس سے مشورہ لو اگر وہ تم سے بیعت کرلیں تو پھر کوئی مخالفت نہ کرے گا۔ اگر انھوں نے انکار کیا تو مشکل ہے کیونکہ لوگ اُن کو عزیز رکھتے ہیں اور مطیع ہیں۔اگر تم مشورہ لینا نہیں چاہتے تو جیسا جی میں آئے کرو لیکن یہ ضرور ظاہر کردو کہ میرے بھائی عباس نے مجھ سے بیعت کرلی ہے۔اس زمانے میں شام میں وبا پھیلی ہوئی تھی اس وجہ سے لوگ میدانوں اور صحراؤں میں چلے گئے تھے۔ یزید بھی صحرا میں مقیم تھا لیکن عباس قسطل میں تھا۔ان دونوں کے درمیان چند ہی میل کا فاصلہ تھا۔ یزید الٹے پاؤں واپس آیا اور جب مشورہ لیا تو عباس نے اس کو اس سے روکا۔ یزید الٹے پاؤں واپس ہوا اور لوگوں سے خفیہ طریقہ پر بیعت لینے لگا بلکہ اطراف میں اپنے دعاۃ بیعت لینے کے لیے بھیج دیئے۔ایک مرتبہ یزید عباس کے پاس پھر گیا اور اس کو اس طرف مائل کیا کہ وہ اس پر بیعت کرے لیکن عباس نے اس کو بہت ڈانٹا اور کہا کہ اگر پھر تو نے ایسا کہا تو میں تجھ کو بندھوا کر امیر المومنین کے پاس بھیج دوں گا۔ یزید وہاں سے واپس گیا اور عباس نے کہا کہ میرے خیال میں یہ بنو مروان کی بدترین اولاد ہے۔

جب یہ خبر مروان بن محمد کو آرمینیا میں ملی تو سعید بن عبدالملک بن مروان کو اس نے لکھا کہ لوگوں کو روکو اور اس سے باز رکھو، فتنہ وفساد سے منع کرو اور ان کو یہ بتادو کہ ایسا ہوا تو ہمارے ہاتھ سے عنان حکومت جاتی رہے گی۔ سعید کو یہ کام اہم معلوم ہوا۔اس نے وہ حکم فوراً عباس بن ولید کے پاس بھیج دیا۔عباس نے یزید کو بلا کر دوبارہ تہدید وتوبیخ کی۔ یزید نے اپنے ارادے کو پوشیدہ رکھا اور بظاہر عباس کی بات مان لی۔عباس نے اپنے بھائی بشر بن ولید سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ بنو مروان کی ہلاکت کا سامان خدا نے پیدا کردیا ہے۔ پھر یہ اشعار پڑھنے لگا:

انی اعیذکم باللہ من فتن مثل الجبال تسامی ثم تندفع

Marfat.com

ان البــرية قـد مـلّــت سيـاستكم　　فـاستـمسكوابعمودالدين وار تدعوا

لاتـلـحـمـنّ ذئاب الناس انفسكم　　ان الـذئـاب اذامـا الـحمت رتعوا

لاتبـقــرن بـايـد يـكـم بـطـونكم　　فثـم لاحسـرـة تـغنـى ولا جـزع

[میں تم کوخدا کی پناہ دلاتا ہوں ان فتنوں سے جو پہاڑوں کے مثل بلند ہوکر ٹکراتے ہیں اور پھر گر پڑتے ہیں۔تمام عالم تمھاری حکمرانی سے آزردہ ہے اس لیے تم لوگ دین کے ستون کومضبوطی سے پکڑلواور باز آؤ۔تم لوگ اپنا گوشت بھیڑیوں کونہ کھلاؤ کیونکہ بھیڑیے کو جب گوشت کا مزہ مل جاتا ہے تو اور چاہتا ہے۔تم اپنے ہاتھوں سے اپنے پیٹ چاک نہ کرو پھر حسرت وافسوس سے بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔]

جب یزید نے اپنا انتظام کرلیا تو ایک پریشانی اور بے یقینی کے عالم میں دمشق روانہ ہوگیا۔ وہاں سے دمشق کا کل فاصلہ چار دن کا تھا اور بھیس بدل کر سات آدمیوں کی جماعت کے ساتھ حمیر آیا اور دمشق سے ایک منزل کے فاصلے پر جرود پہنچا۔ پھر وہاں سے دمشق میں داخل ہوا۔اس وقت وہاں کے بہت سے باشندوں نے خفیہ طور پر اور اہل مِزّہ نے بھی بیعت کرلی۔اس زمانہ میں دمشق کا گورنر عبدالملک بن محمد بن حجاج تھا جو کہ وبا کے خوف سے قطن چلا گیا تھا اور اپنے لڑکے کو دمشق کا حاکم اور ابو العاج کثیر بن عبداللہ السلمی کو شہر کا کوتوال بنا گیا تھا۔ جب یزید نے بغاوت کی تیاری شروع کی تو لوگوں نے اس سے کہا کہ یزید جنگ کے لیے نکلنے والا ہے تو اس نے ان باتوں کا اعتبار نہیں کیا۔

اس کے بعد یزید نے جمعہ کی رات کو مغرب کے بعد اپنے اصحاب کو بھیجا۔ وہ لوگ باب فرادیس کے قریب آکر چھپ گئے۔ جب عشاء کی اذان ہوئی تو مسجد میں داخل ہوگئے اور لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ مسجد میں چند پاسبان متعین تھے جو شب میں لوگوں کو مسجد سے نکال دیتے تھے۔ چنانچہ جب سب لوگ نماز پڑھ چکے تو پاسبانوں نے لوگوں کو مسجد سے نکالنا شروع کیا لیکن یزید کے اصحاب نے اس قدر تاخیر کی کہ ان کے اور پاسبانوں کے سوا کوئی نہ رہا۔ ان لوگوں نے جب موقع پایا تو پاسبانوں کو قید کرلیا۔ یزید بن عنبسہ، یزید بن ولید کے پاس دوڑا ہوا گیا اور حالت سے اُس کو باخبر کیا اور ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اے امیر المومنین اُٹھیے خدا کی نصرت اور امداد کی بشارت لیجیے۔ یزید بارہ آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب سوق الحُمر کے قریب پہنچا تو اس کے اصحاب میں سے چالیس اور آگئے مسجد تک

Marfat.com

پہنچتے پہنچتے تقریباً دوسو آدمی ساتھ ہوگئے ۔ یزید مسجد میں پہنچا اور باب مقصورہ کو کھٹکھٹایا اور کہا کہ ہم ولید کے قاصد ہیں۔ خادم نے یہ سن کر دروازہ کھول دیا۔ یزید نے داخل ہوتے ہی خادم کو گرفتار کرلیا اور ابوالعاج جو اس وقت نشہ میں مست تھا وہ بھی گرفتار ہوا۔ بیت المال کا جتنا خزانہ تھا وہ اپنے قبضہ میں کیا۔ جو لوگ اُس کو ڈرایا دھمکایا کرتے تھے ان سب کو گرفتار کرلیا۔ ان میں محمد بن عبیدہ بھی تھا جو شہر بعلبک کا حاکم تھا۔ محمد بن عبدالملک بن محمد بن الحجاج بھی گرفتار ہوا۔

مسجد میں کثیر اسلحہ جات رکھے تھے وہ بھی قبضہ میں آئے۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں کی آمد کا تانتا بندھ گیا اہل مزّہ ، سکاسک، اہل داریا آئے اور یعقوب بن محمد بن ہانی العبسی ،عیسیٰ بن شبیب الثعلبی ،اہل دومہ اور حرستا کے ساتھ آئے ۔حمید بن حبیب النخعی دیر مراں اور اُرزہ اور سطراوالوں کے ساتھ آئے۔ اہلِ جرش ،اہلِ حدیثہ اور اہلِ دیرز کے ساتھ مل کر آئے۔ ربعی بن ہاشم الحارثی، بنو عُذرۃ اور سلامان کی جماعت کے ساتھ آیا اور جھنیہ اور اُن کے ساتھی بھی آئے۔ اس کے بعد یزید بن ولید نے عبدالرحمٰن بن مصاد کو دوسو سواروں کے ساتھ عبدالملک بن محمد بن الحجاج بن یوسف کی گرفتاری کے لیے اس کے قصر بھیجا۔ عبدالرحمٰن جب وہاں پہنچا تو اُس نے عبدالملک کو امان کے وعدہ پر گرفتار کرلیا۔ عبدالرحمٰن کو دوطشت اشرفیوں سے بھرے ہوئے ملے جن میں تیس تیس ہزار اشرفیاں تھیں۔ لوگوں نے کہا کہ اس میں سے آپ ایک لے لیجیے لیکن اس نے انکار کیا اور کہا کہ نہیں میں عرب میں ضرب المثل کی طرح ہوجاؤں گا کہ میں ہی نے اول اول اس کام میں خیانت کی۔

اس کے بعد یزید نے ایک فوج عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کی سرکردگی میں ولید بن یزید بن عبدالملک کی طرف بھیجی۔ جب یزید نے دمشق پر قبضہ کرلیا تو ولید کے غلام نے اسی وقت اُس کو خبر دی اس وقت وہ عمان کے مقام اغدف میں تھا۔ ولید نے اپنے غلام کو اس پر سخت سزا دی اور قید کردیا دوسری طرف ابومحمد عبداللہ بن یزید بن معاویہ کو دمشق کی جانب روانہ کیا۔ وہ روانہ ہوا اور کسی مقام پر ٹھہرا۔ یزید بن ولید نے عبدالرحمٰن بن مصاد کو اس کی طرف بھیجا۔ ابومحمد نے اس سے کچھ دریافت کیا اور پھر یزید کے لیے بیعت کرلی۔

جب یہ خبر ولید کو ملی تو یزید بن خالد بن یزید بن معاویہ نے کہا کہ یہاں سے چل کر حمص میں قیام فرمایے کیونکہ وہ محفوظ جگہ ہے اور پھر وہاں سے یزید کے مقابلہ کے لیے لشکر روانہ کیجئے تاکہ

Marfat.com

یزید کو یا تو قتل کیا جائے یا قید کر کے لایا جائے لیکن عبداللہ بن عنبسہ بن سعید بن العاص نے کہا کہ خلیفہ کے لیے یہ سزاوار نہیں ہے کہ وہ بغیر جنگ کئے ہوئے لشکر اور اپنے حرم کو چھوڑ دے اللہ امیر المومنین کی مدد کرے گا۔ یزید بن خالد نے کہا کہ ہم کو حرم کے متعلق کوئی خطرہ نہیں ہے کیونکہ جو آتا ہے وہ عورتوں کا چچازاد بھائی عبدالعزیز ہے۔

ولید نے عنبسہ کے قول پر عمل کیا اور وہاں سے النجر اء قصر نعمان بن بشیر میں آیا اور اس کے ساتھ ضحاک بن قیس کے خاندان کے چالیس آدمی ساتھ ہوگئے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم غیر مسلح ہیں۔ آپ ہمیں اسلحہ دیجیے لیکن ولید نے کچھ نہیں دیا۔ اس موقع پر عباس بن ولید بن عبدالملک نے ولید کو لکھا کہ میں آپ کی طرف آرہا ہوں۔ ولید نے کہا مسندیں بچھاؤ، لوگوں نے مسندیں بچھادیں وہ اس پر بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔ عبدالعزیز مقابلے کے لیے نکلا اُس کے ساتھ منصور بن جمہور بھی تھا۔ اس نے پہلے زیاد بن حصین کلبی کو لوگوں کو کتاب اللہ اور سنتِ نبوی کی طرف دعوت دینے کو بھیجا۔ اصحاب ولید نے اُس کو قتل کر ڈالا اسی پر لڑائی شروع ہوگئی۔ اس موقع پر ولید نے مروان کے اس جھنڈے کو جو جابیہ میں بلند کیا گیا تھا، نکالا۔

جب عبدالعزیز کو عباس کے آنے کی اطلاع ملی تو منصور بن جمہور کو اِس نے راستہ میں بھیج دیا جو عباس کو زبردستی پکڑ لایا۔ عبدالعزیز نے اس سے کہا کہ اپنے بھائی یزید کے لیے بیعت کرو۔ عباس نے مجبوراً بیعت کرلی۔ پھر ایک جھنڈا نصب کیا گیا اور یہ اعلان کیا گیا ہے کہ یہ عباس کا جھنڈا ہے۔ اُنھوں نے امیر المومنین یزید کے لیے بیعت کرلی۔ عباس نے کہا اِنالِلّٰہِ یہ شیطان کے دھوکوں میں سے ایک دھوکا ہے۔ واللہ بنو مروان ہلاک ہوگئے۔ ادھر ولید کے پاس جو لوگ منتشر ہوگئے تھے وہ اور عبدالعزیز اور عباس کے پاس آگئے۔ ولید نے عبدالعزیز کو لکھا کہ اگر تم جنگ سے باز آؤ تو ہم پچاس ہزار دینار دیں گے اور تمھاری زندگی تک حمص کی ولایت تمھارے ہاتھ میں دے دیں گے اور خطرات اور مصائب سے مامون اور محفوظ رکھنے کے ذمہ دار رہیں گے لیکن عبدالعزیز نے اس سے انکار کر دیا اور کچھ جواب نہیں دیا مجبوراً ولید نے دو زرہیں پہنیں اور اُس کے پاس اس کے دو گھوڑے جس کا ''سندی'' اور ''زائد'' نام تھا، حاضر کیے گئے۔ ولید اُن سے خوب لڑا اِس وقت ایک آدمی نے للکارا کہ اس خدا کے دشمن کو قوم لوط کی طرح قتل کر ڈالو اور پتھر برساؤ۔ ولید نے جب یہ الفاظ سنے تو جھٹ سے محل میں داخل

Marfat.com

ہوگیا اور دروازہ بند کر دیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا:

دعوالی سُلیمی والطلاء وقینة　　وکأسااالا حسبی بذٰلك مالا

اذاماصفی عیشی برملة عالج　　وعانقت سلمی ماارید بدالا

خذواملککم لاثَبَتَ اللّٰہُ مُلْکَکُمْ　　ثَبَاتاً یُسَاوی مَاحَیَّتُ عِقَالاً

وَخَلُّوْ عِنَا نیْ قَبْلَ عِیروّماجَریٰ　　وَلَا تَحْسُدُونِیْ اِنْ موْتُ هُزَالاً

[میرے لیے میری محبوبہ (سلمی) اور گاڑھی شراب اور گانے والی لونڈیاں اور جام شراب کو چھوڑ دو، بس اسی قدر مال مجھ کو کافی ہے۔ جبکہ عالج کی ٹیکری پر میرا عیش خوش گوار ہو اور میں سلمی سے گلے مل رہا ہوں تو میں اس کے بد کہنے کی خواہش کروں گا۔ تم اپنا ملک لے لو اللہ تمھارے ملک کو جب تک میں رہوں اتنا بھی باقی نہ رکھے جتنی دیر ایک تسمہ باقی رہتا ہے۔ قبل ذلت اور پیش آنے والے امر کے تم لوگ مجھ کو چھوڑ دو اگر میں کمزوری اور لاغری سے مرجاؤں تو مجھ پر حسد نہ کرو۔]

ولید نے جب دروازہ بند کرلیا تو عبدالعزیز نے قصر کا محاصرہ کرلیا۔ ولید نے دروازہ پر آ کر کہا کہ کیا تم میں کوئی شریف اور حیادار شخص نہیں ہے جس سے میں گفتگو کروں؟ پھر ولید نے کہا ''اے اخی السکاسک۔ کیا میں نے تمھارے عطیات میں اضافہ نہیں کیا یا میں نے تم سے مشقتیں اور تکلیفیں دور نہیں کیں۔ کیا میں نے تمھارے فقراء کی امداد نہیں کی اور کیا میں نے تمھارے معذوروں کے لیے خدام مقرر نہیں کیے۔'' یزید بن عنبسہ نے کہا کہ ہم کو آپ سے کوئی عداوت نہیں ہے ہمارے دل میں کوئی بغض نہیں ہے البتہ ہمارا جو کچھ غصّہ ہے وہ صرف اس وجہ سے کہ تم نے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کر دیا۔ شراب پی، سوتیلی ماؤں سے شادی کی۔ خدا کے احکام کی توہین کی۔''

ولید نے کہا کہ اے اخی السکاسک۔ خدارا ختم کرو میں اپنی عمر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم نے بہت کچھ کہا اور پوری نصیحت کی مگر خدا نے جن چیزوں کو حلال کیا ہے ان میں وسعت ہے جیسا کہ جن چیزوں کا تم نے ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد ولید اندر واپس آیا اور کلامِ پاک کھول کر تلاوت کرنے لگا اور یہ کہا کہ آج کا دن عثمانؓ کے دن کے ایسا ہے۔

اس کے بعد لوگ دیواروں پر چڑھ آئے۔ سب سے پہلے یزید بن عنبسہ دیوار پر چڑھا۔

Marfat.com

اتر کر اُس نے ولید کا ہاتھ پکڑ لیا اس کا ارادہ تھا کہ اس کو قید کر کے اس کے متعلق حکم دے کہ اسی وقت دس آدمی دیوار اتر کر نیچے آ گئے، ان میں منصور بن جمہور اور عبدالسلام لخمی بھی تھے۔ عبدالسّلام نے ولید کے سر پر مارا اور سّر بن زیاد بن ابی کبشہ نے چہرے پر مارا۔ اس کے بعد لوگوں نے سر کاٹ لیا اور یزید بن ولید کے پاس بھیج دیا۔

یزید کے پاس اس وقت سر پہنچا جب کہ وہ صبح کا کھانا کھا رہا تھا۔ اس کے بعد اس نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ یزید بن عنبسہ نے ولید کے آخری الفاظ بیان کیے ''اللہ تمھارے نفاق کو دفع نہ کرے اور تمھاری پریشانی کو زائل نہ کرے اور نہ تم میں اتحاد پیدا کرے۔'' یزید نے ولید کے سر کو نصب کرنے کا حکم دیا تو مولیٰ بنی مرہ یزید بن فردہ نے کہا کہ سر تو خوارج کے نصب کیے جاتے ہیں یہ تو آپ کا ابن عم تھا اور خلیفہ تھا اگر آپ نے ایسا کیا تو لوگوں کے دلوں میں رقت پیدا ہو جائے گی اور اُس کے خاندان کے لوگوں میں غصّے کی آگ بھڑک اُٹھے گی۔ یزید نے اُس کی بات پر کان تک نہیں دھرا اور اُس کے سر کو نیزے پر رکھ کر تشہیر کرائی پھر حکم دیا کہ اس کو اس کے بھائی سلیمان بن یزید کے پاس لے جاؤ۔ سلیمان بن یزید نے دیکھا تو کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ تو بہت بڑا فاسق اور فاجر تھا، شرابی اور نشہ خور تھا۔ سلیمان بھی اُس کے قاتلین کے ساتھ تھا۔

جس وقت ولید کا محاصرہ کر لیا گیا تو مالک بن ابی سمح المغنی اور عمرو الوادی مغنی (یہ دونوں مشہور گویّے تھے) باقی رہ گئے، مالک نے عمرو سے کہا کہ ہم لوگ بھاگ چلیں۔ عمرو نے کہا کہ یہ وفاداری کے خلاف ہے، اس کے علاوہ ہم کو قتل بھی نہ کیا جائے گا کیونکہ ہم لوگ تو جنگ کرنے والوں میں سے تو ہیں نہیں۔ مالک نے کہا کہ واللہ اگر وہ لوگ مجھ کو یا تجھ کو پا جائیں گے تو سب سے پہلے ہم ہی کو قتل کریں گے اور پھر ہمارے سروں کے درمیان ولید کا سر رکھ کر لوگوں سے یہ کہیں گے کہ دیکھو اس حالت میں بھی اس کے ساتھ کس قسم کے لوگ ہیں۔ اس لیے ولید کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی معیوب چیز نہ ہوگی۔ آخر یہ دونوں بھاگ گئے۔

ولید ۱۲۶ھ میں جب جمادی الآخر کے آخری دو دن باقی رہ گئے تھے تو قتل کیا گیا اس کی مدتِ خلافت ایک سال تین مہینہ تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک سال دو مہینہ بائیس دن سلطنت کی۔ اس وقت اس کی عمر ۴۲ سال تھی اور بعض کہتے ہیں ۲۸ سال تھی، بعض کہتے ہیں کہ ۴۱ سال تھی اور بعض

Marfat.com

کہتے ہیں کہ ۴۶ سال تھی۔

ولید کا نسب نامہ اور اُس کے بعض حالات

ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف اموی کنیت ابوالعباس تھی۔ ماں کا نام ام الحجاج بنت محمد بن یوسف ثقفی۔ یہ حجاج بن یوسف کے بھائی کی بیٹی تھی۔ اس کی دادی عاتکہ بنت یزید بن معاویہ بن ابی سفیان تھی۔ اس کی دادی کی ماں ام کلثوم بنت عبداللہ بن عامر بن کریز کی ماں ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب تھی۔ اسی وجہ سے ولید یہ اشعار پڑھا کرتا تھا:

نبی الھدی خالی ومن یلك خاله　　نبی الھدی یقھر به من یفاخره

[ہدایت دینے والا نبی میرا ماموں ہے اور جس کا ماموں ہدایت کرنے والا نبی ہو اس سے جو مفاخرت کرے گا وہ مقہور ہوگا۔]

ولید بنی امیہ کے نوجوانوں میں ظریفوں، بہادروں، سخیوں اور سخت مزاجوں میں تھا۔ وہ سب سے زیادہ لہو ولعب، شراب وکباب، ناچ ورنگ میں منہمک رہتا تھا۔ اس کی یہ حرکات جب مشہور ہوگئیں تو قتل کر دیا گیا۔ جب اُس کو معلوم ہوا کہ ہشام اُس کو ولی عہدی سے معزول کرنا چاہتا ہے تو اس پر اِس نے جو اشعار کہے اس میں سب سے بہترین شعر یہ تھا:

کفرت یدامن منعم لو شکر تھا　　جزاك بھا الرحمن ذوالفضل والمنّ

[تو نے اپنے محسن کے احسان کی ناشکری کی اگر تو شکر ادا کرتا تو تجھ کو خدا جو صاحب فضل و احسان ہے جزا دیتا۔]

اس کے چار اشعار پہلے لکھے جا چکے ہیں۔ ولید نے غزل، عتاب، وصف شراب اور دوسری چیزوں کے متعلق بہت اچھے اشعار کہے ہیں۔ اکثر شعراء شراب کی تعریف میں اسی کے اشعار سے مضامین سرقہ کرتے ہیں۔ خصوصاً ابونواس نے تو بکثرت سرقہ کیا ہے۔ ولید کے اقوال میں سے ایک یہ بھی ہے کہ راگ کی الفت شہوت کو بڑھاتی ہے اور مروت کو زائل کر دیتی ہے اور شراب کے قائم مقام ہوتی ہے یہ وہی کام کراتی ہے جو نشہ کراتا ہے۔ اگر تم ایسا کرنے پر مجبور ہو تو کم از کم عورتوں کو اس سے دور رکھو اس لیے کہ راگ، زنا کا منتر ہے۔ میں تم سے یہ کہہ رہا ہوں لیکن مجھ کو یہ تمام لذات سے زیادہ

Marfat.com

محبوب ہے۔ مجھے اس کی اس سے زیادہ خواہش ہے جتنا کہ پیاسے کو پانی کی ہوتی ہے لیکن حق زیادہ مستحق ہے کہ اس کی تقلید کی جائے۔

یہ مروی ہے کہ یزید بن مذبہ مولی ثقیف نے ولید کی ایک دفعہ تعریف کی اور خلافت کی مبارک باد دی ولید نے حکم دیا کہ اشعار کا شمار کر کے ہر شعر کے عوض ہزار درہم دیئے جائیں چنانچہ ان کی تعداد پچاس تھی اس لئے پچاس ہزار درہم دیئے گئے اور یہ پہلا خلیفہ ہے جس نے اشعار کو گن کر ہر شعر کے لیے ایک ہزار درہم دیئے۔ ولید کے متعلق یہ بھی مشہور ہے کہ ایک مرتبہ اُس نے کلام پاک کھولا تو یہ آیت نکلی: وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ (ابراہیم:۱۵) اس نے کلام پاک کو ایک طرف ڈال دیا اور اس پر تیر مارے اور پھر یہ شعر پڑھنے لگا:

تهدّدنی بجبار عنید　　فها انا ذاك جبار عنید

اذا ما جئت ربك یوم حشر　　فقل یارب مزقنی الولید

[تو مجھے جبّار عنید کہہ کر دھمکاتا ہے، ہاں بے شک میں وہی سخت گیر سرکش ہوں۔ جب تو قیامت کے دن اپنے رب کے پاس آئے تو کہہ دے کہ اے خدا مجھ کو ولید نے پارہ پارہ کر دیا۔]

اس واقعہ کے چند ہی دن بعد ولید قتل کر دیا گیا۔ اس کے بہترین کلام نثر میں سے وہ کلام ہے جو اس نے مسلمہ بن عبد الملک کی وفات کے بعد کہا تھا۔ اس وقت ہشام اس کی تعزیت میں بیٹھا تھا کہ ولید نشہ میں چور، ریشمی بھڑک دار چادر زیب تن کیے ہوئے اس کو کھینچتا ہوا آیا اور ہشام کے قریب کھڑے ہو کر کہا کہ اے امیر المومنین بقیہ لوگوں کا بھی انجام یہ ہوگا کہ وہ دوسرے جانے والوں سے مل جائیں۔ مسلمہ کے بعد شکار اسی کے قبضہ میں آئے گا جو اسے مارے گا اور سرحدوں پر وہی شخص قابض ہوگا جو اس کی خواہش کرے گا اور اُنھی جانے والوں ہی کے نقش قدم پر وہ چلے گا جو خلیفہ ہونا چاہتا ہے اس لیے توشہ جمع کرو اور بہترین توشہ انسان کے لیے تقویٰ ہے۔ ہشام نے منہ موڑ لیا اور اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور دوسرے لوگ بھی سکتہ میں کھڑے رہے۔

ایک گروہ نے ولید کو ان برائیوں سے بری الذمہ کیا ہے اور انھوں نے ان سے انکار کیا اور ان کو بچا کر یہ کہتے ہیں کہ یہ ولید کا کلام نہیں ہے بلکہ دوسرے لوگوں نے اُس کی طرف منسوب کر دیا ہے

Marfat.com

لیکن یہ صحیح نہیں۔ مدائنی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ولید بن یزید کے بھائی عُمر بن یزید کا کوئی لڑکا ہارون رشید کے پاس آیا۔ رشید نے پوچھا کہ تو کس خاندان سے ہے اس نے کہا کہ میں قریش کے خاندان سے ہوں۔ رشید نے پھر پوچھا کہ قریش کے کس خاندان سے ہو۔ اس کے جواب میں وہ ذرا جھجکا اور رک گیا۔ رشید نے کہا کہ میں نے تجھ کو امن دے دیا اگر چہ تو بنو مروان ہی سے کیوں نہ ہو۔ اس نے کہا کہ میں عُمر بن یزید کا بیٹا ہوں۔ رشید نے کہا کہ خدا تیرے چچا ولید پر رحم کرے اور یزید ناقص پر لعنت بھیجے کیونکہ اس نے متفق علیہ کو قتل کیا۔ تم اپنی ضرورت پیش کرو۔ اس نے اپنی حاجت پیش کی اور رشید نے اُس کی ضرورت فوراً پوری کر دی۔

شبیب بن شیبہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ مہدی کے پاس بیٹھے تھے تذکرۂ کلام میں ولید کا بھی ذکر آ گیا۔ مہدی نے کہا کہ وہ تو زندیق تھا ابو علاثہ فقیہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا ''اے امیر المومنین خدا کسی کو خلافت نبوت اور امارت امت دینے میں سب سے زیادہ منصف ہے۔ کیا وہ خلافت نبوت اور امارت امت، کسی زندیق کو دے گا۔ مجھ سے ایک شخص نے جو ولید کی ہر قسم کی محفلوں میں شریک رہتا تھا بیان کیا کہ اس کو طہارت کے ساتھ نماز کا بہت خیال رہتا تھا۔ جب نماز کا وقت آ جاتا تھا تو وہ رنگین اور منقش کپڑوں کو اُتار دیتا اور پھر اچھے طریقہ سے وضو کر کے سفید پاک کپڑے پہن کر نماز پڑھتا اور جب نماز سے فارغ ہو جاتا تو پھر اُنھیں کپڑوں کو پہن کر لہو ولعب اور شراب نوشی میں مشغول ہو جاتا تو کیا یہ اس شخص کے افعال ہو سکتے ہیں جو اللہ پر ایمان نہ لایا ہو۔ مہدی بہت خوش ہوا اور کہا اے ابو علاثہ خدا تجھ کو برکت دے۔

یزید بن ولید ''الناقص'' کی بیعت

اسی سال یزید بن ولید جو ''ناقص'' کے لقب سے مشہور تھا لوگوں نے اس پر بیعت خلافت کی۔ اس کا لقب ''ناقص'' اس وجہ سے پڑا کہ ولید نے جو کچھ لوگوں کے عطیات میں دس دس اضافہ کیا تھا اس نے اُن کو کم کر کے ہشام کے زمانہ کے عطیات کے برابر کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ پہلے پہل یہ نام مروان بن محمد نے رکھا تھا جب ولید قتل کر دیا گیا تو یزید نے لوگوں کے سامنے ایک تقریر کی جس میں ولید کی برائی بیان کی اور اس کے الحاد اور کفر کا تذکرہ کیا اور کہا کہ وہ صرف اپنے بدترین افعال کی وجہ

Marfat.com

سے قتل کیا گیا اے لوگو تمھارے لیے مجھ پر فرض ہے کہ میں اس وقت تک پتھر پر پتھر اور اینٹ پر اینٹ نہ رکھوں اور نہ کوئی نہر کھدواؤں اور نہ عطیات میں اضافہ کروں نہ اموال کو بڑھاؤں گا اور نہ کسی بیوی، بچہ میں اس کو تقسیم کروں گا جب تک سرحد میں محفوظ نہ ہو جائیں اور ہر جگہ کے لوگوں کی ضرورتیں پوری نہ ہو جائیں پھر جب کچھ بچ جائے گا تو اسی شہر کے متصل ہی منتقل کر دیں گے۔ مجھ پر یہ بھی فرض ہے کہ میں تم کو سرحدوں کی حفاظت اور نگرانی کے لیے جمع نہ کروں تا کہ تم فتنہ وفساد میں نہ پڑ جاؤ اور نہ تمھارے لیے اپنا دروازہ بند کروں اور نہ اہل جزیہ پر بے جا بار ڈالوں۔ تمھارے سالانہ عطیات ہر سال اور ماہانہ ہر مہینہ میں دیئے جائیں گے حتیٰ کہ تمھارے دور کے لوگ اسی طرح قریب ہو جائیں گے جس طرح تمھارے قریب ہیں پس اگر میں اپنے قول وقرار کو پورا کروں تو تم پر میری اطاعت، فرماں برداری اور خیر خواہی فرض ہے اگر میں ان باتوں کو پورا نہ کروں تو تم پر یہ فرض ہے کہ تم مجھ کو علیحدہ کر دو بشرطیکہ میں اپنے گناہ سے توبہ نہ کروں اگر تمھاری نظر میں کوئی بہترین مصلح شخص مل جائے جو کہ میری ہی طرح سے تم پر مہربانی اور شفقت رکھتا ہو اور تم اُس پر بیعت بھی کرنا چاہتے ہو تو سب سے پہلا شخص میں ہوں گا کہ اس پر بیعت کروں گا۔ یَا اَیُّھَا النَّاسُ لَا طَاعَۃَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیتِہِ الْخَالِقِ ۔ (اے لوگو خالق کی معصیت اور نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔)

بنوامیہ کی حکومت کا انتشار

اسی سال بنوامیہ کی حکومت میں پراگندگی اور انتشار پیدا ہو گیا۔ ہر طرف سے فتنے اُٹھ کھڑے ہوئے ان اسباب میں ایک سبب یہ بھی تھا کہ ولید کے قتل کے بعد سلیمان بن ہشام بن عبدالملک عمان میں لڑنے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا۔ سلیمان کو ولید نے وہیں مقید کر دیا تھا لیکن جب وہ قتل کر دیا گیا تو وہ قید خانہ سے نکل بھاگا اور جس قدر شاہی خزانہ اس مقام پر موجود تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ وہ ولید پر لعنت کرتا اور اُس کو کافر کہتا وہاں سے اس نے دمشق کا راستہ لیا۔

اہل حمص کے اختلافات

جب ولید قتل کر دیا گیا تو باشندگانِ حمص نے اپنے شہر کے دروازے بند کر لیے اس پر نوحہ

Marfat.com

خوانی کرنے لگے کسی نے ان سے یہ کہہ دیا کہ عباس بن ولید بن عبدالملک نے ولید کے قتل میں عبدالعزیز کی اعانت وامداد کی ہے۔اس وجہ سے اُنھوں نے عباس کے مکان کومنہدم کردیا۔اس کے تمام مال واسباب کولوٹ لیا۔گھر کی عورتوں کونکال لے گئے۔عباس کو بہت ڈھونڈھا لیکن وہ اپنے بھائی یزید کے پاس چل دیا۔ان لوگوں میں جذبۂ انتقام بڑھ گیا تو اُنھوں نے فوجیوں کولکھا کہ ولید کے خون کا مطالبہ کرو۔فوجیوں نے اُن کی اس دعوت کوقبول کرلیا اوراُس پر متفق ہوگئے کہ ہم یزید کی اطاعت نہ کریں گے۔اس کے بعدانھوں نے اپنا سردار معاویہ بن یزید بن الحصین بن نمیر کومنتخب کیا۔مروان بن عبداللہ بن عبدالملک نے بھی اُن کی تائید کی اوراُن کے ساتھ ہوگیا۔

جب یزید نے اپنے قاصد بھیجے توسب نے اطاعت سے انکار کردیا بلکہ قاصدوں کومجروح کردیا اس کے بعد یزید نے اُن کے مقابلے کے لیے اپنے بھائی مسرور کوایک کثیر جمعیت کے ساتھ روانہ کیا۔یہ حوارین میں آکر مقیم ہوا۔جب سلیمان بن ہشام، یزید کے پاس پہنچا تو یزید نے اُس کی تمام ضبط شدہ جائداد اور اموال واپس کردیا اور پھراس کومسرور کی امداد کے لیے روانہ کردیا اوراس کوحکم دیا کہ وہ مسرور کی اطاعت کرے۔اس وقت اہل حمص اس ارادہ میں تھے کہ ہم کودمشق جانا چاہیے۔اس پر مروان نے کہا کہ سب سے پہلے اس فوج سے مقابلہ کرلینا چاہیے جوسامنے ہے اگر یہاں فتح حاصل ہوگئی تو تمام کام آسان ہوجائیں گے نیز میں ان کے مقابلے کوچھوڑ کر دمشق جانے میں کوئی فائدہ بھی نہیں دیکھتا۔سمط بن ثابت نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ لوگو یہ تمھارا مخالف ہے، یہ یزید اور قدریہ کی طرف مائل ہے لوگوں نے یہ سُن کر مروان کوقتل کرڈالا اوراس کے ساتھ اس کے لڑکے کوبھی قتل کرڈالا اور ابومحمد سفیانی کواپنا سردار بنالیا۔اس کے بعد اہل حمص نے سلیمان کے لشکر کوبائیں جانب چھوڑ کر دمشق کی راہ نکالی۔

سلیمان نے جب یہ حالت دیکھی تو خوداُن کے پیچھے تیزی سے روانہ ہوا اور بڑی محنت اور جانفشانی سے ان کومقام عذراء کے بعد سلیمانیہ میں جس میں سلیمان بن عبدالملک کے کھیت ہیں، اُن کو پالیا۔ادھر یزید نے عبدالعزیز بن حجاج کوتین ہزار آدمیوں کے ساتھ ثنیۃ العقاب کی طرف روانہ کیااور ہشام بن مصاد کوڈیڑھ ہزار کی جمعیت کے ساتھ عقبۃ السلامیہ کی طرف روانہ کیااور یہ حکم دیا کہ ایک دوسرے کی مدد کرو۔یہاں سلیمان کی فوج اور اہل حمص کے درمیان سخت مقابلہ ہوا جس میں سب

Marfat.com

سے پہلے سلیمان کے میمنہ اور میسرہ نے شکست کھائی لیکن وہ خود قلب میں کھڑا ہوا یہ حالت دیکھ رہا تھا۔ سلیمان کی فوج نے اہل حمص پر پھر ایک جارحانہ حملہ کیا اور اُن کو اُن کے اصلی مقام تک پیچھے ہٹا دیا۔ ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے رہے کہ اس اثناء میں عبدالعزیز بن حجاج تین ہزار کی جمعیت کے ساتھ عقاب کی گھاٹی سے آنکلا اور تازہ دم ہوکر فوراً اہل حمص پر حملہ آور ہوا اور خود اُن کی فوج میں گھس گیا اور جو سامنے آیا اُس کو تہ تیغ کیا۔ آخر حمص والوں نے شکست کھائی اور یزید بن خالد قسری نے آواز دی کہ اللہ کی پناہ اللہ کی پناہ یہ تیری قوم ہے۔ اس پر لوگ رک گئے پھر سلیمان بن ہشام نے لوگوں کو یزید پر بیعت کرنے کی دعوت دی۔ ابومحمد سفیانی اور یزید بن خالد بن معاویہ دونوں گرفتار کر کے سلیمان کے پاس لائے گئے۔ اس نے ان دونوں کو یزید کے پاس بھیج دیا۔ یزید نے اُن کو قید کر دیا اور دمشق کے تمام لوگوں نے یزید کی خلافت کو تسلیم کر لیا۔ اہل حمص نے بھی یزید کے لیے بیعت کر لی اس کے بعد یزید نے ان کو بہت سے عطیات دیئے اور شریفوں میں انعام تقسیم کیے اور معاویہ بن یزید بن الحصین کو ان کا سردار مقرر کیا۔

اہل فلسطین کی مخالفت

اسی سال اہل فلسطین اپنے حاکم سعید بن عبدالملک کے مخالف بن بیٹھے اور اُس کو وہاں سے بھگا دیا۔ سعید کو ولید ہی نے فلسطین کا حاکم مقرر کیا تھا۔ باشندگان فلسطین یزید بن سلیمان بن عبدالملک کے پاس آئے اور اُس کو اپنا حاکم بنایا۔ لوگوں نے اس سے کہا امیر المومنین تو قتل کر دیئے گئے اب آپ ہمارے معاملات کے مالک بن جایئے۔ یزید نے لوگوں کی یہ دعوت قبول کر لی اور حاکم ہونے کے ساتھ ہی لوگوں کو یزید سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا لوگ فوراً اس کام کے لیے مستعد ہو گئے۔

سلیمان کے لڑکے اکثر فلسطین میں رہا کرتے تھے جب اہل اردن کو فلسطین والوں کی حالت کا پتہ چلا تو انھوں نے بھی اپنا والی محمد بن عبدالملک کو بنایا اور فلسطین والوں کے ساتھ ہو کر یزید بن ولید سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اس وقت اہل فلسطین کا معاملہ دو آدمیوں کے ہاتھ میں تھا سعید بن روح اور ضبغان بن روح۔

جب یہ خبر یزید بن ولید کو ملی تو اِس نے سلیمان بن ہشام بن عبدالملک کو ان اہل دمشق اور اہل

Marfat.com

حمص کے لوگوں کے ساتھ بھیجا جو سفیانی کے ساتھ تھے اور جن کی تعداد ۸۴ ہزار تھی ۔یزید نے سعید اور ضبعان کو جو روح کے بیٹے تھے یہ کہلا بھیجا کہ میں تم کو (اگر تم جنگ وجدال سے باز آجاؤ) حکومت اور مال دوں گا چنانچہ یہ دونوں اہل فلسطین کو ساتھ لے کر واپس ہوگئے۔اب صرف اہل اردن باقی رہ گئے سلیمان نے پانچ ہزار فوج کو ان کے مقابلہ کے لیے بھیجا جس نے قریوں کو لوٹنا شروع کیا اور پھر اُس نے طبریہ کا رخ کیا اہل طبریہ نے کہا ایسی حالت میں جب کہ فوجیں ہمارے مکانات کو تلاش کر کر کے لوٹ رہی ہیں اور سارے خاندان پر جور وستم کر رہی ہیں تو ہم نہیں ٹھہر سکتے۔اس کے بعد اُنھوں نے یزید بن سلیمان اور محمد بن عبدالملک کے جانوروں اور ہتھیاروں کو لوٹ لیا اور پھر اپنی اپنی جگہ پر پہنچ گئے۔جب اہل فلسطین اور اہل اردن متفرق ہوگئے تو سلیمان صنبرہ پہنچا اور اہل اردن نے یزید بن ولید کے لیے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔سلیمان پھر وہاں سے طبریہ پہنچا اور وہاں کے لوگوں کے ساتھ اس نے جمعہ کی نماز پڑھی اور جو وہاں موجود تھے اُن سے یزید کے لیے بیعت لی پھر وہاں سے رملہ پہنچ کر یزید کے لیے اس نے بیعت حاصل کی اور ضبعان بن روح کو فلسطین پر اور ابراہیم بن ولید بن عبدالملک کو اردن پر حاکم مقرر کیا۔

یوسف بن عمر کی عراق سے معزولی

جب ولید قتل کر دیا گیا تو یزید بن ولید نے عراق پر منصور بن جمہور کو حاکم مقرر کیا اور اس سے قبل عبدالعزیز بن ہارون بن عبداللہ بن دِحیۃ بن خلیفہ الکلبی کو اس کے لیے منتخب کیا تھا لیکن اس کے بعد یزید نے اس کو چھوڑ دیا اور منصور کو حاکم بنایا۔عبدالعزیز نے کہا کہ اگر میرے پاس فوج ہوتی تو میں اس عہدہ کو قبول کر لیتا منصور نے اسی بنا پر اُس کو چھوڑ دیا۔منصور کچھ تشرع یا متدین شخص نہ تھا وہ اس وجہ سے یزید کے ساتھ ہوگیا تھا کہ غیلانیہ کے متعلق یزید کی رائے اچھی تھی اور دوسرے یوسف کا خالد قسری کے قتل کرنے کی وجہ سے وہ ولید کے قتل میں شریک ہوا۔چنانچہ جب یزید نے اس کو عراق کا حاکم بنایا تو یہ کہا کہ اللہ سے ڈرو اور یہ جان لو کہ میں نے ولید کو صرف اس وجہ سے قتل کیا کہ وہ فاسق اور فاجر تھا، اس لیے تم ایسے افعال کے ہرگز مرتکب نہ ہونا کہ جن بنا پر میں نے ولید کو قتل کیا ہے۔

جب یوسف بن عمر کو ولید کے قتل کی خبر ملی اس وقت جس قدر یمانی اس کے پاس موجود تھے تمام کو قید کر لیا اور بنو مضر کے ہر ہر فرد سے تنہائی میں یہ پوچھنے لگا کہ اگر سلطنت میں کسی قسم کا اضطراب

Marfat.com

لاحق ہوتو تم کیا کرو گے۔ ان میں سے ہر مضری نے یہ جواب دیا کہ ہم اہل شام میں سے ہیں۔ شام والے جو کچھ کریں گے ہم بھی وہی کریں گے اور جس شخص پر وہ بیعت کریں گے اُس پر ہم بھی کریں گے۔ یوسف نے جب اپنے خیال کے مطابق کسی کو نہ پایا تو تمام یمانیوں کو رہا کر دیا۔

منصور جب والی مقرر ہو کر روانہ ہوا اور عین التمر پہنچا تو اس نے شام کے تمام ان سرداروں کو جو حیرہ میں مقید تھے، ولید کے قتل کی اور اپنے امارت کی بذریعہ خط اطلاع دی اور اُن کو حکم دیا کہ یوسف اور اُس کے عمال کو قید کر لو۔ منصور نے ان تمام خطوط کو سلیمان بن سلیم بن کیسان کے پاس بھیج دیا تا کہ وہ اِن تمام سرداروں میں تقسیم کر دے۔ سلیمان نے ان خطوں کو اپنے پاس روک لیا اور پھر اپنے نام کا خط لے گیا اور یوسف کو پڑھ کر سُنایا۔ یہ سُن کر یوسف متحیر ہو گیا اور سلیمان سے کہنے لگا کہ اب کیا صورت کی جائے۔ سلیمان نے کہا کہ تمھارا کوئی امام نہیں ہے کہ اس کے ساتھ ہو کر جنگ کرو اور نہ شامی جنگ میں تمھارا ساتھ دیں گے۔ میں تم کو منصور سے مامون اور محفوظ بھی نہیں پاتا ہوں اس لیے اس وقت صرف یہی صورت ہے کہ تم ان شامیوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ یوسف نے پوچھا کہ اس کی ترکیب کیا ہوگی؟ سلیمان نے یہ کہا کہ یزید کی اطاعت کا اظہار کرو اور اپنے خطبوں میں یزید کے لیے دعائیں کرو اور جب منصور قریب پہنچ جائے تو تم میرے پاس چھپ جاؤ اور اُس کو اور تمام کام کو چھوڑ دو۔ اس کے بعد سلیمان، عمرو بن محمد بن سعید بن العاص کے پاس آیا اور اس کو ان تمام باتوں کی خبر دی اور اس سے پوچھا کہ کیا تم یوسف کو اپنے پاس چھپا سکتے ہو؟ عمرو نے کہا کہ ہاں چنانچہ یوسف اس کے پاس چلا گیا۔ عمرو بن محمد نے کہا کہ کوئی مجرم بھی اس قدر خوف زدہ نہیں دیکھا گیا جتنا کہ یہ شخص اپنے اس تکبر کے بعد خوف زدہ دیکھا گیا۔

منصور کوفہ پہنچا اور اس نے خطبہ دیا جس میں جب ولید اور یوسف کے نام لیے گئے تو مذمت کی اس کے بعد اور دوسرے خطباء نے بھی ان کی برائیاں بیان کیں۔ جب یوسف سے ان لوگوں کا تذکرہ عمرو بن محمد نے آ کر کیا تو ہر اس شخص کے تذکرے کے وقت جس کو بری طرح یاد کرتا یہ کہتا کہ قسم خدا کی مجھ پر یہ فرض ہے کہ میں اُن کو اتنے کوڑے لگواؤں۔ عمرو اس کی حکومت کے اس طمع اور لوگوں کے دھمکانے کی خواہش پر سخت حیران ہوا۔ اس کے بعد یوسف کوفہ سے پوشیدہ طریقہ پر شام میں آ کر بلقاء میں ٹھہرا لیکن جب اس کی خبر یزید بن ولید کو ملی تو اس نے پچاس سواروں کو اس کی طرف بھیج دیا۔

Marfat.com

یوسف سے بنونمیر کے قبیلہ کے ایک شخص نے کہا کہ اے یوسف واللہ تم قتل کیے جاؤ گے تم میری اطاعت کرو اپنی حفاظت کا سامان کرو۔ یوسف نے اطاعت کرنے سے انکار کر دیا تو وہ شخص بولا کہ اچھا تو تم مجھ کو اس کی اجازت دو کہ میں تم کو قتل کر ڈالوں تا کہ تجھ کو یہ یمنی نہ قتل کر سکیں اور ہم کو تمھارے قتل کی وجہ سے عار اور غصہ نہ دلائیں۔ یوسف نے کہا کہ مجھ کو اس بات کے قبول کرنے کا کوئی حق نہیں ہے جس کو تم نے پیش کیا ہے اس نمیری نے کہا کہ تو اپنی حالت کو خوب جانتا ہے۔

وہ سوار جو یوسف کو تلاش کرنے کے لیے بھیجے گئے تھے، پہنچ گئے اور یوسف کو تلاش کرنے لگے لیکن جب وہ نہ ملا تو اُن لوگوں نے اس کے لڑکے کو دھمکایا اور پتہ بتانے پر مجبور کیا اس نے کہا کہ وہ اپنے کھیت کھلیان گئے ہیں۔ یہ سوار اسی طرف اس کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ یوسف کو جب اُن کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ بھاگ گیا اور جلدی میں اپنا جوتا چھوڑ گیا۔ سوار برابر جستجو اور تلاش میں رہے آخر کار اس کو عورتوں کے درمیان اس حالت میں پایا کہ انھوں نے ریشمی کپڑوں سے اس کو چھپا دیا تھا اور خود اُس کے کنارے پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان سواروں کو جب پتہ چل گیا تو انھوں نے اس کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹی اور اس کو پکڑ کر یزید کے پاس لے آئے۔ اس موقع پر بعض سپاہیوں نے اس پر حملہ بھی کیا اور اس کی ڈاڑھی کے کچھ بال بھی نوچے۔ اس کا قد بہت ہی چھوٹا تھا اور ڈاڑھی لمبی تھی۔ جب یہ یزید کے سامنے لایا گیا تو وہ ڈاڑھی کو جو ناف تک تھی ہاتھ میں لے کر کہنے لگا اے امیر المومنین لوگوں نے میری ڈاڑھی نوچ لی اور ایک بال بھی نہیں چھوڑا حالانکہ اس وقت اُس کی ڈاڑھی ناف تک تھی۔ پھر یزید نے اس کو قید کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ خضراء میں قید کیا گیا۔ قید خانے میں ایک شخص نے آ کر کہا، کیا تجھ کو اس کا خوف نہیں ہے کہ اگر تیرے بعض دشمنوں کو تیرے یہاں قید ہونے کی خبر مل جائے اور وہ آ کر اوپر سے پتھر گرا دیں جس سے تو ہلاک ہو جائے۔ یوسف نے کہا کہ میں نے اس کا خیال نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد اس نے یزید سے اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ مجھ کو خضراء کے قید خانہ کے علاوہ جہاں چاہے بھیج دے۔ خواہ وہ اس سے تنگ و تاریک ہی کیوں نہ ہو۔ یزید اس کی حماقت پر متعجب ہوا اور اس کو وہاں سے ہٹا کر اس قید خانہ میں بھیج دیا جہاں ولید کے دونوں لڑکے قید تھے چنانچہ یوسف اسی قید خانہ میں یزید کے پورے عہد خلافت میں اور ابراہیم کے عہد حکومت میں دو مہینہ دس دن تک رہا۔ پھر جب مروان دمشق کے قریب پہنچا تو یزید بن خالد قسری نے اپنے باپ خالد کے مولی کو جس کا نام ابوالاسد تھا ان لوگوں

Marfat.com

کے قتل کے لیے متعین کیا۔

منصور بن جمہور عراق میں ماہ رجب کی چند تاریخوں کے گذرنے کے بعد پہنچا اور آنے کے ساتھ ہی بیت المال پر قبضہ کرلیا۔ لوگوں کے وظائف اور عطیات کو جاری کر دیا اور اس کے علاوہ تمام ان لوگوں کو جو قید خانے میں تھے، آزاد کر دیا جس میں عمال حکومت اور اہل خراج تھے اور عراق کے لوگوں سے یزید کے لیے بیعت لی اس کے بعد بقیہ ماہ رجب، شعبان اور رمضان میں وہیں رہا۔ ماہ رمضان ختم ہونے کو چند دن باقی تھے کہ وہاں سے واپس آیا۔

نصر بن سیار کا منصور کی ولایت سے انکار

اسی سال نصر بن سیار نے منصور بن جمہور کو خراسان پر حاکم ماننے سے انکار کر دیا حالانکہ یزید بن ولید نے جب منصور کو عراق کا حاکم بنایا تھا تو اس کے ساتھ ہی خراسان کی حکومت بھی اس کے سپرد کی گئی تھی۔ یوسف بن عمر کا خط بھیج کر نصر کو بلانا اور نصر کا تحفہ وتحائف کے ساتھ دیر کر کے روانہ ہونے کا بیان ہم کر چکے ہیں۔ جب نصر کو ولید کے قتل کی خبر ملی تو وہ ان تمام تحائف کے ساتھ واپس آیا۔ آنے کے بعد ہی اس نے غلاموں کو آزاد کر دیا، خوبصورت لونڈیوں کو اپنے لڑکوں اور مخصوص احباب میں تقسیم کر دیا اور ان ظروف کو عوام الناس کے حوالے کر دیا۔ عمال کو ملکوں کی طرف روانہ کر دیا اور اُن کو حسن سیرت اور اخلاق کے ساتھ رہنے کی ہدایت کی۔ منصور نے اپنے بھائی کو خراسان اور رے پر حاکم بنایا لیکن نصر نے اس کو قبضہ کرنے نہ دیا بلکہ اس نے اپنے آپ کو اور شہر کو منصور اور اُس کے بھائی کی زد سے محفوظ کرلیا۔

اہل یمامہ اور اُن کے عامل کے درمیان جنگ

جب ولید بن یزید مقتول ہوگیا تو اس وقت یمامہ کا عامل علی بن مہاجر تھا جس کو یوسف بن عمر نے مقرر کیا تھا۔ دول بن حنیفہ کی اولاد میں سے مہیر بن سلمی بن ہلال نامی شخص نے اس سے کہا کہ ہمارے شہر کو خالی کر دو۔ علی بن مہاجر نے شہر خالی کرنے سے انکار کر دیا۔ مہیر نے اس کے مقابلے کے لیے فوج جمع کی اور حملے کے لیے روانہ ہوا۔ اس وقت علی اپنے محل میں تھا جو ایک کھلے ہوئے میدان میں تھا اس وجہ سے وہیں جنگ چھڑ گئی۔ علی نے شکست کھائی یہاں تک کہ محل میں چلا گیا اور پھر محل سے

Marfat.com

بھاگا اور شہر کی طرف چلا گیا۔ مہیر نے اس کے بہت سے ساتھیوں کو قتل کر ڈالا۔ یحییٰ بن ابی حفص نے ابن مہاجر کو جنگ کرنے سے منع کیا تھا لیکن اس نے بات نہ مانی تو یہ اشعار کہے:

بَذَلْتُ نَصِيحَتِيْ لِبَنِيْ كِلَابٍ فَلَمْ تَقْبَلْ مَشاوِرَتِيْ ونَصْيحِيْ

فِدًا لِّبَنِيْ حَنِيْفَةَ مَنْ سواهُمْ فَاِنَّهُمْ فَوَارِسُ كُلِّ فَتْحِ

[میں نے بنوکلاب کو نصیحت کی لیکن اُنھوں نے میری نصیحت اور مشورے کو قبول نہیں کیا۔ بنوحنیفہ پر تمام لوگ فدا ہو جائیں بس وہی ہر میدان فتح کے شہسوار ہیں۔]

شقیق بن عمر والسدوسی نے یہ کہا:

اِذَاانْتَ سَالَمْتَ الْمُهَيْرَوَرَهْطَهٗ اَمِنْتَ مِنَ الْاَعْدَآءِ وَالْخَوْفِ والذَّعرَ

فتىً رَاحَ يَوْمَ الْقَاعِ رَوْحَةَ مَاجِدٍ اَرَادَبِهَاحُسْنَ السَّمَاعِ مَعَ الْاَجُر

[اگر تم نے مہیر اور اُس کی قوم سے صلح کر لی ہوتی تو تم دشمنوں سے اور خوف و دہشت سے مامون ہو جاتے۔ وہ ایسا جوان ہے جو یوم القاع میں معذورین کی طرح آیا جہاں اُس نے اجرت دے کر بہترین گانا سُننے کا ارادہ کیا۔]

یہ لڑائی ''یوم القاع'' کہلاتی تھی۔ اس کے بعد، مہیر یمامہ کا امیر ہو گیا۔ کچھ دنوں کے بعد جب اس کا انتقال ہوا تو بنوقیس بن ثعلبہ بن دوَل میں سے ایک شخص عبداللہ بن نعمان امیر ہوا اور اس نے مندلث بن ادریس حنفی کو فلج کا عامل بنایا۔ یہ عامر بن صعصعہ کے قریوں میں سے ایک قریہ ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ بنوتمیم کا گاؤں ہے۔ مندلث کے مقابلے کے لیے بنوکعب بن ربیعہ بن عامر جمع ہوئے اُن کے ساتھ بنوعقیل اور ابوالفلج المندلث بھی ہو گئے۔ مندلث کی ان سے جنگ ہوئی جس میں مندلث اور اُس کے اکثر ساتھی مقتول ہوئے لیکن اُس کے ساتھیوں میں سے جو بنوعامر تھے وہ بالکل محفوظ رہے۔ اسی دن یزید بن طثریہ بھی مقتول ہوا۔ الطَّثْرِيَة اس کی ماں کا نام تھا۔ یہ طثر بن عنز بن وائل کی جانب منسوب ہے۔ یزید بن طثر اصل میں یزید بن منتشر ہے۔ اس کے بھائی ثور بن الطَّثْرِيَة نے اس کے مرنے پر یہ مرثیہ لکھا:

ارى الاثل من نحو العقيق مجاورى مقيما وقد غالت يزيد غوائله

وقد كان يحمى المحجرين بسيفه ويبلغ اقصى حجرة الحى نائله

Marfat.com

[یہ کیا ہے کہ میں بھاؤ کے درخت کو باوجود یزید کے ہلاک ہوجانے کے عقیق کی سمت میں اپنا پڑوسی دیکھ رہا ہوں۔ رؤساء یمن کی چراگاہوں کی حفاظت اپنی تلوار سے کرتا تھا اور اُس کی سخاوت اُس کے اپنے قبیلہ کے گوشہ گوشہ تک پہنچتی تھی۔]

یہ یوم الفلج اول تھا۔ جب عبداللہ بن نعمان کو مندلث کے قتل کی خبر ملی تو اُس نے بنوحنیفہ اور دوسرے قبائل میں سے ایک ہزار آدمیوں کو جمع کیا اور فلج پر حملہ آور ہوئے جب لوگ صف بستہ ہوگئے اور جنگ شروع ہوئی تو ابولطیفہ بن مسلم العقیلی پس پا ہوکر بھاگا۔ اس پر کسی لکھنے والے نے کہا:

فرابو لطیفه المنافق والجفو نیان وفر طارق

لمااحاطت بهم البوارق

[ابولطیفہ منافق اور دونوں جفونی بھاگ گئے اور طارق بھی بھاگا۔ جب کہ چمک دار تلواروں نے اُن کو گھیر لیا۔]

اس شعر میں طارق سے مراد طارق بن عبداللہ القشیر ی تھا اور دونوں جفونی بنوقشیر میں سے تھے۔ بنو جعدہ میدان میں اترے لیکن بھاگے جس کی وجہ سے اکثر آدمی مقتول ہوئے۔ زیاد بن حیان الجعدی کا ہاتھ کٹ گیا تو اُس سے یہ شعر کہا:

انشد کفا ذهبت وساعدا انشد هاولا ارانی واجدا

[میں اپنی گم شدہ ہتھیلی اور کلائی کو ڈھونڈ رہا ہوں لیکن میں اب کسی کو بھی نہیں پاتا۔]

اس کے بعد زیاد مارڈالا گیا۔ کسی ربعی نے یہ کہا: (ترجمہ)

[ہم بنوکعب کے مقابلہ میں تلوار، نیزے اور پراگندہ بال سرکش گھوڑوں کے ساتھ آگے بڑھے۔ ابھی سورج کی کرنیں غائب نہ ہونے پائی تھیں کہ تم نے دیکھا کہ ہم بنوکعب کو جانوروں کی طرح ہنکار ہے ہیں۔ ایک ایسی ضرب کے ساتھ جس نے کھوپڑیوں کو اپنی جگہوں سے ہٹا دیا۔ اور ایسی نیزہ بازی سے جس کے زخم بہنے والے مشکیزوں کے منہ کی طرح ہیں۔]

یہ دن فلج ثانی کا دن تھا۔ پھر بنوقشیر، جعدہ، عقیل اور نمیر سب کے سب اکٹھا ہوئے ان کا سردار ابوسہلہ النمیر ی تھا۔ انھوں نے بنی حنیفہ کے اُن لوگوں کو جو معدن صخرا میں انھیں ملے قتل کردیا

Marfat.com

اوراُن کی عورتوں کے زیوراور کپڑے اُتار لیے لیکن بنونمیر نے عورتوں پر کوئی زیادتی نہیں کی۔ جب عمر بن الوازع الحنفی کوعبداللہ بن نعمان کی حرکتوں کا جواُس نے فلج ثانی کی جنگ میں کی تھیں علم ہوا تو اُس نے یہ کہا کہ میں عبداللہ سے اوراس کے ان ساتھیوں سے جنھوں نے غارت گری کی ہے، بدلہ لیے بغیر نہ رہوں گا۔ اور یہ ایک ایسا زمانہ ہے جس میں عقوبت سلطانی سے امن ہے۔ اس نے اپنے لشکر کو جمع کیااور شریف پہنچا وہاں پہنچ کر اُس نے اپنی فوج کو ہر طرف پھیلا دیا اور پھر وہ تمام کا تمام لشکر لوٹ اور غارت گری میں مشغول ہوگیا۔ جس میں اُس کے ہاتھ غنایم سے مالا مال ہوگئے۔ پھر وہاں سے وہ اپنے لوگوں کے ساتھ واپس پھرااور نشاش پہنچا۔ ادھر بنوعامر مجتمع ہوکر آگے بڑھے۔ اس کی عمر بن الوازع کو مطلق خبر نہ تھی مگر جب اونٹوں کی بلبلاہٹ کی آواز اُس کے کانوں میں پڑی تو وہ خبردار ہوا چنانچہ اس نے عورتوں کو خیمہ میں جمع کر دیا اور اُن پر پہرا بٹھادیا اور خود لڑنے کے لیے میدان میں چلا گیا۔ وہاں جب لڑائی سخت ہوئی تو وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ شکست کھا گیا اور عمر بن الوازع بھاگ کر یمامہ پہنچا۔ بنی حنیفہ کے بہت سے لوگ گرمی کی شدت اور پیاس کی وجہ سے کنوؤں میں گر پڑے۔ بنوعامر بہت سے قیدی اور عورتوں کو ساتھ لے کر لوٹے۔ قحیف نے کہا ہے:

وبالنشاش یوم طارفیه　　لناذکر وعد لنافعال

فداء خالتی لبنی عقیل　　وکعب حین تزدحم الجدود

هم ترکوا علی النشاش صرعی　　بضرب ثم اهونه شدید

[نشاش کی لڑائی کے دن ہمارے نام مشہور ہوئے اوراس دن ہمارے کارنامے شمار کیے گئے۔ میری خالہ بنوعقیل اور بنوکعب پر فدا ہے جب کہ لوگوں کی قسمتیں ایک دوسری کی مدافعت کر رہی تھیں۔ جنھوں نے نشاش میں نعشوں کا ڈھیر لگادیا ایک ایسی ضرب کے ساتھ جس کی اوچھی اُن کے لیے کاری تھی۔]

نشاش کے دن بنوقیس نے لوٹ مار نہیں کی مگر بنی عقیل نے آکر اُن کو لوٹ لیا۔ نشاش کی لڑائی کا بیان تھا اس کے بعد بنوحنیفہ پھر مجتمع نہ ہوسکے بجز اس کے کہ عبیداللہ بن مسلم الحنفی نے ان کو ایک مرتبہ جمع کیا تھا اور بنوقشیر کے پانی پر حملہ کیا جو حلبان کے نام سے مشہور تھا شاعر نے کہا ہے:

لقد لاقت قشیر یوم لاقت　　عبیدالله احدی المنکرات

Marfat.com

لقد لاقت علی حلبان لیثاً　　هزبر الاینام علی التراب

[بنو قشیر کو عبیداللہ کے مقابلہ کے دن سخت دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ان کو مقام حلبان میں ایک ایسے سخت شیر سے مقابلہ کرنا پڑا جو زمین سے پیٹھ ہی نہ لگاتا۔]

عبیداللہ نے عقیل پر حملہ کر کے ان کے بیس ہزار آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔

اس کے بعد مثنیٰ بن یزید بن عمر بن ہبیرۃ الفزاری اپنے باپ کی جانب سے یمامہ پر والی ہو کر آیا۔اس کا باپ یزید بن عمر بن ہبیرۃ الفزاری مروان الحمار کی طرف سے عراق کا حاکم تھا۔مثنیٰ یمامہ میں اس وقت پہنچا جب کہ وہاں کے باشندے صلح وامن سے زندگی بسر کر رہے تھے کوئی جنگ وجدل نہ تھی مگر جب بنو عامر نے بنو حنیفہ کے خلاف شہادت دی تو مثنیٰ کے دل میں بھی تعصب کی آگ بھڑک اُٹھی کیونکہ وہ بھی قیسی تھا اُس نے بنو حنیفہ کے بعض لوگوں کو مارا اور اُن کے سر منڈوا ڈالے بعض نے اس پر یہ شعر کہا ہے:

فان تضربونا بالسیاط فاننّا　　ضربنا کم با لمرھفات الصوارم

وان تحلقوا منا الرؤس فاننا　　قطعنا رؤوسا منکم بالغلاصم

[اگر تم نے ہم کو کوڑے سے مارا تو کیا ہوا ہم نے تم کو تیز کاٹنے والی تلواروں سے مارا ہے۔ اگر تم نے ہمارے بعض آدمیوں کے سر منڈوائے ہیں تو ہم نے بھی تمھارے سروں کو گردن سمیت کاٹ لیا ہے۔]

اس کے بعد شہر میں سکون ہو گیا۔اس مدت میں عبیداللہ بن مسلم الحنفی برابر پوشیدہ رہا یہاں تک کہ بنو عباس کی جانب سے سری بن عبداللہ الہاشمی یمامہ پر والی ہو کر آیا۔لوگوں نے اس کو عبیداللہ کا پتہ دیا اس نے اس کو قتل کر ڈالا۔نوح بن جریر الخطفی نے کہا:

فولا السری الھاشمی وسیفه　　اعاد عبیدا للہ شرا علی عکل

[اگر سری ہاشمی اور اس کی تلوار نہ ہوتی تو عبیداللہ پھر عکل پر آفت ڈھاتا۔]

عراق پر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کی ولایت

اسی سال یزید بن ولید نے منصور بن جمہور کو عراق سے معزول کیا اور عبداللہ بن عمر بن

Marfat.com

عبدالعزیز کو وہاں کا حاکم بنایا۔ جب اس کو وہاں کا والی مقرر کیا تو اس سے کہا کہ عراق جاؤ کیونکہ وہاں کے باشندے تیرے باپ کے زیادہ معتقد ہیں۔ چنانچہ جب وہ عراق پہنچا تو اس نے اپنے جانے سے پہلے ان شامی سرداروں کے پاس قاصد بھیجے جو اس وقت عراق میں تھے۔ وہ اس بات سے خائف تھا کہ منصور حکومت اس کے سپرد نہ کرے گا لیکن اہل شام نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور منصور نے بھی ولایت اس کے سپرد کر دی اور خود شام کی طرف چلا گیا۔ عبداللہ نے مختلف مقامات پر اپنے عمال روانہ کیے اور لوگوں کو ان کے وظائف اور عطایا تقسیم کیے مگر اس پر سرداران شام چیں بہ جبیں ہوئے اور انھوں نے کہا کہ تم ہمارے مال کو ان لوگوں پر تقسیم کرتے ہو جو ہمارے دشمن ہیں۔ اس نے کہا کہ اے اہل عراق میرا ارادہ ہے کہ تمھاری تمام مال گذاری تم ہی کو دے دوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم اس کے زیادہ حق دار ہو لیکن ان لوگوں نے مجھ سے جھگڑا کیا۔ اس کے بعد اہل کوفہ جبانہ میں مجتمع ہو گئے تو اس نے شامیوں کو معذرت طلب کرنے کے لیے بھیجا لیکن دونوں فریقوں میں شور و شغب مچ گیا جس میں ایسے لوگ مقتول ہوئے جو غیر معروف تھے عبداللہ نے اپنا کوتوال اور سواد کے خراج و حسابات کا ذمہ دار عمر بن غضبان القبعثری کو بنایا۔

خراسانیوں کے درمیان اختلافات

اسی سال خراسان میں نزاری اور یمنی عربوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ کرمانی نے نصر بن سیار کی مخالفت کا اعلان کیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ جب نصر نے یہ دیکھا کہ فتنہ بڑھ رہا ہے تو اس نے بیت المال کی تمام رقوم کو اپنے ساتھ لے لیا اور لوگوں کو چاندی اور سونے کے وہ ظروف بعض عطیات کے عوض میں دیے جن کو ولید کے لیے اس نے بنوایا تھا۔ لوگوں نے اپنے عطیات کا تقاضا شروع کیا تو وہ پریشان ہو کر رہ گیا۔ نصر نے کہا کہ "میری نافرمانی سے بچو تم پر میری اطاعت اور فرماں برداری فرض ہے اور اتفاق اور اتحاد ضروری ہے۔ اس کے کہنے کے بعد دوکان دار اپنے اپنے بازاروں کی طرف جھپٹے۔ نصر ان کی اس حرکت پر بہت بگڑا اور کہنے لگا کہ تمھارا کوئی عطیہ یا وظیفہ نہیں ہے اُس نے کہا کہ مجھے یقین کامل ہے کہ تمھارے قدموں کے نیچے ایسا فتنہ جوش مارتا ہے کہ جس کا روکنا مشکل ہے اور میں گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ تم بازاروں میں مذبوحہ بھیڑ بکریوں کی طرح پڑے ہو گے۔ کسی

Marfat.com

شخص کی ولایت اور حکومت کے چند دن بھی گزرنے نہیں پاتے کہ تم اُس سے بیزار ہو جاتے ہو۔اے اہل خراسان تم دشمنوں کے وسط میں فوجی چوکی ہو تم اس سے بچو کہ تم میں اختلاف پیدا ہو جائے۔تم ایسے کام کر رہے ہو جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم فتنہ وفساد برپا کرنا چاہتے ہو۔اللہ تم پر رحم نہ کرے، میں نے تمھارے ساتھ ارتباط پیدا کیا اور آپس میں رشتہ داری اور قرابت پیدا کی لیکن اب تم میں اور ہم میں اتحاد اور دوستی نہیں ہے۔پس میری اور تمھاری حالت اس شعر کی طرح ہے:

استمسکوا اصحابنا نحد وبکم　　فقد عرفنا خیر کم و شر کم

[اے ہمارے دوستو ذرا ٹھہرو ہم تم کو چلائیں گے کیونکہ ہم نے تمھارے اچھے اور بروں کو پہچان لیا ہے۔]

اے اہل خراسان اللہ سے ڈرو اگر تم میں دو تلواریں بھی کھینچ گئیں یعنی ذرا بھی نااتفاقی پیدا ہوگئی تو تم میں کا ہر شخص اس کی آرزو کرے گا کہ وہ مال ودولت اور اہل وعیال سے کنارہ کشی اختیار کرے۔

اے اہل خراسان تم نے اتفاق کو حقارت کی نظر سے دیکھا اور نا اتفاقی کی طرف مائل ہو گئے پھر نصر نے نابغہ ذیبانی کا یہ شعر پڑھا:

فان یغلب شقاء کم علیکم　　فانی فی صلاحکم سعیتُ

[اگر تمھاری بدبختی تم پر غالب آجائے تو مجبوری ہے۔ ورنہ میں نے تو تمھاری بھلائی کی پوری کوشش کی۔]

اس عرصے میں نصر کے پاس عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے اس کے خراسان پر بحال رہنے کے متعلق حکم آیا۔کرمانی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس وقت لوگ فتنہ میں مبتلا ہیں اس لیے تم لوگ اپنی ضروریات کے لیے اپنا سردار منتخب کرلو۔اس کو کرمانی اس وجہ سے کہتے تھے کہ اس کی پیدائش کرمان کی تھی۔اس کا نام جُدیع بن علی الازدی المعَنّی تھا۔اس کے ساتھیوں نے کہا کہ تم ہی ہمارے امیر ہو۔

مضریوں نے نصر سے کہا کہ کرمانی تمھارے معاملات میں رخنہ اندازی کرے گا تم اس کو پکڑ کر قتل کر ڈالو یا قید کرلو۔نصر نے کہا کہ نہیں بلکہ میرے بہت سے بیٹے اور بیٹیاں ہیں۔میں اپنے لڑکوں کی شادی اس کی لڑکیوں سے کردوں گا اور اپنی لڑکیوں کی شادی اس کے لڑکوں سے کردوں گا۔

Marfat.com

لوگوں نے کہا یہ مناسب نہیں ہے۔ نصر نے کہا کہ میں اس کے پاس ایک لاکھ درہم بھیجتا ہوں چونکہ وہ بہت بخیل ہے اس لیے اپنے ساتھیوں کو کچھ نہ دے گا اور اس بناء پر لوگ خود ہی اس سے الگ ہو جائیں گے۔ مضریوں نے اس کو بھی ناپسند کیا اور کہا یہ تو اس کی تقویت کا باعث ہوگا۔ لوگ برابر نصر کو اس پر آمادہ کرتے رہے حتیٰ کہ اس سے یہ بھی کہا کہ اگر کرمانی کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ سلطنت پر یہودی یا نصرانی ہوئے بغیر قبضہ وتسلط حاصل نہیں کر سکتا تو وہ فوراً یہودی یا نصرانی ہو جائے گا۔

نصر اور کرمانی دونوں مخلص دوست تھے۔ کرمانی نے اسد بن عبداللہ کی حکومت کے زمانہ میں نصر کے ساتھ احسان کیا تھا لیکن جب نصر والی ہو کر آیا تو اس نے کرمانی کو ریاست سے معزول کر دیا اور دوسرے شخص کو متعین کر دیا۔ اس وجہ سے دونوں کے دلوں سے خلوص جاتا رہا۔ جب مضریوں کا اصرار حد سے متجاوز ہو گیا تو نصر نے کرمانی کے قید کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے اپنے کوتوال کو حکم دیا کہ اس کو لے آؤ۔ بنوازد نے ارادہ کیا کہ کرمانی کو چھڑا لیں لیکن کرمانی نے خود ہی ان کو ایسا کرنے سے روک دیا اور خوشی سے اس کے ساتھ نصر کے پاس چلا گیا بلکہ ہنستا ہوا گیا۔ وہاں پہنچنے کے بعد نصر نے کہا کہ اے کرمانی کیا میرے پاس تیرے قتل کے لیے یوسف بن عمر کا حکم نہیں آیا تھا اور میں نے اس کو یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ کرمانی خراسان کا ایک بزرگ ہے اور بہادر ہے۔ کیا اس طریقہ پر میں نے تیری جان نہیں بچائی۔ کرمانی نے کہا ہاں تم نے ایسا کیا ہے۔ نصر نے پھر پوچھا، کیا میں نے تیرا تاوان معاف نہیں کیا جس کی ادائیگی تجھ پر واجب تھی اور اس کو لوگوں کے عطایا میں محسوب نہیں کیا؟ کرمانی نے اس کے جواب میں کہا کہ ہاں۔ نصر نے پھر کہا کہ کیا میں نے تیرے لڑکے علی کے ساتھ باوجود تیری قوم کی ناراضی کے کیا بھلائی نہیں کی؟ کرمانی نے کہا ہاں۔ نصر نے کہا تو پھر ان کا یہی نتیجہ ہوا کہ تم نے فتنہ کر کے ان تمام احسانات کو خاک میں ملا دیا۔ آخرکار کرمانی نے کہا کہ امیر نے جتنی باتیں بیان کیں درحقیقت وہ اس سے زیادہ ہیں جن کا میں شکر گزار ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ اسد کے زمانہ میں میں کیا طرز عمل رکھتا تھا۔ میں خود فتنہ وفساد کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ سالم بن احوز نے کہا کہ اے امیر اس کی گردن اڑا دیجیے۔ عصمۃ بن عبداللہ الاسدی نے کہا اے کرمانی تو فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے یا اس چیز کو چاہتا ہے جس کو تو پا نہیں سکتا۔ عبدالرحمٰن بن نعیم العامری کے دونوں لڑکے مقدام اور قُدامۃ نے کہا کہ اے لوگو ندماء فرعون تم سے بہتر تھے کیونکہ انھوں نے فرعون سے کہا: اَرْجِہْ وَاَخَاہُ ۔ (یعنی اس کو اور اس کے

Marfat.com

بھائی کو چھوڑ دو۔) واللہ تم دونوں کے کہنے سے کرمانی نہیں قتل کیا جا سکتا۔ آخر کار نصر نے اس کو سزا دے کر قھندز میں قید کرنے کا حکم دیا۔ یہ واقعہ ۲۷/ رمضان ۱۲۶ھ کا ہے۔

اس کے بعد بنوازد نے نصر سے اس کے متعلق گفتگو کی۔ نصر نے کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ اس کو قید کر دوں گا مگر میں اُسے کوئی تکلیف نہ پہنچاؤں گا لیکن اگر تم کو کسی قسم کا خوف ہو تو کسی آدمی کو منتخب کرو جو اس کے ساتھ رہے۔ اُس کے طرف داروں نے یزید النحوی کو اس کام کے لیے منتخب کیا جو اس کے ساتھ رہنے لگا۔

اس کے بعد ایک شخص نَسف کا رہنے والا کرمانی کے خاندان کے پاس آیا اور اس نے ان سے کہا کہ اگر میں کرمانی کو وہاں سے نکال لاؤں تو تم مجھ کو کیا دو گے۔ اُنھوں نے کہا کہ جو کچھ مانگو گے وہ دیں گے۔ چنانچہ وہ قھندز آیا اور اس نے نکاسی آب کی نالی کے راستے کو وسیع کر دیا اور کرمانی کے لڑکوں سے کہا کہ تم اپنے باپ کو لکھ دو کہ آج رات کو نکلنے کے لیے تیار ہو جائے۔ لوگوں نے خط لکھ کر کھانے کے ساتھ بھیج دیا۔ کرمانی نے رات کو یزید النحوی اور خضر بن حکیم کے ساتھ کھانا کھایا مگر جب یہ دونوں چلے گئے تو کرمانی اس راستہ میں داخل ہوا۔ اتفاقاً ایک سانپ اس کی کمر میں لپٹ گیا لیکن اس نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ کرمانی اطمینان سے اپنے گھوڑے بشیر پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا حالانکہ اس کے پیر میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ لوگ اسی حال میں کرمانی کو عبدالملک بن حرملہ کے پاس لے آئے۔ اس نے بیڑیاں نکال ڈالیں اور اس کو آزاد کر دیا۔

بعض کا بیان ہے کہ خود کرمانی کے آزاد کردہ غلام نے قید سے نکالا اس کی صورت یہ ہوئی کہ اُس نے قھندز میں ایک سوراخ دیکھا تو وہ اس کو وسیع کر کے کرمانی کو اسی راستہ سے نکال لایا۔ کرمانی نے ابھی صبح کی نماز نہیں پڑھی تھی کہ تقریباً ایک ہزار آدمی جمع ہو گئے اور آفتاب بلند ہوتے ہوتے تین ہزار انسانوں کا جمگھٹا ہو گیا۔ اس زمانے میں بنوازد نے عبدالملک بن حرملہ سے کتاب اللہ اور سنت نبوی پر بیعت کر لی تھی۔ جب کرمانی قید سے نکلا عبدالملک نے اپنی بیعت توڑ ڈالی۔

جب کرمانی قید سے بھاگا تو نصر نے باب مروالروذ میں لوگوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے تقریر کی اس نے کہا کہ وہ کرمان میں پیدا ہوا تو کرمانی ہوا پھر وہ ہرات میں ڈال دیا گیا اس سے ہروی ہو گیا اور دو فرشوں پر سونے والے انسان کی نہ کوئی اصل ہوتی اور نہ بڑھنے والی فرع ہوتی ہے پھر بنوازد

Marfat.com

کا تذکرہ کرتے ہوئے اس نے کہا کہ اگر اُن کو چھیڑا جائے تو یہ ذلیل ترین قوم سے ہیں اور اگر اُن سے اعراض کرتے ہیں تو وہ اخطل کے اس شعر کے مصداق ہیں:

فدلّ علیها صوتها حیّة البحر　　خفادع فی ظلماء لیل تجاوبت

[مینڈک ہیں جو تاریک راتوں میں بولتے ہیں پس انھیں کی آواز دریائی سانپ کو ان کا پتہ دیتی ہے۔]

بعد میں نصر نے اپنی اس زیادتی پر ندامت کا اظہار کیا اور کہا کہ میں خدا کو یاد کرتا ہوں کیونکہ وہ خیر محض ہے۔اس میں شر نہیں ہے۔

پھر نصر کے پاس بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔نصر نے سالم بن احوز کو مسلح رسالہ کے ساتھ کرمانی کے پاس بھیجا اور دوسرے لوگوں نے بھی نصر اور کرمانی کے درمیان آمد و رفت شروع کی۔لوگوں نے نصر سے کہا کہ کرمانی کو امن دے دو اُس کو قید نہ کرو اس کے بعد کرمانی خود نصر کے پاس آیا اور اُس نے اپنا ہاتھ نصر کے ہاتھ میں رکھ دیا چنانچہ نصر نے اس کو حکم دیا کہ تم ہمیشہ اپنے مکان پر مقیم رہو۔لیکن پھر کچھ عرصہ کے بعد کرمانی کو نصر سے کوئی تکلیف پہنچی تو وہ اپنے ایک قریہ میں چلا گیا یہ خبر سن کر نصر نے باب مرو پر فوج کا اجتماع کیا لیکن پھر لوگوں نے کہہ سن کر کرمانی کو مامون کر دیا۔اس کے بعد نصر کا ارادہ ہوا کہ اس کو خراسان سے نکلوا دے۔اس پر سالم بن احوز نے کہا کہ اگر آپ اس کو نکال دیں گے تو اُس کی شہرت ہو جائے گی۔دوسروں نے کہا اسے خارج کر دیجیے کیونکہ وہ اسی سے ڈرتا ہے۔نصر نے کہا جس چیز کا مجھے اس کی جانب سے اس وقت خطرہ ہے اُس کے خارج ہونے کے بعد نہ رہے گا کیونکہ جب کوئی شخص شہر بدر کیا جاتا ہے تو اُس کا اثر کم ہو جاتا ہے۔لوگ برابر نصر کے اس خیال کی مخالفت کرتے رہے اور امن کے خواست گار رہے چنانچہ نصر نے پھر اس کو مامون کر دیا اور اس کے ساتھیوں کو دس دس درہم انعام دیے۔

کرمانی جب نصر کے پاس آیا تو نصر نے اس کو امن دے دیا پھر جب ابن جمہور عراق سے معزول کیا گیا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو شوال ۱۲۶ھ میں عراق کا حاکم بنایا گیا۔تو نصر نے خطبہ دیا اور اس میں ابن جمہور کا ذکر کیا اور کہا کہ میں جانتا تھا کہ وہ عراق کے عمال سے نہیں ہے اور اب خدا نے اس کو معزول کر دیا اور بہتر شخص کو جو بہتر شخص کا بیٹا ہے وہاں کا حاکم مقرر ہوا ہے۔کرمانی ابن جمہور

Marfat.com

کو برا بھلا کہنے کی وجہ سے بہت خفا ہوا اور وہاں سے واپس آ کر لوگوں کو جمع کرنے اور ہتھیار جمع کرنے میں مشغول ہو گیا۔ وہ ہر جمعہ کو کم وبیش ایک ہزار پانچ سو آدمیوں کے ساتھ مسجد مقصورہ کے باہر نماز پڑھتا پھر مقصورہ میں داخل ہو کر نصر کو صرف سلام کر کے واپس چلا جاتا، بیٹھتا نہ تھا۔ آخر میں نصر کے پاس آمد ورفت بھی ترک کر دی بلکہ اس کی مخالفت کا اظہار کیا۔ نصر نے سالم بن احوز کے ذریعہ کرمانی کو کہلا بھیجا کہ واللہ میں نے تم کو کسی برائی یا تکلیف دینے کے خیال سے نہیں قید کیا تھا بلکہ مجھ کو فتنہ وفساد کا خوف تھا اس لیے تم میرے پاس چلے آؤ۔ کرمانی نے سالم سے کہا، اگر تم میرے مکان میں نہ ہوتے تو میں بلاشبہ تم کو قتل کر ڈالتا۔ تم ابن اقطع (ہاتھ کٹے ہوئے کے بیٹے) کے پاس جاؤ اور جو برا بھلا جی میں آئے کہہ دو۔ چنانچہ سالم نصر کے پاس واپس گیا اور تمام باتیں بیان کر دیں۔ نصر بار بار لوگوں کو بھیجتا رہا حتیٰ کہ کرمانی نے آخر میں یہ کہلا بھیجا کہ مجھ کو اس کا اطمینان نہیں ہے کہ تجھ کو لوگ تیرے ارادہ کے خلاف مجبور کریں اور تو میرے ساتھ کوئی ایسا فعل کر بیٹھے جس کے بعد کسی دوستی یا الفت کا لحاظ باقی نہ رہے۔ اس لیے اگر تو چاہتا ہے کہ میں تیرے پاس سے چلا جاؤں تو میں چلا جاتا ہوں لیکن ہیبت وخوف سے نہیں بلکہ میں یہ برا سمجھتا ہوں کہ اس شہر کے لوگوں کو تکلیف پہنچاؤں اور یہاں خوں ریزی کروں۔ اس کے بعد اس نے جرجان جانے کی تیاری کی۔

حارث بن سُریج کا حال

اسی سال حارث بن سُریج کو جو بلاد ترک میں تھا امن دیا گیا۔ یہ وہاں بارہ برس سے مقیم تھا۔ اس کے بعد حکم دیا گیا کہ وہ خراسان واپس آ جائے۔ اس کی صورت یوں ہوئی کہ جب خراسان میں نصر اور کرمانی کے درمیان جھگڑے چھڑے تو نصر کو یہ خطرہ ہوا کہ اگر حارث کی طاقت اپنے ساتھیوں اور ترکوں کے ساتھ مل کر بڑھ جائے گی تو کرمانی وغیرہ سے زیادہ اس کے دفعیہ میں مشکل پڑے گی لہذا اُس نے حارث سے دوستی پیدا کرنا چاہی اور مقاتل بن حیان نبطی وغیرہ کو بھیجا کہ اس کو بلاد ترک سے واپس لے آئے۔ پھر خالد بن زیاد الترمذی اور خالد بن عمرو مولی بنی عامر، یزید بن ولید کے پاس گئے اور حارث کے لیے اس سے امان طلب کی۔ چنانچہ اس نے امان دینے کا فرمان لکھ دیا اور نصر اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز، عامل کوفہ کو لکھا کہ حارث کا جو کچھ مال ضبط کر لیا گیا وہ سب واپس کر دیا جائے۔ یہ دونوں امان کا حکم لے کر

Marfat.com

کوفہ آئے اور پھر خراسان پہنچے۔نصر نے پھر اپنا قاصد حارث کے پاس بھیجا جس سے اس وقت ملاقات ہوئی جب وہ مقاتل بن حیان اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ واپس آرہا تھا چنانچہ وہ نصر کے پاس آیا اور مرورود میں مقیم ہوا۔نصر نے اس کی تمام چیزیں واپس کردیں اس کی یہ مراجعت ۱۲۷ھ میں ہوئی تھی۔

حامیانِ بنی عباس

اسی سال امام ابراہیم بن محمد نے ابوہاشم بکیر بن ماہان کو وصیت اور ہدایت کے ساتھ خراسان بھیجا۔اس نے مرو پہنچ کر نقباء اور دعاۃ کو جمع کیا اور محمد بن علی کی وفات کی خبر دی اور ان کو محمد بن علی کے لڑکے ابراہیم کی بیعت کی دعوت دی اور ان کا خط ان کے حوالے کیا۔لوگوں نے اس خط کو اور دعوت کو قبول کرلیا اور حامیوں کا جو کچھ نفقہ ان کے پاس جمع تھا اسے بُکیر کے حوالے کیا اور وہ ان کو لے کر ابراہیم کے پاس واپس آیا۔

ابراہیم بن ولید کی ولی عہدی کی بیعت

اسی سال یزید بن ولید نے اپنے بھائی ابراہیم اور اس کے بعد عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک کی ولی عہدی کی بیعت لینے کا حکم دیا۔اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب ۱۲۶ھ میں یزید بیمار ہوا تو اس سے لوگوں نے کہا کہ ان دونوں کے لیے بیعت لے لے۔مگر یزید ہمیشہ سے قدریوں کے ساتھ تھا آخر کار اس نے ان دونوں کی بیعت لینے کا حکم دیا۔

مروان بن محمد کی مخالفت

اسی سال مروان بن محمد نے یزید بن ولید کی مخالفت کا اظہار کیا۔اس کی صورت یہ ہوئی کہ جب ولید قتل کردیا گیا تو عبدالملک بن مروان بن محمد، ولید کے بھائی عمیر بن یزید کے ساتھ صائفہ سے واپس آکر حران میں مقیم تھا۔ ولید کی طرف سے جزیرہ کا حاکم عبدۃ بن ریاح الغسانی تھا۔ جب ولید مقتول ہوگیا تو وہ جزیرہ چھوڑ کر شام چلا آیا۔اس موقع کو غنیمت سمجھ کر عبدالملک بن مروان بن محمد نے جزیرہ اور حران پر قبضہ کرلیا اور اپنے والد کو جو آرمینیا میں تھے اس کی اطلاع دی اور جلد چلے آنے کی

Marfat.com

درخواست کی۔ چنانچہ مروان نے روانگی کی تیاری شروع کی۔لوگوں کوسرحد کی جانب بھیج دیا تا کہ وہ ان پر قبضہ کر کے ان کومحفوظ کرلیں اور ظاہر یہ کیا کہ وہ ولید کے خون کا انتقام لینا چاہتا ہے۔پھر وہ فوج کے ساتھ روانہ ہوا۔اہل فلسطین میں سے اس کے پاس ثابت بن نعیم الجذامی تھا۔

اس کے ساتھ رہنے کی صورت یہ ہوئی کہ جب افریقہ کے حاکم کلثوم بن عیاض کولوگوں نے قتل کرڈالا تو ہشام نے اس کوافریقہ میں حاکم بنا کر بھیجا لیکن اس نے فوج کواطاعت خلیفہ سے منحرف کردیا اس لیے ہشام نے اس کوقید کردیا۔مروان بن محمد ایک وفد کے ساتھ ہشام کے پاس آیا اوراس کی رہائی کی درخواست کی۔ہشام نے اس کورہا کردیا۔اس کے بعد مروان نے اس کواپنے مصاحبوں میں داخل کرلیا۔

جب مروان روانہ ہوا تو ثابت بن نعیم نے ان شامیوں کوجومروان کے ساتھ تھے حکم دیا کہ وہ اس کے ساتھ ہوجائیں اور مروان کا ساتھ چھوڑدیں تا کہ وہ ان کولے کرشام چلا جائے چنانچہ شامیوں نے مروان کا ساتھ چھوڑ دیا اوراس کے ساتھ ہوگئے حتیٰ کہ ان کی تعداد مروان کے بقیہ لوگوں سے دوگنی ہوگئی۔رات بہت ہی بیداری اور ہوشیاری سے گزاری اور جب صبح ہوگئی تو جنگ کے لیے صف آراء ہوئے۔مروان کو جب خبر ملی تو اس نے منادیوں کوحکم دیا کہ وہ دونوں صفوں کے درمیان میں کھڑے ہوکر یہ منادی کردیں۔اے شامیو۔تم کوکس چیز نے اس کام کی طرف بلایا۔کیا میں تمھارے ساتھ خوش خلقی سے نہیں پیش آیا شامیوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ آپ کی اطاعت خلیفہ کی اطاعت کی وجہ سے کرتے تھے۔اب وہ قتل کردیا گیا۔اہل شام نے یزید کے لیے بیعت کرلی تو ہم ثابت کی ولایت سے راضی ہیں تا کہ وہ ہم کوہمارے شہروں کی طرف لے جائے۔منادیوں نے کہا کہ تم لوگ جھوٹ کہتے ہو جوکہتے ہواس کاارادہ نہیں ہے بلکہ تمھاری یہ خواہش ہے کہ راستہ میں جواہل ذمہ ملیں ان کامال واسباب لوٹ لو۔اس لیے ہمارے اورتمھارے درمیان اس وقت تک شمشیر برہنہ رہے گی جب تک تم مطیع نہ ہوجاؤ۔اس کے بعد میں تم کولے کرغزوہ کے لیے نکلوں گا اس کے بعد تم کواجازت دوں گا کہ تم اپنے اپنے شہروں میں چلے جاؤ۔لوگوں نے اس کے بعد مروان کی اطاعت قبول کرلی اور مروان نے ثابت بن نعیم اوراس کی اولاد کوقید کرلیا اورلشکر پر پورا قبضہ کرلیا لیکن جب حران پہنچا تو اس نے ان کو شام روانہ کردیا اور اہل جزیرہ کوآنے کا حکم دیا چنانچہ جزیرہ سے بیس ہزار سے زیادہ لوگ آئے۔ان کو

Marfat.com

لے کراس نے یزید کے مقابلے کی تیاری کی اسی اثنا میں یزید کا یہ پیغام پہنچا کہ اگر تم مجھ پر بیعت کرلوتو میں تم کوان مقامات کا والی بنادوں گا جن کا عبدالملک بن مروان نے تمھارے باپ محمد بن مروان کووالی بنایا تھا یعنی جزیرہ ،آرمینیا،موصل اورآذر بائیجان۔مروان نے فوراً ان شرائط پر یزید کی بیعت کرلی اور یزید نے بھی اپناوعدہ پورا کردیا۔

یزید بن ولید بن عبدالملک کی وفات

اسی سال ۲۰رذی الحجہ کو یزید بن ولید نے وفات پائی۔اس کی مدت خلافت چھ مہینے اور دو راتیں رہیں۔بعض لوگ چھ مہینے بارہ دن اور بعض پانچ مہینہ بارہ دن بیان کرتے ہیں۔اس کی وفات دمشق میں ہوئی اس وقت اس کی عمر ۴۶ برس کی تھی اور بعض ۳۷ سال بتاتے ہیں۔ماں ام ولد تھی۔اس کا نام شاھفرندبنت فیروز بن یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ تھا۔چنانچہ یزید نے اس کوشعر میں یوں کہا ہے:

انا ابن کسریٰ وابی مروان وقیصر جدی وجدی خاقان

[میں کسریٰ کا بیٹا ہوں اور میرا باپ مروان تھا اور میرے جد قیصر وخاقان تھے۔]

اس نے قیصر وخاقان کوجداس وجہ سے کہا کہ فیروز بن یزدجرد کی ماں کسریٰ شیرویہ بن کسریٰ کی صاحبزادی تھی اوراس کی ماں (یعنی فیروز کی نانی) قیصر کی لڑکی تھی اور شیرویہ کی ماں خاقان ملک الترک کی صاحبزادی تھی۔

یزید کی زبان سے مرتے وقت جوالفاظ نکلے وہ یہ تھے واحسرتاہ۔واسفاہ۔ہائے افسوس۔ یزید نے اپنی مُہر پر العظمۃ للہ کندہ کرایا تھا۔یہ پہلا شخص تھا جوعید کے دن دوصفوں کے درمیان مسلح ہوکر نکلا تھا۔بعض کہتے ہیں کہ یہ قدریہ تھا،رنگ گندمی تھا،قد لانبا تھا،سر چھوٹا تھا لیکن خوبصورت آدمی تھا۔

ابراہیم بن ولید بن عبدالملک کی خلافت

جب یزید بن ولید انتقال کرگیا تواس کی جگہ پراس کا بھائی ابراہیم خلیفہ ہوالیکن حکومت اس کے پورے قبضہ میں نہیں آئی اسی وجہ سے کبھی خلیفہ مانا جاتا تھا اور کبھی امیر تسلیم کیا جاتا تھا اور کبھی ان دونوں میں سے کچھ بھی نہیں۔چار مہینہ تک یہ برسر حکومت رہا۔

Marfat.com

بعض کہتے ہیں کہ صرف ۷۰ دن حکمراں رہا پھر مروان بن محمد نے آکر اس کو تخت سے علیٰحدہ کر دیا جس کا مفصل تذکرہ ہم پھر کریں گے اس کے دوسال کے بعد وہ وبا میں انتقال کر گیا اس کی کنیت ابواسحٰق تھی، اس کی ماں بھی ام ولد تھی۔

عبدالرحمٰن بن حبیب کا افریقہ پر غلبہ

جب عبدالرحمٰن بن حبیب بن ابی عبیدہ بن عقبہ بن نافع کے والد اور کلثوم بن عیاض ۱۲۲ھ میں مقتول ہوگئے تو یہ بھی شکست کھا کر اندلس کی طرف روانہ ہوا جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ عبدالرحمٰن نے اس کا ارادہ کیا کہ اندلس پر قبضہ کرے لیکن ایسا نہ کر سکا پھر جب حنظلہ بن صفوان افریقہ کا حاکم ہو کر آیا جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں اور اس نے ابوالخطار کو اندلس کا حاکم مقرر کر کے بھیجا تو عبدالرحمٰن کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا اور وہ ابوالخطار سے ڈر کر افریقہ چلا آیا اور پھر وہاں سے جمادی الاخریٰ ۱۲۶ھ میں تونس پہنچا۔ جب ولید بن یزید شام میں خلیفہ بنایا گیا تو عبدالرحمٰن نے وہاں کے لوگوں کو اپنی طرف بلایا جب لوگوں نے اس کی دعوت قبول کر لی تو اُن کو لے کر قیروان کی طرف روانہ ہوا۔ قیروان کے باشندے اس سے جنگ کرنے کے لیے آمادہ ہوگئے لیکن حنظلہ نے اُن کو روک دیا کیونکہ وہ اس خیال کا آدمی تھا کہ جنگ صرف کافروں اور خارجیوں سے کرنی چاہیے۔ حنظلہ نے قیروان کے چند سردار اور رؤسا قبائل کو اپنا خط دے کر عبدالرحمٰن کے پاس بھیجا اور اس کو ترغیب دی کہ وہ پھر اطاعت قبول کر لے لیکن اس نے ان سب کو گرفتار کر لیا اور ان کو قیروان ساتھ لایا۔ وہاں کے لوگوں سے اس نے کہا کہ اگر کسی نے مجھ کو ایک پتھر بھی مارا تو میرے پاس تمھارے جتنے آدمی ہیں۔ ان سب کو قتل کر ڈالوں گا چنانچہ اس ڈر سے کسی نے اس سے لڑائی نہیں کی۔ اس کے بعد حنظلہ وہاں سے نکل کر شام چلا آیا اور عبدالرحمٰن ۱۲۷ھ میں قیروان اور تمام افریقہ کا حاکم بن بیٹھا لیکن جب حنظلہ وہاں سے نکلا تو اس نے افریقہ والوں اور عبدالرحمٰن کے لیے بددعا کی چنانچہ وہ مقبول ہوگئی اور سات سال تک مسلسل تھوڑے تھوڑے وقفہ کے ساتھ طاعون اور وبا پھیلی رہی۔

عبدالرحمٰن سے انتقام لینے کے لیے عربوں اور بربریوں کی ایک جماعت تیار ہوئی اس کے بعد عبدالرحمٰن مارا گیا۔

Marfat.com

عبدالرحمٰن کے مخالفین میں عروہ بن ولید صدفی تھا جس نے تونس پر قبضہ کرلیا تھا اور ابن عطاف عمران بن عطاف الازدی بھی اس کی مخالفت کے لیے کھڑا ہوا اور وہ طیفاس میں مقیم رہا اور تمام بربری پہاڑوں پر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ثابت صنہاجی نے باجہ پر حملہ کیا اور اُس پر قبضہ کرلیا۔

عبدالرحمٰن نے اپنے بھائی الیاس کو بلایا اور ۶۰۰ سوار اس کے ساتھ کیے اور کہا کہ تم ابوعطاف کے لشکر تک پہنچ جاؤ، جب اس کی فوج تم کو دیکھ لے تو تم ان کو چھوڑ کر آگے بڑھ جاؤ جس سے یہ معلوم ہو کہ تمھارا ارادہ تونس جاکر عروہ بن ولید سے لڑنے کا ہے پھر جب تم فلاں مقام پر پہنچ جاؤ تو وہاں ٹھہرو یہاں تک کہ فلاں شخص میرا خط لاکر تم کو دے اور جو کچھ اس میں لکھا ہو اس کے مطابق عمل کرو۔

چنانچہ الیاس روانہ ہوگیا عبدالرحمٰن نے اس شخص کو بلایا جس کے متعلق اس نے اپنے بھائی سے تذکرہ کیا تھا اور اس کو اپنا ایک خط دیا اور ہدایت کی کہ تم یہاں سے جاکر ابوعطاف کے لشکر میں داخل ہوجاؤ پھر جب دیکھو کہ الیاس وہاں پہنچ گیا اور وہ لوگ ہتھیار اور سواری تلاش کرنے لگے لیکن پھر جب وہ گزر گیا تو لوگ اپنی کمریں کھول کر مطمئن ہو بیٹھے تو اس وقت یہ میرا خط الیاس کو جا کر دے دینا۔ غرض کہ یہ شخص روانہ ہوکر ابوعطاف کے لشکر میں پہنچا اور دیکھتا رہا کہ جب الیاس قریب پہنچا تو لوگوں نے جنگ کی تیاری شروع کی اور اپنی اپنی سواریوں پر چڑھنے لگے لیکن جب وہ گذر گیا اور تونس کا رخ کیا تو لوگوں نے ہتھیار اتار دیے اور مطمئن ہو بیٹھے اور کہنے لگے کہ اب یہ شیر کے دونوں جبڑوں کے درمیان میں آگیا ہے۔ ہم لوگ یہاں ہیں اور اہل تونس وہاں ہیں۔ جب اس شخص نے دیکھا کہ یہ لوگ مطمئن ہوگئے تو الیاس کے پاس پہنچ کر عبدالرحمٰن کا خط دے دیا۔ اس میں یہ لکھا تھا کہ قوم تجھ سے بے خوف ہوگئی اس لیے پلٹ کر ان پر حملہ کردو اور وہ اپنی غفلت میں پڑے رہیں چنانچہ الیاس وہاں سے پلٹا اور اسی حالت میں حملہ کردیا حتیٰ کہ وہ اس قدر بے خبر سوئے تھے کہ ہتھیار بھی نہ سنبھال سکے۔ اس نے ابوعطاف اور اس کے ساتھیوں کو جلد از جلد موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہ واقعہ ۱۳۰ھ کا ہے پھر الیاس نے اپنے بھائی کو اس کی خوش خبری روانہ کی جس کے بعد عبدالرحمٰن نے لکھا کہ تونس کی طرف کوچ کرو اور یہ ہدایت کی کہ جب اہل تونس تم کو دیکھیں گے تو خیال کریں گے کہ یہ ابوعطاف ہوگا اس لیے وہ جنگ کی تیاری نہیں کریں گے پھر اس وقت تمھاری کامیابی کا موقع ہوگا۔ چنانچہ جب الیاس تونس پہنچا تو واقعۃً لوگوں کو اسی حالت میں دیکھا جیسا کہ عبدالرحمٰن نے لکھا تھا حتیٰ کہ وہاں کا حاکم عروہ بن ولید اس وقت حمام میں تھا۔ الیاس

Marfat.com

نے فوراً محاصرہ کرلیا اور اس کو کپڑے پہننے کا بھی موقع نہیں دیا اور وہ تولیہ لپیٹ کر برہنہ بدن گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگا لیکن جب الیاس نے للکارا ''یا فارس العرب'' اے عرب کے شہسوار تو وہ اسی وقت پلٹ پڑا۔ الیاس نے اس پر ایک وار کیا عروہ لپٹ گیا اور آخر کار دونوں زمین پر گر پڑے اور قریب تھا کہ عروہ الیاس پر غلبہ پا جائے لیکن الیاس کے غلام نے عروہ کا کام تمام کر دیا۔ اس کے بعد الیاس نے اس کا سر کاٹ کر عبدالرحمٰن کے پاس بھیج دیا اور الیاس تونس ہی میں مقیم رہا۔

جب طرابلس میں عبدالجبار اور حارث نامی دو اشخاص عبدالرحمٰن کے مخالف ہوگئے اور انہوں نے شہر کے بہت سے آدمیوں کو تہ تیغ کیا تو ۱۳۱ھ میں عبدالرحمٰن ان کے مقابلے کو آیا اور ان سے لڑ کر دونوں کو قتل کر ڈالا یہ دونوں شخص فرقۂ خوارج اباضیہ سے تھے۔

پھر عبدالرحمٰن نے بربریوں کے مقابلے کے لیے فوج مرتب کی اور ۱۳۲ھ میں طرابلس کی فصیل تعمیر کرائی اور وہاں سے قیروان کی طرف گیا اور تلمسان پر چڑھائی کی جہاں بہت سے بربری جمع تھے اور ان پر غلبہ حاصل کیا۔ یہ ۱۳۵ھ کا واقعہ ہے اس کے بعد اس نے ایک لشکر صقلیہ کے لئے روانہ کیا جس نے کامیابی کے ساتھ غنیمتیں بھی حاصل کیں۔ دوسرا لشکر سردانیہ کی طرف بھیجا۔ اس نے رومیوں کو خوب اچھی طرح قتل کیا اور تمام مغربی ممالک کو روند ڈالا اور بہت سے غنائم کے ساتھ واپس آیا الغرض اس کا کوئی دستہ ہزیمت کھا کر واپس نہیں پھرا۔

اسی عرصے میں جب کہ عبدالرحمٰن افریقہ میں تھا۔ مروان بن محمد کے قتل کا واقعہ پیش آ گیا اور دولت بنی امیہ کا خاتمہ ہوگیا۔ چنانچہ اس نے افریقہ میں عباسیوں کے نام کا خطبہ پڑھا اور سفاح کی اطاعت قبول کر لی۔ پھر اس کے پاس بنوامیہ کی ایک جماعت آئی جن کے یہاں اس نے اور اس کے بھائیوں نے شادی کر لی۔ جو لوگ آئے تھے ان میں ولید بن یزید بن عبدالملک کے دونوں لڑکے عاص اور عبدالمومن تھے۔ ان کی چچا زاد بہن عبدالرحمٰن کے بھائی الیاس کے نکاح میں تھی لیکن عبدالرحمٰن کو معلوم ہوا کہ یہ دونوں فساد پھیلانے کی غرض سے آئے ہیں اس لیے اس نے ان دونوں کو قتل کر ڈالا۔ ان کی چچا زاد بہن نے جو الیاس کے نکاح میں تھی اپنے شوہر سے کہا، کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ تیرے ہی بھائی نے تیرے ان رشتہ داروں کو قتل کر ڈالا اور تیرا کچھ بھی خیال نہیں کیا بلکہ اس نے تیری بے عزتی کی حالانکہ تو ہی وہ تلوار ہے جس کی وجہ سے وہ ظفریاب ہوتا ہے مگر تعریف یہ ہے کہ جب تو نے کوئی نئ

Marfat.com

فتح حاصل کی تو اس نے خلفاء کو لکھا کہ میرے بیٹے حبیب نے فتح کیا چنانچہ اسی کو اپنا ولی عہد بنایا اور تجھ کو اس حق سے محروم رکھا۔ غرض کہ وہ اکثر اس قسم کے الفاظ سے بھڑکاتی رہی اور جوش دلاتی رہی حتیٰ کہ وہ ان باتوں میں آ گیا اور اپنے بھائی کے لیے تدبیریں سوچنے لگا۔

اسی اثناء میں سفاح کا انتقال ہو گیا اور منصور خلیفہ ہوا تو اس نے بھی عبدالرحمٰن ہی کو افریقہ کا حاکم بنایا اور اس کے پاس سیاہ رنگ کی خلعت بھیجی۔ یہ پہلی سیاہ خلعت تھی جو افریقہ میں داخل ہوئی اس کے بعد عبدالرحمٰن نے بھی منصور کے پاس تحفہ وتحائف بھیجے اور خط میں یہ لکھا کہ آج کل افریقہ پورا اسلامی شہر ہے اس لیے یہاں سے غلام اور مال نہیں وصول ہو سکتے۔ اس وجہ سے آپ بھی اس کا مطالبہ نہ کیجیے گا۔ منصور یہ سن کر بہت خفا ہوا اور اس کو بہت سخت تہدید آمیز خط لکھا جس پر عبدالرحمٰن نے افریقہ کو منصور سے علیحدہ کر لیا اور منبر ہی پر اس کی خلعت کو چاک کر ڈالا۔ عبدالرحمٰن کے اس فعل کی اس کے بھائی الیاس نے مخالفت کی تھی اور قیروان کے سرداروں کی ایک جماعت، الیاس کو وہاں کا والی بنانے اور خطبہ میں منصور کے لیے دعا پڑھنے اور عبدالرحمٰن سے جنگ کرنے پر متفق ہو گئی۔ جب عبدالرحمٰن کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اس نے الیاس کو تونس جانے کا حکم دیا۔ الیاس فوج وغیرہ مرتب کر کے عبدالرحمٰن سے رخصت ہونے گیا اور اپنے ساتھ اپنے بھائی عبدالوارث کو بھی لیتا گیا۔ دونوں نے جاتے ہی عبدالرحمٰن کو قتل کر ڈالا۔ یہ قتل ماہ ذی الحجہ ۱۳۷ھ میں ہوا۔ اس نے افریقہ میں دس سال سات مہینہ حکومت کی۔

جب یہ قتل کیا جا چکا تو الیاس نے مکان کا دروازہ بند کر دیا تا کہ اس کے لڑکے حبیب کو بھی گرفتار کرے لیکن وہ ہاتھ نہ لگا بلکہ تونس بھاگ گیا اور وہاں پہنچ کر اپنے چچا عمران بن حبیب سے ملا اور اس کو اپنے والد کے قتل کی خبر دی۔ الیاس پھر ان دونوں سے لڑنے کے لیے گیا۔ چھوٹی سی جنگ کے بعد ان میں اس بات پر مصالحت ہو گئی کہ قفصہ، قسطیلہ اور نفزاوہ حبیب کو دیا جائے اور عمران کو تونس، صطفورہ اور جزیرہ دیا جائے اور تمام افریقہ الیاس کے قبضہ میں رہے۔ یہ صلح ۱۳۸ھ میں ہوئی۔ جب صلح ہو چکی تو حبیب بن عبدالرحمٰن اپنے ممالک کی طرف روانہ ہوا اور الیاس اپنے بھائی کے ساتھ تونس کی طرف چلا۔ راستے میں اس نے بھائی کو دھوکا دے کر قتل کر ڈالا اور تونس پر قابض ہو گیا وہاں کے سرداران عرب کی ایک جماعت کو قتل کر کے قیروان چلا آیا۔ ان تمام جھگڑوں سے جب اس کو اطمینان ہو گیا تو منصور کو اپنی اطاعت کی خبر دینے کے لیے وفد بھیجا جس میں وہ افریقہ کا قاضی عبدالرحمٰن بن زیاد بن اُنعم بھی تھا۔

Marfat.com

پھر حبیب نے تونس پر آکر قبضہ کرلیا یہ سُن کر الیاس بھی اس کے مقابلہ کے لیے آیا لیکن پہلے معمولی سی جنگ ہوئی جب رات کی تاریکی زیادہ چھا گئی تو حبیب خیمہ سے تنہا نکل کر قیروان آیا اور وہاں جو لوگ قید خانے میں تھے ان کو نکال لایا جس کی وجہ سے اس کے پاس بہت بڑی جمعیت ہوگئی۔ الیاس بھی اس کی جستجو میں روانہ ہوا لیکن اس کے بہت سے ساتھی اس کی رفاقت چھوڑ کر حبیب سے مل گئے اور حبیب کی فوج کی تعداد اور بڑھ گئی۔ جب دونوں فوجیں صف آرا ہوئیں تو الیاس کے بہت سے ساتھیوں نے اس کا ساتھ دھوکہ سے چھوڑ دیا۔ حبیب دونوں صفوں کے درمیان میں آیا اور اس نے یہ کہا کہ اس کی کیا ضرورت ہے کہ ہم اپنے معین اور مددگاروں کا خون بہائیں اس لیے تو ہی میدان میں آ۔ ہم میں سے جو شخص دوسرے کو قتل کر ڈالے گا اس سے اس کو اطمینان ہو جائے گا۔ یہ سُن کر الیاس نے کچھ توقف کیا لیکن پھر میدان میں آیا اور سخت جنگ ہوئی۔ پہلے پہل دونوں کے نیزے ٹوٹ گئے اور پھر تلواریں ٹوٹ گئیں اس کے بعد حبیب نے ایک مرتبہ ایسا وار کیا کہ الیاس کا کام تمام ہوگیا اور اس کے بعد وہ قیروان میں داخل ہوا۔ یہ واقعہ ۱۳۸ھ کا ہے۔

وہاں سے الیاس کے باقی دوسرے بھائی بھاگ کر بربر کے ایک قبیلہ ورفجومہ کے پاس چلے آئے اور یہاں آکر پناہ لی لیکن حبیب نے یہاں بھی ان کا پیچھا نہ چھوڑا اور آکر ان لوگوں سے بھی جنگ کی۔ مگر ان لوگوں نے حبیب کو شکست دے دی اس وجہ سے وہ قابس کو چلا گیا۔ اس عرصے میں ورفجومہ کے لوگوں کی طاقت بڑھ گئی اور بربری اور خوارج بھی ان کے ساتھ مل گئے۔ ان کا سردار عاصم بن جمیل نامی ایک شخص تھا جس نے نبوت اور کہانت کا بھی دعویٰ کیا تھا اور دین میں تغیر وتبدل کر دیا تھا۔ نمازوں میں زیادتی کر دی تھی۔ اذان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کو نکال دیا تھا۔ اس نے عربوں کی ایک جماعت تیار کر کے قیروان کا ارادہ کیا۔ باشندگان قیروان کی ایک جماعت کی جانب سے قاصد آئے جنھوں نے اس کو یہ پیغام پہنچایا کہ قیروان والوں نے آپ کو بلایا ہے اور آپ کی حمایت واعانت اور حفاظت اور فتح کے لیے دعا کا مضبوط اور پختہ وعدہ کرتے ہیں۔ چنانچہ عاصم عرب اور بربر کی جماعتوں کو لے کر ان کی طرف روانہ ہوا لیکن جب قیروان کے قریب پہنچے تو وہاں کے لوگ جنگ کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ جنگ میں وہ شکست کھا کے بھاگے اور عاصم قیروان میں داخل ہوگیا۔ ورفجومہ نے وہاں کے محرمات کو اپنے لیے حلال کر دیا عورتوں لڑکوں اور لڑکیوں کو اپنا غلام بنالیا جانوروں کو جامع

Marfat.com

مسجد میں باندھ کر ملوث کر دیا۔

اس کے بعد عاصم، حبیب کی تلاش میں نکلا وہ اس وقت قابس میں تھا اس نے قابس پہنچ کر اس سے لڑائی کی جس میں حبیب شکست کھا کر جبل کی طرف بھاگا لیکن اس کے ساتھیوں نے اس کو جوش دلایا اور مدد کرنے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ پھر جنگ ہوئی جس میں عاصم اور اس کے اکثر رفقاء قتل کیے گئے اس کے قتل کے بعد حبیب پھر قیروان آیا۔ ورفجومہ کا سردار عبدالملک بن ابی الجعد جنگ کے لیے نکلا۔ اس لڑائی میں حبیب کو شکست ہوئی اور وہ مع اپنے ساتھیوں کے مقتول ہو گیا۔ یہ محرم ۱۴۰ھ کا واقعہ ہے۔ افریقہ پر عبدالرحمٰن کی حکومت دس سال کئی مہینہ رہی اور الیاس کی ایک سال چھ مہینہ رہی اور عبدالرحمٰن کے لڑکے حبیب کی تین سال رہی۔

ورفجومہ کا قیروان سے اخراج

جب حبیب بن عبدالرحمٰن قتل کیا جا چکا تو عبدالملک بن ابی الجعد نے قیروان میں آ کر ویسا ہی ظلم کیا اور دین کی تحقیر کی جیسا کہ عاصم نے کیا تھا۔ اس لیے وہاں کے باشندے قیروان چھوڑ کر چلے گئے۔ اتفاقاً اباضی فرقہ کا کوئی شخص قیروان میں کسی ضرورت سے گیا تو اس نے دیکھا کہ چند ورفجومیوں نے ایک عورت کو زبردستی پکڑ لیا ہے اور اس کو جامع مسجد میں لیے جا رہے ہیں۔ دوسرے لوگ یہ تماشہ دیکھتے رہے۔ اس شخص نے اپنی ضرورت کو چھوڑ کر ابوالخطاب عبدالاعلی بن السمح المعافری کو آ کر خبر دی۔ چنانچہ ابوالخطاب آئے "اللہ تیرا گھر، اے اللہ تیرا گھر" کہتے ہوئے نکلے اس پر تمام لوگ ہر طرف سے جمع ہو گئے وہ ان تمام کو لے کر طرابلس غرب کی طرف چلے بہت سے خارجی اور اباضیہ فرقہ کے لوگ اس کے ساتھ ہو گئے۔ ان کے مقابلہ کے لیے عبدالملک نے ورفجومہ کی ایک فوج روانہ کی جس کو ان لوگوں نے شکست دی اور قیروان کا رخ کیا۔ جب قیروان کے قریب پہنچے تو ورفجومہ مقابلے کے لیے نکلے اور دونوں میں شدید جنگ ہوئی وہ اہل قیروان جو ورفجومہ کے ساتھ تھے۔ ان کا ساتھ چھوڑ کر خود پسپا ہوئے اُن کے ساتھ ورفجومہ بھی شکست کھا کر بھاگے جس میں بہت سے لوگ مقتول ہوئے۔ عبدالملک ورفجومی بھی قتل کیا گیا۔ ابوالخطاب ورفجومیوں کو قتل کرتا ہوا آگے بڑھتا گیا بلکہ اس نے افراط سے کام لیا۔ جب وہ جنگ سے فارغ ہو گیا تو عبدالرحمٰن بن رستم الفارسی کو قیروان کا حاکم مقرر کیا اور خود

Marfat.com

طرابلس چلا آیا یہ بڑی جنگ صفر ۱۴۱ھ میں ہوئی۔

پھر منصور کے عامل مصر محمد بن اشعث خزاعی نے سرداروں کی ایک جماعت کو ابوالاحوص عمر بن احوص العجلی کی سرداری میں ابوالخطاب سے جنگ کرنے کے لیے طرابلس کی طرف بھیجا۔ ابوالخطاب ان کے مقابلے کے لیے نکلا اور ۱۴۲ھ میں ان کو اس نے شکست دی۔ یہ لوگ شکست کھا کر مصر واپس آئے اور اب ابوالخطاب تمام افریقہ کا حاکم بن گیا۔ ۱۴۳ھ میں منصور نے اغلب بن سالم التمیمی کے ہمراہ محمد بن اشعث الخزاعی کو افریقہ کا حاکم بنا کر روانہ کیا۔ یہ پچاس ہزار کی جمعیت کے ساتھ وہاں آ پہنچا۔ جب اس کی خبر ابوالخطاب کو ملی تو اس نے اپنے تمام ساتھیوں کو چاروں طرف سے جمع کیا۔ اس کی فوج اس قدر کثیر التعداد ہوگئی کہ محمد بن اشعث خوف کھانے لگا لیکن اتفاقاً قبیلہ زناتہ اور ہوارہ کے درمیان میں زناتہ کے ایک مقتول کی وجہ سے جھگڑا ہوگیا۔ زناتہ نے ابوالخطاب پر یہ الزام لگایا کہ اس کا میلان زیادہ تر قبیلہ ہوارہ کی طرف ہے۔ اس بنا پر ایک جماعت اس سے علیحدہ ہوگئی۔ اس تفرقہ سے ابن اشعث کے دل کو تقویت پہنچی اور اس نے آہستہ آہستہ آگے قدم بڑھانا شروع کیا لیکن پھر اس نے یہ بات مشہور کی مجھ کو منصور کا حکم پہنچا ہے کہ تم واپس آ جاؤ اس لیے وہ آہستہ آہستہ واپس ہوگیا۔ جب اس کی خبر ابوالخطاب کے جاسوسوں نے اس کو دی کہ وہ چلا گیا تو اس کے بہت سے اصحاب رخصت ہوگئے اور باقی بالکل مطمئن ہوگئے۔ ابن اشعث اپنی بہادر فوج کو لے کر تیزی سے ان پر جا پڑا جب صبح ہوئی تو ابوالخطاب جنگ کے لیے تیار نہ تھا۔ لوگوں نے خارجیوں میں اپنی تلواریں تیزی سے چلائیں۔ ابوالخطاب اور اس کے بہت سے اصحاب کو قتل کر ڈالا۔ یہ واقعہ صفر ۱۴۴ھ میں ہوا۔

ابن اشعث نے اب یہ خیال کیا کہ خارجیوں کی جڑ کٹ گئی لیکن اسی سال ابو ہریرہ زناتی سولہ ہزار کی فوج ساتھ لے کر آ پہنچا۔ ابن اشعث نے اس سے بھی مقابلہ کیا اور شکست دی اور ۱۴۴ھ میں ان سب کو قتل کر ڈالا۔ ابن اشعث نے اس فتح کی خوش خبری منصور کو بھیجی۔ پھر اس نے تمام مقامات پر اپنے عمال مقرر کیے، قیروان کی فصیل تعمیر کرائی۔ یہاں تک کہ ۱۴۶ھ ختم ہوگیا۔ اس وقت تمام افریقہ اس کے قبضہ میں آ چکا تھا۔ وہ بربریوں وغیرہ کی ہر اس جماعت کو جو مخالف تھی اس کے گرفتار کرنے کے درپے ہوگیا تھا۔ چنانچہ ودان اور زویلہ کی طرف فوجیں روانہ کیں۔ ان فوجوں نے ودان کو فتح کر کے تمام اباضیہ کو قتل کر ڈالا۔ زویلہ کو فتح کر کے وہاں کے سردار عبداللہ بن سنان الاباضی کو اور بقیہ لوگوں کو قتل

Marfat.com

کیا۔ بربر اور دوسرے لوگوں نے امراء ملک کا یہ حال دیکھا تو اُس سے ڈر کر اُس کی اطاعت کر لی لیکن ابن اشعث کی فوج میں ایک آدمی جس کا نام ہاشم بن شاجح تھا قمونیہ میں ابن اشعث کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔ ابن اشعث نے ایک سردار کو کچھ فوج دے کر مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ ہاشم نے ان کو شکست دے دی اور اس سردار کو قتل کر ڈالا۔ مضریہ جو ابن اشعث کے سرداران فوج تھے ابن اشعث سے نفرت کی بنا پر انھوں نے اپنے لوگوں کو ہاشم کے ساتھ ملنے کا مشورہ دیا کیونکہ ابن اشعث نے اس کے ساتھ تعصب سے کام لیا تھا۔ اسی اثناء میں ابن اشعث نے دوسری فوج بھیجی جس سے ہاشم شکست کھا کر تاہرت بھاگ گیا۔ وہاں اس نے آوارہ دشت بربریوں کو جمع کر کے ایک لشکر تیار کیا جس کی تعداد تقریباً بیس ہزار تھی اسی فوج کو لے کر وہ مقام تہوذہ میں پہنچا۔ ابن اشعث نے اس کے مقابلہ کے لیے بھی ایک فوج روانہ کی جس نے ہاشم کو شکست دی اور بہت سے بربریوں کو قتل کیا۔ ہاشم شکست کھا کر طرابلس کے اطراف میں چلا گیا۔ اس کے بعد ہاشم کے پاس منصور کا قاصد آیا جس نے اس پر بہت لعنت ملامت کی کہ تم نے اطاعت اور فرماں برداری سے منہ موڑ لیا اس نے جواب دیا کہ میں نے مخالفت نہیں کی بلکہ میں نے امیر المومنین کے بعد مہدی کے لیے دعوت دی اور جس سے ابن اشعث نے انکار کیا اور اب مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ قاصد نے کہا اگر واقعی تو خلیفہ کی اطاعت کرتا ہے تو گردن بڑھا۔ جوں ہی اس نے اپنی گردن بڑھائی قاصد نے ایسی تلوار ماری کہ وہ ختم ہی ہو گیا۔ یہ صفر ۱۴۷ھ کا واقعہ ہے پھر قاصد نے تمام اصحاب ہاشم کو امان دے دی اس وجہ سے لوگ واپس آ گئے۔

اس کے بعد بھی ابن اشعث نے ان کا پیچھا کیا اور قتل کیا اس وجہ سے مضریہ بگڑ گئے اور سب کے سب اس کی مخالفت اور عداوت پر تل گئے اور اس پر متفق ہو گئے کہ اس کو یہاں سے نکال دینا چاہیے لیکن جب ابن اشعث نے یہ رویہ دیکھا تو وہاں سے چل دیا۔ اُس کے پاس منصور کے قاصد خلعت و انعام کے وعدے کے ساتھ بُلانے آئے۔ ابن اشعث اُس کے پاس گیا اس کے بعد مضریہ نے عیسیٰ بن موسیٰ خراسانی کو افریقہ کا حاکم مقرر کیا۔ ابن اشعث کی روانگی اور عیسیٰ خراسان کی حکومت کو تین مہینے بھی نہ گزرے ہوں گے کہ ربیع الاول ۱۴۸ھ میں منصور نے اغلب تمیمی کو وہاں کا عامل مقرر کیا جس کا بیان آیندہ آئے گا۔ ہم نے ان واقعات کا تذکرہ ایک ساتھ محض اس وجہ سے کر دیا ہے تا کہ واقعات آپس میں مربوط رہیں اور علاوہ اس کے ہر واقعہ کا ذکر ہر سال کے بیان میں ہم نے علیحدہ کر دیا ہے۔

Marfat.com

ہماری دونوں غرضیں اس سے حاصل ہوگئیں۔

متفرق واقعات

اسی سال یزید بن ولید نے یوسف بن محمد بن یوسف کو مدینہ سے معزول کر کے عبدالعزیز بن عمرو بن عثمان کو مقرر کیا۔ یہ ماہ ذی قعدہ میں وہاں پہنچا۔

اس سال عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کی امارت میں حج ہوا۔ بعض کا بیان ہے کہ عمر بن عبداللہ بن عبدالملک کی امارت میں حج ہوا۔ عراق کے عامل عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز تھے۔ کوفہ کی قضاہ پر ابن ابی لیلیٰ تھے۔ بصرہ کا حاکم مسور بن عمیر بن عباد تھا اور وہاں کے قاضی عامر بن عبیدہ تھے اور خراسان پر نصر بن سیار کنانی تھا۔

اسی سال مروان بن محمد بن مروان بن حکم نے جزیرہ کے عامل عمر بن یزید بن عبدالملک کو برانگیختہ کیا کہ تم اپنے بھائی ولید کے خون کا مطالبہ کرو میں تمھاری مدد کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔

وفیات

اسی سال سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کا انتقال ہوا۔ بعض لوگ کہتے ہیں ۱۲۷ھ میں انتقال ہوا۔

اس سال سعید بن ابی سعید المقبری اور مالک بن دینار الزاہد کا انتقال ہوا۔ لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ موخر الذکر کا انتقال ۱۲۷ھ اور بعض کے نزدیک ۱۳۰ھ میں ہوا۔

اسی سال کُمیت بن زید اسدی شاعر کا انتقال ہوا۔ یہ ۶۰ھ میں پیدا ہوا تھا۔ یوسف بن عمر کی امارت عراق کے زمانے میں ابو جمرۃ الضبعی صاحب ابن عباس کا انتقال ہوا۔

اسی سال عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بی ابی بکر صدیق کا انتقال ہوا اور بعض روایات میں ہے کہ ان کا انتقال ۱۳۱ھ میں ہوا۔

Marfat.com

باب-۵۴

۱۲۷ھ کے واقعات

مروان کا شام جانا اور ابراہیم کی معزولی

اسی سال مروان شام کی طرف ابراہیم بن ولید سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔اس کے بعض اسباب کا ذکر ہم مقتل ولید کے بعد بیان کر چکے ہیں، جیسے مروان کا جانا، اس کا ولید کے قتل کو ناپسند کرنا۔ جزیرہ پر قبضہ کرنا پھر یزید نے جب اس کو عامل مقرر کرنے کا وعدہ کرلیا تو اس کا یزید پر بیعت کرنا وغیرہ ان سب باتوں کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔

جب یزید بن ولید کا انتقال ہو چکا تو مروان نے اپنے لڑکے عبدالملک کو ایک بہت بڑی جمیعت کے ساتھ رقہ پر اپنا قائم مقام بنایا اور خود جزیرہ کی فوجیں لے کر روانہ ہو گیا۔ جب قنسرین پہنچا تو وہاں کا حاکم بشر بن ولید جس کو اس کے بھائی یزید نے وہاں مقرر کیا تھا مقابلے کے لیے نکلا۔اس کے ساتھ اس کا بھائی مسرور بن ولید بھی تھا۔ جب دونوں فوجیں صف بستہ ہوئیں تو مروان نے لوگوں کو اپنی بیعت کی طرف بلایا۔ یزید بن قیس بنوقیس کے ساتھ مروان سے مل گیا بشر اور اس کے بھائی مسرور کو سب نے چھوڑ دیا۔مروان نے ان دونوں کو گرفتار کر کے قید کرلیا اور پھر اہل قنسرین کے ساتھ حمص کی طرف روانہ ہوا۔

یہاں صورت حال یہ تھی کہ حمص کے باشندے، ابراہیم اور عبدالعزیز کی بیعت سے انکار کر رہے تھے۔اسی وجہ سے ابراہیم نے عبدالعزیز کو دمشق کے لشکر کے ساتھ حمص بھیج دیا تھا۔عبدالعزیز نے شہر کا محاصرہ کرلیا۔مروان تیزی سے روانہ ہوا لیکن جب وہ شہر کے قریب پہنچا تو عبدالعزیز حمص کا

Marfat.com

محاصرہ چھوڑ کر بھاگ گیا اور اہل حمص نے نجات پا کر مروان کی بیعت کر لی اور اس کے ساتھ ہو گئے۔ پھر ابراہیم نے سلیمان بن ہشام کو دمشق کی فوج کے ساتھ روانہ کیا جو عین الجَرّ پر ایک لاکھ بیس ہزار کے لشکر ساتھ مقیم ہوا۔ ادھر سے مروان اسی (۸۰) ہزار کی جمعیت کے ساتھ پہنچ گیا۔ مروان نے انہیں جنگ و جدل سے منع کیا اور اس کی نصیحت کی کہ ولید کے دونوں لڑکے حکم اور عثمان کو قید سے رہا کرا لینا چاہیے اور یہ بات ظاہر کی کہ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ کسی شخص سے ولید کے خون کا مطالبہ نہ کروں گا مگر ان لوگوں نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ جنگ کے لیے مصر ہوئے۔ آخر کا دن چڑھے سے عصر تک جنگ ہوتی رہی جس میں سلیمان کی فوج کے بہت سے لوگ مقتول ہوئے۔

مروان چونکہ بہت ہی دانشمند اور چالاک تھا۔ اس لیے اس نے تین ہزار سواروں کو بھیجا۔ جنھوں نے سلیمان کے لشکر کے پیچھے سے نہر کاٹ دی اور پھر ابراہیم کے لشکر پر غارت گری کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ اس کی خبر سلیمان اور اس کے لشکر کو اس وقت تک نہ ہوئی جب تک انھوں نے پیچھے سے گھوڑوں کی آواز تلواروں کی جھنکار اور تکبیریں نہ سُن لیں۔ کیونکہ یہ لوگ جنگ کرنے میں ہمہ تن مصروف تھے۔ جب انھوں نے یہ حال دیکھا تو شکست کھا گئے۔ اہل حمص جن کے دل میں بغض و عداوت کی آگ بھڑک رہی تھی ان پر تلواریں اندھا دھند چلا رہے تھے۔ چنانچہ سترہ ہزار آدمیوں کو قتل کر ڈالا لیکن اہل جزیرہ اور قنسرین نے اس قتل میں کوئی حصہ نہیں لیا بلکہ وہ اس سے رک گئے تھے۔ مروان کے پاس مقتولین کی تعداد میں یا ان سے کچھ زیادہ قیدی لائے گئے۔ مروان نے ان سے ولید کے دونوں لڑکوں کے لیے بیعت لے کر سب کو رہا کر دیا صرف دو آدمیوں کو سزا دی ایک تو یزید بن عقار الکلبی اور دوسرا ولید بن مصاد الکلبی۔ یہ دونوں ولید کے قاتلین میں سے تھے۔ ان کو مروان نے قید کر دیا تھا اور اسی قید میں دونوں ہلاک ہو گئے۔

جب سلیمان دمشق بھاگا تو اس کے ساتھ اور لوگ بھی بھاگے اور انھیں میں یزید بن خالد بن عبداللہ قسری بھی تھا چنانچہ جب یہ سب کے سب ابراہیم اور عبدالعزیز کے پاس جمع ہوئے تو ایک دوسرے سے کہنے لگے اگر ولید کے دونوں لڑکے زندہ رہ گئے تو مروان ان کو نکال لے گا اور پھر خلافت انھیں کے سپرد کی جائے گی۔ تو وہ اپنے باپ کے قاتلین میں سے کسی ایک کو نہ چھوڑیں گے اس لیے رائے تو یہ ہے کہ کسی طرح دونوں کو قتل کر ڈالا جائے۔ یہ یزید بن خالد قسری کی رائے تھی۔ چنانچہ اس

Marfat.com

نے خالد کے مولی ابوالاسد کوان کے قتل کا حکم دیا۔ یوسف بن عمر کوقید خانہ سے نکالا اوراس کی گردن اڑادی۔ان لوگوں نے ابومحمد سفیانی کے قتل کا بھی ارادہ کیا تھا لیکن وہ قید خانہ کی ایک کوٹھری میں گھس گیا اوراندر سے دروازہ بند کرلیا اس وجہ سے لوگ اس کو نہ پاسکے تو جلادینے کا منصوبہ باندھا۔ابھی آگ بھی نہ جلا سکے تھے کہ یہ شور مچ گیا کہ مروان کی فوج شہر میں داخل ہوگئی ہے۔ یہ سنتے ہی سب کے سب ابراہیم کے ساتھ بھاگ نکلے۔ ابراہیم کہیں جا کر چھپ گیا۔سلیمان تمام بیت المال کواپنے ساتھیوں میں تقسیم کر کے شہر سے باہر نکل گیا۔

مروان بن محمد بن مروان کی بیعت

اس سال مروان کے ہاتھ پرلوگوں نے دمشق میں خلافت کی بیعت کی۔اس کی صورت یہ ہوئی کہ جب وہ دمشق میں آیا توابراہیم اورسلیمان بھاگ گئے اور ولید کے موالی عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک کے مکان پرٹوٹ پڑے اوراس کوقتل کرڈالا ۔ یزید بن ولید کی قبر کھود کراس کی نعش کو باب الجابیہ میں لٹکا دیا۔مروان کے پاس ولید کے دونوں لڑکے حکم اورعثمان اور یوسف بن عمر سب کے سب مقتول لائے گئے تواس نے ان کو دفن کردیا۔ابومحمد سفیانی بھی زنجیروں میں جکڑا ہوا لایا گیا تواس نے مروان کوخلیفہ کہہ کرسلام کیا حالانکہ اب تک مروان کوصرف امیر کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔مروان نے اس سے کہا چپ رہو۔سفیانی نے کہا کہ ان دونوں نے یعنی حکم اورعثمان نے اپنے بعد تم کوخلیفہ بنایا ہے اور پھراس نے یہ شعر پڑھے جن کوحکم نے جیل خانہ میں کہا تھا یہ دونوں لڑکے بالغ ہوچکے تھے بلکہ حکم کے اولاد بھی ہوچکی تھی۔حکم نے یہ اشعار کہے ہیں:

الامن مبلغ مروان عنی — وعمی الغمرطال به حنینا
بانی قد ظلمت وصارقومی — علی قتل الولید مشایعینا
ایذهب کلهم بدمی ومالی — فلاغثا اصبت ولا سمینا
ومروان بارض بنی نزار — کلیث الغاب مفترس عرینا
اتنلث بیعتی من اجل امی — فقد بایعتم قبلی هجینا
فان اهلك اناوولی عهدی — فمروان امیر المومنینا

Marfat.com

[کیا کوئی شخص میرا پیغام مروان کو اور میرے چچا عمر کو پہنچا دے گا جس کے ساتھ ہمارا شوق بڑھ گیا ہے۔ یہ کہ مجھ پر ظلم کیا گیا ہے اور ہماری قوم ولید کے قتل کی وجہ سے ہمارے درپے ہے۔ کیا وہ ہماری جان و مال سب کو لے لیں گے تا کہ میں کوئی معمولی یا اچھی چیز بھی نہ پاؤں۔ حال یہ ہے کہ مروان بنو نزار کے ملک میں جنگل کے خونخوار شیر کی طرح اپنی کچھار میں ہے۔ کیا میری بیعت میری ماں کی وجہ سے توڑ دی جائے گی حالانکہ تم مجھ سے پہلے ایک کمینہ نسب شخص پر بیعت کر چکے تھے۔ پس اگر میں اور میرا ولی عہد ہلاک ہو جائیں تو مروان امیر المومنین ہوگا۔]

سفیانی نے کہا..... ہاتھ پھیلائے کہ ہم آپ کی بیعت کر لیں۔ مروان کے ساتھیوں نے اس بات کو سُنا۔ سب سے پہلے معاویہ بن یزید بن حصین بن نمیر اور حمص کے سرداروں نے بیعت کی بعد ازیں تمام لوگوں نے بیعت کی پھر جب بیعت کا سلسلہ ختم ہو چکا اور حکومت مروان کے سپرد کر دی گئی تو وہ اپنی منزل میں چلا گیا جو حران میں تھی۔ لوگوں نے اس کے بعد ابراہیم بن ولید اور سلیمان بن ہشام کے لیے امان کی خواہش ظاہر کی۔ مروان نے ان کو امن دے دیا اور دونوں اس کے پاس آئے۔ اس وقت سلیمان تدمیر میں اپنے بھائیوں، اہل و عیال اور موالیوں کے ساتھ مقیم تھا۔ سب نے مروان کی بیعت کر لی۔

عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کا خروج

اسی سال عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے کوفہ میں لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ جب یہ کوفہ میں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے۔ تو اس نے بڑی تعظیم اور تکریم کی۔ ان کے اور ان کے بھائیوں کے لیے تین سو درہم روزینہ مقرر کر دیا اسی اثناء میں یزید بن ولید کی وفات ہوئی اور لوگوں نے اس کے بھائی ابراہیم کی بیعت کر لی اور اس کے بعد عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک کی بیعت کی۔ جب یہ خبر کوفہ میں عبداللہ بن عمر کو ملی تو اس نے عطایا میں اضافہ کر دیا اور لوگوں سے بیعت لی۔ اطراف و جوانب میں بھی بیعت لینے کے لیے حکم بھیج دیا اور ہر طرف سے بیعت کے قبول ہونے کی اطلاع بھی آنے لگی۔ اسی زمانے میں یہ بھی معلوم ہوا کہ

Marfat.com

مروان نے بیعت کرنے سے انکار کردیا ہے اور خود شام میں ان دونوں کے مقابلہ کے لیے آنا چاہتا ہے۔ عبداللہ بن عمر نے عبداللہ بن معاویہ کو اپنے پاس روک رکھا اور ان کے روزینہ میں اضافہ کردیا اور ان کو مروان بن محمد سے جنگ کرنے کے لیے تیار کردیا اور کہا اگر مروان، ابراہیم بن ولید پر فتحیاب ہوجائے تو وہ ان کے لیے بیعت لے گا اور ان کے لیے مروان سے لڑے گا۔ تمام لوگوں میں ایک ہیجان پیدا ہوگیا۔ مروان بھی شام پہنچ گیا اور اس نے ابراہیم پر غلبہ حاصل کرلیا۔ اسمٰعیل بن عبداللہ القسری شکست کھا کر کوفہ چلا آیا اور ابراہیم کی طرف سے ایک فرمان لے لیا جس میں اس کو کوفہ کی امارت سپرد کرنے کا حکم تھا۔ یمینیوں کو جمع کر کے اس نے فرمان سنایا جب لوگوں نے فرمان سن لیا تو انھوں نے اس کی امارت قبول کرلی لیکن عبداللہ بن عمر نے انکار کیا اور اس سے جنگ کی۔ جب اس نے حالت خطرناک دیکھی تو ڈرا کہ اگر راز فاش ہوگیا تو بڑی ذلت اٹھانی پڑے گی اور قتل کردیا جاؤں گا چنانچہ اس نے اپنے اصحاب سے کہا خون بہانا بُرا سمجھتا ہوں۔ اس لیے تم لوگ لڑائی سے رُک جاؤ۔ وہ لوگ باز آگئے ابراہیم کی اصلی حالت اور اُس کا فرار ہونا ظاہر ہوگیا۔ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے تعصب کرنے لگے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عبداللہ بن عمر بنو مضر اور بنو ربیعہ کو بکثرت عطایا دیا کرتا تھا لیکن جعفر بن قعقاع بن شور الذہلی اور عثمان بن الخیبری کو جو تیم اللات بن ثعلبہ سے تھا، کچھ نہیں دیتا تھا حالانکہ یہ دونوں بنو ربیعہ میں سے تھے۔ یہ دونوں اسی وجہ سے ناراض ہوگئے تھے۔ ان دونوں کے لیے ثمامہ بن حوشب بن رویم شیبانی بھی بگڑا اور یہ سب مل کر کوفہ چلے آئے، اس وقت عبداللہ بن عمر حیرہ میں تھا۔ کوفہ پہنچ کر بنو ربیعہ کو پکارا، وہ سب جمع ہوگئے۔

جب اس کی خبر عبداللہ بن عمر کو ملی تو اس نے اپنے بھائی عاصم کو بھیجا جس وقت وہ پہنچا تو یہ لوگ دیر ہند میں تھے۔ عاصم نے اپنے کوان کے درمیان میں ڈال دیا اور کہا لو یہ میرا ہاتھ جو تمھارا جی چاہے کرو۔ اس پر وہ لوگ بہت شرمائے اور واپس چلے گئے بلکہ عاصم کی بڑی تعظیم کی اور اس کا شکریہ ادا کیا۔ جب شام ہوئی تو ابن عمر نے عمر بن غضبان بن القبعثری کے پاس ایک لاکھ (درہم) بھیجے جس کو اس نے اپنی قوم بنو حمام بن مرۃ بن ذہل شیبانی میں تقسیم کردیا اور ثمامہ بن حوشب کے پاس بھی ایک لاکھ بھیجا گیا جس کو اُس نے بھی اپنی قوم میں تقسیم کردیا اسی طریقہ سے جعفر بن قعقاع اور عثمان بن الخیبری کے پاس بھی کچھ روپیہ بھیجا۔

Marfat.com

جب شیعان علی نے عبداللہ کی کمزوری کا یہ حال دیکھا تو اُسے علیحدہ کر دینے کی سوچنے لگے اور سب کے سب عبداللہ بن معاویہ کے پاس گئے۔ ان کو مکان سے نکال کر قصر شاہی میں داخل کیا اور عاصم بن عمر کو قصر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ مجبوراً وہ اپنے بھائی کے پاس حیرہ چلا آیا۔ ابن معاویہ کے پاس کوفیوں کی ایک جماعت آئی جس نے ان کی بیعت کر لی جن میں عمر بن غضبان، منصور بن جمہور، خالد کا بھائی اسمٰعیل بن عبداللہ قسری بھی تھے۔ ابن معاویہ کئی دن تک لوگوں سے بیعت لیتا رہا۔ نیز مداین اور فم نیل سے بھی بیعت کی اطلاع آئی۔ جب ابن معاویہ کے پاس بہت سے لوگ جمع ہو گئے تو ان تمام کو لے کر ابن عمر کے مقابلہ کے لیے حیرہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب ابن عمر کو خبر دی گئی کہ ابن معاویہ ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ آ رہا ہے تو تھوڑی دیر تک خاموش رہا۔ اتنے میں باورچیوں کا داروغہ آیا جس نے اطلاع دی کھانا تیار ہے۔ عبداللہ نے کھانا لانے کا حکم دیا۔ کھانا لایا گیا اور وہ لوگوں کے ساتھ بے پروائی سے کھانا کھاتا رہا حالانکہ لوگ خوف کھا رہے تھے کہ ابن معاویہ اچانک پہنچ جائے گا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہو چکا تو اموال کو نکال کر اپنے سرداروں میں تقسیم کر دیا اس کے بعد اس نے اپنے ایک مولی کو بلا بھیجا جس کے نام سے وہ اکثر فال لیا کرتا تھا۔ اُس کا نام میمون یا ریاح یا ایسا ہی کوئی اور عمدہ نام تھا۔ جب وہ آیا تو جھنڈا اُس کے سپرد کیا اور کہا کہ فلاں مقام پر اس کو نصب کر دو اور اپنے لوگوں کو آواز دو اور میرے آنے تک وہیں ٹھہرے رہو۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

عبداللہ نکلا تو اس نے دیکھا کہ ابن معاویہ کی فوجوں سے زمین سفید ہو گئی ہے اس لیے اس نے منادیوں کو حکم دیا کہ یہ منادی کر دو کہ جو شخص ایک سر لائے گا اس کو پانچ سو انعام دیا جائے گا۔ یہ اعلان ہوتے ہی لوگوں نے بہت سے سر لا کر جمع کر دیے اور اس نے بھی جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کر دیا۔ ایک شامی میدان میں مقابلے کے لیے نکلا جس کے مقابلے میں قاسم بن عبدالغفار العجلی نکلا۔ شامی نے اس سے کچھ پوچھا تو اس سوال و جواب میں اس نے اس کو پہچان لیا اور کہا کہ میرا گمان تھا کہ بکر بن وائل میں سے کوئی شخص میرے مقابلے کے لیے نکلے گا۔ واللہ میرا ارادہ تجھ سے لڑنے کا نہیں ہے لیکن تم کو ایک بات کی خبر دیتا ہوں کہ اہل یمن، اسمٰعیل، منصور اور دوسرے لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جس نے ابن عمر سے معاہدہ نہ کر لیا ہو۔ بنو مضر نے بھی اس سے معاہدہ کر لیا لیکن اے بنو ربیعہ میں نہ تمہارا معاہدہ دیکھتا ہوں اور نہ قاصد۔ میں بنو قیس کا ایک آدمی ہوں اس لیے اگر تم معاہدہ کرنا چاہتے ہو تو میں اس کی خبر ابن

Marfat.com

عمر کو دیتا ہوں۔اب ہم سے اور تم سے کل مقابلہ ہوگا کیونکہ وہ آج تم سے نہیں لڑیں گے۔ یہ خبر ابن معاویہ کو عمر بن غضبان نے دی اس نے اس سے مشورہ طلب کیا تو اس نے کہا کہ منصور اور اسمٰعیل اور دوسرے لوگوں سے ضمانت لے لی جائے لیکن ابن معاویہ نے اس مشورہ پر عمل نہیں کیا۔

دوسرے دن صبح کے وقت لوگ جنگ کے لیے تیار ہوئے۔عمر بن غضبان نے ابن عمر کے میمنہ پر حملہ کیا جو پسپا ہوگیا۔اسمٰعیل اور منصور جلدی سے حیرہ کی طرف چل دیئے۔اصحاب ابن معاویہ نے شکست کھائی اور ابن معاویہ کو ساتھ لے کر کوفہ کی طرف بھاگے۔سب نے قصر میں آکر پناہ لی مگر میسرہ جو بنو ربیعہ و مضر پر مشتمل تھا اپنی جگہ جم کر لڑتا رہا اور اُن کے مقابل ابن عمر کی جو فوج تھی وہ اُسی طرح میدان کارزار میں جمع رہی۔لوگوں نے ابن غضبان سے کہا آج جو کچھ لوگوں نے کیا اس سے ہم کو تمھارے اوپر بہت زیادہ خطرہ تھا۔اس لیے واپس چلو۔ابن غضبان نے کہا کہ میں اُس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک میں یہیں قتل نہ کر دیا جاؤں۔آخر کار اس کے ساتھیوں نے زبردستی اس کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر اس کو کوفہ لے گئے۔شام کے وقت ابن معاویہ نے لوگوں سے کہا کہ اے بنو ربیعہ تم نے دیکھ لیا کہ لوگوں نے ہمارے ساتھ کیسا برتاؤ کیا حالانکہ ہم نے اپنا خون تمھاری گردنوں پر ڈال دیا تھا۔اس لیے اگر تم لڑائی کرتے ہو تو ہم بھی تمھارے ساتھ لڑنے کے لیے تیار ہیں، اگر تم یہ دیکھ رہے ہو کہ لوگ ہم کو اور تم کو چھوڑ رہے ہیں تو اپنے اور ہمارے لیے امان حاصل کر لو۔عمر بن غضبان نے کہا کہ نہ تو ہم تمھارے ساتھ جنگ کریں گے اور نہ جیسے کہ ہم اپنے لیے امان لیں گے تمھارے لیے لیں گے۔اس کے بعد یہ لوگ قصر ہی میں ٹھہرے رہے۔زیدیہ راستوں میں ابن عمر کی فوج سے کئی دن تک لڑتے رہے۔

پھر بنو ربیعہ نے اپنے ،ابن معاویہ اور زیدیہ کے لیے امان لے لی۔کہ جہاں چاہیں چلے جائیں۔ابن معاویہ وہاں سے نکل کر مدائن میں مقیم ہوا اور جب اس کے پاس کوفہ کے کچھ لوگ آئے تو ان کو لے کر حلوان، جبال، ہمذان، اصفہان اور رے پر قابض ہوگیا۔اہل کوفہ کے غلام اس کے پاس آگئے۔ابن معاویہ ایک اچھا شاعر تھا اُسی نے شعر کہے ہیں:

ولا تـركبـن الـصّنيـع الـذى　　تـلـوم اخـاك عـلـى مثلـه

ولا يـعـجبـنـك قـول امـرىءٍ　　يـخـالف مـاقـال فـى فـعلـه

[تو خود ایسے کام کا مرتکب نہ ہو کہ جیسے کام پر تو اپنے بھائی کی ملامت کرتا ہے۔تجھ کو اس

Marfat.com

شخص کی بات تعجب میں نہ ڈالے جس کا فعل اس کے قول کے مخالف ہو۔]

حارث بن سُریج کی مرو میں آمد

اسی سال حارث مرو واپس آیا یہ ایک مدت تک مشرکین کے ساتھ رہا۔اس کے واپس آنے کی وجہ اس سے پہلے بیان کی جا چکی ہے۔یہ جمادی الآخر ۱۲۷ھ میں مرو آیا لوگ مقام کشمیھن تک اس کے استقبال کے لیے گئے۔جب لوگوں سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کہ جب سے میں گیا اس دن سے آج تک میری آنکھ ٹھنڈی نہیں ہوئی اور بجز خدا کی اطاعت میری آنکھ ٹھنڈی بھی نہیں ہوسکتی۔نصر نے جب ملاقات کی تو اس نے اس کو مہمان بنایا اور پچاس درہم روزانہ مقرر کر دیا لیکن یہ ہمیشہ ایک قسم کا کھانا کھاتا تھا۔نصر نے اس کے اہل عیال کو بھی رہا کر دیا۔نصر نے اس سے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ اس کو والی بنانا چاہتا ہے اور ایک لاکھ دینار دینا چاہتا ہے۔مگر حارث نے اس کو قبول نہیں کیا۔بلکہ یہ کہلا بھیجا کہ مجھ کو دنیا اور اس کی لذتوں سے ذرہ برابر بھی تعلق نہیں رہا۔میں تم سے صرف کتاب اللہ اور سنت نبوی پر عمل چاہتا ہوں تم اچھے لوگوں کو اپنا عامل بناؤ اگر تم نے ان پر عمل کیا تو میں دشمنوں کے مقابلے میں تمھاری امداد کروں گا۔اس کے علاوہ اس نے کرمانی کو بھی لکھا کہ اگر نصر نے کتاب اللہ پر عمل کیا تو میں اس کی مدد کروں گا اور اللہ کے حکم پر قائم ہو جاؤں گا اور اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو میں تمھارے پاس آجاؤں گا بشرطیکہ تم عدل وسنت رسول پر عمل کرنے کی ضمانت کرو۔حارث نے بنو تمیم کو اپنی طرف سے دعوت دی۔چنانچہ بنو تمیم اور دوسرے قبائل کے لوگوں نے اس کی دعوت پر لبیک کہا۔حتیٰ کہ اس کے پاس تین ہزار آدمی جمع ہو گئے پھر نصر کو کہلا بھیجا میں اس شہر سے محض جور وظلم کی وجہ سے تیرہ برس تک باہر رہا اور اب پھر تم مجھے اس ظلم کے ارتکاب میں شریک کرنا چاہتے ہو۔

اہل حمص کا نقض بیعت کرنا

اسی سال اہل حمص نے مروان کی بیعت توڑ دی۔اس کی وجہ یہ ہوئی کہ مروان جب شام سے فارغ ہو کر حران پہنچا تو تین مہینہ تک وہیں مقیم رہا۔اس عرصہ میں حمص والوں نے بیعت توڑ دی جس شخص نے اس کو اس طرف متوجہ کیا تھا اور خط وکتابت کی تھی وہ ثابت بن نعیم تھا۔اہل حمص نے قبیلہ

Marfat.com

کلب کے ان لوگوں کو جو تدمر میں تھے بلا بھیجا۔ چنانچہ وہاں سے اضبغ بن ذوالۃ الکلبی اپنی اولاد کے ساتھ پہنچا اور معاویہ سکسکی بھی پہنچا۔ شامی سوار اور دوسرے لوگ جن کی تعداد ایک ہزار تھی شب عیدالفطر میں داخل ہوئے۔ مروان یہ خبر سنتے ہی ابراہیم (معزول شدہ) اور سلیمان بن ہشام کے ساتھ جن کو اس نے امن دے رکھا تھا اور بہت تعظیم وتکریم سے پیش آتا تھا، عیدالفطر کے دو دن بعد پہنچا۔ جب یہ پہنچا تو شہر والوں نے شہر کے دروازے بند کر دیے۔ چنانچہ اس نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور خود ایک دروازہ کے قریب ٹھہرا اور نقیب نے ان لوگوں سے جو دروازہ کے قریب تھے پوچھا کہ تم نے کیوں نقض بیعت کر لی اور اس کی وجہ کیا ہے۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے تو بیعت نہیں توڑی بلکہ ہم تو آپ کے مطیع ہیں۔ اس پر ان سے کہا گیا کہ دروازہ کھول دو۔ انھوں نے دروازہ کھول دیا عمر بن وضاح تین ہزار وضاحیوں کے ساتھ شہر کے اندر داخل ہو گیا اور شہر والوں سے لڑائی شروع کر دی۔ مروان کی فوج نے ان کو سخت شکست دی۔ باب تدمر پر جو لوگ تھے وہ اس اطراف سے بھاگنے لگے۔ مروان کی فوج نے ان سے لڑائی کی جو وہاں سے گزرتا اس کو قتل کر ڈالتے۔ اضبغ بن ذوالہ اور اس کا بیٹا فرافصہ دونوں بھاگ گئے۔ مروان نے جن لوگوں کو قید کیا تھا ان میں سے ایک جماعت کو قتل کر ڈالا۔ مقتولین میں پانچ سو آدمیوں کو شہر کے اطراف میں سولی پر لٹکا دیا گیا۔ شہر کی سو گز فصیل مسمار کر دی بعض لوگ کہتے ہیں کہ حمص کی فتح اور فصیل کا انہدام ۱۲۸ھ میں ہوا۔

اہلِ غوطہ کی بغاوت

اسی سال اہلِ غوطہ نے بھی بغاوت کی۔ انھوں نے اپنا والی یزید بن خالد قسری کو بنایا اور دمشق کا مع اس کے حاکم زامل بن عمرو کے محاصرہ کر لیا۔ مروان نے جب یہ سنا تو اس نے حمص سے ابو الورد بن کوثر بن زفر بن الحارث اور عمر بن وضاح کو دس ہزار فوج کے ساتھ ان کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ جب یہ شہر کے قریب پہنچا تو اس نے محاصرہ کرنے والوں پر حملہ کر دیا۔ اندر سے شہر والوں نے بھی نکل کر دوسرا حملہ کر دیا جس کی وجہ سے یہ لوگ شکست کھا گئے۔ مروان کے اصحاب نے اُن کے پڑاؤ کا تباہ کر دیا۔ مزّہ اور دوسرے یمنی عربوں کے دیہاتوں کو جلا دیا۔ یزید بن خالد گرفتار کیا گیا اور قتل کر ڈالا گیا۔ زامل نے اس کا سر کاٹ کر مروان کے پاس بھیج دیا۔ اس جنگ کے مقتولین میں عمیر بن ھانی

Marfat.com

عنسی بھی یزید کے ساتھ قتل کیا گیا۔ یہ بہت بڑا عابد اور مجاہد آدمی تھا۔

اہلِ فلسطین کی بغاوت

اس سالِ اہل حمص اور غوطہ کے بعد ثابت بن نعیم نے فلسطین کے باشندوں کو ساتھ لے کر علم بغاوت بلند کیا اور مروان سے نقض بیعت کر لی۔ یہ طبریہ پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت وہاں کا حاکم ولید بن معاویہ بن مروان بن حکم تھا جو عبدالملک کے بھائی کا بیٹا تھا۔ چند دن تک وہاں کے لوگوں سے جنگ ہوتی رہی۔ مروان نے پھر ابوالورد کو لکھا کہ تم ثابت سے مقابلے کے لیے جلد روانہ ہو جاؤ۔ جب ابوالورد قریب پہنچ گیا تو اہلِ طبریہ بھی ثابت سے جنگ کرنے کے لیے نکلے۔ انھوں نے اس کو شکست دی اور اس کے تمام لشکر کو تباہ و برباد کر دیا۔ شکست خوردہ ثابت فلسطین کی طرف بھاگا لیکن ابوالورد نے اس کا تعاقب کیا۔ راستہ میں ایک جگہ اور لڑائی چھڑی جس میں اس نے ان کو دوبارہ شکست دی۔ اس کے بعد ثابت کے اصحاب متفرق ہو گئے۔ ابوالورد نے اس کی اولاد میں سے تین کو گرفتار کر کے مروان کے پاس بھیج دیا۔ مگر ثابت اور اس کا لڑکا رفاعہ دونوں بھاگ گئے جن کا پتہ نہ چلا۔

مروان نے اس کے بعد فلسطین پر رماجس بن عبدالعزیز کنانی کو حاکم مقرر کیا۔ جس نے دو مہینے کے بعد ثابت کو گرفتار کر کے مروان کے پاس بھیج دیا۔ مروان نے اس کے اور اس کے تینوں لڑکوں کے ہاتھ پیر کاٹنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ان کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے گئے اور دمشق لائے گئے۔ پہلے تو ان کو مسجد کے دروازہ پر ڈال دیا گیا تھا لیکن پھر ان کو دمشق کے دروازوں پر سولی دے کر لٹکا دیا گیا۔

اس وقت مروان دیر ایوب میں تھا۔ وہیں اس نے اپنے دونوں لڑکوں عبداللہ اور عبیداللہ کی ولی عہدی کے لیے بیعت لی۔ ان کی شادی ہشام بن عبدالملک کی دو لڑکیوں سے کر دی۔ اس طرح بنو امیّہ پھر یک جا ہو گئے اور بجز تدمر کے تمام شام پر اقتدار کلی حاصل ہو گیا۔ اب مروان تدمر فتح کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ پہلے قسطل میں آ کر اترا۔ جہاں سے تدمر چند دن کی مسافت پر تھا۔ تدمر کے باشندوں نے راستے کے تمام کنویں اور چشمے خراب کر دیے تھے اس وجہ سے مروان چند دن تک اپنے توشۂ مشکیزے اور اونٹوں کا انتظام کرنے لگا۔ لیکن ابرش بن ولید اور سلیمان بن ہشام اور دوسرے لوگوں نے مروان سے اس کی اجازت چاہی کہ وہ شہر والوں کے پاس جائیں۔ مروان نے اس کی اجازت

Marfat.com

دی۔ابرش ان کے پاس آیاان کو بہت ڈرایا دھمکایا جس کی وجہ سے انھوں نے اطاعت قبول کرلی لیکن جن لوگوں کومروان پراعتماد نہ تھا وہ صحرا کی طرف بھاگ گئے۔ابرش فصیل منہدم کرنے کے بعد مروان کے پاس واپس آیااس کے ساتھ وہ لوگ بھی تھے جنھوں نے اطاعت قبول کرلی تھی۔

مروان نے اپنے آگے یزید بن عمر بن ہبیرہ کوعراق کی جانب ضحاک خارجی سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا اور اہل شام کواس کے ساتھ ایک فوج روانہ کرنے کا حکم دیا۔مروان وہاں سے رصافہ پہنچا۔سلیمان بن ہشام نے چند دن قیام کرنے کی اجازت چاہی تا کہ وہ لوگ جواس کے ساتھ تھے تندرست ہوجائیں اورخود بھی آرام لے لے۔مروان نے اس کی اجازت دی اورخودوہاں سے قرقیسیا آیا تا کہ وہاں کے حاکم ابن ہبیرہ کوضحاک کے مقابلے پر بھیجے۔اس عرصے میں شامیوں کی وہ دس ہزار فوج جس کومروان نے ضحاک خارجی سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا تھا واپس آگئی۔یہ سب رصافہ میں مقیم ہوئی اوراس نے سلیمان کومروان کے معزول کرنے کی دعوت دی سلیمان نے اس کوقبول کیا۔

سلیمان بن ہشام بن عبدالملک کی بغاوت

اسی سال سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے مروان بن محمّد سے بغاوت کی اوراس سے جنگ کی۔اس کا بیان ہم اوپر کرچکے ہیں کہ جب اس کے پاس شامی فوجیں آئیں اورانھوں نے مروان سے بغاوت کواس کے لیے اچھا بتایا اور یہ کہا کہ تم لوگوں کی نظروں میں اس سے زیادہ اچھے ہواور خلافت کے لیے اس سے زیادہ موزوں ہو۔سلیمان نے ان کی اس دعوت کوقبول کرلیا اور موالی اور بھائیوں کوساتھ لے کرقنسرین پہنچا اور وہیں فوج مرتب کرنے لگا اور شامیوں سے خط وکتابت کی۔ چنانچہ وہ ہرطرف سے امنڈ آئے۔جب یہ خبرمروان کوملی تووہ قرقسیا سے اس طرف لوٹا اورابن ہبیرہ کو لکھا کہ تم وہیں ٹھہرجاؤ۔مروان لوٹتے وقت قلعہ کامل سے گزرا۔جہاں موالی سلیمان کی ایک جماعت اور ہشام کی اولاد تھی انھوں نے اپنے کوقلعہ بند کرلیا تو مروان نے ان کوکہلا بھیجا کہ اگرتم نے میری فوج میں سے کسی شخص کوبھی تکلیف دی تو تمھارے حق میں اچھا نہ ہوگا اور پھرتمھارے لیے میرے پاس امان نہ ہوگی۔انھوں نے جواب دیا کہ ہم کسی کوضرر نہیں پہنچائیں گے۔مروان گزرگیا۔ان لوگوں نے فوج کے پچھلے حصے پرغارت گری کی۔جب مروان کومعلوم ہواتو بہت بگڑا۔

Marfat.com

ادھر سلیمان کے پاس ۷۰ ہزار شامی، ذکوانی اور دوسرے قبائل کے لوگ جمع ہو چکے تھے۔ سلیمان نے قنسرین کے ایک قریہ خُساف میں فوج مرتب کی۔ مروان بھی وہاں پہنچ گیا۔ دونوں فوجوں میں سخت جنگ ہوئی۔ سلیمان اوراس کے اصحاب نے شکست کھائی۔ اس کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ مروان کی فوج نے اس کا تعاقب کیا اور برابر قتل کرتی رہی اور قید کرتی رہی۔ حتیٰ کہ سلیمان کی فوج بالکل تباہ ہوگئی۔ اس وقت مروان ایک جگہ پر اور اس کے لڑکے دوسرے مقاموں پر اور اس کا کوتوال کوثر ایک تیسرے مقام پر کھڑا تھا۔ پھر مروان نے ان کو حکم دیا کہ غلاموں کے علاوہ جو قیدی تمھارے پاس آئے قتل کر دینا۔ اس دن مقتولین کا جو شمار کیا گیا وہ ۲۰ ہزار سے کچھ زیادہ تھا۔ ان میں ابراہیم بن سلیمان اوراس کے اکثر لڑکے اور ہشام بن عبدالملک کا ماموں خالد بن ہشام المخزومی بھی مقتول ہوا۔ ان قیدیوں میں سے بہت سے لوگوں نے کہا کہ ہم غلام ہیں۔ اس لیے مروان نے اُنھیں قتل نہیں کیا بلکہ اُن کو دوسرے سامان کے ساتھ ہراج کر دینے کا حکم دیا۔

سلیمان وہاں سے بھاگ کر حمص پہنچا۔ یہاں وہ لوگ جو میدان جنگ سے بھاگ گئے تھے پھر مل گئے۔ اس نے دوبارہ اپنی فوج کو درست کیا اور شہر کی منہدم شدہ فصیل جس کو مروان نے منہدم کیا تھا اس کی تعمیر کرائی۔ اس کے بعد مروان وہاں سے غیظ وغضب میں بھرا ہوا قلعہ حصن میں آیا اور اس کا محاصرہ کر لیا اور ان لوگوں کو جو محصور تھے اپنی اطاعت پر مجبور کیا۔ چنانچہ انھوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ جب وہ قلعہ سے باہر ہوئے تو مروان نے بہت سے لوگوں کے ہاتھ پاؤں قطع کر دیے۔ جن کے زخموں کی اہل رقہ نے مرہم پٹی کی۔ جس میں سے اکثر لوگ اچھے ہوئے اور باقی ہلاک ہوئے۔ ان کی تعداد بھی تقریباً تین سو تھی۔ اس کے بعد مروان نے سلیمان اوراس کے اصحاب کا رخ کیا۔ سلیمان کی فوج کے آدمیوں نے آپس میں یہ گفتگو کی کہ ہم لوگ کب تک مروان سے شکست کھاتے رہیں گے۔ چنانچہ ان میں سے سات سو آدمیوں نے موت پر بیعت کر لی۔ پھر سب کے سب روانہ ہوئے کہ اگر موقع ملے تو مروان پر شب خون ماریں۔ اس کی خبر مروان کو بھی لگ گئی۔ اس نے اپنے بچاؤ کا سامان کر لیا۔ پوری حفاظت اور تیاری کے ساتھ وہ خندقوں کے اندر چلتا رہا جب یہ لوگ شب خون نہ مار سکے تو اس کے راستے میں زیتون کے درخت کے قریب ایک کمیں گاہ بنائی۔ مروان بہت ہی حزم واحتیاط کے ساتھ جا رہا تھا۔ ان لوگوں نے نکل کر حملہ کر دیا اور جو مروان کے ساتھ تھے ان کو قتل کرنا شروع کیا۔

Marfat.com

مروان نے یہ دیکھ کر اپنے شہسواروں کو پکارا۔ وہ پلٹ پڑے اور ان سے جنگ شروع کر دی۔ ظہر سے عصر تک سخت لڑائی ہوتی رہی۔ آخر سلیمان کی فوج نے شکست کھائی اور تقریباً چھ ہزار آدمی مارے گئے۔ جب اس ہزیمت کی خبر سلیمان کو ملی تو اس نے اپنے بھائی سعید کو حمص میں چھوڑا اور خود تدمر چلا آیا اور وہیں مقیم ہو گیا۔

مروان نے پھر حمص میں آ کر دس مہینہ تک اس کا محاصرہ کیا اور چاروں طرف منجنیقیں نصب کرائیں اور شب و روز پتھر برساتا رہا۔ ہر روز کچھ نہ کچھ لوگ نکل کر اس سے لڑائی کرتے رہتے جو بسا اوقات لڑتے لڑتے اس کے پڑاؤ کے قریب تک پہنچ جاتے تھے۔ جب ان پر مصیبتوں کا بار زیادہ ہو گیا تو انھوں نے آخر کار تنگ آ کر اس شرط پر امان طلب کی کہ وہ سعید بن ہشام اور اس کے دونوں لڑکے عثمان اور مروان اور سکسکی نامی شخص کو جو فوج کو جوش دلاتا اور حبشی شخص مروان کو گالیاں دیتا تھا۔ ان سب کو مروان کے حوالے کر دیں گے۔ مروان نے اسی شرط پر ان کو امن دیا پھر سعید اور اس کے لڑکوں کو گرفتار کر لیا۔ سکسکی کو قتل کر ڈالا اور حبشی کو بنو سلیم کے حوالے کر دیا۔ انھوں نے اُس کے اعضا قطع کر دیئے۔

جب مروان حمص کی جنگ سے فارغ ہو گیا تو اس نے ضحاک خارجی کا رخ کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ جب سلیمان خساف میں شکست کھا گیا تو بھاگ کر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے پاس عراق میں آیا اور اس کو ساتھ لے کر ضحاک کے مقابلے پر گیا۔ پھر اس پر بیعت کر کے اس کو مروان سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا تو کسی شاعر نے یہ شعر کہا:

الم تر انّ اللہ اظھر دینہ　　وصلت قریش خلف بکر بن وائل

[کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو نمایاں کر دیا اور قریش نے بکر بن وائل کے پیچھے نماز پڑھی۔]

جب نصر بن سعید الحرشی، والی عراق نے یہ دیکھا تو اس نے خیال کیا کہ وہ عبداللہ بن عمر کے مقابلے کی تاب نہیں لا سکتا اس لیے مروان کی طرف روانہ ہوا لیکن جب وہ قادسیہ پہنچا تو ضحاک کا قائم مقام ابن ملجان کوفے سے مقابلہ کے لیے نکلا اور نصر سے جنگ کی۔ نصر نے اس کو قتل کر ڈالا تو ضحاک نے کوفہ پر مثنیٰ بن عمران المعائذی کو حاکم مقرر کیا اور خود ذی القعدہ میں موصل کی طرف روانہ ہوا۔

ادھر سے ابن ہبیرہ آیا اور عین التمر میں اترا تو مثنیٰ بن عمران اس کے مقابلے کے لیے نکلا۔

Marfat.com

کئی دن تک دونوں میں برابر نبرد آزمائی ہوتی رہی جس میں ضحاک کے کئی سردار مقتول ہوئے اور خارجیوں نے شکست کھائی ،انھیں کے ساتھ منصور بن جمہور تھا۔ ان لوگوں نے کوفے واپس آکر اپنے لوگوں کو جمع کیا اور دوبارہ ابن ہبیرہ کے مقابلہ کے لیے چلے،ابن ہبیرہ کئی دن تک جنگ کرتا رہا۔جس میں خوارج نے شکست کھائی ۔اس کے بعد ابن ہبیرہ کوفہ آیا اور وہاں سے واسط چلا گیا ،جب ضحاک کو اپنے ساتھیوں کی حالت معلوم ہوئی تو عبیدہ بن سوار التغلبی کو اُن کی طرف بھیجا۔ وہ آکر صراۃ میں اترا پھر ابن ہبیرہ نے بھی ان کا رخ کیا اور صراۃ پہنچ کر ان سے بھڑ گیا۔ انشاء اللہ ضحاک کے خروج کی خبر عنقریب بیان کی جائے گی۔

ضحاک کا خروج

اسی سال ضحاک بن قیس شیبانی خارجی نے علم بغاوت بلند کیا اور کوفہ میں داخل ہوا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ جب ولید کا قتل ہو چکا تو ایک حروری شخص جس کا نام سعید بن بہدل الشیبانی تھا۔اس نے ولید کے قتل اور مروان کی شام میں مشغولیت کو غنیمت سمجھ کر کفرِ توثا میں خروج کیا اور بسطام البیھسی جو اس کی رائے کا مخالف تھا، بنو ربیعہ کو اسی تعداد میں ساتھ لے کر روانہ ہوا جتنی اس کے ساتھ تھی ۔ یہ دونوں اپنے مقابل کی طرف بڑھے جب یہ دونوں قریب ہو گئے تو سعید بن بہدل نے خیبری کو جو اس کے سرداروں میں تھا ۱۵۰ سواروں کے ساتھ بھیجا۔ جس وقت یہ پہنچا اُس وقت وہ لوگ بے خبر تھے۔اس لیے اُس نے اس بے خبری میں اُن لوگوں کو اور بسطام کو قتل کر ڈالا۔ان میں سے صرف چودہ آدمی باقی بچ گئے۔ پھر سعید بن بہدل شیبانی کو جب عراق کے اختلافات کی خبر ملی تو عراق کی جانب روانہ ہوا،لیکن سعید کا راستہ ہی میں انتقال ہو گیا۔ اس نے اپنی جگہ پر ضحاک ابن قیس کو مقرر کر دیا۔ لہذا خوارج نے اُس کی بیعت کر لی اور وہ موصل آیا اور وہاں سے شہرزور پہنچا۔اس درمیان میں خوارج اُس کے پاس برابر جمع ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ اُن کی تعداد ۴ ہزار تک پہنچ گئی۔

اسی عرصے میں یزید بن ولید ہلاک ہو گیا۔اُس وقت عراق پر اُس کا عامل عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز تھا اور مروان نے جزیرہ پر اپنا تسلط جما رکھا تھا۔مروان نے ابن عمر کے ایک سردار نضر بن سعید الحرشی کو عراق کی حکومت سپرد کی لیکن ابن عمر نے حکومت دینے سے انکار کر دیا۔اس لیے نضر کوفہ کی طرف

Marfat.com

روانہ ہوا اور ابن عمر حیرہ ہی میں مقیم رہا، اب دونوں میں جنگ شروع ہوگئی اور چار ماہ تک جنگ ہوتی رہی ،مروان نے نضر کی مدد ابن غزیّل سے کی۔اس کے علاوہ نضر کے پاس خود مضریہ جمع ہونے لگے۔یہ مضُری اس وجہ سے مروان کے ساتھ ہوگئے تھے کہ اس نے ولید کے خون کا مطالبہ کیا تھا اور ان کو ولید سے یہ تعلق تھا کہ ولید کی ماں قیسیہ بنو مضر سے تھی۔ دوسری طرف اہلِ یمن، ابن عمر کے ساتھ تھے۔یمنی اس لیے یزید کے ساتھ تھے کہ ولید نے خالد قسری کو یوسف کے حوالہ کیا تھا، جس نے اس کو قتل کر ڈالا۔

خیر جب اس یمنی، مُضری اختلاف کی خبر ضحاک کو معلوم ہوئی تو اُس نے ۱۲۷ھ میں عراق کا رخ کیا۔ابن عمر نے نضر کو لکھا کہ یہ ضحاک صرف ہمارے اور تمھارے ارادے سے نکلا ہے۔اس لیے ہم کو چاہیے کہ متحد و متفق ہو کر اس سے جنگ کریں، اس لیے ان دونوں میں معاہدہ ہوگیا اور دونوں کوفہ میں آکر مل گئے دونوں اپنی اپنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔ضحاک ماہ رجب میں مقام نخیلہ پر پہنچ گیا اور آرام کرنے کے لیے ٹھہر گیا۔یہ لوگ جمعرات کے دن جنگ کرنے کے لیے تیار ہوگئے یعنی ضحاک کے آنے کے دوسرے ہی دن بہت لڑائی ہوئی جس میں انھوں نے ابن عمر کو بھگا دیا اور اُس کے بھائی عاصم اور عبیداللہ کے بھائی جعفر بن عباس الکندی کو قتل کر ڈالا۔ابن عمر بھاگ کر خندق میں چھپ گیا، خوارج رات بھر وہیں لڑتے رہے پھر واپس ہوگئے۔ جمعہ کے دن دوبارہ جنگ ہوئی لیکن پھر بھی ابن عمر کو شکست ہوئی اور پھر بھاگ کر اپنی خندقوں میں پناہ لی۔ پھر جب ہفتے کی صبح ہوئی تو ابن عمر کے ساتھیوں نے آہستہ آہستہ واسط کی طرف ہٹنا شروع کر دیا۔انھوں نے خوارج سے زیادہ قوی تر قوم اب تک نہیں دیکھی تھی۔

جو لوگ واسط آئے ان میں نضر بن سعید الحرشی، خالد کا بھائی اسمٰعیل بن عبداللہ القسری، منصور بن جمہور، اصبغ بن ذوالہ اور ان کے علاوہ دوسرے سردار بھی تھے، اب یہاں صرف ابن عمر چند ساتھیوں کے ساتھ باقی رہ گیا۔لوگوں نے کہا کہ جب سب لوگ بھاگ گئے تو پھر ہم یہاں کس بھروسہ پر ٹھہرے رہیں۔ ابن عمر دو روز تک وہاں رہا، جسے دیکھا بھاگتا ہی نظر آیا تب ابن عمر بھی واسط چلا آیا اور ضحاک نے کوفہ پر قبضہ کر لیا۔عبیداللہ بن عباس الکندی نے اپنی جان کی خیر نہ دیکھی اس لیے ضحاک کے ساتھ ہوگیا اور بیعت کر کے اُس کی فوج میں شریک ہوگیا ابو عطاء السندی نے اُس کے لیے کہا:

فقل لعبیداللہ لو کان جعفر　　هو الحی لم یجنح وانت قتیل

Marfat.com

ولم یتبع المراق والتار فیهم　　وفی کفه عضب الذباب صقیل

الی معشر أردوااخاك واکفروا　　اباك فماذابعد ذاك تقول

[عبیداللہ سے کہہ دو کہ اگر جعفر زندہ ہوتا تو کبھی مائل نہ ہوتا اور تو اس حالت میں مقتول ہوتا۔ جب کہ اُن کے ذمہ ہمارے خون ہیں اور اُس کے ہاتھ میں صقیل شدہ تیغ براں ہوتی وہ کبھی خارجیوں کی پیروی نہ کرتا۔ایسے قبیلہ کی طرف جنھوں نے تمھارے بھائیوں کو مرتد سمجھا اور تمھارے آباواجداد کو کافر سمجھا ہے پھر اس کے بعد تم کیا کہو گے۔]

جب یہ اشعار عبیداللہ کو معلوم ہوئے تو اُس نے جواب میں کہا:

فلا وصلتك الرحم من ذی قرابة　　وطالب وترالذلیل ذلیل

ترکت اخاشیبان یسلب بزه　　ونجاك خوارالعنان مطول

[تجھ کو اعزاء اور اقرباء سے اور دشمنوں سے کوئی رحم نہ پہنچے اور ذلیل ذلیل ہی ہوتا ہے۔ تو نے شیبان کو اس حالت میں چھوڑ دیا کہ اُس کے مال اور متاع لوٹے جارہے تھے حالانکہ اُس نے تجھ کو بہت بڑی ذلت سے نجات دلائی تھی۔]

ابن عمر وہاں سے روانہ ہوکر واسط آیا اور حجاج بن یوسف کے مکان میں مقیم ہوا۔پھر عبداللہ اور نضر کے درمیان ویسی ہی جنگ چھڑ گئی جیسی کہ ضحاک کے آنے سے قبل ہورہی تھی۔نضر مروان کے حکم کی بنا پر عراق کی حکومت ابن عمر سے طلب کرتا تھا اور وہ انکار کرتا تھا۔ضحاک کوفہ کا انتظام کرکے اور وہاں کا والی ملجان شیبانی کو بنا کر واسط آیا اور اس نے باب مضمار میں قیام کیا۔عبداللہ اور نضر آپس کی جنگ ترک کرکے پھر ضحاک سے جنگ کرنے کے لیے متحد و متفق ہوگئے اور برابر شعبان،رمضان،شوال تک اتفاق واتحاد کے ساتھ ضحاک سے جنگ کرتے رہے۔

پھر منصور بن جمہور نے ابن عمر سے کہا کہ تم ان لوگوں سے کیوں لڑتے ہو۔اور ان کو مروان کی طرف جانے سے کیوں روکے ہوئے ہو۔ان کی اطاعت قبول کرکے ان کو اپنے اور مروان کے درمیان میں کردو۔اگر تم ان کی اطاعت کرلو تو پھر یہ لوگ مروان ہی کی طرف جائیں گے اور اس سے اس کی مشکلات میں اضافہ کردیں گے۔اگر ضحاک نے مروان پر فتح پالی تو تیرا مدعا حاصل اور تو پھر مامون ہوجائے گا اور اگر وہ ان پر مظفر و منصور ہوا اور تو نے اُس سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا تو اطمینان

Marfat.com

سے جنگ ہوگی۔ابن عمر نے کہا جلدی نہ کرو ذرا مجھ کو غور کر لینے دو۔منصور ان خارجیوں کے پاس گیا اور کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں اطاعت قبول کرلوں اور کلام اللہ پر عمل کروں اس لیے کہ یہی ان کی حجت تھی۔بہرحال اس نے ضحاک کی بیعت کر لی۔ پھر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بھی اُن کے پاس شوال میں آیا اور مصالحت کر کے ضحاک کی بیعت کر لی، اس کے ساتھ سلیمان بن ہشام بن عبدالملک بھی تھا۔

ابوالخطار امیر اندلس کی علیحدگی اور ثوابہ کی امارت

اسی سال اندلس والوں نے اپنے امیر ابوالخطار حسام بن ضرار الکلبی کی اطاعت سے انحراف کیا۔اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب یہ امیر ہو کر اندلس آیا، تو مضریوں کے خلاف یمانیہ کی طرف داری کرنے لگا۔اتفاقاً ایک کنانی اور غسانی سے تنازع ہوگیا۔کنانی نے صمیل بن حاتم بن ذی الجوشن ضبابی سے امداد چاہی تو صمیل نے اس بارے میں ابوالخطار سے بات کی۔اس پر وہ بہت زیادہ خفا ہوگیا صمیل نے بھی اس کا جواب منہ درمنہ دیا۔اس لیے ابوالخطار نے صمیل کو مارنے کا حکم دیا چنانچہ جب اس کی گردن کی پشت پر کوڑے پڑے تو اُس کا عمامہ جھک گیا اور جب وہ نکلا تو لوگوں نے کہا کہ تیرا عمامہ ٹیڑھا ہوگیا ہے اُس نے کہا، اگر میری کوئی قوم ہوگی تو سیدھا کر دے گی۔

یہ شخص مضر کے شرفا میں سے تھا، چنانچہ جب یہ بلج کے ساتھ اندلس میں داخل ہوا تو اپنی شرافت ونجابت اور ذاتی فضیلتوں اور خوبیوں کی وجہ سے معزز ہوگیا پھر لوگوں کو جمع کر کے اپنے گزشتہ واقعات ان کے سامنے بیان کیے، انھوں نے کہا کہ ہم تمھارے تابعدار اور مطیع ہیں، اُس نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں ابوالخطار کو اندلس سے نکال دوں۔اُن میں سے بعض لوگوں نے کہا تمھارے جو دل میں آئے وہ کرو اور جس سے جی میں آئے مدد لو مگر اَبی عطا قیسی سے مدد نہ لو۔یہ بھی اشراف قیس سے تھا اور ریاست وسرداری میں صمیل کا مقابلہ کرتا تھا اس کے علاوہ اس سے حسد بھی رکھتا تھا۔ایک دوسرے شخص نے یہ رائے دی کہ نہیں، بلکہ تجھ کو ابوعطا کے پاس جا کر امداد لینی چاہیے کیونکہ اس سے اُس کی رگ حمیت جوش میں آجائے گی اور وہ تیری مدد کرے گا اور اگر تو نے اس کو چھوڑ دیا تو وہ ابوالخطار سے مل جائے گا اور تیری مخالفت میں اُس کی امداد کرے گا تا کہ وہ تیرے مقابلہ میں اپنے ارادہ میں کامیاب ہوجائے اور میری یہ بھی رائے ہے کہ بنوسعد کو چھوڑ کر اہل یمن سے بھی امداد طلب کی جائے۔ چنانچہ

Marfat.com

صمیل نے ایسا ہی کیا اوراسی رات کو اُبی عطاء کے پاس گیا۔ اُس وقت وہ استجہ میں تھا۔ اُبی عطاء نے بڑی آؤ بھگت کی اورآنے کی وجہ دریافت کی۔ صمیل نے باتیں کہہ سنائیں جس کا اُس نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ ہتھیار سے آرستہ ہوکر گھوڑے پرسوار ہوگیا اور کہا جہاں جی میں آئے چلو میں تیار ہوں اور ہرحال میں ساتھ ہوں۔ اس کے علاوہ اپنے تمام اہل واصحاب کواُس کی پیروی کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد سب کے سب مرو کی جانب روانہ ہوئے۔ یہاں ثوابہ بن سلامہ الحدانی رہتا تھا جو کہ اپنی قوم کا سردار تھا۔ ابوالخطار نے اس کو اشبیلیہ اور دوسرے مقامات پر پہلے مقرر کیا تھا اور پھر اس کو معزول کر دیا اس وجہ سے وہ بھی اُس کا مخالف بن گیا تھا۔ اس کو بھی صمیل نے اپنے ساتھ شریک ہونے اوراعانت کرنے کی دعوت دی اور وعدہ کیا کہ اگر ابوالخطار کو نکال دیا گیا تو اُس کو امیر بنادیا جائے گا۔ اُس نے بھی اس دعوت کو قبول کرلیا اوراپنی قوم کو بھی اس طرف بلایا چنانچہ اُن سب نے بھی صدائے لبیک بلند کی اور سب کے سب مل کر شدونہ کو روانہ ہوئے۔

ابوالخطار بھی اندلس سے کسی کو وہاں کا والی مقرر کر کے ان کی طرف قرطبہ سے روانہ ہوااور پھر ماہ رجب میں ان سے سخت مقابلہ ہوااور آخر کار ابوالخطار کو شکست ہوئی جس میں اُس کے بہت سے ساتھی مقتول ہوئے اور خود گرفتار ہوگیا۔ اُس وقت قرطبہ میں امیہ بن عبدالملک بن قطن تھا جس نے ابوالخطار کے جانشین کو بھی وہاں سے نکال دیا اور جو کچھ ان دونوں کا مال واسباب تھا سب کو لوٹ لیا جب ابوالخطار نے شکست کھائی تو اس کے بعد ثوابہ بن سلامہ اور صمیل دونوں نے قرطبہ پر قبضہ کرلیا اور ثوابہ بن سلامہ وہاں کا والی ہوگیا۔

یمنیوں کو یہ صورت حال قبول نہیں تھی لہذا عبدالرحمٰن بن حسان الکلبی نے ثوابہ سے بغاوت کی اور ابوالخطار کو جیل خانہ سے نکالا تو تمام یمانیوں کی رگوں میں حمیت کا خون جوش کھانے لگا اور سب کے سب اُس کے پاس جمع ہوگئے۔ وہ ان تمام کو لے کر قرطبہ کی جانب روانہ ہوا۔ ادھر سے ثوابہ تمام یمانیہ اور مضریہ کو لے کر جو کہ صمیل کے ساتھ تھے مقابلے پر نکلا لیکن جب دونوں فوجیں مقابل ہوئیں تو ایک مضری نے آواز دی کہ اے معشر یمانیہ تم کو کیا ہوگیا کہ ابوالخطار کی جانب سے جانیں دے رہے ہو۔ تمھارے ثوابہ کو ہم نے امیر بنایا اگر کوئی ہمارا امیر ہوتا تو تم جنگ پر معذور سمجھے جاتے، میں یہ صرف اس وجہ سے کہتا ہوں تا کہ خونریزی نہ ہواور لوگوں کو عافیت مل جائے۔ جب لوگوں نے یہ سنا تو کہا سچ

Marfat.com

کہتا ہے امیر تو ہمیں میں سے ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنی قوم سے لڑیں، اس لیے لوگوں نے جنگ سے کنارہ کشی اختیار کی اور ابوالخطار بھاگ کر باہر چلا گیا اور ثوابہ قرطبہ واپس آیا۔ اس وجہ سے اس فوج کا نام عسکر عافیہ پڑ گیا۔

بنوعباس کی جماعت

اسی سال سلیمان بن کثیر، لاھز بن قریظ اور قحطبہ مکّہ گئے اور وہاں امام ابراہیم بن محمد سے ملاقات کی اور اُن کے موالی کو ۲۰ ہزار دینار دو لاکھ درہم، مشک اور بہت سا سامان وغیرہ دیا، انھیں لوگوں کے ساتھ ابومسلم بھی تھا تو سلیمان نے ابراہیم سے کہا کہ یہ آپ کا خادم ہے۔

اور اسی سال بکیر بن ماھان نے اپنے موت کے وقت ابراہیم کو لکھا کہ میں نے ابوسلمہ حفص بن سلیمان کو اپنا قائم مقام کر دیا ہے اور وہ اس کام کے لیے بالکل موزوں ہیں۔ چنانچہ ابراہیم نے اُس کو لکھا کہ تم اپنے ساتھیوں کے امیر ہو اور خراسانیوں کو لکھا کہ میں نے ان کو تمھارا امیر مقرر کیا ہے۔ اس کے بعد ابوسلمہ خراسان کی طرف گیا لوگوں نے اُس کی تصدیق کی اور امارت کو قبول کیا اور اُن کے پاس شیعوں کا جو کچھ چندہ اور خمس جمع تھا اُس کے حوالہ کر دیا۔

متفرق واقعات

اس سال عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز امیرِ حج تھا یہ اس وقت مروان کی جانب سے مکہ، مدینہ، طائف کا والی تھا۔ عراق پر نضر بن حرشی عامل تھا اور اس زمانہ میں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ نضر بن حرشی اور ابن عمر اور ضحاک میں جنگ تھی۔ خراسان میں نصر بن سیار تھا وہاں اس سے کرمانی اور حارث بن سُریج برابر جھگڑتے رہتے تھے۔

وفیات

اس سال سوید بن غفلۃ کی وفات ہوئی بعض لوگ کہتے ہیں کہ ۸۱ھ میں اس کا انتقال ہوا، اور بعض کہتے ہیں کہ اس نے ۸۲ھ میں انتقال کیا، اُس وقت اس کی عمر ۱۲۰ سال کی تھی اور عبدالکریم

Marfat.com

بن مالک الجزری کی بھی اسی سال وفات ہوئی، بعض ارباب سیر نے اس کے خلاف بیان کیا ہے۔

اوراسی سال ابوحَصِین عثمان بن حَصِین الاسدی کوفی کی بھی وفات ہوئی۔اوراسی سال ابواسحٰق عمرو بن عبداللہ السبیعی الہمدانی کی بھی وفات ہوئی اُس وقت ان کی عمر سوسال کی تھی اورعبداللہ بن دینار کا بھی انتقال ہوا۔

اسی سال محمد بن واسع الازدی البصری کی وفات ہوئی۔ان کی کنیت ابوبکر تھی۔اورداؤد بن ابی ہند کی بھی وفات ہوئی اورابو ہند کا نام دینار تھا یہ بنی قُشیر کا مولیٰ تھا۔

اوراسی سال ابوبحرعبداللہ بن اسحٰق مولی آل حضرمی کا انتقال ہوا۔یہ نحواورلغت کا امام تھا، یحییٰ بن نعمان سے اس نے تعلیم حاصل کی تھی، ابوبحرا کثر فرزوق کے شعروں میں عیب نکالا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اس کے شعر میں لحن (معیوب قافیہ) ہوتا ہے۔فرزوق نے اس کی ہجو میں یہ شعر کہا تھا:

فلو کان عبدا للہ مولیٰ ھجوتُہ ولکن عبدا للہ مولی موالیا

[اگرعبداللہ مولی ہوتا تو میں اُس کی ہجو کرتا لیکن عبداللہ غلاموں کا مولیٰ ہے۔]

ابوعبداللہ نے کہا تو نے اپنے قول (موالیا) میں لحن کیا، تجھ کو یہ کہنا چاہیے تھا مولی موال۔

Marfat.com

باب-۵۵

۱۲۸ھ کے واقعات

حارث بن سُریج کا قتل اور کرمانی کا مرو پر غلبہ

حارث بن سُریج کو یزید بن ولید کی امان ملنے اور بلاد مشرکین سے بلاد اسلامیہ میں آنے کا بیان گزر چکا ہے نیز جو کچھ اُس کے اور نصر کے درمیان اختلاف تھا اُس کا ذکر بھی ہو چکا ہے پھر جب ابن ہبیرہ عراق کا والی ہوا تو اس نے نصر کو خراسان کا والی بنایا۔ نصر نے خراسان میں مروان کے لیے بیعت لی، تو حارث نے کہا کہ مجھ کو یزید نے امن دیا تھا۔ مروان نے مجھے امان نہیں دی ہے اور مجھے یہ ڈر ہے کہ مروان یزید کی امان کو بحال نہیں رکھے گا اس لیے میں اس سے مامون نہیں ہوں۔ اس مفروضے پر اس نے نصر کی مخالفت شروع کر دی۔ نصر نے اُس کو کہلا بھیجا کہ اتحاد و اتفاق سے رہنا چاہیے اور تفرقہ اور دشمنوں کو طمع دلانے سے منع کیا لیکن اس نے ایک نہ سنی بلکہ لشکر تیار کر کے نکلا اور پھر نصر کو لکھا کہ امارت کا مسئلہ باہمی مشورہ سے طے کرو۔ نصر نے اس سے انکار کیا تب حارث نے راسب کے مولیٰ، جہمیہ کے سردار جہم بن صفوان کو حکم دیا کہ اُس کی سیرت اور اخلاق و عادات اور ایسی باتیں بیان کرے جو لوگوں کو اس کی جانب مائل کریں۔ چنانچہ جب جہم نے حارث بن سُریج کے بارے میں بیان کیا تو بہت سے لوگ اس کی طرف مائل ہو گئے اور اس کی جماعت میں بہت اضافہ ہو گیا۔ پھر حارث نے نصر کو لکھا کہ سالم بن احوز کو اپنی کوتوالی سے معزول کر دے اور عمال کو بدل دے۔ پھر دونوں میں یہ طے پایا کہ دونوں چند آدمیوں کو منتخب کریں جو پوری قوم کے نمایندے ہوں اور کتاب اللہ پر عامل ہوں۔ چنانچہ نصر نے مقاتل بن سلیمان اور مقاتل بن حیان کا انتخاب کیا اور حارث نے مغیرہ بن شعبة الجهضمی اور معاذ بن جبلہ کا انتخاب کیا اور نصر نے اپنے کاتب کو حکم دیا کہ جس طریقہ پر یہ لوگ راضی ہوں اور جن عاملوں کا انتخاب کریں ان تمام کو لکھ لو تا کہ وہ اُن کو سمرقند اور طخارستان کی سرحدوں پر مقرر کر سکے۔

Marfat.com

حارث ظاہر یہ کرتا تھا کہ وہ اہل بیت کا حامی ہے اس پر نصر نے اُس کو لکھا کہ اگر تمھارا یہ زعم ہے کہ تم دمشق کی فصیل کو منہدم کر دو گے اور مملکت بنی امیہ کو زیر و زبر کر دو گے تو مجھ سے پانچ سو جانور ، دوسو اونٹ اور حسب خواہش مال و متاع اور اسلحہ لے لو اور یہاں سے چلے جاؤ۔ میں اپنی عمر کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر تو جیسا کہ تو نے تذکرہ کیا ہے، اہل بیت کا حامی ہے تو میں تیرے تابع رہوں گا اگر تو ایسا نہیں ہے تو تو نے اپنے خاندان اور قبیلہ کو ہلاک کر دیا۔

حارث نے جواباً لکھا کہ تم کو بخوبی معلوم ہے کہ یہ بالکل حق ہے لیکن میرے ساتھی مجھ سے اس پر بیعت نہ کریں گے اور متحد نہ ہوں گے۔ نصر نے لکھا تو معلوم ہوا کہ لوگ تمہاری رائے پر نہیں ہیں تو ربیعہ اور یمن کے بیس ہزار لوگوں کو ہلاک کرنے میں خدا سے خوف کھاؤ، پھر نصر نے اُسے تین لاکھ درہم اور ماوراء النہر کی امارت پیش کی لیکن اُس نے قبول نہ کیا۔ پھر نصر نے اُس سے کہا کرمانی کے مقابلے پر جاؤ، اگر تم نے اُس کو قتل کر دیا تو میں تمہارا مطیع ہو جاؤں گا لیکن حارث نے اسے بھی نہ مانا۔ پھر دونوں کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ جہم بن صفوان اور مقتل بن حیان کو حکم بنائیں۔ ان دونوں نے نصر کی معزولی اور امارت کو مجلس شوریٰ کے سپرد کرنے کا فیصلہ کیا۔ نصر نے اس کو نامنظور کیا، اس لیے حارث مخالف ہو گیا۔ نصر نے اپنے بعض دوستوں پر یہ الزام لگایا کہ یہ حارث سے ساز باز رکھتے ہیں اُن لوگوں نے نصر سے معذرت چاہی اور نصر نے اُن کی معذرت قبول کر لی۔

جب خراسان والوں کو فتنہ کی خبر معلوم ہوئی تو اُن کی ایک جماعت جن میں عاصم بن عمیر الصریمی، ابوذیال الناجی، مسلم بن عبدالرحمٰن اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ بھی تھے، نصر کے پاس آئی۔ پھر حارث نے حکم دیا اُس کی سیرت مسجدوں اور بازاروں اور نصر کے دروازوں پر بیان کی جائے اس کے شروع ہونے کے ساتھ ہی اس کے پاس ایک عالم ٹوٹ پڑا۔ ایک شخص نے نصر کے دروازہ پر اس کی سیرت بیان کی، اُس کو نصر کے غلاموں نے زدوکوب کیا اس پر حارث نے لوگوں کو جنگ پر آمادہ کیا اور لڑائی پر مستعد کر دیا۔ مرو کے باشندوں میں سے ایک شخص نے حارث کو فصیل میں ایک نقب کی جگہ بتائی تو حارث نے جا کر نقب کو اور وسیع کر دیا اور اُس کے ذریعہ سے باب بالین کی سمت سے شہر میں داخل ہو گیا تو ان سے جہم بن مسعود الناجی نے جنگ کی لیکن وہ قتل کر دیا گیا۔ پھر لوگوں نے سالم بن احوز کے مکان کو لوٹ لیا اور باب بالین کے نگہبانوں کو قتل کر ڈالا۔ یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جب کہ

Marfat.com

جمادی الآخریٰ کی دو راتیں باقی رہ گئی تھیں اور دوشنبہ کا دن تھا۔ پھر حارث کوچۂ سُغد کی طرف روانہ ہوا وہاں پر اعین مولی حیان کو دیکھا جس سے کچھ لڑائی ہوئی مگر اعین مقتول ہوگیا۔

جب صبح ہوئی تو سالم نے گھوڑے پر سوار ہوکر یہ اعلان کیا کہ جو شخص ایک سر لائے گا اُس کو تین سو درہم دیے جائیں گے۔ اس اعلان کے بعد سورج نکلتے نکلتے حارث کو شکست ہوگئی۔ سالم، حارث سے ساری رات لڑتا رہا اس کے بعد سالم حارث کے لشکر میں داخل ہوگیا۔ اُس کے کاتب یزید بن داؤد اور اُس شخص کو جس نے نقب کا پتہ دیا تھا، قتل کر ڈالا۔

پھر نصر نے کرمانی کو پکڑ بلایا چنانچہ وہ اس سے عہد لے کر آیا جس وقت وہ پہنچا نصر کے پاس ایک جماعت بیٹھی تھی، سالم بن احوز اور مقدام بن نعیم میں کچھ سخت کلامی ہوگئی اور حاضرین میں کچھ لوگ اِدھر ہوگئے کچھ اُدھر ہوگئے۔ کرمانی کو یہ خوف معلوم ہوا کہ شاید اس میں نصر کا کوئی فریب ہو، اس لیے فوراً اُٹھ کھڑا ہوا، اگرچہ لوگوں نے اس کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی لیکن وہ نہ بیٹھا بلکہ گھوڑے پر سوار ہوکر واپس چلا آیا اور کہا نصر کا میرے ساتھ دھوکہ کرنے کا ارادہ تھا۔

اُسی دن جہم بن صفوان جو کہ کرمانی کے ساتھ تھا، قید کر کے قتل کر دیا گیا۔ پھر حارث نے اپنے لڑکے حاتم کو کرمانی کے پاس بھیج دیا تو محمد بن المثنیٰ نے کہا یہ دونوں تمہارے دشمن ہیں تم ان کو آپس میں لڑنے دو، پھر جب دوسرے دن کی صبح ہوئی تو کرمانی باب میدان یزید کی طرف گیا اور جب وہاں نصر کی فوج نے اس سے جنگ کی تو باب حرب بن عامر کی طرف چلا آیا اور اپنے ساتھیوں کو نصر کی طرف بھیجا۔ بدھ کے دن ان لوگوں نے کچھ تیراندازی کی اور پھر رک گئے۔ جمعرات کے دن کوئی جنگ نہ ہوئی لیکن جمعہ کے دن پھر میدان گرم ہوا۔ بنواز دشکست کھا کر کرمانی تک پیچھے ہٹتے چلے آئے اس لیے کرمانی نے خود اپنے ہاتھ میں جھنڈا لے لیا اور جنگ کے لیے آگے بڑھا اور نہایت سختی سے حملہ کر کے نصر کی فوج کو شکست دے دی اور وہ بھاگے چنانچہ انھوں نے اُن کے ۸۰ گھوڑوں کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ تمیم بن نصر گرا دیا گیا تو اُس کے دو خچر پکڑ لیے گئے اور سالم بن احوز گر پڑا تو اٹھا کر نصر کی فوج میں لایا گیا۔

جب کہ تھوڑی سی رات رہ گئی تو نصر مرو سے نکل کر چلا گیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عصمہ بن عبداللہ الاسدی، اصحاب نصر کو اُبھارتا رہا اس لیے وہ تین دن تک جنگ کرتے رہے اور آخری دن کرمانی کے اصحاب کو شکست دی۔ جن میں بنو ربیعہ اور ازد تھے۔ خلیل بن غزوان نے منادی کرائی کہ

Marfat.com

اے معشر ربیعہ اور یمن، حارث بازار میں داخل ہو گیا اور اُس نے ابن اقطع یعنی نصر بن سیار کو قتل کر ڈالا۔ یہ سن کر جو نصر کے طرف دار تھے بنی مضر کی ہمتیں پست ہو گئیں۔ اس لیے یہ لوگ شکست کھا کر بھاگ گئے۔ تمیم بن نصر نے گھوڑے سے اتر کر لڑائی شروع کی، جب یمانیہ نے مضر کو شکست دے دی تو حارث نے نصر کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ یمانیہ تمھاری شکست کی وجہ سے مجھ کو عار دلاتے ہیں حالانکہ میں تنہا کافی ہوں اس لیے تو اپنے بہادروں کو کرمانی کے مقابلے پر بھیج تو نصر نے اُس سے وعدہ لے کر ایسا کیا، پھر نصر کے پاس عبدالملک بن سعد العوذی، ابو جعفر عیسیٰ بن جرز مکہ سے آئے تو نصر نے عبدالحکم العوذی سے جو کہ قبیلۂ ازد سے تھا کہا کیا تو نہیں دیکھتا کہ تیری قوم کے سفہاء نے کیا کیا، اُس نے جواب دیا بلکہ تیری قوم کے سفہاء نے یہ کیا۔ اس لیے کہ اُن کی ولایت تیری ولایت کے ساتھ روانہ ہوتی گئی، بنو ربیعہ اور اہل یمن اس سے محروم رہے۔ انھوں نے ان پر نظر دوڑائی تو علماء اور سفہاء دونوں نظر پڑے۔ چنانچہ سفہاء علماء پر غالب آ گئے۔ ابو جعفر عیسیٰ نے نصر سے کہا کہ اے امیر تجھ پر ولایت اور یہ امور کافی مصیبت ہیں جن کی وجہ سے تجھ پر ایک بڑا بوجھ ہے، عنقریب ایک مجہول النسب شخص سیاہ علم لے کر اٹھ کھڑا ہوگا اور ایک جدید حکومت کی دعوت دے گا اور موجودہ حکومت پر قبضہ کر لے گا اور تم لوگ دیکھتے کے دیکھتے رہ جاؤ گے۔ نصر نے کہا بے وفائی اور آپس کی پھوٹ کی وجہ سے ایسا ہونا بالکل ممکن ہے پھر اُس نے یہ بھی کہا کہ حارث تو مقتول و مطلوب ہوگا اور خود کرمانی کا بھی آگے چل کر یہی حشر ہونے والا ہے۔

جب نصر مرو سے نکل گیا تو کرمانی نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس نے لوگوں میں خطبہ دیا اور تمام کو مامون کر دیا لیکن مکانوں کو مسمار کر دیا اور اموال کو لوٹ لیا۔ اس پر حارث نے اُس کو روکا تو کرمانی نے اُس سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا مگر پھر چھوڑ دیا۔

بشر بن جرموز الضبی ۵ ہزار جمعیت کے ساتھ علیحدہ ہو گیا اس نے حارث سے کہا کہ ہم نے تمہاری معیت میں عدل و انصاف کے قیام کے لیے جنگ کی تھی لیکن اب جب کہ تم کرمانی کے ساتھ ہو گئے ہو تو اب ہم تمہارے ساتھ مل کر لڑے تو یہ کہا جائے گا کہ چونکہ حارث مغلوب ہو گیا یہ محض عصبیت کی وجہ سے لڑ رہے ہیں۔ ایسی حالت میں ہم تمہارا ساتھ نہیں دے سکتے۔ ہم تو ایک عدل پسند اور صلح جو جماعت ہیں۔ ہم لوگ صرف اُن سے جنگ کرتے ہیں جو ہم سے جنگ کرتے ہیں۔

حارث مسجد عیاض میں آیا اور اس نے کرمانی کو یہ پیغام بھیجا کہ اب امارت مجلس شوریٰ کے

Marfat.com

ہاتھ میں دے دو۔ کرمانی نے ایسا کرنے سے انکار کیا حارث وہاں سے چلا آیا اور ان کے چند دن قیام کرنے کے بعد شہر کے قریب آیا اور فصیل میں ایک شگاف کر کے شہر میں داخل ہو گیا کرمانی بھی اس کے مقابلہ کے لیے آیا پھر دونوں میں سخت جنگ ہوئی جس میں حارث نے شکست کھائی اور جو لوگ اُس کی فوج اور شگاف کے درمیان تھے سب کے سب قتل کر دیئے گئے۔ اس وقت حارث خچر پر تھا پھر وہ اُتر کر گھوڑے پر سوار ہو گیا اُس وقت اُس کے ساتھ کل سو آدمی باقی رہ گئے تھے چنانچہ وہ وہیں زیتون کے درخت یا غبیراء (ایک گھاس کا نام ہے) کے پاس قتل کیا گیا اور اس کے بھائی سوادۃ اور دوسرے لوگ بھی مقتول ہوئے۔

کہا جاتا ہے کہ حارث کے قتل کی یہ وجہ ہوئی کہ کرمانی جب بشر بن جرموز (جس کی علیحدگی کا بیان ہو چکا ہے) کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا تو اُس کے ساتھ حارث بن سُریج بھی تھا۔ کرمانی ایک ایسے مقام پر آ کر مقیم ہوا جہاں سے بشر کی فوج تک دو فرسخ کا فاصلہ تھا پھر وہاں سے کوچ کر کے اور قریب ہوا تا کہ اس سے لڑائی کر سکے تو حارث کو کرمانی کی اتباع پر ندامت ہوئی۔ اس لیے اُس نے کرمانی سے کہا تو اُن سے جنگ کرنے میں عجلت نہ کر میں اُن لوگوں کو تیرے پاس واپس لاتا ہوں۔ چنانچہ دس سواروں کے ساتھ نکلا اور آ کر بشر کی فوج میں مقیم ہو گیا پھر کرمانی کے پاس سے جو حارث کے مضری ساتھی تھے وہ بھی چلے آئے چنانچہ اُس کے پاس بجز مسلمہ بن ابی عبداللہ کے اور کوئی مضری باقی نہ رہا۔ اس نے کہا میرا خیال ہے کہ حارث دھوکا کرنا چاہتا ہے۔ باقی رہ جانے والوں میں مہلب بن ایاس بھی تھا اس نے کہا کہ میں ہمیشہ حارث کو بھاگنے والی فوج میں پاتا ہوں۔ کرمانی نے ان سے کئی مرتبہ جنگ کی تو یہ لوگ لوٹ کر کبھی اپنی خندق میں چلے گئے اور کبھی وہ لوگ اپنی خندق میں چلے جاتے۔ پھر حارث مرو واپس آیا اور فصیل میں نقب لگا کر شہر میں داخل ہو گیا لیکن کرمانی بھی تعاقب کیے ہوئے آ پہنچا اور شہر میں داخل ہو گیا۔ مُضریوں نے حارث سے کہا ہم نے خندقوں کو آج کے دن کے لیے چھوڑ رکھا ہے تم کئی مرتبہ ہمارا ساتھ چھوڑ کر بھاگ چکے ہو اس لیے پیدل ہو جاؤ اُس نے کہا میں تمھارے لیے پیدل ہونے سے زیادہ سوار ہونے کی حیثیت سے فائدہ پہنچاؤں گا۔ مگر اُن لوگوں نے کہا ہم لوگ بغیر تمہارے پیادہ ہوئے راضی نہ ہوں گے (یعنی اگر حارث گھوڑے پر سوار ہو گا تو فرار ہو سکتا ہے) حارث گھوڑے سے اُتر کر پیدل چلنے لگا۔ اس کے بعد اس سے اور کرمانی سے سخت جنگ ہوئی جس میں حارث اُس کا بھائی اور بشر بن جرموز اور بنو تمیم کے چند شہ سوار قتل کیے گئے اور بقیہ لوگ بھاگ نکلے۔ اب مرو یمنیوں کے لیے خالی ہو گیا اس لیے اُن لوگوں

Marfat.com

نے مضریوں کے گھروں کو منہدم کرادیا۔ جس وقت حارث قتل کیا گیا تو نصر بن سیار نے یہ شعر کہا:

یـامـدخـل الـذل عـلـی قومـه　　بـعـداً وسحقاً لك من هالك

شُـومك اردی مـضـراً كـلهـا　　وحـزَّمـن قـومك بـالحارك

مـا كـانـت الازدواشیـاعهـا　　تـطـمـع فی عمر وولامـالك

ولا بـنـی سـعـد اذاالـجـمـوا　　كـل طـمـر لونـه حـالك

[اے اپنی قوم پر ذلت وبربادی کے لانے والے تیرے لیے بربادی و ہلاکت ہو۔ تیری بدبختی نے تمام مضر کو ہلاک کردیا اور حارک کو اپنی قوم سے معزز کردیا۔ ازد اور اُن کے متبعین نہ عمرو کے متعلق کوئی خواہش رکھتے تھے اور نہ مالک کے متعلق۔ اور نہ بنوسعد کی جب کہ وہ لوگ سیاہ رنگ کے گھوڑوں کو لگام لگائیں (یعنی جنگ کی تیاری کریں)۔

عمرو، مالک اور سعد بنوتمیم کی شاخیں ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ اشعار نصر نے عثمان بن صدقہ کے متعلق کہے تھے۔ اس واقعہ کے متعلق ام کثیر ضبیّہ نے یہ کہا ہے:

لابـارك الـلـه فـی انثی وعذّ بها　　تـزوّجـت مـضـر یـاآخـر الدهـر

ابـلّـغ رجـال تـمـیـم قـول مـوجـعة　　احـللـتـمـوهـابـدارالـذل والفقـر

ان انتـم لـم تـكـرّوا بـعد جو لتـكم　　حتـی تُعید وارجال الازد فی الُظهر

انـی استحیت لكم من بعد طاعتكم　　هـذالـمـزونـی یـجبیـكم علی قهر

[خداوندتعالیٰ اُس عورت میں برکت نہ دے جس نے ایک مضری سے آخری زمانہ میں عقد کیا ہے۔ بنوتمیم کے مردوں کو ایک مصیبت زدہ عورت کا قول پہنچادو جس کو تم نے ذلت وفقر کے گھر میں داخل کیا ہے۔ اگر تم پہلے حملہ کے بعد دوبارہ حملہ نہیں کرتے یہاں تک کہ تم بنوازد کو اپنی مدد کے لیے تیار کرلیتے۔ مجھے تمھارے بعد تمھاری وجہ سے اس مزونی سے شرم آتی ہے جس نے تم کو ظلم کے لیے منتخب کرلیا ہے۔]

بنی عباس کی تحریک

اسی سال امام ابراہیم نے ابومسلم خراسانی کو جس کا نام عبدالرحمٰن بن مسلم تھا ۱۹ سال کی عمر میں

Marfat.com

خراسان کی جانب بھیجا اور اپنے اصحاب کو لکھا کہ میں نے اس کو اپنا قائم مقام بنایا ہے اس لیے تم لوگ اس کی اطاعت وفرماں برداری کرو اور میں نے اس کو خراسان اور ان کے بعد جو ممالک اس کے قبضہ میں آئیں اُن کا حاکم بنایا۔ لیکن جب وہ آیا تو لوگوں نے اس کی اطاعت نہ کی بلکہ آئندہ سال وہ خود مکہ آئے اور ابراہیم کے پاس جمع ہوئے۔ ابو مسلم نے ابراہیم سے تمام حالت بیان کی۔ ابراہیم نے کہا کہ میں نے کئی آدمیوں کو اس کام کے لیے منتخب کیا اور انھوں نے انکار کیا۔ حقیقت یہی تھی کہ ابراہیم نے یہ خدمت سلیمان بن کثیر کو دی جس نے کہا کہ میں کسی دو پر بھی کبھی حکومت نہیں کروں گا۔ انہوں نے ابراہیم بن سلمہ کے سامنے یہ خدمت پیش کی۔ اس نے بھی انکار کر دیا۔ اس کے بعد امام نے اہلِ خراسان کو مطلع کیا کہ میں نے ابو مسلم کے متعلق فیصلہ کر لیا ہے تم لوگ اس کی اطاعت وفرماں برداری کرو۔ پھر امام نے ابو مسلم سے کہا کہ تم میرے اپنے آدمی ہو اس لیے میری وصیت کو یاد رکھو۔ یمانیوں کا اچھی طرح خیال رکھو اور انھیں کے ساتھ اپنی زندگی گزارو اور انھیں کے درمیان میں رہو بلاشبہ خداوند تعالیٰ صرف انھیں کے ذریعہ سے اس امر کی تکمیل کرے گا اور بنو ربیعہ بھی اُن کے ہم خیال ہیں مگر مُضری بغلی گھونسہ ہیں، جس پر تم کو شبہ ہو، اُس کو قتل کر ڈالو اور اگر تجھ سے ہو سکے کہ خراسان سے تمام عربی بولنے والوں کو فنا کر دے تو ضرور اُن کا نام ونشان مٹا دے۔ اگر تجھ کو کسی بچہ پر بھی شبہ ہو خواہ وہ ابھی پانچ ہی بالشت کا کیوں نہ ہو تو اُس کو بھی قتل کر ڈال لیکن اس شیخ یعنی سلیمان بن کثیر سے کبھی اختلاف نہ کرنا اور نہ کبھی نافرمانی کرنا اور جب تم کو کوئی مشکل کام پیش آجائے تو ان کو میری جگہ پر کافی سمجھنا، (انشاء اللہ ابن مسلم کے متعلق آئندہ اور بیان آئے گا)

ضحاک خارجی کا قتل

ہم ضحاک بن قیس الخارجی کا عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو واسط میں محصور کرنے کا بیان کر چکے ہیں۔ جب اس کا محاصرہ طول کھینچ گیا تو اُس کو مشورہ دیا گیا کہ اس کا رخ اپنی طرف سے پھیر کر مروان کی طرف کر دو۔ اس لیے ابن عمر نے اُس کو کہلا بھیجا کہ تمھارا محاصرہ مجھ کو گراں نہیں لیکن یہ مروان ہے تم اس کی طرف جاؤ۔ پس اگر تم نے اس کو قتل کر دیا تو میں تمھارے ساتھ ہوں۔ ابن عمر نے آخر اس پر مصالحت کر لی اور ابن عمر بھی اُس کے پاس آیا اور اُس کے پیچھے نماز بھی پڑھی۔ پھر ضحاک نے کوفہ کا رُخ کیا اور ابن عمر واسط ہی میں مقیم رہا۔ اسی اثناء میں اہل موصل نے ضحاک کو لکھا اگر وہ وہاں آئے گا تو

Marfat.com

لوگ اس شہر کو اس کے قبضہ میں دے دیں گے۔ اس لیے ۲۰ ماہ کے بعد اپنی فوج کو لے کر اُس طرف روانہ ہوا۔ اُس وقت وہاں کا حاکم مروان کی جانب سے بنی شیبان کا ایک شخص تھا جو کہ قطران بن اکمہ کے نام سے مشہور تھا۔ جب یہ پہنچا تو اہل موصل نے شہر کا دروازہ کھول دیا اور ضحاک داخل ہوگیا پھر قطران اور اس کے اصحاب اور اہل وعیال نے جو کہ تعداد میں کم تھے اس سے مقابلہ کیا لیکن وہ سب کے سب مقتول ہوگئے اور ضحاک تمام موصل اور اس کے اضلاع پر قابض ہوگیا۔

یہ خبر مروان کو اس وقت پہنچی جب کہ وہ حمص کا محاصرہ کیے ہوئے لوگوں سے جنگ میں مصروف تھا۔ اُس نے اپنے لڑکے عبداللہ کو جزیرہ میں لکھا جو اس کا قائم مقام تھا کہ تم مع اپنی فوج کے نصیبین جاؤ تا کہ ضحاک کو جزیرہ کے وسط میں آنے سے روکو۔ عبداللہ سات آٹھ ہزار کی جمیعت لے کر روانہ ہوا۔ ضحاک نے بھی نصیبین کا رخ کیا اور اس نے عبداللہ کا محاصرہ کرلیا اس وقت ضحاک کے پاس ایک لاکھ سے زیادہ کی جمیعت تھی اور پھر ضحاک نے اپنے سرداروں میں سے دو سرداروں کو چار یا پانچ ہزار کی جمیعت کے ساتھ رقہ روانہ کردیا۔ انہوں نے وہاں جا کر باشندوں سے جنگ کی۔ مروان نے ایک شخص کو رقہ بھیج کر انھیں وہاں سے نکال دیا۔

پھر خود مروان، ضحاک کے مقابلہ پر روانہ ہوا۔ چنانچہ ضحاک کی فوج سے ماردین کے علاقہ کفرتوثا میں دونوں کا مقابلہ ہوا اور دن بھر جنگ ہوتی رہی۔ جب شام ہونے کو آئی تو ضحاک پیدل ہوگیا اور اس کے ساتھ بہادروں اور دانشمندوں کی چھ ہزار کی جماعت بھی پیدل ہوگئی۔ اس کو اکثر اس کے فوج والے بھی نہ سمجھ سکے کہ یہ کیا واقعہ ہے۔ اسی عرصہ میں مروان کی فوج نے اُن کا احاطہ کرلیا اور سختی کے ساتھ جنگ شروع کردی اور تاریکی میں بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ اصحاب ضحاک میں سے بقیہ لوگ اسی تاریکی میں اپنے لشکرگاہ میں چلے گئے لیکن ضحاک کے قتل سے بالکل بے خبر تھے اور مروان کو بھی اس کی خبر نہ ہوئی۔ جب ضحاک کی فوج میں بعض وہ لوگ آئے جنھوں نے خود اُس کو اپنی آنکھوں سے قتل ہوتے ہوئے دیکھا تھا تو خارجی گریہ وزاری کرنے لگے۔ پھر ضحاک کے بعض سردار مروان کے پاس آئے اور انھوں نے اطلاع دی تو مروان نے چراغ اور آگ لے کر تلاش کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ لوگوں نے اِدھر اُدھر تلاش کیا تو اس کو مقتولین میں پایا۔ اُس کے چہرے اور سر میں بیس سے زیادہ زخم تھے پھر ان لوگوں نے اس کو مقتول پا کر زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا تو ضحاک کی فوج کو یہ معلوم ہوگیا کہ مروان کی

Marfat.com

فوج کو بھی اُس کے قتل کی خبر ہوگئی ہے۔ مروان نے اُس کے سر کو جزیرہ کے شہروں میں بھیج دیا جہاں کہ وہ چاروں طرف پھرایا گیا بعض لوگ کہتے ہیں کہ ضحاک اور خیبری ۲۹ھ (۱۲۹ھ؟) میں مقتول ہوئے۔

خیبری کا قتل اور شیبان کی ولایت

جب ضحاک قتل ہو چکا تو فوج نے صبح ہوتے ہی خیبری پر بیعت کر لی، اُس دن فوج نے آرام کیا پھر دوسرے دن جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔ سلیمان بن ہشام بن عبدالملک، خیبری کے ساتھ تھا اور اس سے قبل وہ ضحاک کے ساتھ تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سلیمان بن ہشام ضحاک سے نصیبین میں تین ہزار سے زیادہ اہل بیت اور موالی کے ساتھ آ کر ملا اور اس نے اپنا نکاح شیبان حروری کی بہن سے کر لیا جس پر خیبری کے قتل کے بعد لوگوں نے بیعت کی۔ جب فوج تیار ہوگئی تو خیبری چار سو منتخب سواروں کے ساتھ مروان پر حملہ آور ہوا مروان کو جو اس وقت قلب میں تھا شکست دے دی۔ جب مروان فوج سے شکست کھا کر بھاگا تو خیبری اور اُس کے ساتھی اس کے پڑاؤ میں اپنی خاص صدا بلند کرتے ہوئے داخل ہو گئے اور جس کو پایا قتل کرنے لگے یہاں تک کہ اسی صورت سے مروان کے خیمہ تک پہنچ گئے۔ خیمہ کی طنابیں کاٹ ڈالیں اور خود خیبری اُس کے فرش پر جا کر بیٹھا۔ اگرچہ مروان کی فوج کا قلب ٹوٹ چکا تھا مگر میمنہ جس پر اُس کا لڑکا عبداللہ تھا اور میسرہ جس پر اسحٰق بن مسلم العقیلی تھا، یہ دونوں اپنی جگہ پر قائم تھے خیبری کے ساتھ فوج کم ہوگئی تو غلاموں نے خیموں کے ستونوں کو لے کر خیبری پر حملہ کیا اور اُس کو قتل کر ڈالا اور اس کے ان ساتھیوں کو جو خیمہ میں تھے یا اس کے اردگرد تھے ختم کر ڈالا۔ اس وقت مروان شکست کھا کر اپنے ساتھیوں کو لیے ہوئے پانچ یا چھ میل بھاگ کر آگے نکل گیا تھا۔ جب اُس کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا اور رات وہیں گزاری۔ خیبری کی فوج کے لوگ بھی واپس ہو گئے اور پھر انھوں نے اپنا حاکم شیبان کو منتخب کیا جس سے مروان نے کرادیس میں جنگ کی اور ان کی فوج کو منتشر کر دیا۔

ابوحمزۃ الخارجی اور طالب حق کے حالات

ابوحمزۃ الخارجی کا نام مختار بن عوف الازدی السلمی البصری ہے۔ اس کا واقعہ یوں ہوا کہ یہ

Marfat.com

خوارج اباضیہ میں سے تھا یہ ہر سال مکہ جا کر لوگوں کو مروان بن محمد کے خلاف اُبھارتا تھا یہاں تک ۱۲۸ھ کے آخیر میں عبداللہ بن یحییٰ جو کہ "طالب حق" کے نام سے مشہور تھا، اس سے ملا اور اس سے کہا کہ میں ایک اچھا کلام تم کو کہتا دیکھتا ہوں کہ تم لوگوں کو حق کی طرف دعوت دیتے ہو، اس لیے میرے ساتھ چلو میں اپنی قوم کا سردار ہوں۔ ابوحمزہ اس کے ساتھ ہو گیا اور جب وہ حضر موت آیا تو وہیں طالب الحق سے اُس نے خلافت کی بیعت لی اور لوگوں کو مروان اور اہل مروان کی مخالفت کے لیے دعوت دی۔ جب ابوحمزہ معدن بنی سلیم سے گزرا تھا تو وہاں کے حاکم کثیر بن عبداللہ نے اس کے کلام کو سنا تھا اور اس کو چالیس کوڑے لگوائے تھے لیکن جب ابوحمزہ نے اُس شہر کو فتح کر کے قبضہ کر لیا تو کثیر بھاگ گیا پھر ان میں جو کچھ ہوا وہ ہوا۔

متفرق واقعات

ایک قول کے مطابق اسی سال مروان نے یزید بن ہبیرہ کو خارجیوں سے جنگ کرنے کے لیے عراق بھیجا۔ اس سال امیر حج عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز تھے جو مکہ اور مدینہ کے عامل تھے۔ عراق میں ضحاک خارجی کے عمال تھے اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بھی وہیں تھا۔ بصرہ کی قضاۃ پر ثمامہ بن عبداللہ بن انس تھے اور خراسان پر نصر بن سیار تھا۔ اس وقت خراسان میں فتنہ وفساد پھیلا ہوا تھا۔

وفات

عاصم بن ابی النجود صاحب قرأت اور یعقوب بن عتبہ بن المغیرہ بن الاخنس الثقفی المدنی کی وفات ہوئی۔ نیز جابر بن یزید الجعفی کا انتقال ہوا۔ یہ ایک غالی شیعہ اور رجعت کا قائل تھا۔ محمد بن مسلم بن تدرس ابوزبیر المکی، جامع بن شداد اور ابوقبیل المعافری جن کا نام حیّی بن ہانی المصری تھا، انتقال ہوا اور سعید بن مسروق الثوری جو کہ سفیان کے والد تھے، ان کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔ یہ حدیث میں ثقہ مانے جاتے ہیں۔

Marfat.com

باب۔۵۶

۱۲۹ھ کے واقعات

شیبان الحروری

یہ شیبان بن عبدالعزیز ابوالدلف الیشکری تھا۔اس کے قتل کا واقعہ اور سبب یہ ہے کہ جب خوارج نے خیبری کے قتل کے بعد اس پر بیعت کی تو اس نے مروان سے جنگ چھیڑ دی لیکن اس کے ساتھیوں میں سے اہل طمع جدا ہو گئے۔اب اس کے پاس صرف چالیس ہزار کی جمعیت رہ گئی اس لیے سلیمان بن ہشام نے یہ رائے دی کہ موصل واپس چلنا چاہیے اور اس کو اپنا مرکز بنانا چاہیے چنانچہ یہ لوگ روانہ ہوئے۔مروان نے بھی ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ موصل پہنچ گئے اور دجلہ کے شرقی حصہ پر جمع ہو گئے اور وہاں سے شہر تک پل باندھ دیا کیونکہ اب انھیں تمام ضروریات زندگی پھر ملنے لگیں۔ مروان نے بھی بالکل ان کے سامنے خندق کھودی۔خوارج ''الکار'' میں مقیم ہوئے اور مروان نے حصہ پر قیام کیا۔الکار کے باشندے خارجیوں کے ساتھ مل کر جنگ کرتے تھے۔مروان وہاں چھ ماہ تک مقیم رہا اور بعض کے قول کے مطابق ۹ مہینہ تک رہا۔سلیمان بن ہشام کا بھتیجا امیہ بن معاویہ بن ہشام ،مروان کے پاس قید کر کے لایا گیا جو پہلے اپنے چچا سلیمان کے ساتھ شیبان کے لشکر میں تھا۔مروان نے اُس کے دونوں ہاتھ کٹوا کر قتل کر دیا۔اس کا چچا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا۔

مروان نے یزید بن ہبیرہ کو لکھا کہ جس قدر تمھارے پاس فوج ہو اُس کو لے کر قرقیسیا ہوتے ہوئے عراق کو روانہ ہو جاؤ۔اس وقت کوفہ پر خارجیوں کی جانب سے مثنیٰ بن عمران العائذی (عائذہ قریش) والی تھا۔اس نے ہبیرہ سے عین التمر میں مقابلہ کیا اور سخت جنگ کی جس میں خارجی شکست کھا کر بھاگے لیکن پھر کوفہ کے مقام نخیلہ میں جمع ہو گئے مگر وہاں بھی ابن ہبیرہ نے اُن کو شکست

Marfat.com

دے دی اور وہ پھر بصرہ میں آکر مجتمع ہوئے۔ شیبان نے اُن کی امداد کے لیے عبیدہ بن سوار کو ایک زبردست لشکر کے ساتھ بھیجا اُنھوں نے ابن ہبیرہ سے بصرہ میں مقابلہ کیا لیکن پھر شکست کھا گئے اور عبیدہ قتل کیا گیا۔ ابن ہبیرہ نے اُس کے پڑاؤ کو لوٹ لیا یہاں تک کہ ان میں کوئی ہمت بھی باقی نہیں رہی۔ ابن ہبیرہ عراق پر غالب آ گیا انھیں خارجیوں کے ساتھ منصور بن جمہور بھی تھا۔ اس نے بھی شکست کھائی لیکن ماہین اور جبل پر پورا قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ابن ہبیرہ واسط چلا گیا اور وہاں نور ابن عمر کو گرفتار کر لیا اور نُباتہ بن حنظلہ کو اہواز کے اضلاع کے حاکم سلیمان بن حبیب کے مقابلے پر بھیج دیا۔ اس نے نباتہ کے مقابلے کے لیے داؤد بن حاتم کو بھیجا جس سے دُجَیل کے کنارے پر مرتان میں مقابلہ ہوا لیکن داؤد کی فوج کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا۔

جب ابن ہبیرہ کو عراق پر پورا تسلط حاصل ہو گیا تو مروان نے اس کو لکھا کہ عامر بن ضبارۃ المری کو میرے پاس بھیج دو۔ ابن ہبیرہ نے اُس کو ۷ یا ۸ ہزار کی جمیعت کے ساتھ روانہ کر دیا لیکن جب یہ خبر شیبان کو معلوم ہوئی تو اس نے جون بن کلاب الخارجی کو ایک جمیعت کے ساتھ بھیج دیا جس نے مقام سن پر آکر جنگ کی۔ عامر کی فوج نے جون اور اس کے ساتھیوں کو شکست دے دی اور وہ شکست کھا کر سن میں بھاگ کر قلعہ بند ہو گیا۔ مروان نے عامر کی امداد میں بڑی راستے سے فوجیں روانہ کیں اس وجہ سے عامر کی جمیعت میں بہت بڑا اضافہ ہو گیا۔

منصور بن جمہور شیبان کی مالی امداد جبل سے کرتا تھا۔ جس وقت عامر کے پاس بہت بڑی جمیعت ہو گئی تو اُس نے جون اور خارجیوں پر حملہ کر کے اُن کو شکست دی اور جون کو قتل کر ڈالا۔ پھر ابن ضبارہ موصل کی طرف روانہ ہوا۔

جب شیبان کو جون کے قتل اور ابن ضبارہ کے آمد کی خبر معلوم ہوئی تو اُس کو یہ بہت خطرناک معلوم ہوا کہ وہ دو لشکروں کے درمیان رہے اس لیے خوارج کو لے کر کوچ کر گیا اور عامر موصل کے راستہ سے مروان کے پاس پہنچ گیا۔ مروان نے اُس کو بہت بڑے لشکر کے ساتھ شیبان کے تعاقب میں روانہ کیا اور کہا اگر وہ چلے تو تم بھی چلو، اگر وہ ٹھہرے تو تم بھی ٹھہرو اور جنگ کی ابتداء تم نہ کرو لیکن اگر وہ جنگ کرے تو تم بھی کرو، اگر وہ جنگ سے رکے تو تم بھی رکو اور اگر وہ کوچ کرے تو تم اس کا تعاقب کرو۔ چنانچہ عامر اسی صورت سے روانہ ہوا یہاں تک کہ وہ جبل پر آیا پھر بیضاء دفارس پر جہاں عبداللہ بن معاویہ بن

Marfat.com

حبیب بن جعفر بڑی جماعت کے ساتھ تھا مگران دونوں کے درمیان کچھ نہ ہوا بلکہ عبداللہ ابن معاویہ کرمان کے مقام جیرفت میں آکر مقیم ہوا۔ عامر بن ضبارہ بھی جیرفت پہنچ گیا اورابن معاویہ کے سامنے کئی دن تک پڑا رہا۔ پھر بالآخراُس پرخود حملہ آور ہوا، جنگ کی جس میں ابن معاویہ کوشکست ہوئی اوروہ وہاں سے ہرات چلا گیا۔ ابن ضبارہ بھی روانہ ہوگیا لیکن جیرفت میں شیبان سے مڈبھیڑ ہوگئی دونوں میں سخت جنگ ہوگئی جس میں خارجیوں کو بدترین شکست ہوئی اورعامر نے ان کے لشکر کوتباہ وبرباد کردیا۔ شیبان سجستان کو بھاگا اوروہیں ہلاک ہوگیا۔ یہ ۱۳۰ھ کا واقعہ ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ مروان اور شیبان کی جنگ موصل پر تقریباً ایک ماہ رہی اور شیبان ہزیمت کھا کر فارس بھاگا تو عامر بن ضبارہ نے تعاقب کیا پھروہاں سے شیبان جزیرہ ابن کاوان چلا آیا اور پھر یہاں سے عمان آیا وہاں جلندی بن مسعود بن جیفر بن جلندی الازدی نے ۱۳۴ھ میں اس کا کام تمام کردیا۔ انشاءاللہ ہم اس کا تذکرہ اسی موقع پر کریں گے۔

سلیمان مع اپنے اہل وعیال اور موالی کے کشتی پرسوار ہوکر سندھ روانہ ہوگیا یہاں تک کہ جب سفاح خلیفہ ہوا تو سلیمان اس کے پاس حاضر ہوا۔ خلیفہ نے اُس کی بہت تعظیم وتکریم کی اوراُس کو اپنا ہاتھ دیا جس کو اُس نے بوسہ دیا۔ جب سفّاح کے مولیٰ سُدیف بن (میمون) نے یہ حالت دیکھی تو وہ اس کے سامنے آیا اوراُس نے یہ کہا:

لایغرنك ماتریٰ من رجال ان تحت الضلوع داءً دویاً

فضع السیف وارفع السوط حتی لاتری فوق ظهرها امویا

[تجھ کولوگوں کی ظاہری حالت دھوکہ نہ دے۔ پسلیوں کے اندرتو حسد وبغض کی بیماری بھری ہے۔ پس تلوار اٹھاؤ اور کوڑا مارو یہاں تک کہ دنیا میں کوئی اموی دکھائی نہ دے۔]

یہ اشعار سن کر سلیمان بن ہشام نے سدیف بن میمون سے کہا اے شیخ تو نے مجھ کوقتل کروا دیا۔ ایسا ہی ہوا، سفاح نے سلیمان کوقتل کروادیا۔ جب شیبان موصل سے چلا گیا تو مروان وہاں سے اپنے دارالحکومت حرّان واپس آیا اورایک عرصہ تک وہاں رہ کرزاب چلا گیا۔

خراسان میں دعوت عباسیہ

اسی سال ابومسلم الخراسانی خراسان سے امام ابراہیم کے پاس آیا۔ اس سے پہلے بھی وہ کئی

Marfat.com

مرتبہ خراسان سے امام کے پاس آیا گیا تھا لیکن جب یہ سال شروع ہوا تو امام نے اُس کو بلا بھیجا تا کہ اس سے لوگوں کی حالت دریافت کرے۔ اس لیے یہ جمادی الآخر کے نصف مہینہ میں ۷۰ نقباء کے ہمراہ روانہ ہوا لیکن جب یہ لوگ خراسان کے مقام دندانقان سے گزرے تو کامل نے راستہ میں اُسے روکا اور پوچھا کہاں جاتے ہو۔ ابو مسلم نے جواب دیا حج کی غرض سے جا رہا ہوں۔ ابو مسلم نے پھر اس سے تنہائی میں باتیں کیں اور اُس کو دعوت دی تو اُس نے بھی قبول کر لیا۔ پھر ابو مسلم وہاں سے نسا روانہ ہوا۔ اس وقت وہاں کا عامل نصر بن سیّار کی جانب سے سلیمان بن قیس السُلّمی تھا۔ جب ابو مسلم اس کے قریب پہنچا تو فضل بن سلیمان الطّوسی کو اسید بن عبداللہ الخزاعی کے پاس بھیجا تا کہ وہ اُس کو آنے کی خبر دے۔ جب فضل ایک قریہ سے گزرا تو عباسی داعیوں میں سے ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ اُس سے اسید کے متعلق پوچھا تو اُس نے بڑے زور سے ڈانٹا اور کہا کہ یہاں ایک جھگڑا ہو چکا ہے کسی نے عامل سے دو شخصوں کی چغلی کھائی اور کہا کہ وہ داعی ہیں اس لئے اُن کو گرفتار کر لیا۔ اس کے علاوہ اجم بن عبداللہ، غیلان بن فضالہ، غالب بن سعید مہاجر بن عثمان بھی گرفتار کیے گئے۔ اس لیے فضل نے واپس آ کر ابو مسلم کو یہ خبر سنائی۔ ابو مسلم ذرا راستے سے کترا گیا اور طرخان الحمّال کو بھیجا کہ اُسید کو مع اور شیعوں کے جو آسکیں بلا لاؤ۔ چنانچہ اس نے اسید کو بلایا جب وہ آیا تو ابو مسلم نے اُس سے خبریں پوچھیں تو اُس نے کہا کہ ازہر بن شعیب اور عبدالملک بن سعد امام کے خطوط لے کر تیرے پاس جا رہے تھے لیکن وہ خطوط میرے پاس چھوڑ کر چلے گئے تو نہ معلوم کس نے چغلی کھائی کہ وہ دونوں گرفتار ہو گئے پھر ابو مسلم نے کہا وہ خطوط کہاں ہیں اُس نے ان کو لا کر اس کے حوالے کر دیا۔

پھر ابو مسلم وہاں سے روانہ ہو کر قومس آیا جس کا حاکم بیھس بن بدیل العجلی تھا۔ بیھس ان کے پاس آیا اور پوچھا کہ تمھارا کہاں کا ارادہ ہے۔ لوگوں نے کہا کہ حج کا۔ یہ ابھی قومس ہی میں تھا کہ امام کا خط سلیمان بن کثیر اور اس کے پاس پہنچا جس میں ابو مسلم کو یہ حکم تھا کہ جس جگہ تم کو میرا یہ حکم ملے وہیں سے تم واپس جاؤ اور میں تم کو یہ جھنڈا بھیجتا ہوں جو فتح و نصرت کی علامت ہے۔ جو پیغام تم مجھے بھیجنا چاہتے ہو وہ قحطبہ کے ہاتھ میرے پاس بھیج دو، وہ زمانۂ حج میں میرے پاس آ جائیں۔

اس لیے ابو مسلم تو وہیں سے خراسان کی جانب واپس روانہ ہوا اور قحطبہ کو امام کے پاس اموال اور اسباب وغیرہ کے ساتھ روانہ کر دیا۔ جب ابو مسلم نیشاپور پہنچا تو ایک حکومتی کارندے نے اس

Marfat.com

نے دریافت کیا تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ حج کے لیے جارہے تھے لیکن راستے میں ہم کو کوئی ایسی بات پیش آ گئی جس سے ہم خوف زدہ ہو گئے اس لیے واپس جارہے ہیں۔ مفضل بن شرقی السلمی نے انہیں جلد وہاں سے روانہ ہو جانے کا حکم دیا لیکن جب ابو مسلم نے اُس کے سامنے خلوت میں یہ امور پیش کیے تو اُس نے قبول کیا۔ اس کے بعد وہ لوگ کچھ دن ٹھہرنے کے بعد روانہ ہوئے۔

جب ابو مسلم مرو پہنچا تو سلیمان ابن کثیر کو امام کا خط دیا جس میں یہ حکم تھا کہ علی الاعلان لوگوں کو دعوت دو۔ لوگوں نے ابو مسلم کو اپنا سردار مقرر کیا اور کہا یہ اہل بیت میں سے ہے اور لوگوں کو بنو عباس کی اطاعت کی دعوت دی۔ تمام دور و نزدیک والوں کو جنھوں نے دعوت قبول کر لی تھی اُن کو بھی اظہار دعوت اور لوگوں کو بنی عباس کی طرف دعوت دینے کی اجازت دی۔

ابو مسلم شعبان میں مرد کے ایک قریہ فنین آیا اور ایک عباسی نقیب ابوالحکم عیسیٰ بن اعین کے پاس ٹھہرا۔ وہیں سے ابوداؤد نقیب کو عمرو بن اعین کے ہمراہ طخارستان اور بلخ کی طرف رمضان کے مہینہ میں دعوت دینے کے لیے روانہ کر دیا۔ ابو مسلم اس گاؤں میں شعبان کے مہینہ میں آیا تھا اور اسی رمضان کے مہینہ میں نصر بن صبیح التمیمی اور شریک بن غفی التمیمی کو مرو روذ کی طرف روانہ کیا اور اسی مہینہ میں جب کہ پانچ دن باقی رہ گئے تو ابو عاصم عبدالرحمٰن بن سلیم کو طالقان کی جانب اور جہم بن عطیہ کو علاء بن حریث کے پاس خوارزم میں اظہار دعوت کے لیے بھیج دیا اور ہدایت کی کہ اگر دشمن وقت سے پہلے تکالیف اور مصیبت پہنچانے کے درپے ہوں تو پھر اُنھیں اجازت ہے کہ وہ اپنی مدافعت کریں اور تلواروں سے ان کا مقابلہ کریں اور اللہ کے دشمنوں سے جنگ کریں اور اگر کوئی ایسا واقعہ پیش آ جائے جس سے اُن کے دشمن میعاد مقررہ تک اُن سے کوئی تعارض نہ کریں تو اُنھیں اختیار ہے کہ وہ اپنی دعوت کا اظہار میعاد کے بعد کریں۔

ابو مسلم، ابوالحکم کے پاس سے قریہ چلا گیا اور سفیذنج میں رمضان کی دوسری تاریخ سے سلیمان بن کثیر الخزاعی کا مہمان بنا۔ یہ وہ وقت تھا کہ کرمانی اور شیبان، نصر سے جنگ میں اُلجھے ہوئے تھے اس لیے اس موقع کو ابو مسلم نے غنیمت سمجھ کر اپنے تمام دُعات کو لوگوں میں پھیلا دیا تھا اور زور شور سے لوگوں میں یہ تحریک جاری کر دی چنانچہ ابو مسلم کے پاس ایک ہی رات میں ۶۰ قریہ کے لوگ آئے۔

جب رمضان کے کل ۵ دن باقی رہ گئے تو امام کے جھنڈے کو جس کا نام ''ظل'' تھا جمعرات کے دن ایک نیزے سے باندھا جس کا طول ۱۴ ہاتھ کا تھا اور امام کے اس جھنڈے کو جس کا نام ''سحاب''

Marfat.com

تھااور جس کواس نے اس کے پاس بھیجا تھا ایک دوسرے نیزے سے باندھا، جس کا طول ۱۳ ہاتھ کا تھا ابومسلم یہ آیت پڑھ رہا تھا: اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیر (الحج:۳۹) [ان لوگوں کومقابلہ کی اجازت دی گئی ہے جن پر ظلم کیا گیا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ ان کی امداد پر قادر ہے۔] ابومسلم اور سلیمان ابن کثیر اوراس کے تمام بھائی اور موالی اور سفیذ نج کے اُن لوگوں نے جنھوں نے دعوت قبول کرلی تھی، سیاہ لباس پہنا اور علاقہ خرقان والوں کے لیے جواُن کی تحریک میں شریک تھے رات بھر آگ روشن کی۔ یہ (سیاہ لباس) اُن کی علامت تھی چنانچہ جب صبح ہوئی تو لوگ مستعد ہوکر جمع ہوگئے ''ظل وسحاب'' سے یہ معنی اخذ کرنے لگے کہ جس طریقہ سے سحاب تمام زمین پر چھا جاتا ہے اور ظل سے زمین کا کوئی چپہ خالی نہیں اسی طریقہ سے زمین کا کوئی حصہ آخر وقت تک عباسی خلیفہ کے اقتدار سے باقی نہ بچے گا۔

ابومسلم کے پاس ہر چہار طرف سے دُعاۃ ان لوگوں کو لے کر آنے لگے جنھوں نے اس دعوت کوقبول کیا تھا۔ پہلے پہل ابوالوضاح کے ساتھ اہل تقادم کے ۹۰۰ پیدل اور ۴ سوسوار آئے۔ اہل ہرمز کی بھی ایک بڑی جماعت آئی۔ اہل تقادم ابوالقاسم محرز بن ابراہیم جویانی کے ساتھ ایک ہزار پیدل اور سولہ سوار کی تعداد میں آئے۔ انھیں دُعاۃ میں سے ابوالعباس مروزی تھا۔ یہ اپنی سمت میں تکبیروں کے نعرے بلند کرتے تھے اور دوسرے اہل تقادم بھی وان کے جواب میں تکبیر کے نعرے بلند کرتے تھے۔ یہ عظیم الشان لشکر ابومسلم کے اعلان کے دوہی دن بعد سفیذ نج میں داخل ہوا۔ ابومسلم نے سفیذ نج کے قلعہ کومضبوط کرلیا اوراس کے تمام منہدم شدہ اور شکستہ مقاموں کودرست کرادیا اور شہر کے بڑے دروازوں کی خوب اچھی طریقہ سے مرمت کرائی۔

جب عیدالفطر کا دن آیا تو ابومسلم نے سلیمان بن کثیر کواپنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھانے کے لیے کہااوراس کے لیے منبر نصب کرایا اور کہا کہ خطبہ سے پہلے بغیر اذان واقامت کے عید کی نماز پڑھائی جائے اس لیے کہ بنوامیہ نماز سے پہلے خطبہ پڑھتے تھے اوراذان واقامت کہتے اور نیز یہ حکم دیا کہ پہلی رکعت میں مسلسل چھ تکبیریں کہی جائیں اس کے بعد قرات کی جائے اور ساتویں تکبیر پر رکوع کیا جائے اور دوسری رکعت میں پہلے مسلسل پانچ تکبیریں کہی جائیں اوراس کے بعد قرأت کی جائے اور چھٹی تکبیر پر رکوع کیا جائے اور خطبہ کو تکبیر کے ساتھ شروع کرنا چاہیے اور قرآن پر ختم کرنا چاہیے۔

Marfat.com

بنوامیہ عید کے دن پہلی رکعت میں چار تکبیریں کہتے تھے اور دوسری میں تین تکبیریں کہتے تھے۔ پھر جب نماز وغیرہ سے فارغ ہو چکے تو ابو مسلم مع اپنی جماعت کے طعام تناول کرنے کے لیے آیا جو کہ پہلے سے تیار کیا گیا تھا جو خوشی خوشی سب نے کھایا۔

جس وقت ابو مسلم خندق میں تھا اور نصر کو خط لکھتا تھا تو اس میں ''امیر نصر'' کے لفظ سے اس کو مخاطب کرتا تھا لیکن جب ابو مسلم کو اپنی جماعت کی وجہ سے تقویت ہوگئی تو صرف ''نصر'' لکھا (وہ خط یہ تھا)

''امّا بعد! بے شک اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: انھوں نے سخت سے سخت قسمیں کھائی ہیں کہ اگر اُن کے پاس کوئی نذیر آئے تو وہ دوسری قوموں سے زیادہ ہدایت پر آجائیں گے۔ پس جب اُن کے پاس کوئی نذیر آیا تو ان میں نفرت تکبر اور بدترین مکر اور زیادہ بڑھ گیا اور یہ بدترین مکر کرنے والوں کے سوا کسی کو برباد نہیں کرتا ہے، پس وہ لوگ صرف گزشتہ لوگوں کے طریقہ کے منتظر ہیں تو پس خداوند تعالیٰ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے اور نہ اس کے طریقہ میں کوئی تغیر پاؤ گے۔'' (فاطر: ۴۲۔۴۳)

نصر کو اس خط سے بہت ناراضی ہوئی اور اُس نے قاصد کی ایک آنکھ پھوڑ ڈالی اور کہا اس خط کا یہی جواب ہے۔

ابو مسلم کے سفیذ نج میں قیام کے زمانہ میں جو واقعات پیش آئے اُن میں یہ بھی ہے کہ جب ابو مسلم کی اعلانیہ دعوت کو ۱۸ ماہ گزر گئے تو نصر نے اپنے غلام یزید کو ابو مسلم سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ ابو مسلم نے مالک بن الھیثم الخزاعی کو مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ ان دونوں میں قریہ ''الین'' میں مڈبھیڑ ہوئی۔ پہلے پہل مالک نے اُن لوگوں کو آل رسول اللہ علیہ وسلم کی رضا کی دعوت دی لیکن اُن لوگوں نے اس سے انکار کیا تو مالک نے جنگ شروع کر دی اور صبح سے شام تک صرف دوسو کی جمیعت کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا۔ اس اثنا میں ابو مسلم کے پاس صالح بن سلیمان الضبّی، ابراہیم بن زید اور زیاد بن عیسیٰ آئے تو اس نے ان کو بھی مالک کی مدد کے لیے روانہ کر دیا۔ یہ لوگ عصر کے وقت مالک کے پاس پہنچے جس سے اس کو اور تقویت ہوگئی۔ پھر نصر کے مولیٰ نے کہا کہ مالک کے پاس امدادی فوجیں برابر آرہی ہیں اور اگر ہم نے اُس کو اور زیادہ موقع دیا تو اور لوگ مدد کے لیے آجائیں گے اس لیے ہم کو اس رات موقع نہیں دینا چاہیے بلکہ فیصلہ کن حملہ کر دینا چاہیے۔ چنانچہ ان لوگوں نے حملہ کر دیا پھر تو خوب معرکہ کی جنگ شروع

Marfat.com

ہوگئی۔عبداللہ الطائی نے مولی نصر پرحملہ کر کے اس کوگرفتار کرلیا اس وجہ سے اس کے ساتھی بھاگ گئے۔ اس کے بعد طائی نے اس قیدی کواور دیگر مقتولین کے سرابومسلم کے پاس بھیج دیے۔اُس نے مقتولین کے سرنصب کرادیے اور یزید مولیٰ نصر کے ساتھ حسن اخلاق کا برتاؤ کیا بلکہ اُس کا علاج کرایا یہاں تک کہ جب زخم وغیرہ بھر گئے اور صحیح وسالم اورتندرست ہوگیا تو کہا اگرتم ہمارے ساتھ رہنا چاہتے ہوتواللہ تم کوہدایت کرے اوراگر ہمارے ساتھ رہنا پسند نہیں ہےتواپنے آقا کے پاس صحیح وسالم واپس جاؤلیکن تم ہم سے اللہ کے نام پروعدہ کروکہ ہم سے کبھی جنگ نہیں کروگے اور نہ ہمارے متعلق کوئی جھوٹ بات کہوگےاور یہ کہ وہی کہوگے جودیکھا ہے۔یہ وعدہ کرنے کے بعدوہ اپنے مولی نصر کے پاس واپس گیا۔

ابومسلم نے کہایہ اہل ورع اوراہل اصلاح کوہماری مخالفت سے علیحدہ کردے گااس لیے کہ ہم اُن کے نزدیک اسلام ہی پرنہیں ہیں وہ لوگ بت پرستی قتل وغارت گری لوٹ ومارزناوبدکاری میں مشغول ہیں۔

چنانچہ جب یزید، نصر کے پاس آیا تواُس نے کہا لامرحباً قسم خدا کی تجھ کواُن لوگوں نے صرف اس لیے زندہ چھوڑا تا کہ تجھ کوہم پردلیل بنائیں (یعنی تیرے ذریعہ سے ہم پر غالب آجائیں یزید نے کہا کہ مجھ سے اُن لوگوں نے قسم لی ہے کہ میں اُن پرکوئی جھوٹ اور بہتان نہ باندھوں گا میں کہتا ہوں کہ خدا کی قسم وہ لوگ اذان اوراقامت کے ساتھ وقت پر نماز اداکرتے ہیں اورقرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اورخداوندتعالیٰ کا بہت زیادہ ذکراورعبادت کرتے ہیں اورلوگوں کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت کی دعوت دیتے ہیں۔میں خیال کرتا ہوں کہ وہ بہت جلدترقی کرجائیں گےاگرتومیرا آقانہ ہوتا تومیں کبھی تیرے پاس واپس نہ آتا بلکہ اُن کے پاس رہتا یہی ان کی پہلی جنگ تھی۔

اسی سال خازم بن خزیمہ نے مروالروذ پرغلبہ حاصل کرلیا اورنصر بن سیار کے عامل کوقتل کرڈالا۔اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب خازم جوکہ بنی عباس کی جماعت میں سے تھا مروالروذ پرخروج کرنے کی نیت سے نکلاتو بنوتمیم نے اس کومنع کیالیکن اُس نے کہا کہ میں تمھیں میں سے ایک آدمی ہوں اگرکامیاب اورمظفرومنصورہواتو یہ فتح بھی تمھاری ہی ہوگی اوراگرشکست کھائی اورمقتول ہواتو تم پراس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔چنانچہ ان لوگوں نے اس کوچھوڑ دیااوراس نے قریہ کنج رستاق میں فوج کو مرتب کیا۔جب تک ابومسلم کی جانب سے نصر بن صبیح بھی اس کے پاس آگیا۔جب شام ہوگئی تواُس نے شہروالوں پرشب خون مارااورنصر بن سیار کے عامل بشر بن جعفراسدی کوقتل کرڈالا اوراپنے لڑکے

Marfat.com

خزیمہ بن خازم کے ہاتھ فتح کی خوشخبری ابو مسلم کو بھیجی۔

ابو مسلم کے متعلق اور بہت سی روایتیں مشہور ہیں جو کہ ہمارے تذکرہ سے مختلف ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب یہ خراسان جانے لگا تو امام ابراہیم نے اُس کی شادی ابوالنجم کی صاحبزادی سے کردی اور اس کا مہر ادا کر دیا۔ اور تمام نقباء کے پاس اس کی اطاعت وفرماں برداری کا حکم بھیج دیا، ابو مسلم کوفہ کے اطراف میں خَطَرنیہ کے باشندوں میں سے تھا اور پہلے یہ ادریس بن معقل العجلی کا خزانچی تھا۔ محمد بن علی اور اس کے لڑکے ابراہیم بن محمد اور محمد کی اولاد میں جو امام ہوئے اُن کی ولایت میں آ گیا۔ جب یہ خراسان آیا تو بالکل نوجوان تھا اس وجہ سے سلیمان بن کثیر نے اس کی سرداری سے انکار کر دیا کیونکہ اُس کو خوف معلوم ہوا کہ اس کی وجہ سے اپنے کام کو تقویت نہ پہنچے گی اس لیے واپس کر دیا۔

اس وقت ابو داؤد خالد بن ابراہیم وہاں نہیں تھا بلکہ نہر بلخ کی طرف آیا ہوا تھا لیکن جب واپس آیا اور لوگوں نے اُس کو امام کا خط سنایا تو اس نے لوگوں سے ابو مسلم کے متعلق پوچھا۔ لوگوں نے جواب دیا کہ سلیمان بن کثیر نے اس کو واپس کر دیا اس لیے اُس نے تمام نقباء کو جمع کیا اور کہا کہ امام کا حکم جس کے متعلق آیا اُس کو تم نے کیوں واپس کر دیا اور تمھاری اس پر کیا دلیل ہے۔ سلیمان نے کہا اس کی کم سنی کی وجہ سے ہم کو خوف معلوم ہوا کہ وہ اتنے بڑے امر کو سنبھال نہ سکے گا، ہم کو اپنی اور دوسروں کی جان کا خطرہ معلوم ہوا اس لیے واپس کر دیا۔ ابو داؤد نے کہا کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کا انکار کر سکتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور ان کو تمام لوگوں پر ترجیح دی اور تمام مخلوق کے لیے نبی بنا کر بھیجا۔ لوگوں نے کہا نہیں، پھر کہا کیا تم کو اس میں شک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن پر اپنی کتاب نازل فرمائی اور اس میں حلال وحرام، شریعت اور اُس کے احکام اور مابعد اور ماقبل کی تمام باتیں ہیں۔ لوگوں نے کہا نہیں۔ پھر کہا کیا تم کو اس میں شک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جب انھوں نے شریعت اور اپنی رسالت کا پورا پورا حق ادا کر دیا تو اُٹھا لیا۔ کہا نہیں۔ پھر ابو داؤد نے پوچھا کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو علم اُترا وہ آپ کے ساتھ اٹھا لیا گیا یا آپ اپنے پیچھے چھوڑ گئے۔ لوگوں نے کہا نہیں بلکہ آپ اُس کو بعد والوں کے لیے چھوڑ گئے۔ پھر پوچھا کیا تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ اُنھوں نے اُس علم کو اپنے خاندان کے علاوہ اور اُن میں بھی اپنے سب سے قریب عزیز کے علاوہ اور لوگوں میں چھوڑا۔ لوگوں نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا کیا تم کو اس گھرانے کے لوگوں کے معدن

Marfat.com

علم ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خداوند تعالیٰ کے عطا کردہ علم کے وارث ہونے میں شک ہے۔ اُنھوں نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ان امور میں شک کرتے ہو اور تم نے اُن لوگوں کے علم کو اُنھیں پر لوٹا دیا (یعنی تم نے ان کی باتوں کا یقین نہیں کیا) اگر وہ لوگ جانتے کہ ابومسلم اس کام کو نہ سنبھال سکے گا اور لوگوں کی باگ اپنے قبضہ میں نہ رکھ سکے گا تو کبھی اُس کو تمھارے پاس نہ بھیجتے۔ وہ پوری مدد پہنچانے اور حق کے قیام میں کمزور نہیں ہے۔ چنانچہ لوگ ابوداؤد کی اس گفتگو کے بعد قومس سے ابومسلم کو واپس لے گئے اور اُس کو اپنا امیر بنایا اور اس کے مطیع ہو گئے۔ چنانچہ ابومسلم کا دل سلیمان بن کثیر کے اس برتاؤ کو اور ابوداؤد کے اس احسان کو نہیں بھولتا تھا پھر اس نے خراسان کے تمام اطراف میں دعاۃ پھیلا دیئے اور لوگ بکثرت دعوت قبول کرنے لگے یہاں تک کہ تمام خراسان میں عباسی دعوت پھیل گئی۔

پھر ۲۹ھ میں امام ابراہیم نے لکھا کہ حج کے زمانے میں قحطبہ کے ساتھ حاضر ہوتا کہ وہ اظہار دعوت کا حکم دے اور اپنے ساتھ تمام مال واسباب بھی لیتا آئے۔ اس لیے وہ نقباء اور سرداروں کی جماعت لے کر روانہ ہوا لیکن راستہ میں امام کا حکم ملا کہ خراسان واپس جاؤ اور اظہار دعوت کرو اور قحطبہ کو مال واسباب کے ساتھ بھیج دو جیسا کہ روانگی وغیرہ کا بیان گزر چکا ہے۔ پھر قحطبہ روانہ ہو کر جرجان کے اطراف میں اترا خالد بن برمک اور ابوعون کو بلا بھیجا۔ وہ دونوں اس کے پاس آئے اور اپنے ساتھ جماعت کے فراہم شدہ مال واسباب لے کر حاضر ہوئے۔ قحطبہ ان کو لے کر امام کی طرف روانہ ہو گیا۔

کرمانی کا قتل

ہم حارث بن سُریج کے قتل کا بیان کر چکے ہیں۔ کرمانی نے اس کو قتل کیا تھا۔ اس کے قتل کے بعد اُس کے لیے مرو کا میدان صاف تھا پھر نصر بھی وہاں سے ہٹ گیا۔ نصر نے اس کے مقابلے کے لیے سالم بن احوز کوشہ سواروں اور بہادروں کے ساتھ روانہ کیا لیکن جب وہ آیا تو یحییٰ بن نعیم شیبانی کو ربیعہ کے ہزار آدمیوں کے ساتھ اور محمد بن مثنیٰ کو ازد کے سات سو ۷۰۰ سواروں کے ساتھ اور ابن الحسن بن الشیخ کو ازد کے ہزار سواروں کے ساتھ اور جرمی السعدی کو ہزار یمنیوں کے ساتھ پایا۔ سالم نے محمد بن مثنیٰ سے کہا اے محمد اس ملاح یعنی کرمانی سے کہہ کہ ہمارے مقابلے پر نکلے۔ محمد نے کہا اے فاحشہ

Marfat.com

کے لڑکے تو ابوعلی کے لیے ایسا کہہ رہا ہے۔ اس کے بعد پھر دونوں میں سخت جنگ ہوئی اور آخرکار سالم نے شکست کھائی اور اُس کے ساتھیوں میں سے سو سے زیادہ آدمی مقتول ہوئے اور کرمانی کے صرف بیس سے کچھ زیادہ لوگ مقتول ہوئے۔ جب نصر کے لوگ شکست خوردہ واپس آئے عصمۃ بن عبداللہ الاسدی نے کہا کہ نصر! تو نے اپنے اس قسم کے افعال سے عرب کو منحوس بنا دیا اور تو نے جو کچھ کہا وہ کیا اب تو پھر مستعد ہو۔ چنانچہ اس نے عصمۃ کو سالم کی جگہ پر فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ وہیں ٹھہرا جہاں سالم ٹھہرا تھا اس نے جا کر آواز دی اور کہا اے محمد بن المثنیٰ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ مچھلی مگر کو نہیں کھا سکتی اور مگر درندہ جانوروں کے مانند ایک دریائی جانور ہے جو کہ مچھلیاں کھاتا ہے (یعنی تو مثل مچھلی کے ہے اور ہم لوگ مثل مگر کے ہیں۔ اس لیے تم لوگ ہم کو برباد نہیں کر سکتے) محمد نے کہا اے فاحشہ کی اولاد ذرا ٹھہر پھر محمد اسعدی کو مقابلہ کا حکم دیا جو کہ اہل یمن کو لے کر نکلا اور سخت جنگ کر کے عصمہ کو شکست دی۔ عصمہ بھاگ کر نصر کے پاس آیا۔ اس کے چار سو اصحاب قتل کر دیے گئے تھے۔ پھر نصر نے مالک بن عمرو التمیمی کو بھیجا جس نے آ کر کہا کہ اے ابن مثنیٰ میرے مقابلے کے لیے نکل۔ جب وہ مقابلے کے لیے نکلا تو مالک نے اُس کی گردن پر وار کیا اس کے بعد بہت گھمسان کی لڑائی ہوئی لیکن آخرکار نصر کی فوج نے شکست کھائی اور سات سو آدمی مقتول ہوئے اور کرمانی کے تین سو آدمی مقتول ہوئے۔ یہ جنگ اُن میں اُس وقت تک رہی جب تک کہ دونوں اپنی اپنی خندقوں میں چلے گئے پھر وہاں بھی جنگ کی۔

ادھر جب ابومسلم خراسانی کو یقین ہو گیا کہ دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کو کافی نقصان پہنچا دیا ہے، ان کا کوئی معین و مددگار نہیں رہا، تو اس نے شیبان کے پاس ایک خط لکھ کر قاصد کو دیا اور اُس کو تاکید کی کہ مضر کے علاقے سے ہو کر جائے، اس لیے کہ جب وہ دیکھیں گے تو خط چھین لیں گے چنانچہ جب قاصد اُدھر سے گزرا تو انھوں نے قاصد سے خط چھین لیا اور پڑھا تو یہ لکھا تھا:

"کہ میں دیکھتا ہوں کہ یمنیوں میں وفا کا کوئی شائبہ نہیں ہے اور اُن میں کوئی بہتری نہیں ہے اس لیے تو ان پر اعتماد نہ کر اور نہ اُن کو پشت پناہ بنا۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو یمنیوں میں وہ چیز دکھائے گا جس کو تو دیکھنا چاہتا ہے اور اگر میں زندہ رہا تو میں بال برابر بھی کوئی چیز قبضہ سے باقی نہیں چھوڑوں گا۔"

دوسرے قاصد کو ایک خط لکھ کر بھیجا اور اُس میں مضر کے متعلق ایسا ہی لکھا تھا اور اُس کو بھی ہدایت

Marfat.com

کی کہ یمانیہ کے علاقے کی طرف سے جائے۔ اس قسم کی تحریروں سے اُس کا منشا یہ تھا کہ دونوں قبیلے کے لوگ اس کی طرف مائل ہو جائیں اور پھر نصر بن سیار اور کرمانی کے پاس خطوط بھیجنے لگا۔ اس میں یہ لکھا کہ مجھ کو امام نے تم دونوں کے بارے میں ہدایت کی ہے جس سے میں ذرا بھی تجاوز نہیں کر سکتا۔ پھر تمام اضلاع کی طرف اظہار دعوت کے لیے لکھا۔ سب سے پہلے جس نے سیاہ لباس پہنا وہ مقام نسا میں اسد بن عبداللہ الخزاعی تھا اور مقاتل بن حکیم اور ابن غزوانی تھا۔ ان سب نے "یا محمد، یا منصور" کے نعرے بلند کرنے شروع کیے۔ اہلِ اُبیورد اور مرورذ اور مرو کے آس پاس کے دیہات کے لوگوں نے بھی سیاہ لباس پہنے۔

ابو مسلم آیا اور نصر اور کرمانی کی خندقوں کے درمیان اترا جس سے دونوں فریق خائف ہوئے۔ ابو مسلم نے کرمانی کو کہلا بھیجا کہ میں تمھارے ساتھ ہوں جس کو کرمانی نے بہت خوشی سے قبول کیا۔ ابو مسلم کرمانی کے ساتھ ہو گیا۔ اب نصر کو بڑی مشکل معلوم ہوئی اس لیے اُس نے کرمانی کو لکھا تیری بربادی ہو، مجھ کو اس پر تیرے اصحاب کے متعلق اطمینان نہیں تو دھوکا نہ کھا، مرو چلا آ تا کہ ہم دونوں آپس میں صلح نامہ مرتب کر دیں۔ اس سے نصر کا ارادہ تھا کہ ان دونوں کے درمیان تفریق ڈال دے۔ چنانچہ کرمانی اپنی فرودگاہ میں داخل ہوا اور ابو مسلم فوج میں ٹھہرا رہا۔ کرمانی نکل کر میدان میں سو سواروں کے ساتھ ٹھہرا اس وقت اس کے جسم پر صرف ایک کُرتا تھا اور نصر کو کہلا بھیجا کہ آؤ تا کہ ہم صلح کریں۔

نصر نے خیال کیا کہ شاید یہ دھوکا نہ ہو، اس لیے ابن حارث بن سریج کو تین سو سواروں کے ساتھ میدان میں بھیجا پھر وہیں دیر تک اُن میں مقابلہ ہوتا رہا، کرمانی کی کمر میں نیزہ لگا جس سے وہ اپنے گھوڑے سے گر گیا لیکن پھر اُن کے ساتھیوں نے گھیر کر محفوظ کر لیا لیکن اب بے شمار فوج نے اُسے گھیر لیا اور قتل کر ڈالا۔

اس کے بعد اس کا لڑکا علی آیا جس نے ایک بڑی جماعت مرتب کی تھی اُس کو لے کر ابو مسلم کے ساتھ ہو گیا۔ پھر اُن لوگوں نے نصر بن سیار سے جنگ کر کے دارالامارہ سے اس کو نکال دیا۔ اس لیے وہ مرو کے بعض مقامات کی طرف چلا گیا اور ابو مسلم مرو میں داخل ہو گیا۔ تو علی بن الکرمانی اس کے پاس آیا اور اس نے کہا میں بھی آپ کے ساتھ ہوں اور اس کی امارت کا اقرار کیا نیز جو کچھ آپ مجھ کو حکم دیں گے میں اس امر میں آپ کا معین و مددگار ہوں۔ ابو مسلم نے کہا جب تک میرا کوئی حکم نہ ہو اُس وقت تک تم اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ جس وقت ابو مسلم، نصر اور کرمانی کی خندقوں کے درمیان اترا تھا تو نصر نے اُس کی قوت اور حالت دیکھ کر مروان کو اس کی حالت اور اس کی بغاوت اور اس کی فوج کی کثرت کی

Marfat.com

خبر دی اور کہا کہ یہ ابراہیم بن محمد کی طرف دعوت دے رہا ہے اس لیے روز بروز جماعت میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اور چند اشعار بھی لکھے:

ارىٰ بين الرمادو ميض نار　　واخشى ان يكون لهٗ ضرام

فان النار بالعودين تذكى　　وان الحرب مبداها كلام

فقلت من التعجب ليتَ شعرى　　أايقاظ اميّة ام نيام

[میں راکھ کے درمیان آگ کی چمک دیکھتا ہوں اور مجھے خوف ہے کہ وہ شعلہ نہ بن جائے۔ کیونکہ آگ صرف دو لکڑیوں سے سلگائی جاتی ہے اور لڑائی کی ابتداء صرف کلام سے ہوتی ہے۔ میں تعجب سے کہتا ہوں کاش میں جان لیتا کہ آیا امیہ بیدار ہیں یا خواب غفلت میں ہیں۔]

اس کے جواب میں مروان نے لکھا ان الشاهد يرى مالايرى الغائب ،شاہد جو کچھ دیکھ سکتا ہے وہ غائب نہیں دیکھ سکتا۔ تو اپنے سامنے سے فتنہ دفع کر۔ نصر نے اپنے لوگوں سے کہا آپ کے خلیفہ نے تو آپ کو جتا دیا کہ وہ ہماری کوئی امداد نہیں کرنا چاہیے پھر اس کے بعد نصر نے یزید بن ہبیرہ سے امداد چاہی اور اُس کو بھی چند شعر لکھے:

ابلغ يزيدو خير القول اصدقه　　وقد تيقنت ان لا خيرفى الكذب

ان خراسان ارض قد رايت بها　　بيضاًلوافرخ قد حدثت بالعجب

فراخ عامين الاانها كبرت　　لمايطرن وقد سربلن بالزغب

الاتدارك بخيل الله معلمة　　الهبن نيران حرب ايّمالهب

[اگر میں سچ کہتا ہوں تو یزید کو یہ بہترین قول پہنچا دو اور مجھے یقین ہے کہ جھوٹ میں خیر نہیں ہے۔ خراسان ایک ایسی زمین ہے جس میں میں نے ایسے انڈے دیکھے ہیں کہ جس سے اگر بچے نکلے تو وہ عجب حالات پیدا کریں گے۔ اور سال کے بچے جو کہ بڑھ گئے ہیں اور اُڑتے ہیں اور اُن کے تمام بال و پر نکل آئے ہیں۔ تم کیوں نہیں اللہ کے شہسواروں کے ساتھ جنگ کی آگوں کو روک دیتے جہاں کہیں کہ وہ مشتعل ہوں۔]

یزید نے کہا زیادہ بیان نہ کر کیونکہ میرے پاس کوئی شخص اُس کی مدد کے لیے نہیں۔

جس وقت مروان نے خط کو پڑھا اُسی وقت ابو مسلم کا قاصد ابراہیم کے پاس پہنچا اور وہ

Marfat.com

وہاں سے جواب لے کر لوٹا اس میں امام نے ابو مسلم کو سخت برا بھلا کہا تھا کہ کیوں اُس نے نصر اور کرمانی کی باہمی مخالفت کے موقع سے فائدہ نہیں اٹھایا اور نیز اُس نے یہ حکم بھی دیا تھا کہ خراسان میں کسی عربی بولنے والے شخص کو بغیر قتل کیے ہوئے نہ چھوڑو۔

جب مروان نے یہ پڑھا تو عامل بلقاء کو لکھا کہ حمیمہ میں جا کر ابراہیم بن محمد کو قید کر کے ہمارے پاس بھیج دو چنانچہ وہ گیا اور اس کو قید کر کے مروان کے پاس بھیج دیا۔ مروان نے اُسے قید کر دیا۔

اہل خراسان کا ابو مسلم کے خلاف معاہدہ

اسی سال خراسان کے عام قبائل عرب نے ابو مسلم سے جنگ پر معاہدہ کیا اور اسی سال ابو مسلم اپنے لشکر کو سفیذ نج سے لے کر ماخوان آیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب اس کا امر ظاہر ہوا اور عام طور پر لوگوں کو دعوت دی جانے لگی تو ہر طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے۔ انھیں میں اہل مرو بھی آتے گئے اور ان لوگوں سے نصر نے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا اور نہ ان کو روکا۔ کرمانی اور شیبانی بھی ابو مسلم کے اس فعل کو بری نظر سے نہیں دیکھتے تھے اس لیے کہ یہ بھی مروان کی علیحدگی کے موید تھے۔ ابو مسلم ایک خیمہ میں تھا۔ وہاں اس کا نہ کوئی حاجب تھا نہ کوئی دربان، چنانچہ اس کا امر لوگوں میں بڑی حد تک پہنچ چکا تھا لوگ کہتے تھے کہ یہ بنی ہاشم میں سے ایک شخص ہے جو کہ حلیم و باوقار اور رعب دار ہے۔ اس عرصہ میں اہل مرو کی جانب سے علماء اور عابدوں کی ایک جماعت اس کے پاس فقہی مسائل دریافت کرنے کے لیے آئی۔ ان لوگوں نے اُس سے اس کا نسب پوچھا تو ابو مسلم نے کہا میری دعوت تمھارے لیے میرے نسب نامہ سے کہیں اچھی ہے۔ جب لوگوں نے فقہ کے سوالات کیے تو اُس نے کہا کہ میں تم کو نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کی ہدایت کرتا ہوں یہی اصل فقہ ہے۔ اس کے علاوہ امداد و اعانت کی ضرورت تمھارے فتاوی اور مسئلوں سے کہیں زیادہ ہے، اس لیے تم لوگ مجھ کو ان باتوں سے معاف رکھو۔ لوگوں نے کہا ہم تیرے حسب و نسب سے واقف نہیں ہیں تو ہم خیال کرتے ہیں کہ چند ہی دن تک باقی رہے گا اور پھر قتل کر دیا جائے گا کیونکہ تیرے درمیان اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ ان دونوں امیروں (یعنی نصر بن سیار اور شیبان) میں سے کوئی فراغت پا جائے۔ ابو مسلم نے کہا انشاء اللہ میں ان دونوں کا خاتمہ کر دوں گا۔

Marfat.com

اس کے بعد لوگ نصر کے پاس آئے اور اُس کو ان تمام باتوں کی اطلاع دی تو اُس نے کہا جزکم اللہ خیرا۔ تمھاری مثال ان لوگوں کی طرح ہے جنھوں نے اس کو کم کر دیا تھا اور پھر پالیا، پھر لوگ شیبان کے پاس آئے اور اُس سے بھی یہ باتیں کہہ سنائیں۔ اس کے بعد نصر نے شیبان کو یہ کہلا بھیجا کہ ہم میں سے ہر ایک نے دوسرے کو از حد رنجیدہ کر دیا ہے مگر اس وقت ابو مسلم سے جنگ کرنے کے لیے ہم کو جنگ ترک کر دینی چاہیے اور اگر تمھارا جی چاہے تو اُس سے جنگ کرنے میں میرے ساتھ ہو جاؤ تا کہ ہم اُس کا یا تو کام تمام کر دیں یا یہاں سے نکال دیں پھر اس کے بعد ہم لوگ آپس میں جو کچھ ہوگا طے کر لیں گے۔ جب شیبان کے پاس یہ پیغام پہنچا تو اُس نے بھی اس کی رائے پر عمل کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔

جب ابو مسلم کو یہ بات معلوم ہوئی تو اُس نے فوراً علی بن الکرمانی کو لکھا کہ تم اپنے والد کے قتل کا بدلہ چاہتے ہو (یاد رہے کہ نصر نے کرمانی کے والد کو قتل کرایا تھا) اور مجھ کو معلوم ہے کہ تم شیبان کی رائے کے ساتھ نہیں ہو اور تم اپنے باپ کا انتقام لینے کے لیے لڑنا چاہتے ہو، اس لیے تم شیبان کو نصر کی مصالحت سے منع کرو۔ چنانچہ علی بن کرمانی نے آ کر شیبان کو اپنی رائے سے پلٹ دیا۔ نصر نے اسے پیغام بھیجا کہ اے شیبان تو دھوکے میں ڈال دیا گیا ہے۔ ابو مسلم کی حالت اور اُس کا امر اس قدر تجاوز کر جائے گا کہ اُس کے مقابلہ میں میری حکومت کی بڑی سے بڑی بات بھی حقیر معلوم ہوگی۔ پھر چند شعر لکھے تھے جس میں ربیعہ اور یمن والوں کو مخاطب کر کے ابو مسلم سے جنگ کے لیے اور اتحاد و اتفاق پر آمادہ کیا تھا۔

ابلغ ربیعة فی مرو وفی یمن ان اغضبوا قبل ان لا ینفع الغضب

مابالکم تنشبون الحرب بینکم کان اهل الحجیٰ عن رایکم غیب

وتترکون عدواً قداحاط بکم ممن تاشب لادین ولا حسب

لاعرب مثلکم فی الناس نعرفهم ولاصریح موال ان هم نسبوا

من کان یسألنی عن اصل دینهم فان دینهم ان تهلك العرب

قوم یقولون قولاً ماسمعت به عن النبّی ولاجاء ت به الکتب

[ربیعہ اور یمن والوں کو مرو میں یہ پیغام پہنچا دو کہ ابھی یہ وقت ہے کہ تم کو جوش آئے۔ تمھاری کیا حالت ہے کہ لوگ آپس کی جنگ میں گھ گئے ہو گویا کوئی دانشمند تمھاری رائے میں شریک ہی نہیں رہا۔ تم ایسے دشمن کو چھوڑے ہوئے ہو جس نے تم کو گھیر لیا ہے اور جو مخلوط ہے نہ اس کا

Marfat.com

کوئی دین ہے نہ کوئی حسب ہے۔میں اُن کو جانتا ہوں وہ تمھارے مثل عرب بھی نہیں ہیں اور اگر اُن کا نسب بیان کیا جائے تو صحیح طور پر کسی کے موالی بھی نہیں ہیں۔اگر کوئی شخص مجھ سے اُن کے دین کی حقیقت پوچھے (تو میں کہوں گا) اُن کا دین عرب کو ہلاک کرنا ہے۔یہ لوگ ایسی بات کہتے ہیں جس کو ہم نے نہ نبی کریم سے سنا اور نہ اس کو آسمانی کتابیں لائی ہیں۔]

اس عرصے میں ابومسلم نے نضر بن نعیم النضبی کو ہرات بھیجا جس نے وہاں سے عیسیٰ بن عقیل بن معقل اللیثی کو نکال کر اس پر قبضہ کرلیا اور وہ شکست کھا کر نصر کے پاس چلا آیا۔

یحییٰ بن نعیم بن ہبیرہ شیبانی نے ابن کرمانی اور شیبانی سے کہا دو باتوں میں سے ایک اختیار کرو یا تو مضر سے قبل تم اپنے کو فنا کردو یا اپنے سے پہلے مضر کو فنا کردو۔اُنھوں نے کہا ایسا کیونکر ہوگا۔ اُس نے کہا کہ اس شخص (یعنی ابومسلم) کے امر کو ظاہر ہوئے صرف ایک مہینہ ہوا ہے لیکن اُس کا لشکر تمھارے لشکر کے برابر ہوگیا ہے۔لوگوں نے کہا تو پھر کیا رائے ہے۔اُس نے کہا کہ نصر سے صلح کرلو اس لیے کہ اگر تم نے نصر سے صلح کرلی تو وہ لوگ نصر سے جنگ کریں گے اور تم کو چھوڑ دیں گے۔کیونکہ معاملہ مضر سے ہے۔اگر تم نے نصر سے صلح نہ کرلی تو وہ لوگ نصر سے صلح کرلیں گے اور تم سے لڑیں گے۔ اس کا خیال رکھو کہ اگر تم کو ذرا بھی موقع ملے تو نصر کو مقدم کرو تا کہ تمھاری آنکھ اُن کے قتل سے ٹھنڈی ہو۔ اس لیے شیبان نے نصر کو مصالحت کی دعوت بھیجی جس کو اُس نے قبول کیا بلکہ سالم بن احوز کے ہاتھ صلح نامہ بھی بھیج دیا۔جس وقت یہ شیبان کے پاس آیا تو ابن کرمانی اور یحییٰ بن نعیم دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ سالم نے ابن کرمانی سے کہا اے اعور کس نے تجھ کو پیدا کیا کہ تیرے ہاتھ پر مضر کی ہلاکت ہو۔خیر پھر اُن لوگوں نے ایک سال کے لیے صلح نامہ لکھ کر مصالحت کرلی۔

جب یہ خبر ابومسلم کو معلوم ہوئی تو اُس نے شیبان کو لکھا کہ میں تم سے کئی ماہ کے لیے مصالحت کرنا چاہتا ہوں تین ماہ کے لیے صلح کرلو۔ابن کرمانی نے کہا کہ میں نے نصر سے مصالحت نہیں کی ہے صرف شیبان سے مصالحت کی ہے۔میں اُس سے (یعنی نصر سے) اپنے والد کے قتل کا بدلہ لینا چاہتا ہوں اور میں اُس سے جنگ موقوف نہ کروں گا۔پھر ابن کرمانی اور نصر سے جنگ چھڑ گئی لیکن اس کو شیبان نے کوئی مدد نہیں دی بلکہ یہ کہا کہ عذر جائز نہیں ہے۔آخر کار ابن کرمانی نے ابومسلم سے امداد کی درخواست کی اُس وقت ابومسلم سفیذنج میں ۴۲ دن سے پڑا ہوا تھا مگر جب کرمانی نے امداد کی

Marfat.com

خواہش کی تو وہاں سے ماخوان آیا اور وہیں خندق کھود لی اور خندق کے دو دروازے بنائے جس میں فوج نے قیام کیا۔ کوتوال (پولس افسر) کے طور پر ابونصر مالک بن الھیثم کو اور پاسبانوں پر ابواسحٰق خالد بن عثمان کو اور فوجی دفتر پر کامل بن مظفر ابوصالح کو اور خط وکتابت پر اسلم بن صبیح کو اور قضاء پر قاسم بن مجاشع کو نقیب مقرر کیا۔ قاسم ہی ابومسلم کے ساتھ نماز پڑھایا کرتا تھا جو بعد عصر قصے بیان کرتا تھا جس میں بنو ہاشم کے فضائل اور بنوامیہ کی برائیاں بیان کرتا تھا۔

جب ابومسلم ماخُوان پہنچا تو ابن کرمانی کو کہلا بھیجا کہ میں نصر کے مقابلے کے لیے تیرا معین مددگار اور تیرے ساتھ ہوں۔ ابن کرمانی نے کہلا بھیجا کہ میری خواہش ہے کہ آپ مجھ سے ملئے اس لیے ابومسلم اُس کے پاس آیا اور دو دن قیام کر کے واپس چلا گیا۔ یہ واقعہ ۶/محرم ۱۳۰ھ کے ہیں۔

سب سے پہلا عامل ابومسلم نے داؤد بن کرار کو مقرر کیا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ ابومسلم نے غلاموں کو اس کے پاس سے بلالیا اور اُن کے لیے قریہ شوال میں خندق کھدوائی اور اُس خندق کا والی داؤد بن کرار کو مقرر کیا پھر جب غلاموں کی ایک جماعت کثیر مجتمع ہوگئی تو ان کو موسیٰ بن کعب کی طرف اُبیورد میں بھیج دیا اور کامل بن مظفر کو حکم دیا کہ جا کر فوج کا جائزہ لو۔ ان کے اور اُن کے آباء واجداد اور جائے سکونت تمام کے نام درج کرو۔ چنانچہ اُن کی تعداد ۷ ہزار تک پہنچی۔ پھر قبائل مضر، ربیعہ، یمن نے ابومسلم سے جنگ کرنے کے لیے معاہدہ کیا کہ سب کے سب متفق ہو کر اس سے جنگ کریں یہ خبر جب ابومسلم کو معلوم ہوئی تو اُس کو بڑی مصیبت پڑی پھر اس نے جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ ماخوان دریا کے کنارے واقع ہے اس لیے خوف معلوم ہوا کہ کہیں نصر پانی نہ بند کر دے۔ اس لیے ماخوان میں چار ماہ رہنے کے بعد الین چلا آیا اور یہاں بھی خندق تیار کر لی۔

پھر نصر نے اپنی فوج نہر عیاض پر مرتب کی اور عاصم بن عمرو کو بلاش جَرد اور ابوذیال کو طوسان بھیج دیا۔ ابوذیال نے اپنی فوج کو طوسان کے باشندوں کے پاس ٹھہرایا۔ وہاں کے عام طور پر باشندے ابومسلم کے ساتھ خندق میں تھے۔ لیکن بقیہ لوگوں کو انھوں نے تکلیف دینا اور ستانا شروع کیا اس لیے ابومسلم نے ایک فوج اس کے مقابلے کے لیے روانہ کی جس نے آ کر ابوذیال کو شکست دی اور ان میں سے تقریباً ۳۰ آدمیوں کو گرفتار کر لیا جن کو ابومسلم نے نہایت آرام سے رکھا اور ان کا علاج کرایا جب یہ اچھے ہوگئے تو چھوڑ دیا۔ پھر جب ابومسلم اپنی فوج کے ساتھ الین میں اچھے طریقہ سے مستقل ہوگیا

Marfat.com

تو محرز بن ابراہیم کو حکم دیا کہ فوج لے کر جیرنج میں جا کے خندق تیار کرے وہاں اُس کی جماعت کے لوگوں کو جمع کرے تا کہ مروالروذ ،طخارستان ،بلخ سے نصر کی رسد بند ہو جائے چنانچہ وہ یہاں چلا آیا اور اس کے پاس ایک ہزار آدمی جمع ہو گئے اور نصر کی امداد منقطع کر دی۔

عبداللہ بن معاویہ کا فارس پر غلبہ اور قتل

اس سال عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر فارس اور تمام اضلاع فارس پر قابض ہو گیا۔ اُس کے خروج اور شکست کھا کر کوفہ سے نکلنے کا بیان گزر چکا۔ وہاں سے یہ مدائن کی طرف چلا آیا جب یہ یہاں پہنچا تو اُس کے پاس بہت سے اہل کوفہ بھی چلے آئے جن کو یہ لے کر جبال گیا اور جبال کے علاوہ حلوان ،قونس ،اصفہان اور رے پر قبضہ کر لیا۔ اس کے پاس اہل کوفہ کے غلام بھی آ گئے۔ اس نے اصفہان میں قیام کیا۔ فارس میں ایک شخص مُحارب بن موسیٰ مولی بنی یشکر بہت ہی معزز اور باوقار شخص تھا اس نے اصطخر آ کر ابن عمر کے عامل کو نکال کر لوگوں سے عبداللہ بن معاویہ کے لیے بیعت لی۔ پھر وہاں سے کرمان آیا اور اس کو لوٹ لیا اس کے بعد اُس سے شام کے سردار آ کر ملے ان کو لے کر یہ ۱۲۸ھ میں ابن عمر کے عامل مسلم بن مسیّب کے مقابلہ پر شیراز روانہ ہوا۔ وہاں جا کر اُس کو قتل کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد محارب اصفہان میں عبداللہ بن معاویہ کے پاس آیا تو عبداللہ نے اُس کو اصطخر بھیج دیا۔ ابن معاویہ جب اصفہان میں تھا تو اس کے پاس بنو ہاشم اور ان کے علاوہ بہت سے دوسرے لوگ آئے اور پھر اس نے خراج بھی وصول کیا، عمال بھی مقرر کیے۔ اُس وقت اس کے ساتھ منصور بن جمہور اور سلیمان بن ہشام بن عبدالملک بھی تھے اور شیبان بن عبدالعزیز خارجی بھی اس کے پاس آ گیا۔ ان کے علاوہ ابوجعفر المنصور اور علی بن عبداللہ بن عباس کی اولاد میں سے عبداللہ اور عیسیٰ بھی آ گئے۔

جب ابن ہبیرہ عراق کا حاکم ہو کر آیا تو اس نے نُباتہ بن حنظلہ کلابی کو عبداللہ بن معاویہ سے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ جب یہ خبر سلیمان بن حبیب کو ملی کہ ابن ہبیرہ نے نباتہ کو اہواز پر مقرر کیا ہے تو داؤد بن حاتم کو مقابلے کے لیے بھیجا اور حکم دیا کہ دینار کرخ جائے اور نباتہ کو اہواز پر قبضہ کرنے سے روکے۔ اس لیے دونوں میں جنگ ہوئی جس میں داؤد قتل کیا گیا۔ اس لیے سلیمان اہواز سے بھاگ کر سابور آیا وہاں اُن کردوں سے جنھوں نے اُس پر قبضہ کر لیا تھا لڑا، ان کو شکست دے کر بھگا دیا

Marfat.com

اورخوداس پر قبضہ کرلیا اورابن معاویہ کو بیعت کی اطلاع بھیج دی۔

محارب بن موسیٰ یشکری کوابن معاویہ سے نفرت ہوگئی اس لیے اُس سے علیحدہ ہوکر اُس نے فوج جمع کی اور سابور چلا آیا۔ وہاں اس کوابن معاویہ کے بھائی یزید بن معاویہ نے جنگ کر کے شکست دی چنانچہ محارب وہاں سے کرمان بھاگ آیا اوراُس وقت تک مقیم رہا جب تک کہ محمد بن اشعث آ گیا اوروہ اس کے ساتھ ہوگیا، مگر پھراس سے بھی نفرت کرنے لگا اس لیے ابن اشعث نے اس کوقتل کر دیا اوراس کے چوبیس بیٹوں کو بھی قتل کرڈالا۔ پھرعبداللہ بن معاویہ برابر اصطخر میں رہا یہاں تک کہ اس کے مقابلے پر داؤد بن یزید بن عمر بن ہبیرہ کے ساتھ ابن ضبارہ آیا اورابن ہبیرہ نے معن بن زائدہ کو بھی دوسری جانب سے روانہ کیا اس لیے معن نے آکر مروشاذاں کے پاس جنگ کی اور معن یہ کہتا تھا:

لیس أمیر القوم بالخب الخدع　　فرّ من الموت وفی الموت وقع

[سردارقوم کے لیے خدع وفریب زیبانہیں وہ موت سے بھاگ کرموت ہی کے منہ میں گیا۔]

ابن معاویہ شکست کھا گیا تومعن نے اپنا ہاتھ روک لیا اُس دن جنگ میں آل ابولہب میں سے ایک شخص مقتول ہوا۔ یہ بات مشہور تھی کہ مروشاذاں میں ایک ہاشمی قتل کیا جائے گا اور بہت سے لوگ گرفتار ہوئے ان میں سے اکثر کوابن ضبارہ نے قتل کروایا۔ منصور بن جمہور سندھ کی طرف، عبدالرحمٰن بن یزید عمان کی طرف، عمرو بن سہل بن عبدالعزیز بن مروان مصر کی طرف بھاگ گئے اور بقیہ اسیران جنگ کوابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیا گیا جس نے اُن کو رہا کر دیا۔ ابن معاویہ خراسان کی طرف بھاگا جب منصور بن جمہور فرار ہوا تو معن بن زائدہ اُس کے تعاقب میں روانہ ہوا لیکن نہ پاسکا اس وجہ سے واپس آ گیا۔

ابن معاویہ کے ساتھ خوارج اور دوسرے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ تھی چنانچہ ان میں سے اسیران جنگ کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ انھیں اسیران جنگ میں عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس بھی تھے۔ جن کوابن ضبارہ نے گالی دے کر کہا تو کیوں ابن معاویہ کے پاس گیا۔ حالانکہ تو جانتا تھا کہ وہ امیرالمومنین کے خلاف ہے تو اُنھوں نے کہا کہ مجھ پر دین تھا اس لیے میں اُس کے پاس چلا آیا۔ پھر حرب بن قطن الہلالی نے سفارش کی اور کہا کہ یہ میرا خواہرزادہ ہے اس لیے اس نے اُس کو معاف کر دیا۔ عبداللہ بن علی نے عبداللہ بن معاویہ کے بارے میں بہت سی عجیب باتیں بتائیں اور اُس کے ساتھیوں پر لواطت کا الزام لگایا۔ ابن ضبارہ نے ان کوابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیا تا کہ اس کوابن معاویہ کے

Marfat.com

حالات سے مطلع کرے اور خود عبداللہ بن معاویہ کی تلاش میں چلا اور شیراز میں آ کر اس کا محاصرہ کرلیا۔ عبداللہ بن معاویہ نے مع اپنے دونوں بھائیوں حسن اور یزید ابن معاویہ اور اپنے ساتھیوں کے بھاگ کر کرمان کا راستہ لیا اور وہاں سے خراسان کا ارادہ اس وجہ سے کیا کہ وہاں ابومسلم تھا جو کہ لوگوں کو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کی دعوت دیتا تھا۔ لیکن جب وہ اطراف ہرات میں پہنچا تو وہاں کے حاکم ابونصر مالک بن ھیثم خزاعی نے دریافت کرایا کہ کیوں آیا ہے۔ ابن معاویہ نے کہلا بھیجا کہ مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی کو اپنا بنانے کی دعوت دیتے ہو اس لیے میں آیا ہوں۔ مالک نے نسب نامہ دریافت کرایا لیکن جب اُس نے اپنے نسب نامہ کی خبر دی تو مالک نے پچھوایا کہ عبداللہ اور جعفر یہ نام تو آل رسول کے ہیں لیکن معاویہ نام تو آپؐ کے آل میں نہیں ہیں۔ ابن معاویہ نے کہا جس وقت میرے والد پیدا ہوئے تو میرے دادا معاویہ کے پاس تھے تو معاویہ نے میرے دادا سے کہا کہ اپنے لڑکے کا نام میرے نام پر رکھو چنانچہ جب میرے دادا نے معاویہ نام رکھ دیا تو امیر معاویہ نے ایک لاکھ درہم بھیجا۔ یہ سن کر مالک نے کہلا بھیجا کہ تم نے اس خبیث کے نام کو معمولی قیمت میں خریدا ہے، اس لیے ہم نہیں سمجھتے کہ تجھ کو اس میں یعنی اس دعوت میں کوئی حق بھی ہے۔

پھر اس نے اس کی خبر ابومسلم کو دی تو ابومسلم نے حکم دیا کہ گرفتار کرلو اس لیے مالک نے تمام کو گرفتار کرالیا۔ پھر ابومسلم نے لکھا کہ معاویہ کے دونوں لڑکے حسن اور یزید کو رہا کردو اور عبداللہ بن معاویہ کو قتل کردو اس لیے ایک شخص کو اس کے چہرہ پر وزنی چیز رکھنے کا حکم دیا جس سے اس کا انتقال ہوگیا پھر جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کردیا اُن کی قبر ہرات میں مشہور زیارت گاہ ہے۔ رحمہ اللہ۔

ابوحمزۃ الخارجی اور طالب حق

اسی سال ابوحمزہ اور بلج بن عقبتہ الازدی الخارجی، عبداللہ بن یحییٰ الحضرمی طالب حق کی جانب سے حج میں آیا تاکہ مروان بن محمد کی مخالفت کا جھنڈا بلند کرے۔ جس وقت یہ تمام سو آدمیوں کے ساتھ عرفہ کے میدان میں تھے تو کسی شخص کو ان کی کوئی خبر نہیں تھی جب تک اُنھوں نے اپنے خاص نشان نہیں لگائے اور نیزوں پر سیاہ کپڑے نہیں باندھے، اُس وقت تک ان کو کسی نے نہیں پہنچانا لیکن جب ان لوگوں نے اپنے نشان لگائے تو لوگ دیکھ کر خوف زدہ ہوگئے اور ان سے ان کا حال پوچھا

Marfat.com

توانھوں نے کہا کہ ہم لوگ مروان اور آل مروان کے خلاف ہیں۔ پھر مکہ و مدینہ کے عامل عبدالواحد نے صلح اور امان کی درخواست کی۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اپنے حج میں از حد بخیل اور حریص ہیں۔ عبدالواحد نے ان سے یہ صلح کی کہ سب کے سب مامون رہیں یہاں تک کہ کوئی شخص یہاں نہ رہ جائے۔ اسی وجہ سے یہ لوگ عرفہ کے میدان میں علیٰحدہ مقیم ہوئے اور عبدالواحد لوگوں کو لے کر منیٰ میں سرکاری مکان میں اُترا اور ابوحمزۃ الخارجی قرن ثعالب میں اُترا۔ اس وقت عبدالواحد نے ابوحمزہ خارجی کے پاس عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی، محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان، عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر، عبیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب اور ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن اور اسی مرتبہ کے دوسرے لوگوں کو بھیجا۔ جس وقت یہ لوگ پہنچے تو وہ ایک موٹا سوتی پائجامہ پہنے ہوئے تھا اُس نے عبداللہ بن حسن اور محمد بن عبداللہ سے اُن کا نسب پوچھا لیکن جب اُنھوں نے بیان کیا تو اس نے ناک بھوں چڑھائی اور کراہیت کا اظہار کیا۔ پھر عبدالرحمٰن بن قاسم اور عبیداللہ بن عمر سے پوچھا تو انھوں نے اپنا نسب بیان کیا اور ان کا نسب نامہ سن کر بہت خوش ہوا اور ان کے سامنے مسکرانے لگا اور ان دونوں سے کہا کہ ہم اس لیے نکلے ہیں کہ تم دونوں کے آباؤ اجداد (یعنی ابوبکر اور عمر) کی سیرت پر عمل کریں۔ عبداللہ بن حسن نے کہا واللہ ہم تیرے پاس اس لیے نہیں آئے ہیں کہ تو ہمارے آباؤ اجداد میں کسی کو بڑھائے کسی کو گھٹائے، بلکہ ہم کو تو امیر نے اپنا نامہ دے کر بھیجا ہے جس سے ربیعہ تم کو آگاہ کریں گے۔ جب ربیعہ نے نقض عہد کے متعلق تذکرہ کیا تو کہا معاذ اللہ کیا ہم لوگ نقض عہد کریں گے یا اُس میں کچھ کمی کریں گے اُس نے کہا خدا کی قسم جب تک میعاد صلح خود نہ پوری ہو جائے میں ہرگز نقض عہد نہیں کروں گا چاہے میری یہ گردن کیوں نہ ماردی جائے۔ اس کے بعد یہ لوگ عبدالواحد کے پاس واپس گئے اور اس کو اطلاع دی چنانچہ عبدالواحد پہلی ہی جماعت کے ساتھ مکہ سے نکل گیا اور مکہ کو خالی کر دیا اور ابوحمزہ بغیر کسی قسم کے جدال وقتال کے مکہ میں داخل ہو گیا۔ بعض لوگوں نے عبدالواحد کے متعلق کہا:

زار الحجیج عصابة قد خالفوا ... دین الٰاله ففرّ عبدالواحد

ترك الحلائل والامارة هارباً ... ومضی یخبط کالبعیر الشارد

[ایک ایسی جماعت جو اللہ کے دین کی مخالف تھی حج کے لیے آئی تو عبدالواحد بھاگ گیا۔ بیویوں اور امارت کو چھوڑ کر بھاگ گیا اور بھگانے والے اونٹ کی طرح مخبوط ہو کر بھاگ گیا۔]

Marfat.com

عبدالواحد پھر وہاں سے مدینہ چلا آیا اور لوگوں کے عطایا میں دس دس گنا اضافہ کر دیا اور ایک فوج مرتب کرنے کا حکم دیا جس کا حاکم عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو مقرر کیا یہ سب نکلے لیکن جب یہ حرہ میں پہنچے تو ان کو قربانی کے نحر شدہ اونٹ ملے اور پھر وہاں سے بھی روانہ ہو گئے۔

اندلس میں یوسف بن عبدالرحمٰن الفہری کی ولایت

اسی سال ثوابہ بن سلمہ امیر اندلس نے دو سال چند ماہ امارت کرنے کے بعد انتقال کیا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو لوگوں میں شدید اختلاف پیدا ہو گیا۔ مضریہ چاہتے تھے کہ ان کا کوئی امیر ہو اور یمانیہ چاہتے تھے کہ اُن کا کوئی امیر ہو، اس لیے وہ لوگ چند دن تک بغیر کسی امیر کے رہے لیکن صمیل کو فتنہ کا خوف معلوم ہوا تو اُس نے کہا کہ امیر قریش میں سے ہونا چاہیے۔ اس پر سب کے سب راضی ہو گئے اس نے امیر یوسف بن عبدالرحمٰن الفہری کو اختیار کیا اُس زمانہ میں یوسف، بیرہ میں تھا اس لیے لوگوں نے اُس کے پاس اپنے انتخاب اور اُس کے امیر مقرر کرنے کی اطلاع دی مگر اُس نے امارت سے انکار کیا پھر لوگوں نے کہا اگر تو امیر نہیں ہوتا تو بہت بڑا فتنہ برپا ہو جائے گا اور اس خوں ریزی کا گناہ تجھ پر ہوگا اس لیے اُس نے قبول کیا اور وہاں سے قرطبہ کو روانہ ہوا۔ جس وقت وہاں پہنچا تو تمام لوگ مطیع ہو گئے۔

جب ابوالخطار کو ثوابہ کی وفات اور یوسف کی ولایت کی خبر معلوم ہوئی تو کہا کہ صمیل کا ارادہ ہے کہ امارت مضر میں چلی جائے پھر اس نے لوگوں میں کوشش کی یہاں تک کہ مضر اور یمن میں فتنہ برپا ہو گیا۔ جب یوسف نے یہ حالت دیکھی تو قصر قرطبہ کو چھوڑ کر اپنی جگہ پر واپس آ گیا اور ابوالخطار شقندہ کو روانہ ہوا۔ جب یہ وہاں پہنچا تو تمام یمانیہ اس کے پاس جمع ہو گئے اور مضریہ صمیل کے پاس جمع ہو گئے۔ اس کے بعد دونوں میں جنگ شروع ہو گئی اور ایک عرصہ تک ایسی شدید جنگ ہوئی کہ اس سے بڑی جنگ کوئی اندلس میں نہیں ہوئی۔ آخر کار جنگ کا اختتام یمانیہ کی شکست پر ہوا اور ابوالخطار شکست کھا کر بھاگا اور صمیل اُسیا کے پاس آ کر چھپ گیا۔ صمیل کو کسی نے بتایا تو اس نے اس کو پکڑ کر قتل کر ڈالا۔ پھر یوسف دارالامارہ میں واپس آیا اور صمیل کے شرف اور عزت میں اضافہ کیا۔ یوسف صرف نام کا امیر تھا لیکن تمام احکام صمیل ہی بھیجتا تھا۔

یوسف کے مقابلے میں ابن علقمہ لخمی شہرار بونہ سے آیا مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد قتل کر دیا

Marfat.com

گیا اوراس کا سر یوسف کے پاس لایا گیا۔

اس کے بعد عذرہ جو ''ذمی'' کے نام سے معروف تھا، مقابلے کے لیے نکلا۔ اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ یہ ذمی اس وجہ سے کہلایا جاتا تھا کہ اس نے ذمیوں سے امداد طلب کی تھی۔ اس کے مقابلے کے لیے یوسف نے عامر بن عمرو کو بھیجا یہ اُس کے مقابلے میں کامیاب نہ ہوا بلکہ ہزیمت خوردہ واپس آیا۔ اسی کا مقبرہ ابواب قرطبہ میں مقبرہ عامر کے نام سے مشہور ہے۔ پھر یوسف خود مقابلے کے لیے نکلا اور اُس کو قتل کر کے اُس کی فوج کو برباد کر دیا۔ یہ واقعہ دوسرے طریقہ پر بھی مذکور ہے لیکن ان میں بہت اختلاف ہے ہم اس کو ۱۲۹ھ میں عبدالرحمٰن اموی کے اندلس کے داخل ہونے کے بیان میں ذکر کریں گے۔

متفرق واقعات

اس سال عبدالواحد نے لوگوں کے ساتھ حج کیا یہ اس وقت مکہ، مدینہ، طائف کا عامل تھا۔ عراق کا حاکم یزید بن ہبیرہ تھا اور کوفہ کی قضاء حجاج بن عاصم المحاربی کے پاس تھی اور بصرہ کی قضاء پر عباد بن منصور تھا اور خراسان کا والی نصر بن سیار تھا۔ جہاں اس وقت فتنہ برپا تھا۔

وفیات

اسی سال سالم ابونضر کی وفات ہوئی اور اسی سال یحییٰ بن یعمر عدوی کا خراسان میں انتقال ہوا۔ نحو میں ان کو ابواسود الدؤلی سے شرف تلمذ حاصل تھا اور یہ فصحا تابعین میں سے تھے۔

اس سال ابوزنّاد عبداللہ بن ذکوان، وہب بن کیسان، یحییٰ بن ابی کثیر الیمامی ابونصر، سعید بن ابی صالح، ابواسحٰق الشیبانی، حارث بن عبدالرحمٰن، رقبہ بن مصقلہ الکوفی کا انتقال ہوا۔

جب منصور بن زاذان مولیٰ عبدالرحمٰن بن ابی عقیل الثقفی کا انتقال ہوا تو ان کے جنازہ پر تمام مسلمان یہود و نصاریٰ اور مجوس سب کے سب آئے اس لیے کہ اُن کی بزرگی کے تمام لوگ قائل تھے بعض لوگ کہتے ہیں کہ انھوں نے ۱۳۱ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

باب ۔ ۵۷

سنہ ۱۳۰ھ کے واقعات

ابو مسلم کی بیعت

اسی سال ربیع الآخر کے مہینہ میں ابو مسلم مرو میں داخل ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ جمادی الاولیٰ میں آیا اور اس کا سبب یہ ہوا کہ جب ابن کرمانی اور اس کے ساتھی اور تمام خراسان کے قبائل نے نصر کے ساتھ ہو کر ابو مسلم سے جنگ کرنے کے لیے معاہدہ کر لیا تو ابو مسلم کو یہ سخت ناگوار ہوا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو ان سے جنگ کے لیے جمع کیا۔ ابن کرمانی کے مقابلے پر سلیمان بن کثیر تھا۔ اس نے ابن کرمانی سے کہا ابو مسلم یہ کہہ رہا ہے کہ کیا تو نصر کی مصالحت سے خوف زدہ نہیں ہے کیونکہ اُس نے ابھی کل تیرے باپ کو قتل کیا ہے اور اس کو لٹکایا ہے اور یہ بھی کہہ رہا ہے کہ میں تمھارے متعلق یہ نہیں خیال کر سکتا کہ تم اور نصر کسی مسجد میں ایک ساتھ نماز پڑھ سکو۔ ان الفاظ کو خوب یاد رکھو۔

چنانچہ کرمانی اپنی رائے سے پھر گیا اور اس نے عرب کی صلح کو توڑ دیا۔ جب اُن کی آپس کی صلح ٹوٹ گئی تو نصر نے ابو مسلم سے رابطہ کیا اور کہا کہ وہ مضر کے ساتھ ہو جائے اسی طرح ابن کرمانی نے اس سے رابطہ کیا کہ ربیعہ اور یمن کے ساتھ ہو جائے۔ اسی طریقہ سے چند دنوں تک نامہ و پیام ہوتا رہا آخر کار ابو مسلم نے کہا کہ دونوں فریق کے وفد ہمارے پاس آئیں وہ دونوں میں سے جس کو چاہے گا منتخب کرے گا۔ اس کے بعد دونوں طرف سے وفد بھیجے گئے۔ ابو مسلم نے اپنی جماعت کو حکم دیا کہ ربیعہ اور یمن کا انتخاب کر لو اس لیے کہ شیطان مضر میں ہے۔ یہی لوگ مروان کے اصحاب ہیں یہی اُس کے عمال ہیں اور یہی یحییٰ بن زید کے قاتل ہیں۔

Marfat.com

چنانچہ جب اس کے پاس دونوں وفد آئے تو ابو مسلم خود بیٹھا اور ان لوگوں کو بٹھایا۔ اس وقت اس کے گروہ کے ستر آدمی جمع ہوئے۔ اس نے اپنی جماعت کے لوگوں سے کہا کہ ان میں سے کسی کو منتخب کرلو۔ تو سلیمان بن کثیر جو کہ بہت بڑا خوش بیان اور فصیح مقرر تھا، اٹھ کر کھڑا ہوا اور کہا میں نے ابن کرمانی اور اُس کے اصحاب کو پسند کیا۔ اس کے بعد ابو منصور طلحہ بن رزیق نقیب نے بھی کہا کہ میں بھی ابن کرمانی اور اُس کے اصحاب کو پسند کرتا ہوں۔ اس کے بعد مرثد بن شقیق السلّمی نے اُٹھ کر کہا کہ بنو مضر آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قاتل ہیں اور یہی بنی امیہ کے اعوان وانصار ہیں اور یہی لوگ مروان الجعدی کے ساتھ ہیں اور یہی اس کے عمال ہیں اور انھیں کی گردن پر ہمارا خون ہے اور انھیں کے قبضہ میں ہمارے مال واسباب ہیں اور خود نصر بن سیار بھی تو اس کا عامل ہے، اُس کی امداد کرتا ہے، اُس کے لیے منبر پر دعا کرتا ہے، اُس کو امیر المومنین کے نام سے ملقب کرتا ہے، ہم خداوند تعالیٰ کے سامنے نصر کو ہدایت پر ہونے سے برأت کرتے ہیں اس لیے ہم علی ابن کرمانی اور اُس کے اصحاب کو منتخب کرتے ہیں۔ آخر میں بقیہ لوگوں نے کہا کہ ہم سب مرثد بن شقیق کے قول کی تائید کرتے ہیں۔ چنانچہ نصر کا وفد اپنا سامنہ لے کر ذلت وخواری کے ساتھ واپس آیا اور ابن کرمانی کا وفد خوش خوش مظفر ومنصور آیا۔ ابو مسلم اُلین سے ماخوان واپس آیا اور اپنی جماعت کو حکم دیا کہ لوگ مکان بنائیں اس لیے کہ عرب کے متحد ومتفق ہونے سے خداوند تعالیٰ نے بے پروا کردیا۔

ابو مسلم نے علی بن الکرمانی کو یہ کہلا بھیجا کہ وہ مرو میں ایک جانب سے داخل ہو اور وہ خود اور اس کے قبیلے کے لوگ دوسری جانب سے داخل ہوں اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ میں اب تک اس پر مطمئن نہیں ہوں کہ تم اور نصر متحد ہوکر مجھ سے جنگ کرنے کے تیار ہوجاؤ اس لیے تم شہر میں پہلے داخل ہو اور نصر کی فوج سے جنگ کرو۔ چنانچہ ابن کرمانی پہلے آیا اور نصر کی فوج سے جنگ شروع کی۔ ابو مسلم نے شبل بن طہمان نقیب کو کچھ فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ جا کر شہر کے اندر داخل ہوگیا اور قصر بخارا میں مقیم ہوا اور پھر ابو مسلم کو کہلا بھیجا کہ آپ بھی آیئے اس لیے وہ ماخوان سے روانہ ہوا اس کے مقدمہ پر اسید بن عبداللہ الخزاعی اور میمنہ پر مالک بن ھیثم الخزاعی اور میسرہ پر قاسم بن مجاشع التمیمی تھے۔ پھر وہ مرو میں داخل ہوا تو اُس وقت دونوں فریق جنگ وجدل میں مصروف تھے۔ اس نے دونوں کو باز رہنے کا حکم دیا اور یہ آیت تلاوت کرنے لگا:

Marfat.com

وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنَ غَفْلَةٍ مِنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهَذَا مِنْ عَدُوَّةٍ. [1]

''شہر میں باشندوں کی غفلت کی حالت میں داخل ہوا تو وہاں دو جماعتوں کو جنگ کرتے ہوئے پایا ایک تو اُس کی جماعت میں سے اور دوسرا اُس کے دشمنوں میں سے تھا۔''

ابومسلم قصر امارت کی طرف چلا اور دونوں فریقوں کو کہلا بھیجا کہ جنگ سے باز آجاؤ اور ہر فریق اپنی لشکر گاہ میں واپس آجائے۔ اس کی سب نے تعمیل کی۔ پھر باشندگان مرو ابومسلم کے سامنے صف بہ صف کھڑے ہوئے۔ ابومسلم نے سب سے پہلے فوج سے بیعت لینے کا حکم دیا۔ ان تمام لوگوں سے ابومنصور طلحہ بن رزیق بیعت لے رہا تھا جو کہ نقیب اور بنوہاشم کے فضائل اور بنوامیہ کے مصائب کا عالم تھا۔ دعوتِ عباسیہ کے کل نقباء بارہ تھے۔ ان کو محمد بن علی نے اُن ستر ۷۰ آدمیوں میں سے منتخب کیا تھا جنھوں نے ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ میں جب کہ اس نے اپنے قاصد کو خراسان بھیجا تھا اور اس کے عدل وانصاف کی تعریف کی تھی تو اُنھوں نے اُس کی دعوت کو قبول کیا تھا۔ نقباء میں سے بنوخزاعہ کے یہ لوگ تھے: سلیمان بن کثیر، مالک بن ھیثم، زیاد بن صالح، طلحہ بن رزین اور عمرو بن اعین تھے۔ قبیلہ طے سے قحطبہ بن شبیب بن خالد بن معدان تھا۔ قبیلہ تمیم سے موسیٰ بن کعب ابوعُیینہ، لاہز بن قریظ، قاسم بن مجاشع اور اسلم بن سلام تھے۔ بکر بن وائل سے ابوداؤد بن ابراہیم الشیبانی، ابوعلی الہروی تھے، کہا جاتا ہے کہ عمرو بن اعین اور عیسیٰ بن کعب کے بجائے شبل بن طہمان تھا اسی طرح ابوعلی الہروی کی جگہ پر ابوالنجم اسمٰعیل بن عمران تھا جو ابومسلم کا داماد تھا۔ نقباء میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کے والد زندہ ہوں سوائے ابومنصور طلحہ بن رزیق بن سعد کے جن کے والد ابوزینب الخزاعی تھے۔ یہ وہ شخص ہے جو ابن اشعث کی جنگ میں موجود تھا اور مہلب کے ساتھ رہا اور جنگوں میں اُس کے ساتھ لڑائی کی اور اس سے ابومسلم اپنے امور میں مشورے لیتا تھا اور جن جنگوں میں وہ شریک ہوا ہے اس کے متعلق پوچھا کرتا تھا۔

اس وقت بیعت ان باتوں پر لی گئی: ''میں تم لوگوں سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیعت لیتا ہوں اور اُس شخص کی اطاعت کروں گا جو اہل بیت میں سے خلیفہ بنایا جائے گا اور تم پر اللہ کا عہد اور اس کا میثاق ہے طلاق، عتاق اور حج کی ذمہ داری تم پر فرض ہے اور اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ اُس وقت تک کسی قسم کے رزق اور طعام کا سوال نہ کرو جب تک تمھارے حکام اس کی ابتدا نہ کریں۔''

Marfat.com

نصر بن سیار کا مرو سے فرار

اس کے بعد ابو مسلم نے لاھز بن قریظ کو ایک جماعت لے کر نصر بن سیار کے مقابلے پر بھیجا اور حکم دیا کہ اُس کو کتاب اللہ اور رضاء اہل بیت کی دعوت دو، چنانچہ جب اس نے دیکھا کہ یمانیہ، ربیعہ اور عجمی ہمارا ساتھ نہیں دیتے اور یہ کہ اب مجھے ان سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں ہے تو اس نے اس دعوت کے قبول کرنے کا اظہار کیا اور کہا کہ وہ خود چل کر بیعت کرے گا لیکن دل میں عذر کرنے کا ارادہ تھا۔ اس لیے لوگوں سے نرمی سے گفتگو کرتا رہا تا کہ شام تک معاملہ ٹل جائے اور شام ہونے کے بعد عذر کر سکیں اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ جس جگہ کو وہ مامون سمجھیں وہاں رات کو یہاں سے چل دیں لیکن سالم بن احوز نے کہا آج رات کو ہمارا جانا مناسب نہیں اس لیے کل جائیں گے۔ جب دوسرے دن صبح ہوئی تو ابو مسلم نے اپنی فوج صبح سے ظہر تک تیار رکھی اور پھر لاھز بن قریظ ایک جماعت کے ساتھ اس کے پاس آیا۔ نصر نے کہا کس قدر جلد واپس آئے، اُس نے کہا یہ تو تیرے لیے ضروری تھا۔ نصر نے کہا میں وضو کر کے چلتا ہوں جب تک میں ایک قاصد ابو مسلم کے پاس بھیجتا ہوں اگر اس کی بھی رائے ہے تو میں ابھی آتا ہوں۔ میں قاصد کے آنے کا منتظر ہوں ورنہ میں بالکل تیار ہوں۔ جب نصر کھڑا ہوا تو لاھز نے یہ آیت پڑھی:

اِنَّ الْمَلَاءَ یَاتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّی لَكَ مِنَ النَّاصِحِیْنَ.[۲]

''لوگوں نے تیرے متعلق مشورہ کیا ہے کہ تجھ کو قتل کر ڈالیں۔ اس لیے تو نکل بے شک میں تیرے نصیحت کرنے والوں میں ہوں۔''

پھر نصر مکان میں داخل ہوا اور ان لوگوں سے یہ کہلایا کہ میں ابو مسلم کے پاس سے قاصد کے واپس آنے کا منتظر ہوں۔ یہاں تک کہ جب رات ہوگئی اور تاریکی چھا گئی تو اپنے کمرہ کے پیچھے سے نکل گیا۔ اس وقت اس کے ساتھ اُس کا لڑکا تمیم اور حکم بن نمیلته النمیری اور اس کی بیوی مرزبانہ تھی غرض کہ یہ سب کے سب بھاگ نکلے۔ مگر جب بہت دیر ہوگئی تو لاھز اور اُس کے ساتھی مکان میں داخل ہوئے تو اُس کو نہ پایا۔ جب یہ خبر ابو مسلم کو معلوم ہوئی تو فوراً اس کے پڑاؤ میں پہنچ کر اُس کے ساتھیوں اور سرداروں کو گرفتار کر لیا۔ ان میں اُس کا کوتوال سالم بن احوز اور اُس کا کاتب بختری اور اُس کے دو لڑکے اور یونس بن عبدویہ، محمد بن قطن اور مجاہد بن یحییٰ بن حصین اور ان کے علاوہ

Marfat.com

دوسرے لوگ بھی تھے ان کولوہے کی مضبوط ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑ کر قید کر دیا اور اپنے ساتھ قید میں رکھا اور پھر ابو مسلم اور ابن کرمانی اُس رات کو اُس کی جستجو میں روانہ ہوئے مگر وہ نکل گیا تھا، صرف راستے میں اُس کی عورت ملی جو کہ پیچھے رہ گئی تھی۔ اس لیے یہ دونوں مرو کو واپس چلے آئے اور نصر سرخس چلا گیا جہاں پر اُس کے پاس تین ہزار آدمی جمع ہو گئے۔

جب ابو مسلم واپس آیا تو اُس نے اُن لوگوں سے پوچھا جن کو نصر کے پاس بھیجا تھا کہ نصر کو کس چیز نے شبہہ دلایا کہ وہ بھاگ گیا۔ لوگوں نے کہا ہم کو معلوم نہیں پھر پوچھا کیا تم میں سے کسی نے کچھ گفتگو کی تھی؟ لوگوں نے کہا لاھز نے یہ آیت، اِنَّ الملاء یاتمرونَ بلك البتہ پڑھی تھی، ابو مسلم نے کہا اسی نے نصر کو بھگایا اور لاھز سے کہا کہ تو دین میں فتنہ وفساد پیدا کرتا ہے پھر اس کو قتل کروا دیا۔

اس کے بعد اصحاب نصر کے متعلق ابو طلحہ سے مشورہ لیا اُس نے کہا ان کی سزا کے لیے اپنے چابک کی جگہ تلوار استعمال کر اور قید خانہ کی جگہ پر قبر کو بناؤ۔ ابو مسلم نے ان تمام کو قتل کر ڈالا ان کی تعداد ۲۴ تھی۔ نصر سرخس میں ایک دن رہنے کے بعد طوس گیا اور وہاں پندرہ دن قیام کیا پھر وہاں سے نیشاپور آیا اور یہیں رہا اور ابن کرمانی ابو مسلم کے ساتھ مرو میں داخل ہوا اور اس کی رائے کا مطیع رہا۔

شیبان حروری کا قتل

اسی سال شیبان بن سلمۃ الحروری قتل کیا گیا۔ اس کے قتل کی وجہ یہ ہوئی کہ پہلے یہ اور ابن کرمانی، نصر سے جنگ کرنے پر متحد تھے۔ شیبان، نصر سے اس وجہ سے مخالفت رکھتا تھا کہ وہ مروان کا عامل تھا اور شیبان خوارج کی رائے کا موافق تھا اور ابن کرمانی بھی نصر سے مخالفت رکھتا تھا اس لیے کہ نصر نے ابن کرمانی کے باپ کو قتل کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ نصر مضری تھا اور ابن کرمانی یمانی تھا اور ان دونوں قبیلوں میں قدیم زمانے سے عصبیت چلی آتی تھی۔ پھر جیسا کہ گزر چکا ہے کہ جب ابن کرمانی نے ابو مسلم سے مصالحت کر لی اور شیبان سے علیحدہ ہو گیا تو شیبان بھی مرو سے چلا گیا اس لیے کہ اُس نے اپنے میں ان دونوں سے جنگ کی طاقت نہیں دیکھی۔ نصر سرخس کی طرف بھاگ گیا پھر جب ابو مسلم کا تمام ملک پر سکہ بیٹھ گیا تو اس نے شیبان کو بیعت کی دعوت دی لیکن اُس نے کہلا بھیجا کہ میں تم کو اپنی بیعت کی دعوت دیتا ہوں۔ ابو مسلم نے اس کو کہلا بھیجا کہ اگر تو میری اطاعت قبول نہیں کرتا تو اس

Marfat.com

وقت جہاں موجود ہے وہاں سے چلا جا۔شیبانی نے ابن کرمانی سے امداد چاہی لیکن اُس نے انکار کیا اس وجہ سے وہ سرخس چلا آیا اور وہاں آ کر قبیلہ بکر بن وائل میں سے ایک بہت بڑی جماعت کو جمع کیا۔اس کے بعد ابو مسلم نے ازد کے نو آدمیوں کو اس کے پاس بھیجا تا کہ وہ اُس کو جا کر اس کام سے روکیں اور بیعت کی دعوت دیں لیکن اُس نے ان سب قاصدوں کو قید کر دیا۔اس لیے ابو مسلم نے اُبیورد میں موجود بسام بن ابراہیم مولیٰ بنی لیث کو لکھا کہ شیبان سے جا کر جنگ کرے، اُس نے آ کر جنگ کی اور شیبان کو شکست دی۔شیبان وہاں سے بھاگا تو بُسّام نے اس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ اُس کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا اور شیبان اور بکر بن وائل کے چند آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ابو مسلم سے کسی نے شکائتاً کہا کہ بسام دوبارہ مرتد ہو گیا کیونکہ اس نے مجرموں کے بدلے میں بے قصوروں کو قتل کیا۔ابو مسلم نے اُس کو واپس بلا لیا اور دوسرے شخص کو مقرر کر دیا۔جب شیبان قتل کر دیا گیا تو بکر بن وائل کا ایک شخص ابو مسلم کے قاصد کے پاس سے گزرا اور اُس کو قتل کر ڈالا۔کہا جاتا ہے کہ ابو مسلم نے شیبان کے مقابلے پر اپنے پاس سے جو فوج بھیجی تھی اُس پر خُزیمہ بن خازم اور بسام بن ابراہیم کو سردار مقرر کیا تھا۔

کرمانی کے دونوں لڑکوں کا قتل

اسی سال ابو مسلم نے کرمانی کے دونوں لڑکے علی اور عثمان کو قتل کر ڈالا۔اُس کا سبب یہ ہوا کہ جب ابو مسلم نے موسیٰ بن کعب کو اُبیورد کی طرف بھیجا تو اس نے یہ علاقہ فتح کر کے ابو مسلم کو اس کی خوش خبری دی۔

اس نے ابوداؤد کو بلخ کی طرف روانہ کیا جہاں اُس وقت زیاد بن عبدالرحمٰن القشیری حاکم تھا۔جب ابن عبدالرحمٰن کو ابوداؤد کے بلخ آنے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ اہلِ بلخ، باشندگان ترمذ اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کو لے کر طخارستان کے شہروں سے نکل کر جوزجان کے علاقہ میں چلا آیا لیکن جب ابوداؤد قریب پہنچا تو وہ سب ترمذ کی طرف بھاگ گئے اور ابوداؤد اطمینان سے بلخ میں داخل ہو گیا۔اسی اثناء میں ابو مسلم نے اُس کو بلا بھیجا اور اُس کی جگہ پر یحییٰ بن نعیم ابی المیلاء کو مقرر کر دیا لیکن جب یہ بلخ آیا تو زیاد بن عبدالرحمٰن نے اس کو لکھا کہ وہ آنا چاہتا ہے تا کہ اُن کی قوت مجتمع اور متحد ہو جائے۔اس نے اس کو قبول کر لیا اس لیے زیاد، مسلم بن عبدالرحمٰن بن مسلم الباہلی، عیسیٰ ابن زرعۃ السلمی اور اہل بلخ و ترمذ اور ملوک طخارستان و ماوراء النہر یہ سب کے سب بلخ سے ایک فرسخ پر اُترے پھر اُن کی طرف یحییٰ بن نعیم اپنے

Marfat.com

ساتھیوں کے ساتھ آیا۔ وہاں سب ایک بات پر متفق ہو گئے کہ مضر، ربیعہ، یمن اور اُن کے ساتھ جس قدر عجمی ہیں سب کے سب مسوّدہ سے جنگ کرنے کے لیے مستعد ہو جائیں اور انھوں نے اپنا حاکم مقاتل بن حیان النبطی کو بنایا اس لیے کہ اُنھوں نے اپنے تینوں قبیلوں میں سے کسی کو بھی منتخب کرنا پسند نہیں کیا۔

پھر ابو مسلم نے ابوداؤد کو مع ساتھیوں کے واپس آنے کا حکم دیا چنانچہ وہ تمام ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوا لیکن نہر سرجنان پر آ کر مجتمع ہو گئے۔ زیاد اور اُس کے ساتھیوں نے ابوسعید قرشی کو حفاظتی پڑاؤ کے لیے علیحدہ منتخب کیا تا کہ اصحاب ابوداؤد عقب سے نہ آ جائیں۔ ابوداؤد کے جھنڈے سیاہ تھے لیکن جب ابوداؤد اور زیاد اور اُس کے اصحاب سے مقابلہ ہوا تو ابوسعید نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ زیاد کے پاس واپس آ جائیں۔ چنانچہ وہ زیاد کی فوج کے پیچھے سے آئے۔ جب زیاد اور اُس کی فوج نے ابوسعید کے سیاہ جھنڈوں کو دیکھا تو انھوں نے خیال کیا کہ یہ ابوداؤد کی کمین ہے اس لیے سب کے سب شکست کھا گئے اور ابوداؤد نے ان کا تعاقب کیا چنانچہ اکثر لوگ تو نہر سرجنان میں گر پڑے اور جو کچھ باقی رہ گئے وہ سب کے سب قتل کر ڈالے گئے۔ زیاد اور یحییٰ مع اپنے قلیل اصحاب کے ترمذ کی طرف بھاگ نکلے۔ ابوداؤد نے تمام مقتولین اور مفرورین کے اسباب چھین لیے اور بلخ پر قبضہ کر لیا۔

پھر ابو مسلم نے اُس کو بُلا بھیجا اور بلخ پر نضر بن صبیح المری کو حاکم بنا کر بھیجا۔ جب یہ آیا تو ان دونوں (یعنی ابو مسلم اور نصر بن صبیح) نے یہ مشورہ کیا کہ کرمانی کے دونوں لڑکوں عثمان و علی کو جدا جدا کر دیں۔ اس لیے ابو مسلم نے عثمان کو بلخ کا عامل بنا کر بھیجا۔ عثمان جب بلخ پہنچا تو اس نے پہلے اپنی جگہ پر فرافضہ بن ظہیر العبسی کو جانشین بنایا۔

اس کے مقابلے پر ازد کی فوجیں مسلم بن عبدالرحمٰن باہلی کی سرکردگی میں ترمذ سے آئیں اور سخت مقابلہ ہوا جس میں عثمان کے اصحاب شکست کھا کر بھاگے اور مسلم نے بلخ پر قبضہ کر لیا۔ اس کی خبر جب عثمان اور نضر بن صبیح کو مرو الروز میں پہنچی تو دونوں نے فوراً تیاری کر کے بلخ کا رخ کیا۔ اس خبر کو سنتے ہی ابن عبدالرحمٰن کی فوجیں فرار ہو گئیں تو عثمان نے اُن کا تعاقب کیا لیکن نضر بن صبیح نے ان کا تعاقب نہیں کیا کیونکہ اُس نے خیال کیا اب وہ اُن کو پا نہ سکے گا اس لیے کہ وہ نکل گئے ہوں گے اسی تعاقب میں عثمان کی فوج سے اور اُن سے مڈبھیڑ ہو گئی جس میں عثمان کو شکست ہوئی اور اس کی فوج کا بہت بڑا حصہ کام آیا۔

پھر ابو مسلم اور ابوداؤد نے یہ طے کیا کہ ابو مسلم، علی ابن الکرمانی کو قتل کرے اور ابوداؤد، عثمان

Marfat.com

کو۔جب ابوداؤد بلخ آیا تو اس نے عثمان کو جبل کا عامل بنا کر بھیجا جس میں مرو کے لوگ آباد تھے۔ جب عثمان وہاں سے روانہ ہوا تو ابوداؤد نے پیچھے سے آ کر اُس کو اور اُس کی تمام فوجوں کو گرفتار کر لیا اور رفتہ رفتہ ان کی گردنیں اڑا دیں اور اُسی دن علی ابن الکرمانی کو ابو مسلم نے قتل کر دیا۔اس کا واقعہ یوں ہے کہ ابو مسلم نے یہ حکم دیا کہ علی ابن الکرمانی کے خاص لوگوں کا نام بتایا جائے تا کہ میں اُن کو والی بناؤں اور اُن کو خلعت وانعام دوں۔لوگوں نے ان کے نام ابو مسلم کو بتائے اُس نے سب کو ایک ساتھ قتل کر دیا۔

امام ابراہیم کے پاس سے قحطبہ کا آنا

اسی سال قحطبہ بن شبیب امام کے پاس سے مع امام کے عطا کردہ جھنڈے کے ابو مسلم کے پاس آیا۔ابو مسلم نے اُس کو اپنے مقدمہ پر بھیج دیا اور اس کے پاس بہت سی فوج کر دی اس کے علاوہ عزل ونصب تمام کا مالک اس کو بنایا اور فوج کو اس کی اطاعت وفرماں برداری کا حکم دیا۔

قحطبہ کی نیشاپور روانگی

اوپر کے بیان کے مطابق جب شیبان خارجی اور کرمانی کے دونوں لڑکے مقتول ہو چکے اور نصر بن سیار مرو سے بھاگ گیا اور ابو مسلم پورے طور سے خراسان پر غالب آ گیا تو اس نے عمال کو چاروں طرف بھیجنا شروع کر دیا۔سباع بن نعمان الازدی کو سمرقند پر۔ابوداؤد خالد بن ابراہیم کو طخارستان پر،محمد بن اشعث کو طبسین پر بھیجا اور مالک بن ھیثم کو اس کا کوتوال مقرر کیا اور قحطبہ کو چند سرداروں کے ساتھ طوس بھیجا۔ان میں چند سردار یہ تھے ابوعون عبدالملک بن یزید،خالد بن برمک،عثمان بن نھیک، خازم بن خزیمہ وغیرہ مگر جب قحطبہ آیا تو طوس والوں سے ایک شدید جنگ ہوئی جس میں اس نے ان کو شکست دی صرف لوگوں کے اژدحام کی وجہ سے جو مرے تھے اُن کی تعداد مقتولین سے بھی زیادہ تھی۔ مقتولین کی تعداد دس ہزار سے زیادہ ہی تھی۔

پھر ابو مسلم نے قاسم بن مجاشع کو حجاج کے جانے کے راستے سے نیشاپور روانہ کیا اور قحطبہ کو لکھا تمیم بن نصر سیار اور نابی بن سوید اور جو خراسانی ان سے مل گئے ہوں اُن سے جنگ کرو۔اس لیے کہ شیبان خارجی کے اکثر اصحاب نصر سے مل گئے ہیں۔اس کے علاوہ علی بن معقل کو دس ہزار فوج دے

Marfat.com

کر تمیم بن نصر کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا اور اُن کو حکم دیا کہ قحطبہ کے ساتھ مل کر جنگ کرے۔

قحطبہ سوذقان کی طرف روانہ ہوا کیونکہ یہیں تمیم بن نصر اور نابی بن سوید کی لشکر گاہ تھی۔ قحطبہ پہنچنے کے ساتھ ہی اپنی فوج کو درست کر کے آگے بڑھا اور پھر تمیم بن نصر اور نابی کو کتاب اللہ اور رضاء اہل بیت کی دعوت دی لیکن انھوں نے انکار کیا۔ پھر اس نے سخت جنگ کی اور اسی جنگ میں تمیم بن نصر قتل کر ڈالا گیا اور اُس کے بہت سے ساتھی مقتول ہوئے اور اس کی فوج بالکل ہلاک کر دی گئی۔ تمیم بن نصر کی فوج کی تعداد تیس ۳۰ ہزار تھی۔ نابی بن سوید بھاگ کر شہر میں قلعہ بند ہو گیا۔ قحطبہ نے اس کا محاصرہ کر لیا اور فصیل میں نقب لگا کر شہر میں داخل ہو کر نابی بن سوید اور اُس کی فوج کو تہِ تیغ کر دیا۔ نصر کو نیشاپور میں اپنے بیٹے کے مقتول ہونے کی خبر ملی۔

جب قحطبہ نے غلبہ حاصل کر لیا تو اس نے تمام مقبوضہ چیزیں خالد بن برمک کے پاس بھیج دیں اور خود نیشاپور کو روانہ ہو گیا۔ نصر بن سیار کو اس کے کوچ کرنے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ وہاں سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ چل دیا، قومس آیا اور اس کے ساتھی یہیں سے اُس کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔ وہ نباتہ بن حنظلہ کے پاس جرجان آیا اور قحطبہ پھر اپنی فوج کے ساتھ نیشاپور آیا اور رمضان و شوال دونوں مہینے وہیں گزارے۔

نباتہ بن حنظلہ کا قتل

اسی سال یزید بن ہبیرہ کا عامل نباتہ بن حنظلہ جو کہ جرجان میں تھا قتل کیا گیا۔ اس کو یزید بن ہبیرہ نے نصر کے پاس بھیجا تھا۔ اس لیے یہ پہلے فارس اور اصفہان میں آیا پھر رے اور وہاں سے جرجان آیا۔ اوپر گزر چکا ہے کہ نصر اُس وقت قومس میں تھا۔ وہاں کے باشندوں نے اُس سے کہا کہ ہم لوگ آپ کا بار نہیں اٹھا سکتے اس لیے وہ نباتہ کے پاس جرجان چلا آیا اور خندق کھود لی۔ ماہ ذی القعدہ میں قحطبہ جرجان آیا اور (اپنی فوج سے) کہا اے خراسانیو کیا تم کو معلوم ہے کہ تم کہاں جا رہے ہو اور کس سے جنگ کرنے جا رہے ہو؟ یقین کرو تم اُس قوم سے لڑنے جا رہے ہو جو اس جماعت کے بقیہ لوگ ہیں جنھوں نے بیت اللہ کو جلایا تھا۔ اُس وقت مقدمۃ الجیش پر اس کا لڑکا حسن بن قحطبہ تھا۔ اُس نے ایک جماعت نباتہ کی فوج سے مقابلے کے لیے بھیجی جس کا سردار ذُوَیب نامی ایک شخص تھا۔ اس فوج نے شب خون مار کر ذُوَیب اور اس کے ستر آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور پھر حسن کے پاس واپس چلے آئے۔ اس کے بعد

Marfat.com

قحطبہ، نباتہ کے سامنے مقیم ہوا اس کے ساتھ اہلِ شام کی ایسی بے کراں فوج تھی کہ لوگوں نے اس سے پہلے کبھی ایسی فوج دیکھی ہی نہیں تھی چنانچہ جب اہل خراسان نے دیکھا تو بہت خائف ہوئے اور آپس میں چہ می گوئیاں کرنے لگے یہاں تک کہ یہ باتیں قحطبہ تک پہنچ گئیں تو وہ اُن کے سامنے کھڑا ہوا اور کہا:

''اے خراسانیوں یہ تمھارے آباؤ اجداد کا شہر تھا۔ وہ لوگ دشمنوں پر عدل وانصاف کی وجہ سے فتح پاتے تھے، وہ لوگ بہترین اخلاق کے حامل تھے یہاں تک کہ جب اُن لوگوں نے اپنی حالت بدل دی اور ظلم کرنے لگے تو خدا خفا ہو گیا اور ان سے حکومت چھین لی اور دنیا کی ذلیل ترامت کو اُن پر مسلط کیا یہاں تک کہ وہ ان کے تمام شہروں پر غالب آ گئے اور باوجود ذلیل ترامت ہونے کے وہ عدل وانصاف سے کام کرتے تھے۔ ایفاء عہد کرتے تھے، مظلوموں کی امداد کرتے تھے لیکن جب یہ لوگ بھی بدل گئے اور حد سے تجاوز کر گئے، ظلم کرنے لگے اور آل رسولؐ کے متقی و پرہیز گاروں کو ستانے اور خوف دلانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے تم کو اُن پر مسلط کیا تا کہ تمھارے ذریعہ سے اُن سے بدلہ لے اور اُن کو انتہا درجہ کی سزا مل جائے کیونکہ تم لوگ اُن سے انتقام طلب کرتے ہو۔ اس کے متعلق مجھ سے امام نے کہا ہے کہ اگر تم لوگ اُن سے اسی تعداد میں مقابلہ کرو تو خداوند تعالیٰ تمھاری امداد فرمائے گا اور تم کو اُن پر فتح دے گا اور تم اُن کو شکست دے کر نیست ونابود کر دو گے۔''

پھر وہ لوگ ۱۳۱ھ میں جمعہ کے دن ذی الحجہ کی چاند رات کو مقابلے پر نکلے تو جنگ سے قبل اُن سے قحطبہ نے کہا کہ مجھ سے امام نے کہا ہے کہ تم کو اس ماہ میں آج کے دن دشمنوں پر فتحیابی ہوگی۔ اُس وقت اس کے میمنہ پر اس کا لڑکا حسن بن قحطبہ تھا پھر بڑے زور کا رن پڑا اور نباتہ مقتول ہو گیا اور شامیوں میں ۱۰ ہزار کے سر قلم کر دیے گئے۔ قحطبہ نے نُباتہ کے سر کو ابو مسلم کے پاس بھیج دیا۔

قدید میں ابوحمزہ خارجی سے جنگ

اسی سال جب کہ صفر کے ۷ دن باقی رہ گئے تھے تو قدید میں مدینہ والوں اور ابوحمزہ خارجی سے جنگ ہوئی۔ ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں کہ (مکہ اور مدینہ کے گورنر) عبدالواحد نے ایک فوج مدینہ والوں میں سے منتخب کر کے بھیجی تھی اور اُس پر عبدالعزیز بن عبداللہ کو سردار مقرر کیا تھا لیکن جب یہ لوگ

Marfat.com

نکلے تو ان کو حیرہ میں نحر شدہ اونٹ ملے پھر جب یہ لوگ وہاں سے گزر کر عتیق پر پہنچے اُنھوں نے اپنے جھنڈے کو ایک بانس میں باندھا اور وہ نیزہ ٹوٹ گیا۔اس سے لوگوں نے بدفالی لی۔ اسی عرصہ میں ابوحمزہ خارجی کے قاصد آئے اور انھوں نے کہا واللہ ہم کو تم سے جنگ کی ضرورت نہیں ہے تم ہمیں چھوڑ چھوڑ دو تا کہ ہم اپنے دشمنوں تک چلے جائیں لیکن اس کو اہل مدینہ نے نامنظور کیا اور آگے روانہ ہوئے اور قدید پہنچے۔ یہ عیش پرست لوگ تھے، جنگجو نہ تھے۔ اچانک ابوحمزہ خارجی کی فوج فضاض سے آتی ہوئی نظر پڑی انھوں نے آتے ہی جنگ شروع کر دی اور ان کو قتل کرنا شروع کر دیا۔قتل قریش ہی کے قبیلہ میں زیادہ ہوئے اور مجروح بھی کافی ہوئے۔ جب چند لوگ شکست خوردہ مدینہ بھاگ کر آئے تو اس وقت ماتم کرنے والیاں اپنے خویش واقارب پر ماتم کر رہی تھیں۔ جب اُن کو مردوں کے مقتول ہونے کی خبر آ گئی تو اس کے بعد اُن میں سے ہر ہر عورت ایک ایک کر کے جنگ کرنے کے لیے نکل گئی چنانچہ اس قدر لوگ مقتول ہوئے تھے کہ وہاں کوئی عورت باقی ہی نہیں رہی ۔کہا جاتا ہے کہ خزاعہ نے ابوحمزہ کو اصحاب قدید کی خبر دی تھی۔بعض کہتے ہیں کہ سات سو ۷۰۰ آدمی مقتول ہوئے۔

ابوحمزہ کا مدینہ میں داخلہ

اسی سال ابوحمزہ ۱۳/صفر کو مدینہ میں داخل ہوا اور عبدالواحد وہاں سے شام چلا گیا۔ ابوحمزہ نے لوگوں سے معذرت کی اور کہا ہم کو تم سے جنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم ہم کو چھوڑ دو تا کہ ہم اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں چلے جائیں لیکن مدینہ والوں نے اس سے انکار کیا اس وجہ سے اس نے ان سے جنگ کی اور بہت سے لوگوں کو قتل کیا پھر مدینہ میں داخل ہوا اور منبر پر چڑھ کر یہ خطبہ دیا:

''اے مدینہ والو! احول یعنی ہشام بن عبدالملک کا زمانہ گزر گیا۔تمھاری فصلیں آندھی لگ کر خراب ہوگئی تھیں تو تم نے خراج کی معافی کی درخواست کی اور اُس نے معاف کر دیا تھا۔غنی کو دولت زیادہ ملی اور فقیر کو فقر زیادہ ملا۔اس لیے تم نے اُس کو دعائیں دیں اور کہا جزاک اللہ خیرا (تم کو خدا اچھی جزا دے) لیکن میں کہتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ تم کو جزاء خیر دے نہ اُس کو۔اے اہل مدینہ اچھے طریقہ سے سمجھ لو کہ ہم لوگ اپنے ملکوں سے شریر یا متکبرین بن کر نہیں نکلے ہیں اور نہ خرابی یا بربادی کے لیے، نہ کسی حکومت وملک کی خواہش کے لیے جس میں ہم گھسنا چاہتے ہوں اور نہ کسی قدیم قصاص کے لیے

Marfat.com

نکلے ہیں لیکن جب ہم نے دیکھا کہ حق وصداقت کی شمع بجھ گئی اور حق گو کی توبیخ وزجر کی جانے لگی اور عادل ومنصف قتل کیے جانے لگے تو زمین باوجود اپنی اس کشادگی کے ہم پر تنگ ہوگئی۔ اسی عرصہ میں ہم نے ایک داعی حق کی آواز سنی جو کہ ہم کو خدا کی اطاعت اور قرآن کے حکم پر چلنے کی دعوت دیتا ہے۔ ہم نے اللہ کے داعی کی آواز پر لبیک کہا" اور جو اللہ کے داعی کا جواب نہیں دیتا وہ زمین میں عاجز نہیں کیا گیا ہے۔"[۳] ہمارے پاس مختلف قبائل آئے اور اگرچہ ہم لوگ دنیا میں قلیل اور کمزور تھے لیکن خداوند تعالیٰ نے ہم کو پناہ دی ہماری امداد فرمائی چنانچہ ہم لوگ اُس کی نعمت واحسان سے بھائی بھائی ہوگئے۔ پھر ہم لوگ تم لوگوں سے ملے اور تم کو اطاعت رحمٰن اور حکم قرآن کی دعوت دی لیکن تم نے ہم کو اطاعت شیطان اور حکم بنو مروان کی دعوت دی۔ قسم خدا کی دیکھو اس ہدایت اور اس ضلالت میں کتنا فرق ہے۔ پھر وہ لوگ ایسی حالت میں اِدھر اُدھر دوڑتے ہوئے مقابلے کے لیے آئے کہ شیطان نے ان میں بدکاری اور خرابی پیدا کر دی تھی اور ان کے خون سے اس کی ہانڈیاں جوش مارنے لگیں اور شیطان کا خیال ان کے متعلق درست نکلا۔ انصار اللہ، جماعت جماعت، دستہ دستہ، ہوکر آئے ہر ایک کے پاس پانی چڑھی ہوئی ہندی تلواریں تھیں۔ پس ہماری چکی چلی اور ان کی چکی ایسی کاری ضرب کے ساتھ گھومی کہ باطلوں کو شک میں ڈال دیا۔ اے اہل مدینہ اگر تم نے مروان اور آل مروان کی امداد کی تو خداوند تعالیٰ ان پر اپنے پاس سے عذاب نازل فرمائے گا یا ہمارے ہاتھوں سے عذاب نازل کرے گا" اور مومنوں کے دلوں کو تسلی دے دے گا۔"[۴] اے اہلِ مدینہ تمھارے پہلے لوگ نیکی وخوبی میں بھی آگے تھے اور تمھارے آخری لوگ شر میں بھی آخری ہیں۔ اے اہلِ مدینہ خداوند تعالیٰ نے ضعیف وقوی کے لیے اپنی کتاب میں جو آٹھ حصے مقرر فرمائے ہیں مگر پھر ایک نواں فرقہ آیا جس کا کوئی حصہ نہیں تھا مگر اُس نے جبراً وقہراً حکم خدا کے خلاف اپنا حصہ لیا۔ اے مدینہ والو مجھ کو معلوم ہوا کہ تم لوگ میرے ساتھیوں کی تحقیر کرتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ نوجوان ہیں، ذلیل بدو ہیں۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نوجوان اور دیہاتی نہ تھے۔ قسم خدا کی شباب کے زمانے میں اُن میں پختہ عمر کی خوبیاں تھیں۔ اُن کی آنکھیں برائی کی جانب بند تھیں اور قدم بدی کی طرف نہیں اُٹھتے تھے، وہ اہل مدینہ کے ساتھ بہترین اخلاق سے پیش آتے تھے حتیٰ کہ لوگوں نے ان کو یہ کہتے سنا جس نے زنا کیا وہ کافر جس نے چوری کی وہ کافر، جس نے ان کے کفر میں شک کیا وہ کافر ہے۔" پھر ابوحمزہ نے تین ماہ مدینہ میں قیام کیا۔

Marfat.com

ابوحمزہ خارجی کا قتل

پھر ابوحمزہ خارجی مدینہ والوں سے رخصت ہوا اور کہا اے اہل مدینہ ہم لوگ مروان کے مقابلے پر جارہے ہیں اگر ہم نے فتح پائی تو ہم تمھارے ساتھ بھائیوں کی طرح پیش آئیں گے اور تم کو سنت نبوی پر چلائیں گے اور اگر وہ ہوا جس کی تم تمنا رکھتے ہو: ''تو عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کون سا پلٹا کھاتے ہیں۔''[۵]

پھر وہاں سے شام کو روانہ ہوا۔ مروان نے اپنی فوج میں سے چار ہزار سواروں کا انتخاب کیا اور اُن پر عبدالملک بن محمد بن عطیہ سعدی جس کا تعلق سعد ہوازن سے تھا کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ جلد از جلد جاؤ اور خارجیوں سے جنگ کرو اور اگر کامیاب ہوتے جاؤ تو یمن تک پہنچ جاؤ اور عبداللہ بن یحییٰ طالب حق سے جنگ کرو۔

ابن عطیہ روانہ ہوا اور وادی قریٰ میں ابوحمزہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ابوحمزہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بغیر پہلے اُن کو جانچے ہوئے جنگ نہ کرو۔ اس لیے اُن لوگوں نے ان سے آواز دے کر پوچھا کہ تم لوگ قرآن اور اُس پر عمل کرنے کے متعلق کیا کہتے ہو۔ ابن عطیہ نے جواب دیا ہم نے قرآن کو تھیلے اور برتنوں میں ڈال دیا۔ پھر پوچھا مال یتیم کے متعلق کیا کہتے ہو؟ ابن عطیہ نے کہا ہم اُن کے مالوں کو کھاتے ہیں اُن کی ماؤں کے ساتھ فسق و فجور کرتے ہیں چنانچہ جب لوگوں نے ان کے یہ جواب سنے تو جنگ کرنی شروع کی یہاں تک کہ رات ہوگئی تو آواز دے کر کہا تیری ہلاکت ہو اے ابن عطیہ خدا نے رات آرام کے لیے بنائی ہے اس لیے آرام کر جنگ موقوف کرلیکن ابن عطیہ نے انکار کیا اور خوب زور و شور کی جنگ کی یہاں تک کہ ابوحمزہ کی فوج کا بہت زیادہ حصہ تہِ تیغ کر دیا اور جو لوگ باقی رہ گئے تھے وہ مدینہ کی طرف بھاگے۔ اُس نے راستہ ہی میں اُن کو قتل کر ڈالا۔ پھر ابن عطیہ مدینہ آیا اور ایک ماہ تک قیام کیا۔ وہ لوگ جو کہ ابوحمزہ کے ساتھ مقتول ہوئے تھے ان میں عبدالعزیز القاری المدنی جو کہ بے شکست نحوی کے نام سے مشہور ہیں یہ اہل مدینہ میں سے تھا مگر اپنے خارجی مذہب کو پوشیدہ کیے ہوئے تھا لیکن جب ابوحمزہ خارجی مدینہ میں آیا تو اُس کے ساتھ ہوگیا اور اُنھیں کے ساتھ مقتول ہوا۔

Marfat.com

عبداللہ بن یحییٰ کا قتل

جب ابن عطیہ کو مدینہ میں قیام کیے ہوئے ایک ماہ گزر گیا تو مدینہ پر ولید بن عروہ بن محمد بن عطیہ کو اور مکہ پر ایک شامی کو مقرر کر کے یمن کے جانب روانہ ہوا۔ جب عبداللہ بن یحییٰ طالب حق کو صنعاء میں اس کی روانگی کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی اپنی فوج لے کر اس کی طرف روانہ ہوا۔ ان دونوں میں ایک جگہ سخت جنگ ہوئی جس میں ابن یحییٰ قتل کیا گیا اور اُس کا سر شام میں مروان کے پاس بھیج دیا گیا اور ابن عطیہ صنعاء چلا گیا۔

ابن عطیہ کا قتل

جب ابن عطیہ نے صنعاء میں جا کر قیام کیا تو مروان نے اُس کو لکھا کہ تم جلد وہاں سے لوگوں کے ساتھ حج کرنے کے لیے روانہ ہو جاؤ۔ اس لیے وہ اپنی چالیس ہزار فوج اور تمام سامان کو صنعاء میں چھوڑ کر صرف بارہ آدمیوں کو ساتھ لے کر حج کے لیے روانہ ہوا اور جب جُرف میں آیا تو جہانتہ المرادیان کے دونوں لڑکے بہت بڑی جماعت لیے ہوئے آ پہنچے اور کہا تم لوگ ڈاکو ہو۔ تو ابن عطیہ نے مروان کا فرمان حج دکھلایا اور کہا مجھ کو امیر المومنین نے حج کے لیے مقرر فرمایا ہے اور میرے ساتھ یہ فرمان بھی ہے اور میں ابن عطیہ ہوں اُس نے کہا یہ سب جھوٹ ہے تم یقینی قزاق ہو آخر ابن عطیہ کو اُن سے جنگ کرنی پڑی یہاں تک کہ مقتول ہو گیا۔

قحطبہ کی اہلِ جرجان سے جنگ

اسی سال قحطبہ بن شبیب نے تیس ہزار سے زیادہ جرجانیوں کو قتل کر ڈالا کیونکہ اس کو نباتہ بن حنظلہ کے قتل کے بعد معلوم ہوا کہ وہ سب اس کے مقابلے کے لیے نکلنے والے ہیں اس لیے وہ وہاں آیا اور تیس ہزار سے زیادہ لوگوں کو قتل کر ڈالا۔ اس وقت نصر بن سیار قومس میں تھا پھر وہاں سے خوارری چلا آیا اور ابن ہبیرہ سے امداد طلب کی۔ خراسان کے بعض عمائدین کو اس کام کے لیے ابن ہبیرہ کے پاس بھیجا اور خراسان کی صورت حال اُس پر ظاہر کی اور کہا کہ تمام خراسان میں اب کوئی ایسا نہیں ہے جو مجھ پر اعتماد کرے اس لیے اس وقت تم میری امداد کم سے کم دس ہزار فوج کے ساتھ کرو۔ قبل اس کے

Marfat.com

کہ تم میری ایک لاکھ کی امداد کرو۔ ابن ہبیرہ نے اُس کے قاصدوں کو گرفتار کرلیا۔ پھر نصر نے مروان کو لکھا'' میں نے ابن ہبیرہ کے پاس خراسانیوں کی ایک جماعت بھیجی تھی تا کہ وہ لوگوں کے معاملات سے آگاہ کریں اور میرے لیے امداد حاصل کریں لیکن اُس نے میرے قاصدوں کو گرفتار کرلیا اور ایک آدمی سے بھی میری امداد نہ کی۔ میری مثال آج کل بالکل اُس شخص جیسی ہے جو کہ اپنے مکان کے حجرہ تک نکال دیا گیا ہو اور پھر اس کو حجرہ سے گھر میں نکال دیا گیا ہو اور پھر گھر سے صحن میں نکال دیا گیا ہو۔ اگر اُس کو اس وقت کوئی مدد کرنے والا مل گیا تو شاید وہ مکان میں جا سکے گا اور گھر اس کے لیے باقی رہ سکے گا اور اگر راستہ تک نکال دیا گیا تو نہ اس کے لیے کوئی گھر ہے نہ صحن ہے۔''

اس لیے مروان نے ابن ہبیرہ کو حکم دیا کہ نصر کی امداد کرے اور اس کی خبر نصر کو بھی دے دی، چنانچہ ابن ہبیرہ نے ایک زبردست لشکر تیار کر کے ابن غطیف کی سرداری میں نصر کی طرف روانہ کیا۔

متفرق واقعات

اس سال صائفہ سے ولید بن ہشام کی قیادت میں جہاد کیا۔ چنانچہ وہ عمق میں مقیم ہوا اور قصر مرعش بنایا اور اسی سال بصرہ میں طاعون آیا۔

اس سال محمد بن عبدالملک بن مروان نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ اس وقت یہ مکہ مدینہ، طائف کا امیر تھا۔ عراق کا امیر یزید بن عمر بن ہبیرہ تھا۔ کوفہ کی قضاۃ پر حجاج بن عاصم المحاربی تھا، بصرہ کی قضاۃ پر عباد بن منصور تھا اور خراسان کے امیر کا بیان گزر چکا ہے۔

ابوجعفر (یعنی ابن جریر طبری) نے یہ لکھا ہے کہ محمد بن عبدالملک ہی نے لوگوں کے ساتھ حج کیا اور یہی مکہ مدینہ کا عامل تھا پہلے گزر چکا ہے کہ عروہ بن ولید مدینہ کا حاکم تھا۔ آخر ۱۳۱ھ میں بھی یہ بیان کیا گیا کہ مکہ مدینہ اور طائف کا امیر تھا اور اس سال بھی اس نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

وفیات

اسی سال ابوجعفر یزید بن قعقاع القاری مولیٰ عبداللہ بن عباس المخزومی کی مدینہ میں وفات ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ اسی سال مولیٰ ابی بکر بن عبدالرحمٰن کو قدید میں زہر دیا گیا۔ اسی سال ایوب بن ابی

Marfat.com

تمیمة الُسنحیتانی نے تریسٹھ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کا ۱۲۵ھ میں انتقال ہوا۔ اس وقت ان کی عمر ۷۳ برس تھی۔

اسی سال اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ الانصاری کی وفات ہوئی بعض لوگ کہتے ہیں کہ ۱۳۲ھ میں وفات ہوئی اور بعض لوگ کہتے ہیں ۱۳۴ھ میں ہوئی ان کی کنیت ابو نجیح تھی۔

اسی سال مخرمہ بن سلیمان نے ۷۰ برس کی عمر میں اور ابو جزۃ السعدی یزید بن عبید، الحویرث، یزید بن ابی مالک الہمدانی، یزید بن رومان، عکرمہ بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام، عبدالعزیز بن رُفیع کی وفات ہوئی۔ عبدالعزیز بن رفیع، عبداللہ مکی فقیہ کے والد ہیں۔ موت کے وقت ان کی عمر سو سال کی تھی اور کثرت نکاح کی وجہ سے ان کے پاس کوئی عورت نہیں ٹھہرتی تھی۔ اسی سال اسمٰعیل بن ابی حکیم کاتب عمر بن عبدالعزیز اور یزید بن ابان کی وفات ہوئی، یزید ''یزید الرشک'' کے نام سے مشہور تھا یہ بصرہ کے نخشبی تھے۔

حفص بن سلیمان بن مغیرہ کی بھی اسی سال وفات ہوئی یہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ مروی ہے کہ عاصم نے ان سے قرأت سیکھی تھی۔

۞ ۞ ۞

حواشی وحوالہ جات:

۱ القصص:۱۵

۲ القصص:۲۰

۳ الاحقاف:۳۲ کی آیت کا ترجمہ ہے۔

۴ التوبۃ:۱۴ کا اردو ترجمہ

۵ الشعراء:۲۲۷

۞ ۞ ۞

Marfat.com

باب۔۵۸

سنہ ۱۳۱ھ کے واقعات

نصر بن سیار کی وفات

اسی سال نصر کی وفات ری کے قریب ساوہ میں ہوئی۔ اُس کے وہاں جانے کا یہ سبب ہوا کہ نصر نُباتہ کے قتل ہونے کے بعد خوارری میں آیا جہاں کا امیر ابوبکر العقیلی تھا۔ قحطبہ نے اپنے لڑکے حسن کو محرم ۱۳۱ھ میں اس کی طرف بھیجا اور پھر اس کے بعد ابو کامل ،ابوالقاسم محرز بن ابراہیم اورابوالعباس المروزی کو بھی اپنے بیٹے حسن کے پاس بھیجا۔ جب یہ سب اُس کے قریب پہنچے تو ابو کامل ان سے علیحدہ ہوکر نصر سے جاملا اور اُس کے ساتھ ہوگیا اور کہا کہ میں فلاں مقام پر فوج کو چھوڑ کر آرہا ہوں اس لیے نصر نے اپنی فوج تیار کر کے مقابلہ پر بھیجی لیکن قحطبہ کی فوج بھاگ نکلی اور بھاگتے وقت بہت سا مال واسباب بھی چھوڑ گئی جس پر نصر کے اصحاب نے قبضہ کرلیا۔ پھر نصر نے یہ تمام چیزیں ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیں لیکن راستہ ہی میں رے کے مقام پر ابن غطیف نے نصر کے قاصد کو روک کر تمام سامان لے کر اور اُس کا خط لے کر اپنی جانب سے ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیا۔ یہ خبر سن کر نصر بہت خفا ہوا اور کہا وہ اور اُس کا لڑکا کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ ابن غطیف وہی شخص ہے جس کو ابن ہبیرہ نے تین ہزار فوج کے ساتھ نصر کی امداد کے لیے روانہ کیا تھا اور یہ آکر رے میں پڑا رہ گیا۔ نصر کے پاس نہیں آیا، پھر نصر وہاں سے رے آیا جہاں کہ حبیب بن یزید النشہلی تھا تو ابن عظیف وہاں سے ہمدان چلا گیا۔ اس وقت ہمدان کا حاکم مالک بن اُدھم بن محرز الباہلی تھا۔ اس لیے یہ وہاں بھی نہ ٹھہرا بلکہ اصفہان میں عامر بن ضُبارہ کے پاس چلا آیا۔

Marfat.com

جس وقت نصر رے آیا تو دو دن رہنے کے بعد بیمار پڑ گیا پھر وہاں سے اُٹھا کر ساوہ لایا گیا اور وہیں انتقال کر گیا جب اس کی وفات ہوگئی تو اس کے ساتھی ہمدان چلے آئے۔

اس کی وفات ربیع الاول کی ۱۳/ تاریخ کو ہوئی اُس وقت عمر ۸۵ سال کی تھی بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب نصر خوار رے سے رے کی طرف روانہ ہوا تو رے میں داخل بھی نہ ہوسکا کہ ہمدان اور رے کے درمیانی جنگل میں انتقال کر گیا۔

رے میں قحطبہ کا داخلہ

جب نصر بن سیار کی وفات ہو چکی تو حسن بن قحطبہ نے خزیمہ بن خازم کو سمنان کی طرف روانہ کیا اور قحطبہ نے بھی جرجان سے ادھر کا رخ کیا لیکن اپنے سے پہلے زیاد بن زرارۃ القشیری کو بھیجا۔ یہ ابو مسلم کی اتباع کرنے پر نادم تھا اس لیے وہ قحطبہ سے علیحدہ ہوگیا اور اصفہان کا راستہ اختیار کر کے عامر بن ضُبارہ کا قصد کیا۔ جب قحطبہ کو یہ معلوم ہوا تو اُس نے اُس کے تعاقب میں فوراً مُسیَبّ ابن زہیر الضبی کو بھیجا۔ جس نے دوسرے ہی دن عصر کے وقت آ کر پکڑا اور سخت جنگ کر کے زیاد کو شکست دی اور اُس کے ساتھیوں کا صفایا کر دیا اور پھر قحطبہ کے پاس لوٹ گیا۔

پھر قحطبہ اپنے لڑکے کے پاس قومس آیا اور خُزیمہ بن خازم، سمنان آیا۔ اس کے بعد قحطبہ نے اپنے لڑکے کو رے کی جانب روانہ کیا۔ جب حسن کے آنے کی خبر حبیب بن بدیل النہشلی اور اُس کے ساتھیوں کو ملی تو وہ رے سے نکل گئے اور حسن بن قحطبہ صفر کے مہینہ میں رے میں داخل ہوگیا اور اُس وقت تک وہاں قیام کیا جب تک کہ اُس کا باپ قحطبہ نہیں آیا۔ جب قحطبہ رے آ گیا تو اس نے اس کی خبر ابو مسلم کو دی۔ جب رے پر بنو عباسیہ کا اچھے طریقہ سے تسلط ہوگیا تو وہاں کے اکثر لوگ وہاں سے چل دیئے کیونکہ اُن کا میلان زیادہ تر بنو امیہ کی جانب تھا اور چونکہ وہ سفیانیہ سے تھے تو ابو مسلم نے ان کے اموال واملاک پر قبضہ کرنے کا حکم دے دیا۔ پھر جب یہ لوگ ۱۳۲ھ میں حج سے واپس آئے تو اُنھوں نے کوفہ میں قیام کیا اور سفاح سے ابو مسلم کے ظلم کے خلاف فریاد رسی چاہی۔ سفارح نے ابو مسلم کو ان کی تمام چیزوں کے واپس کرنے کا حکم دے دیا لیکن ابو مسلم نے اس کا جواب دیا اور ان کی پوری حالت بتائی اور لکھا کہ یہ لوگ شدید ترین دشمن ہیں لیکن سفاح نے ایک بھی نہ سنی بلکہ ابو مسلم کو اُن کے اموال

Marfat.com

واسباب کے واپس کرنے پر مجبور کیا چنانچہ اس نے ان کے اموال واپس کر دیے۔

جب قحطبہ رے میں آیا تو وہیں قیام کیا اور اُس نے وہاں حکومت بڑی دانشمندی اور حزم واحتیاط سے شروع کی۔ راستوں کو محفوظ کر لیا تھا یہاں تک کہ کوئی شخص بغیر اس کے اجازت نامہ نہیں جا سکتا تھا۔ اُسی زمانہ میں اس کو معلوم ہوا کہ دستمی میں خوارج اور فقراء کی جماعت مجتمع ہوئی ہے تو ابوعون کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ روانہ کیا اس نے پہلے آ کر ان کو کتاب اللہ اور سنت نبیؐ اور رضاء آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دی لیکن انھوں نے قبول نہیں کی تو جنگ کر کے اُن کو شکست دی اور بہتیروں کو قتل کر دیا اور ان میں سے بعض آ کر اسی کے پاس مقیم ہو گئے اور بعض چلے گئے۔

پھر ابومسلم نے اُصبہذ طبرستان کو اپنی اطاعت اور خراج کی ادائیگی کا حکم دیا۔ جس کو انہوں نے قبول کیا۔ ابومسلم نے دُنباوند کے امیر مصمغان کو بھی لکھا تو اس نے جواب دیا کہ تو، تو خارجی ہے اور تیرا اقتدار جلد ختم ہو جائے گا۔ اس پر ابومسلم بہت برافروختہ ہوا اور موسیٰ بن کعب کو رے میں لکھا کہ تم اُس سے جا کر اُس وقت تک جنگ کرو جب تک کہ وہ مطیع نہ ہو جائے۔ موسیٰ اس کی طرف گیا اور اس سے گفت وشنید کی تو اس نے پھر اطاعت سے انکار کیا لیکن یہ کچھ نہ کر سکا اور وہیں مقیم رہا۔ مصمغان پر کسی قسم کا قبضہ نہ کر سکا کیونکہ اُس کا علاقہ دشوار گزار تھا۔ مصمغان روزانہ دیلمیوں کی ایک جماعت کو بھیجتا جو کہ آ کر ان کی فوج سے لڑتی اور انہوں نے راستہ کو روک رکھا تھا اور رسد کو بند کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ موسیٰ کی فوج کے بہت سے لوگ زخمی اور مقتول ہوئے۔ جب موسیٰ نے یہ حال دیکھا تو تنگ آ کر رے واپس آ گیا۔ مصمغان عباسی خلیفہ منصور کے زمانے تک غیر مطیع رہا۔ یہاں تک اس نے حماد بن عمر کو ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا اس نے اس سے جنگ کی اور اسی کے ہاتھ پر دنباوند فتح ہوا۔

جب ابومسلم کے پاس قحطبہ کا خط رے میں آنے کے متعلق پہنچا تو خود مرو سے نیشا پور چلا آیا اور قحطبہ نے رے آنے کے تیسرے دن اپنے لڑکے حسن کو ہمدان بھیج دیا۔ جب اس نے ہمدان کا رخ کیا تو وہاں سے مالک بن ادھم اور تمام شامی اور خراسانی جو وہاں تھے، نہاوند چلے گئے اور وہاں مقیم ہوا۔ حسن ہمدان میں داخل ہوا اور وہاں سے نہاوند چلا گیا اور شہر سے چار فرسخ کے فاصلہ پر مقیم ہوا۔ قحطبہ نے ابی جہم بن عطیہ مولی باہلی کو سات سو ۷۰۰ فوج کے ساتھ اس کی مدد کے لیے بھیجا۔ حسن نے آ کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔

Marfat.com

عامر بن ضُبارہ کا قتل اور اصفہان میں قحطبہ کا داخلہ

اس کے قتل کا سبب یہ ہوا کہ جب عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کو ابن ضُبارہ نے شکست دی تو یہ کرمان کے راستے سے خراسان بھاگا۔ عامر بھی اُس کے پیچھے روانہ ہوا۔ جب تک ابن ہبیرہ کو جرجان میں نبّاتہ بن حنظلہ کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے کرمان میں ابن ضُبارہ اور اپنے لڑکے داؤد بن یزید بن عمر بن ہبیرہ کو لکھا کہ قحطبہ کے مقابلے کے لیے روانہ ہو۔ اس لیے یہ دونوں کرمان سے پچاس ہزار فوج لے کر روانہ ہوئے اور اصفہان پہنچے۔ ابن ضُبارہ کے لشکر کو "عسکر العساکر" کہتے تھے۔ ان کے مقابلے میں قحطبہ نے بھی ایک لشکر مقاتل بن حکیم العکی کی سرکردگی میں روانہ کیا۔ یہ لشکر قم میں اترا۔ ابن ضُبارہ کو معلوم ہوا کہ حسن بن قحطبہ آج کل نہاوند میں مقیم ہے تو وہ روانہ ہوا تا کہ وہاں جو اصحاب مروان ہیں ان کی امداد کرے۔ اس کی اطلاع مقاتل نے قم سے قحطبہ کو بھیجی۔ قحطبہ رے سے روانہ ہو کر مقاتل بن حکیم العکی سے ملا پھر وہ سب کے سب روانہ ہوئے تو ابن ضُبارہ اور داؤد بن یزید بن ہبیرہ سے مقابلہ ہو گیا۔ اس وقت قحطبہ کے پاس ۲۰ ہزار فوج تھی، اُن میں خالد بن برمک بھی تھا اور ابن ضبارہ کے پاس ایک لاکھ فوج تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں ایک لاکھ پچاس ہزار تھی۔ قحطبہ نے قرآن مجید بلند کرنے کا حکم دیا اس لیے کلام مجید نیزہ پر بلند کیا گیا اور کہا گیا اے اہلِ شام میں تم کو اُن امور کی دعوت دیتا ہوں جو اس کتاب میں ہیں لیکن اس کے جواب میں انھوں نے گالیاں دیں اور بُرا بھلا کہا۔ اس کے بعد قحطبہ نے اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اس لیے عکی نے حملہ کیا اور لوگوں میں کھلبلی پڑ گئی لیکن زیادہ دیر تک جنگ نہ ہونے پائی تھی کہ اہلِ شام کو شکست ہو گئی اور بہت سے قتل کیے گئے اور ابن ضُبارہ بھی شکست کھا کر اپنی لشکر گاہ میں داخل ہو گیا تو قحطبہ نے اس کا تعاقب کیا۔ ابن ضُبارہ نے لوگوں کو آواز دی کہ میرے پاس آؤ لیکن لوگ بھاگ گئے اور داؤد بن ہبیرہ بھی شکست کھا گیا۔ کسی نے ابن ضُبارہ کے متعلق پوچھا تو کہا گیا کہ اس نے تو شکست کھائی۔ ابن ضبارہ نے کہا خدا ہمارے بدمعاشوں پر لعنت کرے۔ اُس نے دوبارہ جنگ کی اور قتل کیا گیا۔ اُس کا بہت سا لشکر بھی کام آیا اور اُس کی فوج سے بے شمار اسلحہ، مال و متاع، غلام اور گھوڑے وغیرہ پکڑے گئے۔ اب تک کوئی لشکر ایسا نہیں دیکھا گیا جس میں ہر قسم کی چیزیں موجود ہوں گویا کہ وہ ایک شہر بسا تھا اس لشکر میں بربط

Marfat.com

،طنبورہ،ستاراورشراب وغیرہ غرض کہ یہ تمام چیزیں بے اندازہ تھیں پھرقحطبہ نے اس فتح کی خوش خبری نہاوند میں اپنے لڑکے حسن کوبھیجی یہ واقعہ ماہ رجب میں اصفہان کے اطراف میں واقع ہوا۔

قحطبہ کی اہل نہاوند سے لڑائی اوراُس کا داخلہ

جب ابن ضُبارہ قتل کردیا گیا توقحطبہ نے اس کی خوش خبری اپنے لڑکے کواُس وقت بھیجی جب کہ وہ نہاوند کا محاصرہ کیے ہوئے تھا جس وقت اُس کو یہ خبرملی تواس کی تمام فوج نے زور سے تکبیر کانعرہ بلند کیا اوراُس کے قتل کا اعلان کیا۔عاصم بن عمیر السعد ی نے کہا کہ ان لوگوں نے خوداس کے قتل کا اعلان کیا ہے۔ وہ سچ ہے۔اس لیے تم لوگ حسن کے پاس چلو کیونکہ تم لوگ اُس کا مقابلہ نہیں کرسکتے اورمناسب ہے کہ جہاں تمھاراجی چاہے اُس کے باپ یا اُس کے پاس سے امدادآنے کے قبل چلے جاؤ۔ پیدل سپاہ نے کہاتم لوگ توسوار ہوتم توچلے جاؤ گے اورہم کوچھوڑے جاتے ہو۔اس پر مالک بن ادہم باہلی نے کہا ہم بغیر قحطبہ کے آئے ہوئے نہیں جائیں گے۔قحطبہ اصفہان میں بیس ۲۰ دن قیام کرنے کے بعد اپنے لڑکے کے پاس نہاوند آیا اورتین مہینہ شعبان ،رمضان اورشوال تک محاصرہ کیے ہوئے رہااورشہر کے چاروں طرف منجنیقیں نصب کرادیں۔نہاوند میں جوخراسانی تھے ان کودعوت بھیجی اورامان دیا لیکن اُن لوگوں نے اس کوقبول نہیں کیا۔اس کے بعد پھروہاں کے شامیوں کے پاس یہ پیغام بھیجا تواُنھوں نے دعوت اورامان کوقبول کرلیا اورکہلا بھیجا تم شہروالوں کوجنگ میں مصروف رکھو تاکہ ہم اپنے قریب کادروازہ کھول دیں۔قحطبہ نے ایسا ہی کیا اورشامیوں نے دروازہ کھول کرنکلنا شروع کیا۔جب شامی نکلنے لگےتوخراسانیوں نے پوچھا کیابات ہے۔انھوں نے کہاہم نے تمھارے اوراپنے لیے امان لے لی ہے اس لیے نکل رہے ہیں۔پھرخراسان کے سردار نکلےتوقحطبہ نے ہرسردار کو اپنے سرداروں کے حوالے کردیا اورپھراعلان کردیا کہ جس کے پاس اسیر ہوں وہ ان کوقتل کرکے میرے پاس ان کا سرلائے۔اس لیے سپاہیوں نے ایسا ہی کیا آخرکار یہ نتیجہ ہوا کہ جولوگ ابومسلم کے مخالف ہوکرخراسان سے چلے آئے وہ سب کے سب مقتول ہوگئے۔مگراہلِ شام کے ساتھ ایفاء کیااوراُن کو چھوڑدیا اوران سے وعدہ کیا کہ وہ کسی دشمن کوان پر موقع نہ دے گا اوران میں سے کسی کونہیں قتل کیا۔ خراسانیوں کے مقتولین میں یہ لوگ بھی تھےابوکامل ،حاتم بن الحارث بن سریج،ابن نصر بن سیار، عاصم

Marfat.com

بن عمیر، علی بن عقیل اور بہبس۔ جس وقت قحطبہ نے نہاوند کا محاصرہ کیا تو اپنے لڑکے حسن کو مرج القلعۃ پر بھیج دیا اور حسن نے خازم بن خزیمہ کو حلوان کی طرف بھیجا جس کا حاکم عبداللہ بن العلاء الکندی تھا مگر وہ سنتے ہی بھاگ گیا اور حلوان کو خالی کر دیا۔

شہرزُور کی فتح

قحطبہ نے ابوعون عبدالملک بن یزید الخراسانی اور مالک بن طرافتہ الخراسانی کو چار ہزار فوج کے ساتھ شہرزُور کی جانب روانہ کیا۔ اُس وقت وہاں عبداللہ بن مروان بن محمد کے مقدمتہ الجیش کے طور پر عثمان بن سفیان تھا۔ یہ لوگ ۲۰/ ذوالحجہ کو شہر سے دو فرسخ کے فاصلہ پر اُترے اور اُترنے کے ایک دن اور ایک رات کے بعد عثمان سے جنگ شروع کر دی جس میں عثمان کے اصحاب نے شکست کھائی اور وہ خود قتل کیا گیا پھر ابوعون موصل کے شہروں میں مقیم ہوا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عثمان قتل نہیں کیا گیا بلکہ عبداللہ بن مروان کے پاس بھاگ گیا اور ابوعون نے اس کے لشکر کو لوٹ لیا اور اس کی بہت سی فوج مقتول ہوگئی پھر قحطبہ نے ابوعون کے پاس فوجیں بھیجیں چنانچہ اس کے پاس ۳۰ ہزار فوج جمع ہوگئی۔ جب مروان بن محمد کے پاس ابوعون کی خبر پہنچی تو وہ حرّان سے ابوعون کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا اور اُس کے ساتھ اُس وقت اہلِ شام، جزیرہ اور موصل کی فوجیں تھیں اور بنوامیہ نے اپنی اولاد کو ساتھ کر دیا یہاں تک کہ اس نے زاب میں آکر قیام کیا، اس وقت ابوعون نے شہرزُور میں بقیہ ایام ذی الحجہ اور محرم ۱۳۲ھ کے گزارے اور وہاں پانچ ہزار درہم تقسیم کیے۔

قحطبہ کی عراق میں ابن ہبیرہ کی طرف روانگی

جب عراق کے امیر یزید بن ہبیرہ کے پاس اُس کا لڑکا ابوداؤد حلوان سے شکست کھا کر آیا تو یہ بے شمار لشکر قحطبہ کے مقابلے کے لیے نکلا۔ ساتھ میں حوثرہ بن سہیل الباہلی بھی تھا جس کو مروان نے ابن ہبیرہ کی امداد کے لیے بھیجا تھا۔ ابن ہبیرہ جلولاء الواقیعہ میں اترا اور جنگ جلولاء میں عجمیوں نے جو خندق کھودی تھی اُسی کو کھود کر قیام کیا۔ قحطبہ نے بھی اس کا رخ کیا اور آکر قرماسین میں مقیم

Marfat.com

ہوا پھر وہاں سے حلوان گیا اور وہاں سے خانقین چلا گیا اور وہاں سے عکبراء میں آیا اور دریائے دجلہ کو عبور کر کے دمم میں انبار کے سامنے قیام کیا۔ ابن ہبیرہ اپنی فوج کے ساتھ جلدی کوفہ کی جانب قحطبہ سے مقابلہ کے لیے نکلا۔ حوثرہ بھی پندرہ ہزار فوج کے ساتھ کوفہ آیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حوثرہ ابن ہبیرہ سے الگ نہیں ہوا تھا بلکہ اُسی کے ساتھ تھا۔

قحطبہ نے ایک جماعت کو انبار وغیرہ کی طرف بھیج دیا اور اُن کو حکم دیا کہ یہاں سے دمم تک جس قدر کشتیاں ہوں تمام کو پکڑ لاؤ تا کہ وہ لوگ دریائے فرات عبور نہ کریں۔ تمام کشتیاں اس کے سامنے پکڑ کر لائی گئیں۔ قحطبہ دمم سے فرات کو پار کر کے اُس کے مغربی حصہ میں چلا آیا پھر کوفہ کی جانب روانہ ہوا یہاں تک کہ اُس مقام پر پہنچ گیا جہاں ابن ہبیرہ تھا اور سال ختم ہو گیا۔

متفرق واقعات

لوگوں کے ساتھ ولید بن عروہ بن محمد بن عطیہ السعدی نے حج کیا۔ یہ عبدالملک بن محمد کے بھائی کا بیٹا تھا جس نے ابوحمزہ کو قتل کیا تھا۔ ولید اُس زمانہ میں حجاز کا حاکم تھا جب اس کو اپنے چچا عبدالملک کے قتل کی خبر پہنچی تو اس کو جس قدر قاتل مل سکے اُن کو قتل کر ڈالا۔ اُن کی عورتوں کے شکم چاک کر ڈالے، اُن کے بچوں کو قتل کر ڈالا اور جن پر اس کا بس چلا اُن کو جلا بھی دیا۔ اُس وقت عراق کا حاکم یزید بن ہبیرہ تھا، کوفہ کی قضاۃ پر حجاج بن عاصم المحاربی تھا، بصرہ کی قضاۃ پر عباد بن منصور الناجی تھا۔

وفیات

اسی سال منصور بن معدّ ر السلمی ابوعتاب الکوفی کا انتقال ہوا۔ ابومسلم خراسانی نے عبدالعزیز بن داؤد کے بھائی جبلہ بن ابی داؤد العتکی کو قتل کر ڈالا اس کی کنیت ابومروان تھی۔

Marfat.com

باب-۵۹

۱۳۲ھ کے واقعات

قحطبہ کی ہلاکت اور ابن ہبیرہ کی ہزیمت

اسی سال قحطبہ بن شبیب ہلاک ہوا اس کا سبب یہ ہوا کہ قحطبہ ۹/محرم الحرام کو دریائے فرات عبور کر کے غربی فرات میں مقیم ہوا اور ابن ہبیرہ نے دہانہ فرات پر فلوجۃ العلیا کی زمین میں کوفہ سے ۲۳ فرسخ کے فاصلہ پر فوج مرتب کی تھی۔ ضبارہ کی شکست خوردہ فوج بھی اس کے پاس آ گئی تھی اور مروان نے حوثرہ الباہلی کو بھی امداد کے لیے بھیجا تھا۔ حوثرہ وغیرہ نے ابن ھبیرہ سے کہا کہ قحطبہ تو کوفہ کی طرف جانا چاہتا ہے اس لیے اُس کو چھوڑ دو وہ اور مروان نپٹ لیں گے اور خراسان کا قصد کرو کیونکہ تم اُس کو شکست دے دو گے اور پھر اس کے لیے یہ مناسب ہوگا کہ وہ تمھاری اطاعت کرے۔ اُس نے کہا میری رائے تو یہ ہے کہ میں جلد از جلد کوفہ پہنچنے میں سبقت لے جاؤں اس لیے کہ وہ میری اتباع نہ کرے گا اور نہ کوفہ کو چھوڑے گا۔ چنانچہ دجلہ کو مدائن کی طرف سے عبور کیا اور کوفہ کا ارادہ کیا اپنے مقدمہ پر حوثرہ کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ کوفہ روانہ ہو جاؤ۔ اس وقت دونوں فریق فرات کے دونوں جانب جا رہے تھے۔ قحطبہ نے کہا امام نے مجھ کو خبر دی ہے کہ اس جگہ کوئی عظیم الشان جنگ ہوگی جس میں ہم کو فتح ہوگی۔

قحطبہ جباریہ میں اُترا، لوگوں نے اُس کو جائے عبور کا پتہ دیا اس راستہ سے اس نے فرات کو عبور کیا حوثرہ اور محمد بن نباتہ سے جنگ کی جس میں اہلِ شام نے شکست کھائی۔ لوگوں نے قحطبہ کا پتہ نہ پایا اس لیے لوگوں نے کہا جس کو قحطبہ کی کوئی خبر ہو وہ اطلاع دیں۔ مقاتل بن مالک العتکی نے کہا کہ میں نے قحطبہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر میرے ساتھ کوئی واقعہ پیش آ جائے تو حسن میرا لڑکا امیر ہوگا۔ اس

Marfat.com

لیے لوگوں نے حسن کے بھائی حُمید بن قحطبہ پر بیعت کرلی۔ اس کو قحطبہ نے ایک سریّہ کے ساتھ بھیجا تھا۔ اس لیے لوگوں نے اُس کو بلا بھیجا اور امارت اس کے سپرد کی۔ اس کے بعد جب لوگوں نے قحطبہ کو تلاش کیا تو اُس کو اور حرب بن سالم بن احوز دونوں کو ایک نہر میں مقتول پایا۔ لوگوں نے قیاس کیا کہ ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو قتل کر ڈالا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جس وقت قحطبہ فرات عبور کر رہا تھا اس وقت معن بن زائدہ نے اُس کی گردن پر ایک تلوار ماری جس کی وجہ سے وہ پانی میں گر گیا۔ لوگوں نے نکالا تو کہا اگر میں مرجاؤں تو میرے ہاتھ باندھ کر پانی میں ڈال دینا تاکہ لوگوں کو میرے مرنے کی اطلاع نہ ہو۔

اس نے اہلِ خراسان سے جنگ کی جس میں محمد بن نباتہ اور اہل شام نے شکست کھائی چنانچہ وہ لشکر گاہ اور تمام سامان واسباب اور اسلحہ وغیرہ کو چھوڑ کر واسط کی طرف بھاگے اور جب حسن بن قحطبہ امیر ہوا تو اس نے تمام سامان شمار کرنے کا حکم دیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں حوثرہ کوفہ ہی میں تھا۔ اس وقت اس کے پاس ابن ہبیرہ کی شکست کی خبر پہنچی اور وہ اپنے اصحاب کے ساتھ اس کی طرف چلا گیا۔

محمد بن خالد کا کوفہ میں سردار بن کر خروج کرنا

اسی سال محمد بن خالد بن عبداللہ قسری نے خروج کیا اور حسن بن قحطبہ کے کوفہ میں آنے سے قبل اُس نے علم سیاہ بلند کر دیا۔ کوفہ سے ابن ہبیرہ کے عامل کو نکال کر اپنی سرداری کا اعلان کیا۔ اس کے بعد حسن آیا۔ اس کا واقعہ یوں ہے کہ اُس زمانہ میں جب کہ کوفہ کا حاکم زیاد بن صالح الحارثی تھا اور کوتوال عبدالرحمٰن بن کثیر العجلی تھا تو محمد نے محرم کی دسویں شب میں آل رسول کی حمایت کا اعلان کیا اور خروج کیا اور اس نے قصر الامارۃ کا رخ کیا۔ زیاد مع اپنی شامی فوج کے نکل گیا اور یہ داخل ہوگیا۔ جب یہ خبر حوثرہ کو معلوم ہوئی تو اُس نے بھی کوفہ کا رخ کیا۔ اس خبر کے سنتے ہی تمام لوگ محمد سے علیحدہ ہوگئے اور صرف اس کے پاس اس کے موالی اور مروان سے فرار شدہ یمنی لوگ اور کچھ شامی باقی رہ گئے۔

پھر ابوسلمہ خلال نے محمد کو مشورہ دیا کہ وہ قصر سے نکل جائے۔ اس نے خود اب تک اپنی حمایت کا اظہار نہیں کیا تھا کیونکہ وہ حوثرہ اور اُس کی فوج سے خائف تھا لیکن ان دونوں میں سے کسی کو قحطبہ کی وفات کی خبر نہ تھی۔ جب حوثرہ کو یہ خبر پہنچی کہ محمد کے ساتھی متفرق ہوگئے تو اس نے روانہ ہونے

Marfat.com

کی تیاری شروع کی۔ اسی عرصے میں جب کہ محمد قصر میں تھا بعض لوگ مقدمتہ الجیش کی طرح آتے ہوئے نظر پڑے تو اُس سے کہا گیا کہ شامی آگئے۔ فوراً اُس نے اپنے چند موالی بھیجے لیکن اُن سے شامیوں نے آواز دے کر کہا کہ ہم بجیلہ ہیں اور ہم میں ملیح بن خالد النجلی ہے ہم اس لیے آرہے ہیں کہ امیر پر بیعت کریں اور امیر کی اطاعت میں داخل ہوں۔ چنانچہ وہ داخل ہوئے اس کے بعد اس سے بھی عظیم الشان گروہ آیا جس میں جہم بن اصفح الکنانی تھا پھر اس سے بھی ایک اور عظیم الشان گروہ آیا جس میں آل بجدل کا ایک شخص تھا۔ جب حوثرہ نے اپنے لوگوں کی یہ حالت دیکھی تو اس نے واسط کی جانب کوچ کیا پھر محمد بن خالد نے قحطبہ کو لکھا اور وہ اُس کی ہلاکت سے باخبر نہ تھا کہ میں نے کوفہ پر قبضہ کرلیا۔

جب یہ قاصد حسن بن قحطبہ کے پاس آیا تو اُس نے خالد کے خط کو لوگوں میں پڑھ کر سنایا اور کوفہ کی طرف روانہ ہونے کی تیاری کی۔ محمد نے کوفہ میں جمعہ، سنیچر، اتوار تک قیام کیا پھر پیر کی صبح حسن آگیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حسن بن قحطبہ ابن ہبیرہ کی شکست کے بعد آیا اور وہاں کا عامل عبدالرحمٰن بن بشیر العجلی بھاگ گیا تو محمد بن خالد وہاں کا سردار بن بیٹھا اور گیارہ آدمیوں کو لے کر لوگوں سے بیعت لی پھر دوسرے ہی دن حسن آگیا تو وہ اور اُس کے اصحاب نے ابوسلمہ کو جنگ کرنے کے لیے نکالا۔ اس لیے وہ نخیلہ میں دو دن تک لشکر لیے پڑا رہا۔ پھر تمام اعین میں چلا آیا اور اس نے حسن بن قحطبہ کو ابن ہبیرہ سے جنگ کرنے کے لیے واسط کی طرف بھیج دیا۔ اس کے بعد لوگوں نے ابوسلمہ حفص بن سلیمان مولی سبیع پر بیعت کرلی اور وہ آل محمد کا وزیر کہا جاتا تھا محمد بن خالد بن عبداللہ کو کوفہ کا حاکم بنالیا اور امیر پکارنے لگے اور یہی ابوالعباس سفاح کے زمانہ تک امیر رہا۔

اُس نے حُمید بن قحطبہ کو مدائن کی طرف بھیجا مسیّب بن زہیر اور خالد بن برمک کو دیرقنی کی طرف بھیجا مہلبی اور شراحیل کو عین التمر کی جانب اور بُسام بن ابراہیم بن بسام کو اہواز کی طرف بھیجا، جہاں عبدالواحد بن عمر بن ہبیرہ بھی تھا۔ جب بُسام یہاں آیا تو عبدالواحد اس سے جنگ کرنے کے بعد شکست کھا کر چلا گیا۔ بصرہ کی جانب سفیان بن معاویہ بن یزید بن مہلّب کو بھیجا، وہ وہاں آگیا۔ اس وقت وہاں کا عامل ابن ھبیرہ کی طرف سے سلم بن قتیبہ الباہلی تھا اور عبدالواحد بن ہبیرہ بھی اس سے آکر مل گیا تھا جیسا کہ اوپر بیان گزر چکا ہے۔ سفیان بن معاویہ نے اس کو لکھا کہ دارالامارہ کو چھوڑ

Marfat.com

کر علیحدہ ہو جاؤ اور اس کو ابی سلمہ کے رائے کی بھی اطلاع دی لیکن اس نے انکار کیا اور تمام بنو قیس اور بنو مضر اور بنو امیہ بصرہ میں تھے۔ سب کو جمع کیا اور اس کے علاوہ سلم کے پاس ابن ہبیرہ کے بھیجے ہوئے سردار بھی آ گئے اور سفیان نے بھی تمام یمانیوں اور ان کے خلفاء جو ربیعہ سے تھے ان کو جمع کر لیا۔

پھر سلم اونٹوں کے بازار کے مقام پر آیا اور سواروں کو بصرہ کے گلی کوچوں میں پھیلا دیا اور اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک سر لائے گا اُس کو پانچ سو درہم ملیں گے اور جو کوئی ایک قیدی لائے گا اس کو ایک ہزار درہم ملیں گے پھر معاویہ بن سفیان بن معاویہ، ربیعہ اور اپنے خاص لوگوں کے ساتھ نکلا تو بنی تمیم کی فوج سے مقابلہ ہوا لیکن معاویہ کو شکست ہوئی اور قتل کر دیا گیا۔ جب اُس کا سر سلم کے پاس لایا گیا تو اُس کے قاتل کو دس ہزار درہم دیے۔ معاویہ بن سفیان کے قتل ہونے کے بعد سفیان کی ہمت ٹوٹ گئی اس لیے شکست کھا گیا۔ اسی عرصے میں سلم کے پاس مروان کی جانب سے چار ہزار فوج آ گئی تو سلم نے بقیہ ازدیوں کے لوٹ لینے کا ارادہ کیا۔ اس لیے اُن سے سخت جنگ کی اور ان کے آدمیوں کو قتل کیا گیا۔ بنو ازد نے شکست کھائی اور ان کے مکان لوٹ لیے گئے۔ اُن کی عورتیں باندی بنالی گئیں اُن کے مکان تین دن تک منہدم کیے گئے۔ سلم برابر بصرہ ہی میں رہا یہاں تک کہ ابن ہبیرہ کے قتل کی خبر اس کے پاس آئی تو سلم وہاں سے چل دیا۔ بصرہ میں جو لوگ حارث بن عبدالمطلب کے خاندان سے تھے وہ محمد بن جعفر کے پاس آئے اور ان کو اپنا امیر مقرر کیا۔ چند دن امامت کرنے پائے تھے کہ ابو مسلم کی جانب سے ابو مالک عبداللہ بن اسید الخزاعی بصرہ میں حاکم ہو کر آ گیا۔ جب ابوالعباس کا دور آیا تو اس نے سفیان بن معاویہ کو وہاں کا امیر بنایا، سفیان اور سلم کی یہ جنگ ماہ صفر میں ہوئی تھی اسی سال مروان نے ولید بن عروہ کو مدینہ سے معزول کیا اور ربیع الاول میں اُس کے بھائی یوسف بن عروہ کو حاکم مقرر کیا۔ بس دولت امیہ کے دور کا خاتمہ ہو گیا۔

Marfat.com